

اپریل 2015

ماہنامہ بچی اور دینی کہانیوں کا مجموعہ

جوابِ عرصہ

اپریل 2015 خواتین اور مردوں کی دینی کہانیاں شائع کرنے والا پاکستان کا پہلا لٹریچر مجلہ جوابِ عرصہ

CPL NO 220

PDFBOOKSFREE.PK

عذابِ محبت نمبر

RS:90

www.pdfbooksfree.pk

CPL No.220

ماہنامہ
جواب عرض
لاہور

بانی۔ شہزادہ عالمگیر
نگران اعلیٰ۔ شہباز عالمگیر
چیرمین۔ شہزادہ امتش
چیف ایگزیکٹو۔ شہزادہ فیصل

مفسر نیچر۔

ریاض احمد

سرکولیشن نیچر۔

جمال الدین

مارکیٹنگ۔ کرن۔ مایا نور۔

فاطمہ۔ رابع۔ سارا۔ زارا

جلد نمبر 40۔ شان نمبر 11

ماہ اپریل 2015

قیمت۔ 90 روپے

عذاب محبت نمبر



پوسٹ بکس نمبر 3202 غالب مارکیٹ گلبرگ III لاہور

ماہنامہ جواب عرض اپریل 2015 کے شمارے عذاب محبت نمبر کی جھلکیاں

ممتاروٹھ جائے تو

عافیہ گوندل

46

ایسا بھی؟ ووتا ہے

خرم شہزاد مغل

15

جلد نمبر 40
شمارہ نمبر 11

میرے خواب ریزہ ریزہ

ایم عمر دراز آکاش

66

عذاب محبت

دین محمد بلوچ

6

گل دستہ

محبت ہی محبت

ذیشان حیدر۔

74

اندھا عشق

سیدہ امامہ کہوٹہ

20

عذاب محبت نمبر

محبت کا میاں نہ ہو سکی

صبیحہ فیصل آباد

86

بے جان ہے زندگی

ریاض حسین شامد

24

پسندیدہ اشعار

محبت قربانی مانگتی ہے

حق نواز لسیلہ

90

چاند اور چاندنی

شاہد رفیق سہو

40

کہانیوں کی صداقت ہم شک و شبہ سے بالاتر ہوتی ہیں اسکی تمام کہانیوں کے تمام نام و واقعات قطعی طور پر سچے ثابت ہیں ہمیں یہ حالات سنائی
 دیتے ہوئے کامیاب ہو جس کا ایڈیٹر۔ رائٹر۔ ادارہ۔ یا پیشکش کرنے والا نہ ہوگا۔ (پیشکش کرنے والا نہ ہوگا۔) پر سچے زائد پیشکش۔ ریتی گن روڈ لاہور

پیارا کاسرا بقط نمبر ۳
 فلک ز اہلا ہور

102

مجھے یاد رکھنا
 رینا محمود قریشی

94

سکھنا لہیاں دے
 مسرت شاہین

124

وہ شخص قیامت تھا
 اشرف زخمی دل

تنہائیاں

پھر منزل مل گئی
 اللہ دتہ چوہان

غزلیں نظمیں

اجڑ گیا بستا بستا گھر
 شوکت علی انجم

172

زخم دل چھپا کے روئے
 حکیم ایم جاوید سیم

اپریل 2015

بکھری زندگی عزت کی تیرانی
 ناصر اقبال خٹک۔ کرک

143

سچا انسان
 محمد رمضان بگٹی

120

پھر بے وفائی
 عارف شہزاد

100

----- حماد ظفر ہادی۔ منڈی بہاؤ الدین۔

www.pdfbooksfree.pk

شہزادہ عالمگیر ہسپتال

شہزادہ عالمگیر صاحب کی دیرینہ خواہش کی تکمیل پوری ہونے جا رہی ہے

قارئین کرام آپ حضرات کے تعاون سے ہم عالمگیر ہسپتال کا سنگ بنیاد رکھنا چاہتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ شہزادہ عالمگیر صاحب کے خوابوں کو پورا کیا جائے۔ یہ فیصلہ ہم نے بہت سوچ سمجھ کر کیا ہے امید ہے کہ آپ قارئین ہمارے اس فیصلہ کو ویکلم کہیں گے اور اپنے تعاون سے نوازیں گے اس ہسپتال کی تعمیر کے لیے ہمیں لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں روپوں کی ضرورت ہے آپ کے تعاون سے ہم اس ہسپتال کی بنیاد میں انشاء اللہ کامیاب ہو جائیں گے۔ آپ سے جو بھی ہو ملتا ہے اس ہسپتال کی تعمیر میں ہماری مالی مدد کریں آپ کی مدد سے ہی ہم اس کام کو سرانجام دے سکتے ہیں۔ آپ کا ایک ایک روپیہ اس ہسپتال کی تعمیر کے لیے ہمارے لیے بہت اہم ہوگا۔ بہت جلد ہم اس کا سنگ بنیاد رکھنا چاہتے ہیں آپ حضرات سے مالی تعاون کی پرزور اپیل کرتے ہیں امید ہے کہ آپ اس نیک مقصد کو پورا کرنے میں ہمارا بھرپور ساتھ دیں گے۔ چاہے سو روپے ہی بھی آپ ہمارے اس اکاؤنٹ میں ڈال سکتے ہیں۔ آپ کے ایک ایک روپے کی حفاظت کی جائے گی اس ہسپتال میں نہ صرف غریبوں کا فری علاج کیا جائے گا بلکہ ان کے لیے کھانے کا بھی بندوبست کیا جائیگا۔ یہ ہسپتال آپ کا ہسپتال ہوگا۔ آپ کے تعاون سے بننے والے اس ہسپتال کا کام جلد شروع کر دیا جائے گا۔ تمام قارئین کرام اپنی رقم اس اکاؤنٹ میں جمع کروائیں شکریہ کا موقع دیں اور دعا کریں کہ ہم اس نیک کام میں جلد کامیاب ہو جائیں۔

شہزادہ امتش عالمگیر

اکاؤنٹ 01957900347001 حبیب بینک کمرشل ایریا کیولری گراؤنڈ لاہور

جواب عرض 5

عذاب محبت

- تحریر - دین محمد بلوچ - بلوچستان

شہزادہ بھائی - السلام وعلیکم - امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
قارئین جو نام اور عزت مجھے جواب عرض نے دی ہے اور میں اس کا بے حد مشکور ہوں مجھے بے حد خوشی
ہوتی ہے ایک بار پھر میں اپنی دوسری کہانی جس کا نام میں نے "عذاب محبت" رکھا ہے امید ہے کہ آپ
جناب اسے جواب عرض میں شائع کر کے مجھے شکر یہ کا ایک بار پھر موقع دیں گے۔ جو دوست میری کہانی
کو پسند کرتے ہیں ان کا مشکور ہوں اور جو دوست مجھے اپنے دلوں میں یاد رکھتے ہیں ان کو میرا پیار بھر اسلام
اور محبتیں چاہتیں اور دل کی گہرائیوں سے ہزاروں دعاؤں کے ساتھ سلام قبول ہو میں ادارہ جواب عرض کی
جتنی بھی تعریف کروں کم ہے۔

ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام ہزاروں مقامات کے نام
تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی ملی شگنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا اسٹوڈیو دار نہیں
ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

کائناتوں پر بھی برستے ہیں جہاں پر بھی جی کیا جاسکتا
ہے یہی محبت سے کافی لوگوں نے محبت کی منزل
حاصل کر لی اور بعض لوگ تو آدھے راستے پہ ہی ہمت
ووصلہ مار بیٹھتے ہیں کیا یہاں ان سطروں پہ لہا جاسکتا
ہے جو لوگ اپنی منزل پر پہنچنے ان میں ہمت ووصلہ اور
قربانیاں دینے کا شوق و ولولہ انوث تھے اور جو منزل
تک رسائی حاصل نہ کر سکے تو وہ شاید کمزور و کم حوصلہ
ان کو کہا جاسکتا ہے۔ اس موقع پر مجھے ایک شعر یاد آیا
ہے جو قارئین کرام کے زیر نگاہ کر رہا ہوں۔

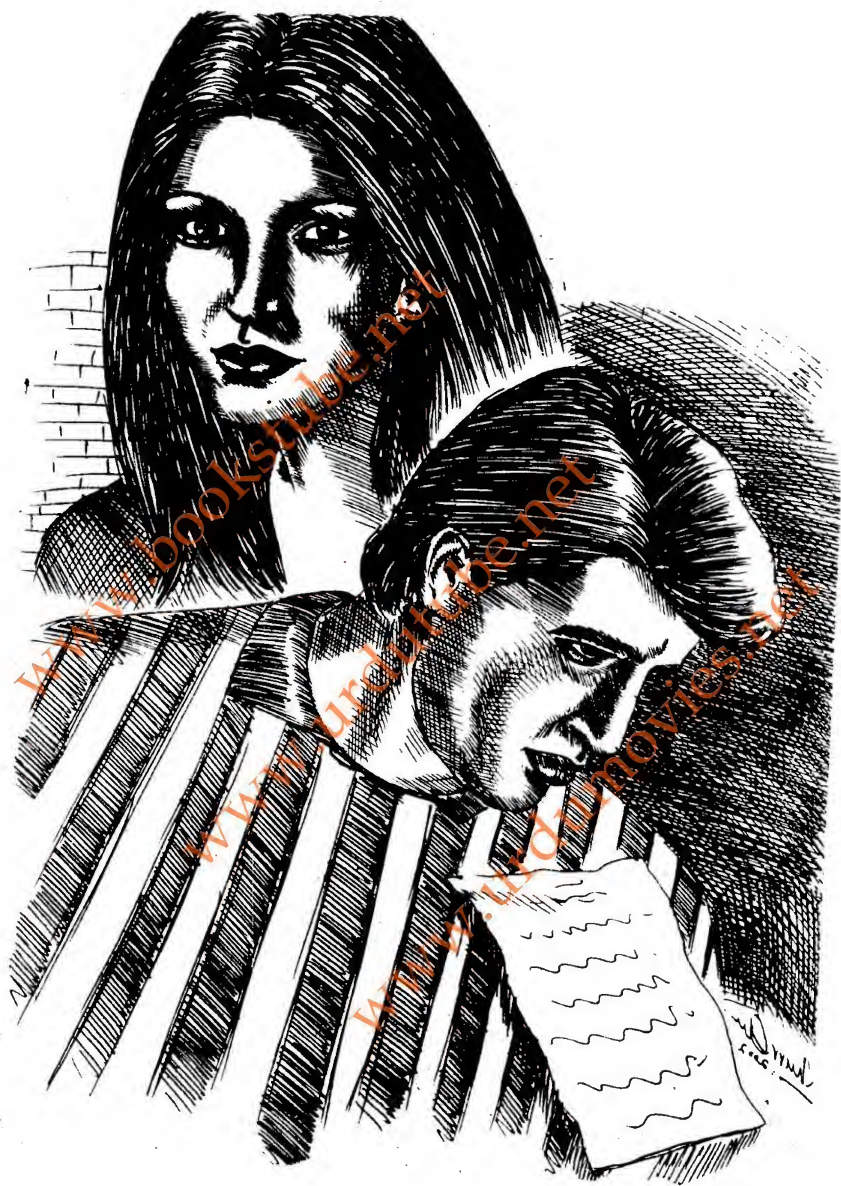
بھئی لفظ بھول جاؤں بھی بات بھول جاؤں
تجھے اس قدر چاہوں کہ اپنی ذات بھول جاؤں
انھ کے تیرے پاس سے جو میں چل دوں
جاتے ہوئے خود کو تیرے پاس بھول جاؤں
جو کہانی آپ قارئین کرام کے اشاعت نظر کر
رہا ہوں۔۔۔۔۔ اس کے نام و علاقے بشیر

عارضی و مقطعی ہیں۔

احساسات و جذبات کی کشتی میں محبت
سے زیادہ حسین و دلکش مضرب و
پاؤں اور کوئی نہیں یہ جادو اسم ہے جو حوصلوں کے رنگ
آلودگی میں بھول دیتا ہے لبوں سے کہ لیکن آنکھوں
سے زیادہ ادا ہوتا ہے جب بیان و عیاں ہوتا ہے
چاروں اور پھول ملتے ہیں تارے جگمگانے لگتے ہیں
نجانے کیوں اس احسان سے شناسائی و آشنائی ہر شخص
کو ایک منفرد تجربہ معلوم ہوتا ہے۔
حالانکہ حقیقت صرف اتنی ہی ہے کہ سیف

صرف انداز بیان بدل دیتا ہے ورنہ دنیا میں کوئی بات
نئی نہیں جب کوئی آپ کو دکھ دیتا ہے لیکن آپ صرف
اس خیال سے اس پر ہنس چلتے کہ نہیں وہ دھمی نہ ہو
جائے یہ محبت جب کوئی کسی سے محبت کرتا ہے تو اسے
ایک سنے نام سے پکارا جاتا ہے۔

اگر آپ بے حد تھکے ہوں لیکن کسی کو دیکھ کر مسکرا
دیں تو یہ یقیناً سببی محبت ہے شگم کو دیکھا پھولوں پر بھی



ساتھ چلتے ہوئے تانیہ شاید سے کہنے لگی۔

آپ کی تعلیم کتنی ہے

شاید بننے لگا برائری تک تعلیم سے۔

آگے تعلیم حاصل نہیں کی تانیہ نے کہا کیوں۔

شاید نے کہا کہ ماں باپ نے کہا ماں کا باپ کا

ایک ہی بیٹا ہوں کھیتوں بھٹیڑ بڑھائیوں کی دیکھ بھال اور

کام کاج کون کرتا اس لیے ہماری ذمہ داری میرے

اوپر ہی ہے۔

تانیہ کہنے لگی اچھا پھر تانیہ کہنے لگی کبھی کسی سے

محبت کی ہے

شاید کہنے لگا نہیں تو ہم گاؤں کے سارے لوگ

بھلا محبت سے کیا جانیں

اسنے میں دونوں کھیتوں میں پہنچے اور شاید اپنے

کھیت میں کام کرنے لگا تانیہ پھر بھی اس سے باتیں

کرنے لگی ادھر ادھر کی باتیں آخر کار باتوں باتوں کا

نچوڑ آن کر محبت کے اظہار تک پہنچی تانیہ نے اظہار

محبت کیا شاید نے اقرار کیا دودن تک مہمان شاید کے

ہاں رہے پھر اپنے گھر چلے گئے۔

شاید ادھر بے چین تانیہ ادھر بے چین بننے دو

بننے بعد تانیہ اکیلی شاید کے ہاں آئی اس وقت شاید

بیتوں میں کام کر رہا تھا شاید کی امی نے تانیہ سے کہہ

دیا کہ شاید کھیتوں میں کام کر رہا ہے تانیہ شاید دے

بننے کھیتوں کی جانب روانہ ہوئی اور جا کھیتوں میں

تانیہ نے ساتھ ساتھ تانیہ شاید کے کھیت سے اپ

نی شاید بننے لگا۔

لوگ دیکھیں گے

چھ تانم کھیتوں میں آئے۔ بعد وہ گھر

روانہ ہوئے شاید تانیہ کو لے کر اپنے کمرے میں داخل

ہوا دودھ پر کھانا کھانے کے بعد وہ آپس میں پیار

محبت کی باتیں کرنے لگے آئے روز ان کی محبت

پروان چڑھتی گئی۔ ایک دن تانیہ نے شاید کی امی اور

ابو کو کہا۔

شام کو پھر پرندے اپنے آشیاں کی طرف ایک
ٹولہ بنائے ہوئے رواں دواں ہو رہے تھے غروب
آفتاب سرخی مائل لی کر کچھ ہی لمحوں میں رات کی چادر
اڑھ کر چاند ستاروں کو جیسے دعوت دے رہا ہوا تنے
میں فون کی گھنٹی بجی رسیو کرنے پر میرا گہرا دوست
صابر کہنے لگا۔

میں آپ سے ملنے آ رہا ہوں

کچھ دیر میں صابر میرے ہاں آگیا رات کا کھانا

اس نے میرے ساتھ ہی کھانا پھر تقریباً بارہ ایک بجے

تک میرے ساتھ اس نے باتیں کی اس نے اپنے

دوست کی کہانی سنانی اور کہا۔

اسے جواب عرض میں شائع کروادینا

میں نے حامی بھری اور کہانی کچھ اس طرح سے

ہے کہ۔ ایک لڑکا جس کا نام شاید ایک چھوٹے سے

گاؤں میں رہنے والا اپنی حسین زندگی اسی گاؤں کے

واسط میں اپنی بیٹی بکریوں کو لیے گھاس پھوس گھریلو

کام کاج کرنے میں مصروف اپنے ماں باپ کا

فرمانبردار اور ذمے دار شخصیت۔ یوں کہا جاتا ہے

کہ گاؤں کے لوگ سیدھے سادھے شاید بھی انہی میں

سے ایک خوبصورت و حسین نوجوان لڑکا کیوں کہ

گاؤں کا صاف ستھرا ماحول میں دودھ مکھن کی کاچکا

واہ بھئی واہ۔

منہ میں بالی چھڑا ہوا بیسے ایک دن ان کے ہاں

دور سے رستے دار تانم بن کر آئے منہ نے سامنے

ایک خوبصورت لڑکی بھی گئی جس کا نام تانیہ تارا ت

کھانا کھانے کے بعد وہ جھکے ماندھے ہونے کی وجہ

سے رات کو جلدی ہی سو گئے تھے اور دوسرے دن صبح

چائے ناشتہ وغیرہ کرنے کے بعد شاید اپنے روزمرہ

کھیتوں کی طرف کام کرنے کے لیے روانہ ہوا تانیہ

بھی اس کے ساتھ روانہ ہو گئی یہ کہہ کر کہ مجھے گاؤں کا

ماحول بہت پیارا لگتا ہے شاید اور تانیہ ایک دوسرے

کے ساتھ باتیں کرتے ہوئے آہستہ آہستہ قدم بقدم

ہے لوٹ و فائیں کوئی ہم سے سیکھے
جیسے ٹوٹ کے چابا اسے خبر بھی نہیں ہے
ادھر شاید اپنے ماں باپ کی دیکھ بھال اور پیسے
روپے بڑی رقم ارسال کرتا رہتا تھا جہاں پر شاید نے
فیکٹری بنائی اسی شہر میں ایک پلاٹ خرید کر کونسل بنوایا
ایک وعالیشان گھر کا مالک بن گیا۔

ایک دن گاؤں جا کر اپنے ماں باپ کو بھی اپنے
ساتھ شہر لے آیا شاید کے ماں باپ کی آنکھوں میں
خوشی کے آنسو اُگلے۔ تانیہ کو ڈھیر ساری دعائیں
دیے لگے اسی طرف شاید کو دن رات اپنی محنت کو شاں
رہتے ہوئے۔

ایک دن باہل چھٹی کی وہ اس لیے کہ اسے تانیہ
نے کہہ دیا بڑے آدمی بن گئے ہو ہم سے ملاقات اور
دو پیار بھری بات کر کے لیے آپ کے پاس ناٹم
ہی نہیں ہے اسی لیے اس نے ایک دن چھٹی کیا ورفون
کر کے تانیہ کو اپنے گھر میں بلایا۔ جسے ہی تانیہ گھر
آئی شاید کے ماں باپ تانیہ کو گنگے لگا کر دعائیں
دینے لگے یہ کہہ کر آج شاید اگر عروہوں اور ختی پر
کا مزن ہے تو آپ کی وجہ سے آج اگر بڑے لوگوں
میں شمار ہے تو آپ کی وجہ سے اس کا اگر نام ہے تو
تانیہ تیری وجہ سے ہے اور ہم تیرا یہ احسان نہیں اتار
سکتے تانیہ کہنے لگی یہ سب اوپر والے کا کرم ہے میں
نے تو صرف اسے شہر آنے کو کہا باقی سب محنت و لگن
اس نے خود کی ہے تانیہ شاید سے ملنے لگی۔

اب شادی کر لو بچے ہوں ابو ابو کہیں تو آپ کو
آپ کی امی اور ابو کو بہت خوش ہوئی یہ بات تانیہ مکمل
کر کے چپ ہو گئی تو شاید کی امی اور ابو نے جلدی سے
کہا تانیہ بھی اگر تم شاید سے شادی کر لو تو اس کی زندگی
اور ہمارے گھر میں خوشیاں راج کریں گی یہ سب سن
کر تانیہ مسکرائی اور اپنے پلو میں منہ دے کر رملے
میں داخل ہو گئی پیچھے ہی شاید بھی کمرے میں داخل ہوا
تانیہ کے قریب جا کر تانیہ کے چہرے سے پلو بنایا

میں شاید کو اپنے شہر لے کر جا رہی ہوں جہاں
تعلیم بھی حاصل کرے گا اور کاروبار بھی اس گاؤں
کے ماحول کے علاوہ بھی ایک الگ دنیا ہے جہاں
شاید چل کر کامیاب ہو سکتا ہے ایک بڑا اور امیر شخص
بن سکتا ہے۔

ماں باپ نے انکار کر دیا ادھر بہت کوششیں کی
کہ شاید شہر نہ جائے لیکن تانیہ بھی شاید کے ماں باپ
کے پیروں میں پڑ کر منت سماجت کر کے بھی منا نہیں
طرح تانیہ شاید کو شہر لے گئی۔

عشق کرو تو یہ بھی سوچو عرض سوال سے پہلے
ہجر کی پوری رات آتی ہے صبح وصال سے پہلے
دل کا کوئی ہے دل نے کتنے کتنے منظر دیکھے لیکن
آنکھیں پھل ہو جاتی ہیں اک خیال سے پہلے
کس نے ریت اڑائی شب میں آنکھیں کھول کے
رہیں

کوئی ایک مثل تو دو ناں اس کی مثال سے پہلے
کہتے ہیں ناں مرد کی زندگی کو بنائے والی اور
انکارنے والی اگر کوئی ہے تو عورت ہے اسی طرح اب
آگے چل کر دیکھتے ہیں تانیہ شاید کی زندگی کس طرح
سنوارتی ہے۔

پھر تانیہ کا بوسے کا رو باری شخصیت تھا تانیہ نے
شاید کو اپنے ابو کے ساتھ بچ کر لیا جس میں شاید کو یہ
فائدہ ہوا کہ کاروبار تجارت باور بڑے بڑے لوگوں سے
راہیل گل ہوا اور ناٹم تانیہ بھی اس کی تعلیم میں مدد
کرتی کہنے کا مقصد یہ ہے کہ آئے روز وقت نے شاید
کا ساتھ دیا منزل کی سیڑھی پہ سیڑھی چڑھتے ہوئے
ایک چھوٹے سے کاروبار سے بیکر وہ ایک فیکٹری کا
مالک بن گیا امیر لوگوں میں شاید کا نام اس شہر میں سر
فہرست میں شمار ہو گیا تانیہ شاید کی محبت عروج حاصل
کر چکی تھی۔

پاس پاس کی بی جاؤں آنکھیں اس کی
نسیب ایسا کہ میسر زہر بھی نہیں

کہنے لگا۔

آئے سانسے میں کر محبت سے شوخ شرارتیں اور من کی کھٹی دل بہلانے والی باتیں کرنے لگے تانیہ کہنے لگی کہ یہی ہماری محبت ہے محبت کی جوڑی قسمت والوں کی بنتی ہے ہم خوش نصیب ہیں آج ہم دونوں ایک ہو گئے ہیں شاید کہنے لگا۔

واقعی محبت تو انمول چیز ہے جس کی کوئی مول نہیں محبت کی جتنی بھی تعریف بیان کی جائے کم ہے کیوں کہ میری محبت میرے سانسے میرے ساتھ ہے محبت ذات ہے ذات کی تکمیل ہے کوئی جنگل میں جا ٹھہرے کسی بستی میں بس جائے محبت ساتھ ہوتی ہے محبت خوشبوؤں موسموں کی دھن آبناروں کے نکھرنے پانیوں کا سن جنگلوں میں رقص کرنی موتورنی تن محبت چلیاٹے گرم سحر ازل میں ٹھنڈی ٹھنڈی چھاؤں کی مانند برف پڑتی سردیوں میں دھوپ بنتی ہے محبت دل و جان روح کا دھرم ہے محبت شام ہوتی ہے محبت رات ہوتی ہے جھلملائی آنکھوں میں مسکرات نیند کی رات میں سین خواب کے راستے پر محبت محبت ہوتی ہے محبت ذات ہوتی ہے محبت سرفروشی کو ہمیشہ مان لیتی ہے محبت اول آخر ہے ایک ایسا جذبہ جو ظہور اپنے میں رہے زمانے میں اداسیاں باقی ہے دل سے نفرت کو چھٹا دیتی ہے محبت جسم سے پھولوں میں کھلتا ہے بھی تپتی کے پھٹنکھوں میں ملتا ہے محبت سانس لیتی ہے محبت دکھ لیتی ہے محبت ساتھ چلتی ہے پیرنگانی کے نموں کو زق لیتی ہے محبت گنبد ہے جینے کا فریضہ ہے نہیں جو ڈوبنے پاتا وہ غنبد ہے یہی انسان کے جذبول میں عطا ہے مقدس ہے اب بھی اگر تانیہ مجھ دے پوچھتی ہو تو کیا کہوں تبتی محبت ادا کرتا ہوں۔

ایک باگل سی لڑکی پوچھا کرتی ہے یہ محبت سے کیوں اتنی محبت کرتے ہو تم اس کو کیسے سمجھاؤں میں آکھیں جھیل سمندر ہوں تو

کیا خیال ہے تو تانیہ شاید کے سینے سے بچ ہونے لگی ایسا جھو بات سے چنگاڑی بھڑک اٹھی دونوں گٹل کر محبت کی وادیوں میں کھو گئے مسلسل دس منٹ تک وہ گرم سے ایک الگ دنیا میں داخل ہو گئے عہد و پیاں ساتھ نبھانے کے تعلقات دکھ سکھ میں ساتھ رہنے کے دعوے بہت ساری باتیں آخر شاید کے ماں باپ تانیہ کے ماں باپ کے پاس گئے تانیہ کا رشتہ لینے انہوں نے بھی ہاں کر لی اور اسی طرح تانیہ اور شام کی شادی بڑی دھوم دھماکے ہو گئی بڑے بڑے لوگوں نے شمولیت حاصل کی کہنے کا مقصد جا کر یہی ٹھہرتا ہے طعام کلام ہونے کے بعد سہاگ رات پھر اپنی زندگی کے لمحات شروع گئے شاید اور تانیہ میں محبت اور بھی عروجوں پر واں چڑھنے لگی تھی پہلے کبھی کبھی ملتے تھے اور اب تو ہمیشہ روز و رسی رہنے لگے دو لمبے اور دلہن کا بیج خوشبوؤں کا پلک خوشبو سے نئے نئے سجاوٹ میں کوئی می نہ تھی دلہا شاید صاحب رخ دین کے اندر داخل ہوا تانیہ کمرے میں دلہن بنی بیٹھی اپنے کے چاند کی مثال بھول گلاب کی تازگی دن کی طرح روشن ہے یہ بھی بہت گھونٹ اٹھاتے ہوئے کہنے لگا کیوں کہ پیار کے تہ بھی اپنی اپنی تپتی سی دھن میں لگے کیوں کہ میں تمہاری موت کے پھولوں پر چلی ناز کیوں نہ کریں میں تو اپنی لطف کی گھٹی چھاؤں میں وصل کی شاہیں بھول گیا ہوں ایک حسن خوب صورت کرپانے کے لیے بجائے کیا کیا کرتے رہتے نرم بستر پر گھونٹ اٹھاتے ہوئے آپس میں گٹل کر مورتیاں گلابوں کی چادر اور کمرے کے چاروں طرف خوشبو ہی خوشبو سے معطر نرم بستر پر بیٹھ گئے

یہاں پر کبہا نہ سوری سے کہ پردہ گردتا ہے دوسری صبح جب سورج نے دن کے آغاز کے لیے دستک دی دونوں کمرے سے نکل کر نہانے لگے نئے کپڑے پہن کر بالکل فریش ہو کر ناشتے کے میبل پر حاضر ہو گئے

بنادو پچھنے کی باتیں ہوا ابس میرے پاس آ کر بیٹھو بیٹا
بھری باتیں کر دو تانیہ شاید کی گود میں ایست گئی اور شاہ
افسانہ محبت انداز میں کہنے لگا پیار کی سانس نہ اید
دوست نے مختصر سنا بی ہے سناؤ ہنسا تا یہ دنیا لٹا رہے
گاؤں میں ایک گل جو چاؤں میں ایک دفعہ ۱۰۰ دل سے
توسب ڈالیوں پر بھی گل کھلے اور جب موسم نے بی بھر
پور انگڑائیاں ہمیں یاد آنے لگیں صرف و صرف
تنبائیاں تک جا کے اک قلعہ دل پر چھائی گئی یہ پیا
بھی ایک سپنا تھیرا بس اک پادل ہوا تیزی کیا چلی
ڈالی کے پتھر پڑی ہر گلی آنکھوں اندھیری رات اور رونی
ہوئی برسات کا رنگ لاریں سے ہونے کا شور شرابہ ہوا
اور آنسوؤں کا زور بھی زیادہ ہوا دل کا موسم اجڑ گیا میرا
دل بچھڑے رہ گیا اس بھلا کو لگ نظر سنسار کی بھر
ایسے لمحوں میں اکٹروں چتا ہوں کیوں۔

ایک دن سارے دیوانے بن کر رہے ہیں دنیا
کی یہ کسی ریت ہے ہے کیوں دو دل جدا ہوتے ہیں
ایک دن سب ایک دوسرے سے بچھڑ گئے تو اکیلے
ہیں انہی معلوم ہو گا قدر کیا ہے پیار کی یہی ہے بانی
پیار کی یہ سن کر تانیہ شاید سے کہنے لگی
سنا ہوا یاد آج یہ پیس باتیں کر رہے ہو۔

اتنے میں پہنی سے فون آیا کہ صبا جب جلدی آؤ
کچھ لوگ آئے ہیں اور کے لیے شاید پہنی کی جانب
روانہ ہوا آرڈر فکس کر کے فارغ بیٹھا پھر سوچوں میں
م ہو گیا بیٹھے بیٹھے خیال آیا کہ تانیہ کے بارے میں اس
شخص نے جو بات چھپری تھی اس کا پورا علم کیوں نہ
رکھوں ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ واقعی تانیہ میرے علاوہ
کسی اور سے بھی محبت کرنے لگی ہو یہ بات اہل کر کے
گھر کی طرف روانہ ہوا اسے ایک لڑکا نہرک پر مل گیا
جو اپنی اعلیٰ تعلیم کے لیے ڈگریاں ہاتھ میں لیے ہوئے
نور کوئی اور نوکری اور مزدوری کرنے کی تلاش میں پھر
رہا تھا شاید نے گاڑی جا کر اس کے قریب کھڑی کر

پرسنا اچھا لگتا ہے
سنتے رہنا باتیں کرنا
ہنسنا اچھا لگتا ہے
ایسے میں جینا اچھا لگتا ہے
ایک پاگل سی لڑکی اکٹروں سے
پوچھا کرتی ہے یہ مجھ سے
کیوں اتنی محبت کرتے ہو تم
اس کو کیسے سمجھاؤں تانیہ جو یہ ہمیں آج عطا ہوئی
ہے کہ ہماری محبت حقیقت بھی ہم دونوں ایک پیارا کی
محبت کا سلسلہ یونہی تین چار سال چلتا رہا ایک دن کسی
نے آکر شاید کو کہا کہ اپنی تانیہ اب کسی اور کو جانے
گئی ہے تو شاید کا غمہ آور ہو کر اس شخص پر حملہ آور ہو گیا
لیکن اس شخص نے یہ کہہ دیا کہ اگر یقین نہ آتا ہو تو سیلے
جا بچ پڑتال کر کے دیکھو اگر میری بات سچ نہ لگی تو بھی
سے اگر نہ نکلے تو آکر مجھے مار دینا یہ بات سن کر شاید
کے ہوش خطا ہو گئے جیسے بیروں تلے سے زمین نیچتی
گئی ہو قیامت کا منظر ہو جیسے بہت پریشان ہوا
بزاروں سوچوں کی دلدل میں پھنس گیا کہ میں نے
جس کو اپنی زندگی سمجھا جس نے میری زندگی سنواری
جس کی خاطر اپنا گاؤں تک اپنی مرضی کی زندگی
گزارنے تک ترک کر دیا آج وہ تانیہ ایسا کر سکتی ہے
کبھی نہیں اس شخص نے تم کو لڑانے کے لیے یہ افوا
کر میرے کانوں میں میں میں بجا دی شاید تھا کہ اس کو یہ
م کھائے جا رہا تھا پریشان ہونے کا اس کی آنکھوں
س سے آنسو نکل پڑے خاموش خاموش سوچوں کی
دل میں گھستا ہوا گھر کی طرف چل دیا گھر پہنچتے ہی
مرے میں داخل ہوا شاید کا اترا ہوا منہ دیکھ کر
یشان حال دیکھ کر تانیہ کہنے لگی شاید خیر تو ہے پریشان
نہ رہے ہو آگھیں سچی لال ہیں چہرہ بھی اڑا ہوا
کی دے رہا ہے کیوں پہنی میں کوئی ہاتھ پائی لڑائی

اپریل 2015

جواب عرض 11

بمحبت

۵

دی اور جبہ پوچھی تو لڑکے نے کہا۔

صاحب میں نوکری کی تلاش میں ہوں آپ کے ہاں مزدوری مل جائے تو میں کام کروں گا
شاہد نے خیال دل میں کر کے اس لڑکے کو
ڑی میں بٹھا کر تانیہ کے پیچھے اس لڑکے کو لگا دوں گا
ساری معلومات مجھے دے گا اس طرح مجھے پتہ چل
ئے گا کہ وہ شخص جس نے تانیہ کے بارے میں
ت بتائی تھی وہ جج ہے یا جھوٹ ہے پہلے لڑکے کا نام
چھانڑ کے نے عمران بتایا گاڑی اشارت کی کہا
ہاں تو عمران میرا ایک آسان سا کام ہے نہیں
پیامعاوضہ ملے گا میرا کام کرو گے۔

جی آپ کام بتائیں میں وہ کام کروں گا

اتنے میں شاہد نے جیب میں ہاتھ ڈالا ہوا
نکال کر اس میں سے تانیہ کی تصوی دیکر کہنے لگا تم
صرف اس کا پیچھا کرو گے بویہ گورت کہاں کہاں جانی
ہے اور کس کس سے ملتی ہے اس کی پوری رپورٹ
چاہئے جہاں ریکارڈنگ کی ضرورت پڑے وہاں
ریکارڈنگ کرو جہاں تصوی کی ضرورت پڑے وہاں
کنصوریہ نکال لو بلکہ مجھے اس عورت کی ساری معلومات
یہ بتائے دارے بھی نہ پوچھنا کہ یہ عورت کون ہے
جاپ کا اس سے کیا رشتہ ہے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ
بامعرف کام سے دور رہو۔

پو جی صاحب شاہد نے اپنے گھر سے کافی دور
ہو کر کھڑی کر کے عمران کو بتا دیا یہ عورت سامنے
والے گھر میں رہتی ہے خلیک سے صاحب جی عمران
نے کہا۔

شاہد نے گاڑی کو آگے لے جا کر بازار کی
طرف روانہ ہو گیا اور شوروم سے ایک نئی موٹر سائیکل
عمران کے پلے کر دی کچھ روپے بھی دیئے جو معلومات
کے ملے اس کا رڈ کے پتے پر آ کر مجھے دینا عمران تانیہ
کا پیچھا کرتے ہوئے بہت ساری معلومات اکٹھے
کرتے ہوئے ایک دن جا کر آفس میں شاہد صاحب

کو دے آیا تھا جس میں تانیہ اور ایک شخص دونوں کی
تصویریں اکٹھے تھیں ان دونوں میں پیار بھری باتیں
ریکارڈ کی گئی شاید یہ سب جان کر حیران و پریشان ہو
گیا ہے جین بیقرار ہو گیا جیسے اس کی دنیا ہی ابرو گئی
ہو تہا ہوئی ہو تہا ہی کے دن آگئے ہوں۔

جن راہوں پہ ایک عمر ساتھ رہاں ہوں
کچھ روز سے وہ راستے سنسان بہت ہیں
مل جاؤ کبھی لوٹ کے پھر آؤ ناں
شاید کمزور ہوں میں راہ میں طوفان بہت ہیر
اک تم ہی نہیں میری جدائی میں پریشان
ہم بھی تیری چاہ میں ویران بہت ہیں
اک ترک وفا شخصچہ میں اسے بھلا دوں
مجھ پہ بھی اس شخص کے احسان بہت ہیں
بھر آئیں نہ آئیں تو میں اک بات بتاؤں
اب تجھ دے پیچ جانے کے امکان بہت ہیں
ایسے سمجھو کہ شاہد کا بیجا نام مشکل ہو گیا تھا کافی
دن گھر سے دور تنہائی میں ساری ساری رات سسکیاں
بھر بھر کے اپنی بی بیویوں کو ہی اپنا دل سنا تا رہا پر
آنے والے راستے اور وقت پر بھر کر دکھ درد ہونے لگا
بہت مرتبہ اس نے کو دشمنی کا سوچا ملکہ اس کو یہ دنیا
سنسان ہی لگنے لگی۔

کیا ہے عشق تو شکوہ نہ کر زمانے کا
بیاں بولا تو ہو گیا حسن اس زمانے کا
سزا ملے طور پہ ہم کو ملا فقس غالب
بہت تھا شوق ہمیں آشیاں بنانے کا
یہ سوچ کر خاموش ہو گیا تانیہ کے ساتھ یہ قصہ نہیں
کرنا۔

تم میرے علاوہ کسی اور سے بھی محبت کرتی ہو
کچھ دن شاہد یہ درد غم سمجھتے ہوئے صبر کرنے
لگا ہی تھا اس کو آمنہ نے اپنے ہر تھوڑے پرانوائے کیا
آمنہ شاہد کے آفس میں کا در کر چیکر تھی اسی طرح وہ
آمنہ کے ہر تھوڑے پر گلفٹ و پھولوں کا گلہ سہ لے کر

کیا جہاں آئمہ کی برتھ ڈے پروگرام تھا برتھ ڈے کا پروگرام اختتام پر پہنچتے ہی اجازت طلب کی تو آئمہ نے کہا۔

آپ آج یہاں پر سو جائیں کل کو یہاں سے
اکھٹے فیکٹری پر نکل جائیں گے

شہبہ نے حامی بھری آمنہ اور شہبہ ایک بڑے ہوٹل میں چلے گئے رات کا کھانا وہی ہوٹل میں کھایا آمنہ کے ناز و انداز سے شہبہ کچھ بھیج بھی رہا تھا اور نہ سمجھ رہا تھا لیکن شہبہ کا بھی جی چاہ رہا تھا کہ میں آمنہ سے محبت کر کے شادی کے لیے بات کروں اس وقت کچھ بھی ایسا نہ ہوا۔

دوسری صبح شاہد سویرے ہی فیکٹری چلے گئے
کچھ ہی دیر میں آمنہ بھی پہنچی اور ورکر چیک بک شاہد
کے سامنے پیل پر رکھ کر پٹی ملی اور شاہد ورکر بک کو
دیکھنے لگا کچھ دیر پہلے ہی تھے کہ ایک خط اس میں
سے ملا جو کچھ یوں تھا۔

ڈنیر سر۔۔ میں آپ سے محبت کرنا چاہتی ہوں
کیا آپ اس بات پر رضامند ہیں۔ امیر
شاید نے گھٹی بجائی جب گھنٹی بجی تو امیر حاضر
ہوئی تو شاید نے کہا

آمنہ یہ کیا حرکت ہے تم جانتی ہو میں شادی
شدد ہوں۔
آمنہ۔ بس۔ سن۔ اے میرے۔

شاید پیار سے کہہ رہی ہے میاں مجھ سے شادی کرو
آمنہ مسراہ نے جی
بی ماں

یہ بات یہاں تک ہوئی تمام ہوتے ہی شاید
اپنے سے تانیہ پر نگاہ پڑی پھرتے دو ٹوٹی کی دنیا
میں پلٹے شہید اپنے آپ سے لگے کنبوں کے گئے
کہ یہ دنیا ہی چھوڑ جاؤں گا وہ جو سن میں راہ فرار نہ
گئے اب بہار تھی جانا لگتی سے برف بھی دھوپ جیسی
تھی اب کھلا تھا گھبراہٹ بھولا خزاں کی

طرح راج کرنے لگا ہر لطف نفرت کی سوتی چھو چھو کر تہائی کا تکلف دیتا ہے من کی ہستی تڑپتی صحرا کی ریت جیسی بکھر خزاں رسیدہ ہوؤں میں درازیں بناتی تیری جنت جیسی نگاہ اب جہنم دکھا گئیں آسمان سے نکلتے ہوئے شبنم کی طرح میرے اوپر پتھر پرستے ہیں پھولوں کی بھری پتیاں راہ پر پڑے اب مجھے خار لگتی ہیں ہر منزل شعلوں کی طرح نظر آتی ہے اس پر ہر قدم عذاب کی طرح لگتی ہے ہر گزری تڑپ تڑپ کر اور دھوئیں میں گزرتی ہے بستر پر سو کر خود کو ایسا محسوس کرتا ہوں کہ میں مراۓ۱۰ ہوں تو لگاؤں پتھر کر آسمان کی متوجہ ہوتی ہے اور زمین پر رسنے والا بھی خود کو قبر میں جڑا ہوا محسوس کرتا ہوں آخر کیوں کیا میری منزل میرے منصف کے بغیر ہی بت چکی ہے خود کو تو ایسا محسوس ہوتا ہے

تم روئے جاوے گا۔ اب بھی نہ کرنا
میں اک نظر کو اب بھی نہ کرنا
میں پوچھ پوچھ باروں سے نہ کرنا
تم پتہ نہواں نہ وہ ایسا نہ کرنا
مجھ سے مل کے بننا مجھ سے مل کے رونا
مجھ سے پچھڑ کے جی لو ایسا نہ کرنا
تیرا چاند بن کے رہنا میں دھیتا رزوں کا
تیرے روز نہ نکلو ایسا نہ کرنا
تم طے پاؤ جب بھی دیکھوں راستہ تمہارا
تم لو کہ نہ آؤ ایسا نہ کرنا
اتنے میں نہاں دودھ کا گاس لے کر شاید کے
ہاں کمرے میں آئی میں لو سرتاج شاید دودھ پیئے گا
تائید کہنے لگی۔

شاید کوئی بات ہے جو کافی دنوں سے تم باہل
 ہے حال سے لگے ہوئے ہو چھوٹا بتاؤ
 ہاں تانیہ میں کل کو اپنے گاؤں جاؤں گا پرانی
 یادیں تازہ کرنا چاہتا ہوں صبح جاؤں گا شام کو لوٹ کر
 آ جاؤں گا

میوہل بورڈ انڈے تو نہیں دیتا تھا۔

☆..... پروفیسر ڈاکٹر واجد گینگونی - کراچی

سلوک

ایک دفعہ ملا اچھن پھرے پھرے انڈیا کے صوبے یو پی مشہور تاریخی ضلع بجنور کی تحصیل نجیب آباد کے موضع حسین پور کے محلے پنڈاریاں میں جا پہنچے۔ بھوک سے برا حال تھا انہوں نے گاؤں کے پنڈاریوں سے کہا جلدی سے میرے لئے کھانے کا بندوبست کرو ورنہ میں آپ کے ساتھ وہی سلوک کروں گا جو دوسرے گاؤں والوں کے ساتھ کیا ہے۔ گاؤں حسین پور کے پنڈاری ملا اچھن کی یہ بات سن کر خوفزدہ ہو گئے اور انہوں نے اچھے اچھے کھانے تیار کر کے ملا اچھن کے سامنے رکھ دیے۔ جب ملا اچھن کھانا کھا چکے تو لوگوں اور پنڈاریوں نے پوچھا۔ حضرت آپ نے دوسرے گاؤں والوں جیون سرائے کے ساتھ کیا سلوک کیا تھا؟ ملا اچھن نے بڑی بے باکی سے جواب دیا۔ میں نے گاؤں جیون سرائے جیون سرائے والوں سے کھانا مانگا تو انہوں نے انکار کر دیا میں وہاں آپ کے پاس گاؤں حسین پور آ گیا اگر آپ بھی انکار کریں گے تو میں اگلے گاؤں مسکن بھینڑہ چلا جاتا۔

☆..... پروفیسر ڈاکٹر واجد گینگونی - کراچی

✽ ہمیشہ بچ بولو اور جھوٹ سے بچو۔

✽ کسی مسلمان کے لئے یہ بات مناسب نہیں کہ وہ کسی

دوسرے مسلمان سے تین دن سے زیادہ روٹھا رہے۔

✽ طاقتور نہیں جو کسی کو گرا لے بلکہ طاقتور وہ ہے جو غصے کے

دقت اپنے آپ پر قابو پالے۔

✽ کسی سے خدمت کرو کیونکہ خدمت کیوں کو اس طرح ختم کرتا

ہے جیسے لکڑی کو آگ ختم کر دیتی ہے۔

✽ اللہ اس پر رحم کرتا ہے جو لوگوں پر رحم کرتا ہے جو چوہوں سے

محبت نہیں کرتا بڑوں کا ادب نہیں کرتا اس کا مسلمانوں سے کوئی

علق نہیں۔

✽ وعدہ کرو پورا کرو، مہمانوں کی خدمت کرو۔

✽ جو اپنے آپ کو بڑا کہے اور انکو کر چلے تو خدا اس سے ناراض

ہو جاتا ہے۔

اسی طرح دوسرے دن وہ اپنے گاؤں کی طرف روانہ ہو گیا گاؤں پہنچ کر اور وہاں جانے لگا جہاں پر وہ کھیتوں میں کام کرتا تھا آنکھوں میں آنسو رواں ہو کر فصلوں کے گھاس پھوس والے حصے میں ایک سانپ نکل آیا آ کر شاہد کو ڈس لیا سانپ کے ڈستے ہی اس نے ایک روز دار چنچ ماری آس پاس کے کھیتوں میں کام کرنے والے لوگ شاہد کے قریب جمع ہو گئے دیکھنے پر معلوم ہوا کہ اس کو سانپ نے ڈس لیا ہے سب نے مل کر اس کو اٹھایا اور شہر کو روانہ ہوئے لیکن شاہد کی زندگی نے راستے میں ہی الوداع کیا یہ خبر جا کر شاہد کے امی - ابو فیثری - آمنہ - تانیہ - بلکہ دوست - عزیز و اقارب رشتے دار سب تک اس کے اپنے تک موت کی خبر پہنچی تو کھرام گج گیا اس غم میں اس کے سب چاہنے والوں نے حصہ لیا۔ رنج و غم تمام قارئین گرام سے ایک کام کے تحت ہزارت چاہوں گا اس امید پر کہ رات خبر پریش نہیں۔

جملانے سے جو نہ جھلے... کبیلی چیمڑ جاؤں گا زمانے میں تیری آغوشوں میں آسو چیمڑ جاؤں گا بڑی دیر تک وہ درد و یار سے پٹ مروں گے۔ میں سوک میں رہوں جوئی چیمڑ جاؤں گا

انڈے

انڈیا کے صوبے یو پی کے مشہور تاریخی ضلع بجنور کی تحصیل گینگنے کے محلے بارہ درمی میں پوسٹ ماسٹر سید زاہد حسین نقوی صاحب کے صاحبزادے سید واجد حسین نقوی نے یہ حسن مہدی انڈی نے پوچھا۔ ارے بھئی آپ کیوں ر رہے ہیں؟ سید واجد حسین نقوی نے جواب دیا۔ میری مرغی مر گئی ہے۔ سید حسن مہدی رضوی نے حیرت کا اظہار کیا۔ کمال ہے میرا ایک دوست سید محمد اقبال بطنین زیدی مر گیا لیکن میں نہیں رو پا اور آپ مرغی کو رو رہے ہیں۔ سید واجد حسین نقوی۔ میری مرغی تو انڈے دیتی تھی آپ کا دوست سید محمد اقبال بطنین زیدی سید محمد بطنین زیدی ایم اے ایل ایل بی علیگ چیمڑ مین گینگنے

ایسا بھی ہوتا ہے

-- تحریر -- خرم شہزاد مغل -- بھمبر -- آزاد کشمیر

شہزادہ بھائی۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ میری کہانیاں آپ کے جواب عرض کی زینت بناتے ہیں جس کے لیے میں آپ کا دل کی اتھاہ گہرائیوں سے ممنون و مشکور ہوں اور مودب قارئین کا بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے مجھے اتنے کم عرصے میں اتنی پزیرائی اور عزت بخشی ہے۔ اپنے دل کی گہرائیوں میں سالہا زیر نظر کہانی سب سے الگ سب سے جدا ہے قارئین شاید نہ سمجھی آپ نے ایسی کہانی پڑھی ہوگی اور نہ ہی سمجھی ایسی کہانی آپ کی نظر سے گزری ہوگی اور حتیٰ کے میں کوشش اس بات کی کرتا ہوں کہ میری تحریر کے اندر آپ سب کے لیے ایک سبق موجود ہو اور جو امت مسلم کے لیے اصلاح احوال کا باعث بنے۔

ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاق ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

دیتا ہے یا اعتماد بھی نہیں جیت سکتا اس شخص کا۔ مختصر سچا انسان ملنا بہت مشکل ہے۔

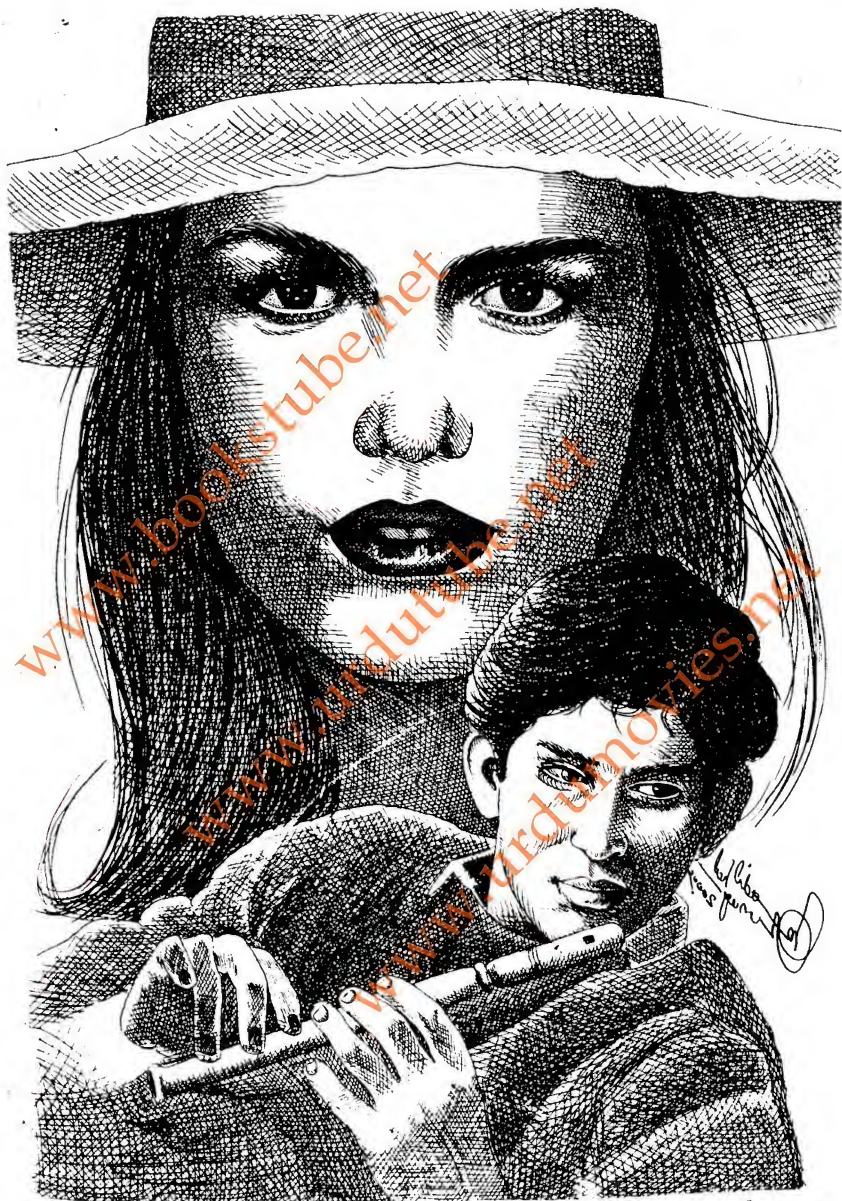
قارئین آج سے پہلے آپ نے عشق و معشوق اور محبت کی بہت داستانیں غم بہت بڑھے ہوں گی لیکن میرا یہ دعویٰ ہے کہ اس طرح کی دلچسپ اور سبق آموز کہانی سے شاید ہی کسی آپ کا واسطہ پڑا ہو۔ میری زندگی اتنی مصروف ترین ہے کہ سر کھانے کا بھی ٹائم نہیں ملتا۔

ایک دن میرے سیل پر ایک نمبر نظر آ رہا تھا میرا کل فون سائیکل پر تھا مصروفیت کی وجہ سے اکثر قارئین کی شکایت ہوتی ہے کہ آپ کل پل نہیں کرتے لیکن میں ہمیشہ ہی ان سے معذرت کے سوا کچھ نہ کر سکا یہی خیال ابھی بھی مجھے ذہن کی وادیوں میں گھوم رہا تھا تو میں نے فوراً کال پک کی آگے سے ایک نسوانی سی آواز میرے کانوں کے پردوں سے ٹکرانی اور الفاظ یکے بعد دیگرے اس طرح تھے۔

میری مشکلوں کو نہ آسان کر سکے کوئی خرم جب بھی کام آیا میرا پروڈیوگر ہی کام آیا

جواب عرض کی دنیا میں قدم رکھنے کے بعد جس کیلئے میں ان کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں مجھے ڈھیروں کا لڑ اور ایس ایم ایس کو موصول ہوئے جن میں بہت سے محترم قارئین نے گزارش کی کہ خرم مغل بھائی آپ اپنی زندگی کے بارے میں بھی کوئی سنووری تحریر فرمائیں۔

یوں قارئین کی بھرپور استدعا پر آج آپ کے سامنے ایک ایسی کہانی لے کر حاضر ہوا ہوں کہ جس کو میں آج بھی یاد کرتا ہوں تو مجھے انتہائی دکھ اور افسوس ہوتا ہے۔ کہ زندگی میں سچے اور مخلص انسان بہت کم ملتے ہیں اکثر اوقات کسی مخلص انسان کے سچے پن کو پہچاننا مشکل ہے بلکہ ہو جاتا ہے اور کسی وقت انسان اپنی غلط فہمی کی وجہ سے ایسے انسان کو ہمیشہ کے لیے کھو



شکایت کر چکی ہیں اس لیے میں نے یہ سب لکھنے پر مجبور ہوں۔

میری اپنی پیاری بہنوں سے گزارش ہے کہ اگر آپ رائے دینے بغیر نہیں رہ سکتی تو پلیر اس نمبر سے کال یا ایس ایم ایس کیا کریں جو آپ نے بعد میں آف کر دینا ہو یا پھر اپنے کسی بھائی کے یا ابو کے نمبر سے رائے دے دیا کریں تاکہ آپ کو بعد میں کسی سرمندگی کا سامنا نہ کرنا پڑے راسخوں سے بھی دوستی کے بجائے اپنی عزت کی حفاظت کریں تاکہ آپ کو بعد میں پیچھے تاننا پڑے میں یہ سب اس لیے عرض کر رہا ہوں کہ مجھے خود ہی لڑکیوں نے ایسا کہا ہے۔

میں تو یہ سوچتا ہوں کہ لوگ بغیر دیکھے سوچے سمجھے بغیر کسی کو جانے اتنی جلدی بیماری راہوں پر کیسے دوڑنا شروع کر دیتے ہیں لیکن پھر آخر دل و دماغ خود اس بات کا جواب کچھ اس طرح سے دیتا ہے کہ یہی وہ لوگ ہیں جو نامہ پاس کرنے کے لیے محبت جیسے پاک رشتے کو بدنام کر رہے ہیں اور خود اس رشتے پر ایک سیاہ دھبہ بن کر چمٹ گئے ہیں سوری قارئین آئیے کہانی کی طرف چلتے ہیں۔

حافظ عائشہ کی کال کے بعد میں نئی مصروفیات میں مگن ہو گیا کافی دیر بعد سیل کی طرف دوڑا لی تو کافی کالز ایس ایم ایس آئے ہوئے تھے ان باکس اوپن کیا اور باری باری ایس ایم ایس پڑھنے لگا ان باکس میں حافظ عائشہ کے دو ٹیکسٹ بھی تھے۔

جن میں لکھا تھا کہ خرم بھائی مجھے آپ سے بات کر کے بہت اچھا لگا آپ ایک بہت اچھے انسان ہیں کیا آپ میرے بھائی بنیں گے۔ جب میں نے یہ ٹیکسٹ پڑھا تو قارئین یقین کریں مجھے انتہائی خوشی ہوئی کہ چلیں یہ لڑکی سب سے مختلف ہے مجھے۔ بن اور بھائی کے رشتے پر جتنا پیارا اور خلوص نظر آتا ہے وہ شاید ہی کسی اور رشتے میں موجود ہو جس نے یہ بات سنا ہے کہ میں کسی پر اتنی جلدی اعتبار نہیں کرتا میں دوستوں

اسلام علیکم۔ خرم شہزاد بھائی آپ کی کہانی چار دنوں کا پیار پڑھی میرے دل کی گہرائیوں میں اتر گئی ہے آج سے پہلے میں نے بھی ایسی کہانی نہیں پڑھی بلکہ آپ پہلے لڑکے ہیں کہ جس سے میں زندگی میں پہلی بار بات کر رہی ہوں میرا نام حافظ عائشہ ہے اور لاہور کی رہنے والی ہوں بھائی آپ بہت اچھا لکھتے ہیں ہمیشہ آپ کی کہانی سب سے پہلے پڑھتی ہوں ادھر میں خاموش تماشا بنی بنا سب کچھ سن رہا تھا کیونکہ مجھے جو الفاظ عائشہ کہہ رہی تھی وہ تمام لڑکیاں ایسے ہی کہتی تھیں اس لیے میں نے اپنی روئین کے الفاظ ٹھیکس کر آپ نے اپنی قیمتی وقت میں سے تھوڑا سا وقت نکال کر مجھے اپنی ٹیکسٹس اور انتہائی قیمتی آراء سے نوازا اور مجھے اتنی عزت دی کہ اس کے ساتھ ہی میں نے بات ختم کر دی اور اجازت طلب کر کے کال بند کر کے سیل ایک طرف ٹیبل پر رکھ دیا۔

پیارے قارئین چونکہ مجھے تمام لڑکوں کی طرح لڑکیوں سے گپ شپ لگانا ان سے سارا سارا دن باتیں کرتے رہنے میں ذرا بھی دلچسپی نہیں یہ سب کچھ مجھے خود ہی پتہ نہ کیوں کہ مجھے زہر لگتا ہے محبت نام سے تو میں بہت دور بھاگتا ہوں کیونکہ میرا نظریہ اور خیال ہے کہ پہلے انسان کو اپنے مستقبل کی فکر کے لیے ہی سو گرم رہنا چاہیے اور محبت کے لیے عمر بہت بڑی ہوئی ہے تاکہ آگے کی زندگی بندہ مکون سے مسرت اور خوشی سے گزار سکے۔

جب بھی کسی لڑکی نے کال کی تو اکثر کے الفاظ یہی ہوتے ہیں کہ آپ مجھ سے دوستی کریں گے کچھ تو بہت ہی تنگ کرنا شروع کر دی ہیں لیکن کچھ حافظ عائشہ جیسی لڑکیاں بہت ہی شریف خاندان کی ہوتی ہیں جن کو اپنی اور دوسروں کی عزت کا خیال ہوتا ہے معذرت کے ساتھ پھر راسخ حضرات بھی اسی بات کے منظر ہوتے ہیں کہ کسی طرح کوئی لڑکی ان کے حال میں پھنس جائے مجھے بہت اسی لڑکیاں اس بات کی

جواب دیا۔

نگاہ سے دیکھ لیتا چونکہ میں یہ سمجھتا تھا کہ میں کسی کے لیے اتنا ناگم کیوں بر باد کروں یہ لڑکی بھی چارون بہن بن کر بات کرے گی اور پھر نا جانے کس دنیا میں چل جائے گی اتنا سب کچھ کرنے کے باوجود عائشہ نے صرف ایک دفعہ شکوہ کیا تھا۔

میری پیاری بہنا میرے پاس اتنا ناگم کہاں جو میں آپ کو جواب دے سکوں میں آپ کو اتنا ناگم نہیں دے پاؤں گا اور میری بات یہ کہ پتہ نہیں کیوں کسی نا محرم سے بات کر کے مجھے سکون نہیں ملتا لیکن عائشہ خند کرنے لگی۔

بھائی آپ نے اپنے بارے میں کچھ نہیں بتایا اور آپ ٹھیک سے بات بھی نہیں کر رہے ہیں صرف اے اتنا ہی کہہ سکا کہ میں اتنا فارغ نہیں ہوتا کہ آپ سے بات کر سکوں کسی دن فارغ ہو کر آپ سے تفصیل سے بات ہوگی۔

میں صرف آپ کو ہی بھائی بناؤں گی۔
میں اس کے بعد اسے کوئی جواب نہ دیا کیونکہ مجھے لڑکیوں سے بات کرنا ذرا بھی اچھا نہیں لگتا وہ بہن بن کر کیوں نہ کریں۔

عائشہ دن رات مجھے ٹیکسٹ کرتی رہتی لیکن میں اسے کوئی جواب نہ دیتا اور ٹیکسٹ بغیر پڑھے ہی ڈلیٹ کر دیتا کیونکہ مجھے ابھی بھی اس پر یقین نہیں تھا وہ مجھے کافی دفعہ بتا چکی تھی کہ بھائی میں بیمار رہتی ہوں دعا کرنا کہ مجھے تکلیف سے چھٹکارا مل جائے لیکن میں نے جواب نہ دیا کہ صرف اچھائیں۔ عائشہ ایک دن کہنے لگی کہ خرم بھائی مجھے اکثر سر میں درد رہتا ہے اور میں آج انکل کے ساتھ چیک اپ کروانے جا رہی ہوں اس ایس ایم ایس کا جواب بھی میں نہ دے سکا وہ واپسی پر اس نے مجھے کچھ نہ بتایا کہ ڈاکٹر نے کیا کہا کہ اسی طرح ہی کچھ دن گزر گئے مجھے ذرہ بھی دلچسپی پیدا نہ ہوئی کہ میں عائشہ سے ٹھیک طرح سے بات کروں۔ ایک دن میں بہت زیادہ مصروف تھا کہ اچانک اس کی کال آگئی میں مصروف ہونے کی وجہ سے پک نہ کی وہ بار بار کا کرنے لگی تو تھوڑا سا ناگم نکال کر اسے ٹیکسٹ کیا کہ شادیوں میں مصروف ہوں تو پھر عائشہ کہنے لگی۔

قارئین آپ اس بات کو مغرور پر نہ سمجھیں یا ایک اچھی عادت اب فیصلہ آپ پر ہے عائشہ کے اس کے بعد ڈھیروں ایس ایم ایس لکھنے لگیں میں نے ایک کا جواب نہ دیا ان تمام میسجز میں اس نے اپنے بارے میں کچھ بھی نہیں بتایا تھا خرم بھائی میرے والدین فوت ہو چکے ہیں میں اکیلی ہوں اور میرا ولی بھی بھائی نہیں ہے میں اب اپنی آٹمی کے پاس رہتی ہوں میں نے قرآن حفظ کیا ہے اور زندگی میں بہت دکھ دیکھے ہیں اور پریشانیاں دیکھی ہیں اور میں اسی وجہ سے اکثر بیمار رہتی ہوں مجھے ایک بھائی کی ضرورت ہے پلیز آپ میرے بھائی بن جائیں۔
میں نے یہ باتیں سنی تو میرا دل بچ گیا میرے دل میں خیال آنے لگے کہ کیوں نہ اس سے تھوڑی دیر بات کروں لیکن پھر بھی نہ جانے دل کو کیا تھا بات کرنے پر راضی ہی نہ ہوا لیکن میں نے عائشہ کا دل رکھنے کے لیے اوکے کہہ دیا اس کے بعد اتنا کیا کہ عائشہ کے ٹیکسٹ کا جواب اچھا۔

بھائی مجھے آپ سے ایک ضروری بات کرنی ہے آپ جب فارغ ہوں تو مجھے بتانا میں نے صرف اوکے کہا جب فارغ ہوا تو مجھے یاد ہی نہ رہا کہ عائشہ نے مجھے کہا تھا شام کو عائشہ نے خود ہی ایس ایم ایس کر دیا۔

ہاں ٹھیک ہے میں دے دیتا جو کہ میرے پاس ناگم نہ ہوتا تھا کہ ٹھیک طرح سے اس سے بات کروں اور اس سے ہائی ٹیکسٹ کرنے کے بعد اچھا لکھ کر بھیج دیتا۔ رات اور دو تین بجے لیے ٹیکسٹ لکھتی جو تیس بجے پر سے بغیر ہنر کردیتا اور کچھ کمر سر سی

خرم بھائی آپ ابھی تک فری نہیں ہوئے۔
میں نے سوری کر کے ہوئے جی مائی ڈیر سسر
بتائیے آپ کو کیا کہنا ہے مجھے

اس نے کہا شروع کر دیا کہ بھائی میں نے
آپ سے ایک بات چھپائی تھی آج وہ بتانا چاہتی
ہوں کہ مجھے برین ٹیومر ہے میں اس لیے آپ کو نہیں
نہیں بتا رہی تھی کہ شاید آپ پتہ نہیں کیا سمجھیں گے
برائی نہ ہو آپ اب مجھ سے بات کرنا تو نہیں چھوڑ
دیں گے۔

میں نے پیار سے کہا نہیں بیگی ایسی کوئی بات
نہیں ہے میں کیوں آپ سے بات کرنا چھوڑوں گا
میں سوچتا رہتا ہوں کہ عائشہ مجھ سے ایک ایک بات
شیر کرتی ہے وہ مجھ سے پوچھتے بغیر ہی کھانا بھی نہیں
کھا رہی تھی وہ اکثر مجھے کہتی تھی کہ خرم بھائی مجھے آپ
نے بات کر کے اتنی خوش ہوئی ہے کہ بتائیں سکتی ہیں
کتنی خوش نصیب ہوں کہ میرا بھی کوئی بھائی ہے میں

لے آپ کو اس لیے کال کی ہے کہ دو دن بعد میرا
آپریشن ہے اور میں صبح ہاسپٹل میں جا رہی ہوں پلیر
بھائی آپ دعا کرنا کہ میں جلدی ٹھیک ہو جاؤں اور
پھر سب نے پہلے آپ کو اپنے بھائی سے بات کر دی
اس کی بات کو اتنا میری نہ لیا اور اسے کچھ اس طرح
سے جواب دیا کہ اوکے میری دعائیں آپ کے ساتھ
ہیں اس کے بعد صبح جاتے ہوئے عائشہ نے مجھے
ٹیکسٹ کیا کہ بھائی آپ نماز پڑھتے ہیں مجھے آپ
کے اندر یہ سب اچھی عادت لگی ہے آپ نماز بھی نہ
چھوڑنا ہمیشہ پانچ وقت کی نماز ادا کرتے رہنا اور
میرے لیے دعا بھی کرنا آپ کے سارے دکھ ختم ہو
جائیں گے اپنا خیال رکھنا بھائی میں واپس آکر آپ کو
ایس ایم ایس کروں گی۔

اس کے اس ٹیکسٹ کو پڑھ کر بھی میں نے اسے
کوئی جواب نہ دیا اور اپنی جی مصروفیات میں مگن ہو گیا
مجھے شاید ہی کہیں یاد نہ ہو کہ عائشہ نام کی لڑکی بھی مجھ

سے بات کیا کرتی تھی اس طرح دو دن گزر گئے تھے
تیسرے دن اس کا ایس ایم ایس آج پہلی بار میں
اس کے ایس ایم ایس کے لیے اتنا تاب تاب ہوا کہ
چلیں آج وہ صحت یاب ہو گئی ہے اس سے سوری نہ
اچھی طرح سے بات کر لوں اور آج اسے اپنے بارے
میں کچھ بتاتا ہوں ایس ایم ایس اوپن کیا تو وہ کچھ اس
طرح تھا۔

حافظ عائشہ کی دیکھ ہو گئی چکی ہے اس کے تمام
دوکانوں سے گزارش ہے کہ اس کی مغفرت کے لیے
دعا کریں میں یہ ایس ایم ایس پڑھا تھا کہ میں کچھ وقت
کے لیے سٹے میں آ گیا اور ایک لمبی سانس لینے کے
بعد سر پکڑ کر بیٹھ گیا اور میرے منہ سے بے اختیار نکلا۔

انا للہ وانا علیہ راجعون۔
مجھے یقین نہیں آ رہا تھا اپنی آنکھوں پر کہ یہ
سب اچانک کیا ہو گیا ہے کاش میں ایک دفع ہی
عائشہ بہن سے اچھی طرح بات ریتا تو اسے لم اسے
میری طرف سے تو کوئی خوش مل جاتی نہیں ہوا کئے
افسوس اور دکھ کے آج میں کچھ بھی نہ کر پایا تھا میرے
ذہن میں جب بھی یہ کہانی آتی ہے تو مجھے اتنا ہی دکھ
اور افسوس ہوتا ہے۔

قارئین مجھے امید ہے کہ اس جیسی کہانی آپ
نے کبھی نہیں پڑھی ہوگی اور آپ کو ضرور اچھی لگی ہوگی
اور اگر اس کو اس قابل سمجھیں تو سب سے مختلف ہے تو
ضرور پھر کال یا ایس ایم ایس کریں اور اپنے رائے کا
اظہار کریں آپ کی رائے کا منظر خرم شہزاد مغل۔

1) اجڑ گئے نہ سر سے پاؤں تک اسے دل
کر اور کر دے پرواہ نہ ہوں سے محبت
2) تیری وفا کے تقاضے بدل نہ آتے دوست
وگر نہ مجھے تو آج بھی تم سے عزیز کوئی نہیں
خرم شہزاد مغل

ندھا عشق

۔۔ تحریر ۔۔ سیدہ امامہ علی ۔ کہوڑہ راولپنڈی

شہزادہ بھائی ۔ السلام علیکم ۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
قارئین میں آپ کی حوصلہ افزائی سے ایک دفعہ پھر اپنی کاوش لے کر حاضر ہوں۔ دو امید ہے کہ آپ نے
کی طرح میرا حوصلہ بڑھائیں گے اور مجھے مزید لکھنے کا موقع ملے گا میری کاوش کا نام ہے ۔ اندھا عشق
۔ امید ہے کہ سب کو پسند آئے گی یہ ایک ایسے نوجوان کی کہانی ہے جو عشق میں اتنا بے پروا نہ ہو گیا تھا کہ اس
نے اپنے ہی ہاتھوں سے اپنی زندگی ختم کر ڈالی امید واثق ہے کہ بہت سے نوجوانوں کو میری اس کہانی سے
سبق ملے گا اور وہ مجھے اپنی قیمتی سے رائے سے ضرور نوازیں گے
ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں بہت کمالات کے نام
تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاق ہوگی جس کا ادارہ بارگاہ ادبیہ دارالندھ
ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

تھے کہ گھنٹی کی آواز آئی اور مجبوراً دونوں واپس چلے
آئینہ کرنے کے لیے کلاس روم کا رخ کرنا پڑا علی اور
رائہ پہلے ہی چار سال سے ایک ہی یونیورسٹی میں
پڑھ رہے تھے علی بی ایس سی کر رہا تھا جبکہ رائہ بی کام
کر رہی تھی اور دونوں ہی اپنے انجکشن کو الوداع
کہنے والے تھے جوں جوں ٹیچرز نے کی گھڑیاں قریب
آ رہی تھی اتنی ہی شدت سے لمن کی طلب بڑھ رہی تھی
اس کے علاوہ میں خدا سے مانگوں اور کس چیز کا طلب
گار وہ بھی نہیں تھا میں بھی نہیں۔

رائہ چاہتی تھی کہ علی جلد سے جلد اپنے
گھر والوں کو رشتے کے لیے بھیجے کیوں کہ وہ چاہتی تھی
کہ علی کانیت میں سیدہ اور وہ رتبہ ہیں اور سیدہ برادری
نہ دوسری ذات میں بنی دیتے ہیں اور نہ ہی لیتے ہیں
بس یہی خدشہ ہر وقت رائہ کو ڈھڑکائے رکھتا تھا جس
کے پیش نظر جب بھی علی سے ملتی اسے یہی بات کرنی
کہ اپنے والدین سے بات کرو۔ جبکہ علی ہر بار اس

بس اک خواہش ہے
کہ تجھے خود سے زیادہ چاہوں
میں رہوں نہ رہوں
تجھے میری دفا یاد ہے
اتنا یاد کرتے ہو مجھ سے۔
علی کیوں کوئی شک ہے کیا۔

اگر ہے تو بتا دو میں ابھی تک دور کروں گا
علی نے چاہت سے دیکھتے ہوئے اپنی محبوبہ رائہ سے
کہا۔ مجھے اپنی سانسوں پہ تو شک ہو گیا ہے مگر تمہاری
محبت پہ نہیں مجھے۔
علی ہمارے ایذا ہونے والے ہیں تم نے
اپنے گھر میں میرے بارے میں بات کی۔ نہیں کی تو
نہیں ہے لیکن تم فکر کیوں کرتے ہو جوں ہی میں بی
ایس سی سے فارغ ہو جاؤں گا سب سے پہلے میں اس
بارے میں بات کروں گا۔
علی اور رائہ دونوں ہی چاہت کی دنیا میں گم

میں سوچ ہی رہ تھا کہ رائے کا منیج آگیا۔
علی تم نے بات کی اور تمہارے گھر والوں نے کیا
کہا کچھ بتایا بھی نہیں۔

ہاں یا بات کی ہے مگر مت پوچھو ہمارے
گھر میں ایک بھو نچال آگیا ہے میں نے بھی رپلائی
کر دیا جس کے فوراً بعد ہی رائے کی کال آگئی۔
بیلو علی کیا گھر میں سب بہت ناراض ہیں

ہاں یا مگر۔ اوتو نہ پوچھو انکا غصہ آسمان کو چھو
رہا ہے دیکھا میں نے کہا تھا کہ تم مجھ سے پچھڑ جاؤ گے
سب مل کر تمہیں مجھ سے چھین میں گے۔ رائے کہتے
ہوئے امدیدہ ہوئی۔

رائے جدالے لیے ایسا مت کہو تمہیں مجھ سے
کوئی جدا نہیں کر سکتا علی کی آواز سے اس کی تڑپ
بھولی سمجھ سکتی تھی رائے پر اس مت ہو میں سب کو منا
لوں گا سنو۔ کل مجھ سے ملو تمہیں بکے ہوٹل میں پہنچ
جانا میں تمہارا انتظار کروں گا۔ پنا خیال رکھنا۔ اوکے
خدا حافظ۔ رائے کو تو تسلی دی وی مگر میں خود کانٹوں
کی سیخوں پر سنبھلا تھا۔

رائے سے جدا ہونے کا تصور ہی میرے لیے
جان لیوا تھا۔

اپنی محنت کے کہتے ہیں مجھے معلوم ہی نہیں
جب اگلے دن رائے مجھ سے ملی تو اداسی اس کے
چہرے سے چھلک رہی تھی علی کیا ہماری محبت بس اتنی
ہی تھی ہمیشہ کی طرح یہ کہنا پھر دو چاہئے والوں کے
درمیان دیوار بن کر کھڑا ہو گیا ہے۔

نہیں رائے میں نے تم سے کہا تھا کہ تمہیں مجھ
سے سوائے موت کے کوئی جدا نہیں کر سکتا۔

علی نے اپنی آنکھوں میں ڈھیر سارا پیار سموتے
ہوئے رائے کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھام لیا مجھے کسی
سے کوئی بھی غرض نہیں مجھے کام اپنے کام سے ہے۔

تیرے ذکر سے تیری فکر سے
تیری یاد سے تیرے نام سے

کے خدشے کو جھٹک دیتا تھا رائے تمہارے اور میرے
درمیان صرف ایک ہی چیز آ سکتی ہے کہ وہ ہے موت
اسکے علاوہ مجھے تم سے کوئی جدا نہیں کر سکتا بس اپنی
محبت اعلیٰ پہ بھروسہ دکھو اور وہ دونوں تو جیسے مدتوں
میں اسی ولا سے پر جیسی آ رہی تھی فوراً انہماں ہو جاتی
اگر ان کے ختم ہوتے ہی علی نے گھر میں رائے کی بات
چھیڑ دی تو جیسے طوفان آگیا وہ جانتا تھا کہ گھر میں سب
سے سخت طبیعت اس کے ابا بک ہے وہ تو جیسے سنتے ہی
اسے لعن طعن کرنے لگے تھے کہ کیا اس دن کے لیے
تمہیں اعلیٰ تعلیم دلوار ہے تھے کہ تم پڑھ لکھ کر بھی جاہل
رہو ہم تمہاری قربانی تو دے سکتے ہیں مگر دوسری ذات
کی لڑکی لا کر اپنی نسل خراب بھی نہیں کر سکتے سمجھے جاؤ
اور دفعہ میری نظروں کے سامنے سے اور آئندہ کبھی
اس لڑکی کا نام زبان پر لانے سے پہلے ہزار بار سوچ
لینا سمجھ گئے۔

مجھے میں پیر پختہ ہوئے گھر سے باہر نکل گئے
جک۔ ایچ اور دونوں بھائی مجھے حیرانی سے دیکھ رہے تھے
امی میری بارستیں پلیز اور امی بھی خاموشی سے باہر نکل
گئیں جیسے انہوں نے بھی ناراضگی کا سند یہ سے دیا
ہو جبکہ بھائی مل کر مجھے سمجھانے لگے چھوٹا ہونے کی
وجہ سے سب کا لاڈلہ تھا اور دونوں بھائی مجھ سے بہت
پیار کرتے تھے پیار و امی ابو بھی مجھ سے کرتے تھے مگر
ابو اصول کے بہت سخت تھے اپنی بات اور اپنی زبان
سے پیچھے ہٹنا کتنا سخت تھے۔

بھائی ایک بات آپ سن لیں رائے میری
دھڑکن ہے اور دھڑکن کبھی دل سے جدا نہیں ہوتی اور
ہوئی ہے تو دل دھڑکن بند ہو جاتا ہے میں دنیا چھوڑ سکتا
ہوں مگر رائے کو نہیں سمجھ آپ سب۔

میں اپنی بات کہہ کر واپس کمرے میں آگیا اور
دروازہ لاک کر دیا۔

میں جانتا تھا کہ امی اور بھائیوں کو منانا زیادہ
مشکل نہیں ہے مگر ابو کی راضی کرنا سخت ٹارگٹ تھا ابھی

کبھی پاگل لڑکی رائے صرف علی کے لیے بنی ہے اور صرف علی ہی کے لیے

علی اپنی زندگی تو چھوڑ سکتا ہے مگر زندگی کا وجہ سے علی پلیز اسی باتیں مت کیا کرو۔ اتنی محبت مت کرو مجھ سے بہت خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنہیں محبوب کا پیار ملتا ہے وہ شاید دنیا میں شاید نہیں جو خوش نصیب لوگوں میں سے ہوں۔

شاید نہیں واقعی میں بہت جلد گھر والوں کو راضی کر لوں گا بس تم میرے اور اپنے بارے میں سوچو جو بات ساری فکریں بھلاؤ میں ہوں ناں یہ سب دیکھنے کے لیے۔

اچھا علی مجھے اب چلنا چاہیے کافی ٹائم ہو گیا ہے لیکن پلیز تم مل جل کر مجھے دتے رہنا۔ اوکے تھک ہے بابا جو حکم دے گا کوئی اور حکم ہو تو بتا دیں علی نے شونی سے رائے کا گال تپکھاتے ہوئے کہا۔

کچھ نہیں بس اپنا خیال رکھنا میرے لیے اور دونوں چاہت کی ڈھیروں انگلیوں لیے ایک دفعہ چڑھ رخصت ہو گئے۔ دوبارہ ملنے کے لیے یا شاید کبھی نہ ملنے کے لیے

محبت اور تقدیر کا ازل سے ضد و کارشتہ ہے جہاں محبت ہوئی ہے تقدیر روٹھ جاتی ہے علی نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ کچھ بھی ہو جائے سب کو مٹا کر ہی دم لے گا مگر تقدیر وہ کھڑی سکرار ہی تھی مذاق اڑا رہی تھی کہ جا انسان کر لے جو کچھ کرنا سے میں بھی دیکھتی ہوں مجھ سے بغاوت کیسے کرتا ہے تو گھر پہنچتے ہی اس نے دیکھا اسی شام کے کھانے کی تیاری کر رہی تھی تل میں ہاتھ دھو لینے کے بعد سیدھا اسی کے پاس ہی بیٹھ گیا۔ امی ابو کدھر ہیں۔

میانہ ذرا کھیتوں میں گئے ہیں تم تو جانتے ہو کہ کتنی قریب آ رہی ہے بس وہی دیکھنے گئے

ہیں کہ کب کٹائی شروع کروائیں۔

اچھا امی میں بھی ادھر ہی جا رہا ہوں واپسی ابو کے ساتھ ہی ہوگی۔

ٹھیک ہے بیٹا جاؤ لیکن اندھیرا ہونے سے پہلے آ جانا علی سیدھا کھیتوں میں چلا گیا۔ اس نے سوچ لیا تھا کہ آج وہ ابو کو صاف صاف یہ بتا دے گا کہ وہ شادی کرے گا تو صرف اور صرف رائے کے ساتھ اس کے علاوہ کسی سے نہیں اب اسے سامنے ہی ایک سایہ دار درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے نظر آئے علی بھی سیدھا انہیں کی طرف چلا گیا۔

ابو آپ رائے کا رشتہ لینے لے کر جا رہے ہیں یا نہیں آپ۔

ہکو اس بند کرو نا لائق کہیں کے میں نے تمہیں کہا بھی تھا کہ آئندہ اس لڑکی کا نام تمہاری زبان پر نہیں آنا چاہیے۔ انہوں نے اپنے لہجے میں غصہ و جلال کی بلند یوں کو چھوٹے ہوئے کہا۔

ابو میں مر جاؤں گا مگر شادی صرف رائے سے ہی کروں گا آپ جانتے ہیں اگر آپ ضد کے کپے ہیں تو میں بھی آپ کا ہی بیٹا ہوں۔

یہ حیا مردود انسان اسی دن کے لیے تجھے پڑھایا تھا لکھا تھا کہ تو مجھ سے اس طرح سے بات کرے غصہ میں ہی کو ڈنڈوں سے پیٹتے ہوئے اپنا ضبط کھو بیٹھے ارے تیری جیسی اولاد کو تو مر جانا ہی چاہے اگر یہ ہوتا تو اتنا ناخوش ہوتا تو مجھے پیدا ہوتے ہی گلا گھونٹ کر مار دیتا تھاں جا میرے گھر میری زندگی سے آئندہ کبھی اپنی شکل نہ دکھانا۔ سمجھے۔

جار باہوں اور جی لوٹ کر نہیں آؤں گا آپ بلا نہیں گئے تب بھی نہیں آؤں گا سمجھے آپ۔

ہاں ہاں جا میں بھی دیکھتا ہوں میرے علاوہ تمہیں کون اپنائے گا مگر میری دلہیز پر لوٹ کر مت آنا۔ میں سمجھوں گا کہ میرے صرف دو بیٹے ہیں تیرا پیدا ہوتے ہی مر گیا تھا۔ کہتے ہیں فضل تو

بھیجا ہوا سچ پڑھ کر اشک بہاتی ہے جو شاید اس نے
مرنے سے کچھ لمحے اسے بھیجا تھا۔

ذوب جاتی ہیں کشتیاں جب

آتے ہیں طوفان

یادیں رہ جاتی ہیں اور چھڑ جاتے

ہیں انسان

یاد رکھو گے تو بہت قریب پاؤ گے

بھول جاؤ گے تو ڈھونڈتے رہ جاؤ گے

تمہارا علی۔

قارئین کرام اس دل خراش داستان سے آپ

نے کیا سیکھا ضرور آگاہ کیجئے گا آپ کی قیمتی آرا کا

منظر ہوں گی۔

عقب میں گہرا سمندر ہے سامنے جنگل

کس انتہا پر میرا سہارا ہے پھوڑ گیا ہے۔

سیدہ اماد علی۔ راولپنڈی ہونہ۔

انمول خزانہ

✽ تم دنیا میں ہو تو ان کے لئے کچھ کرو جو تمہارے دنیا پر آنے
میں خوش ہوئے تھے۔

✽ تم دنیا میں ہو تو ان کے چہرے پر مسکراہٹ لاتے رہو جن
کی انمول میں تمہارے طے جانے پر آنسو آئے ہیں۔

✽ جو کسی روز صرف اس لئے سچ تمہیں کال کرے کہ رات
اس نے برا خواب دیکھا ہے تم سمجھ لو کہ وہ دوست تمہارے

بارے میں تم سے زیادہ پریشان ہے۔

✽ جب تمہیں امید کا جھنڈا بھی ہے تو اس پاس تلاش کرنا پڑے
تو تم سمجھ جاؤ کہ تمہاری روح بیمار ہو گئی ہے۔

✽ اگر کسی طرف سے دل صاف نہیں ہے تو مت مسکرا مسکرا کر اس
سے ملو بلکہ کوشش کرو کہ تمہارا دل انکی طرف سے صاف ہو

جائے اور اگر ایسا نہ ہو تو یقین کر لو کہ شخص نفرت کے ہی قابل
ہے۔

✽ اگر کسی شخص سے ہو اور کسی چیز کو دیکھ کر اپنے کسی دوست کی کوئی
معصوم سی بات یاد آئی ہے تو اسے ضرور بتاؤ تمہاری بات سن کر

اسکے چہرے پر جو مسکراہٹ آئے گی وہ بہت انمول ہوگی۔

✽ شاہد نواز ایڈا حسن علی۔ کوہرہ۔

کھا جاتا۔۔۔ اور عقل انسان کو گھر آتے ہی دلی نے
دروازہ بند کیا۔ یا امی دروازے پر پیچھے ہی آئیں۔

علیؑ دروازہ کھولا دیکھا ہوا مجھے تو بتاؤ علیؑ میں

تمہارے اوسے بات کروں گی مینا تم دروازہ کھولو

دروازہ پینٹا ہوئے جیسے نڈھال ہو کر وہی گر گئی وہ

جب اندر سے پٹرول کی بو اور دھواں دکھائی دیا تو جسے

ان میں بولنے کی سکت ہی ختم ہو گئی۔ علیؑ علیؑ کوئی ہے

کوئی ہے جو میرے بیٹے کو چاہے جلدی آؤ طاہر عمران

علیؑ کے ابو علیؑ کو بچائیں روئے دھوئے اور شور کی آواز

سن کر علیؑ بھائی جو قریب ہی کسی کام سے گیا تھا

بھاگ کر آیا آس پاس کے لوگ بھی جمع ہو گئے سب

پینے مل کر دروازہ توڑ ڈالا۔ مگر تب تک بہت دیر ہو چکی

تھی

اڑتے اڑتے آس کا پیچھی دور افق میں ڈوب

گیا

روتے روتے بیٹھی گئی آواز کسی سودائی کی

سامنے دروازہ زیت سے پلٹا ہوا ایک سیاہ وجود

پڑا تھا جوانی انفرادیت کو چکا تھا ایک زندہ سلاست

انسان میں ٹھہر شوخ دل شوخ فطرت انسان جس کے

اندر زندگی۔۔۔ رنگ اکہشاں کی صورت چمکتے تھے آج

ایک سیاہ۔۔۔ وہ میں بدل چکا تھا کیا یہی زندگی ہے کیا

یہی دیوانگی ہے کیا یہی عشق ہے نہیں قارئین کرام نہ تو

یہ وہ زندگی ہے جسے عشق کے اندھے پن میں گنوا دیا

جائے نہ یہ وہ زندگی ہے جسے انکھوں کی نظر کر دیا

جائے اور نہ یہ وہ عشق ہے جو خدا کی حسین نعمت کی قدر

گنوا دے محبت زندگی چھیننے کا نہیں دینے کا نام ہے جبر

کا نہیں قربانی کا نام ہے میں تمام قارئین سے یہ بتانا

چاہوں ڈی کہ خدا را یہ اندھا عشق آدھی محبت کی

سے نہ یہ۔۔۔ نہ آپ نے ساتھ ساتھ آخرت بھی

خراب کر دے۔۔۔ وہ بدین و دوپہرہ کھڑے جو رہیں گے

حصانہ دے سہ۔۔۔ والدین ماری زندگی نہ۔۔۔ لو بھرم

تصہ۔۔۔ نہ رہیں گے اور رائیہ رائیہ آج بھی علیؑ کا

بے جان سی زندگی

— تحریر — ریاض حسین شاہد — قولہ شریف —

شہزادہ بھائی — السلام علیکم — امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
رنگ کی وہ کٹی پٹنگ ہوا کے دوش پر اڑتے اڑتے لیکر کی گھنی شاخوں میں آکر انک گئی تھی پھر اگلے دو تین دن تک وہ گمڑوں میں بٹ کر بکھرتی چلی گئی تھی میری زندگی بھی اسی کٹی ہوئی پٹنگ کی طرح تھی جو ان گنت مصائب کی منزلیں طے کرتے ہوئے حالات کی ان پر خار شاخوں میں آکر الجھ گئی تھی جہاں سے میں خود کو سمیٹ کر کسی بھی صورت نکل نہیں سکتی تھی ریزہ ریزہ ہو کر صفحہ ہستی تو مٹ سکتی تھی مگر مقدر کے چنگل سے آزادی حاصل نہیں کر سکتی تھی۔ میں نے اس کہانی کا نام — بے جان ہے زندگی — رکھا ہے مگر آپ چاہیں تو اس کو کوئی اچھا سا نام دے سکتے ہیں۔ اور امید ہے کہ میری کہانی جلد ہی صفحہ جواب عرض کی زینت بنے گی۔
دارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطلقاً بغض و نفرت کا ادارہ یا راسٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

رنگ کی وہ کٹی پٹنگ ہوا کے دوش پر اڑتے اڑتے لیکر کی گھنی شاخوں میں آکر انک گئی تھی پھر اگلے دو تین دن تک وہ گمڑوں میں بٹ کر بکھرتی چلی گئی تھی۔
میرنی زندگی بھی اسی کٹی ہوئی پٹنگ کی طرح تھی جو ان گنت مصائب کی منزلیں طے کرتے ہوئے حالات کی ان پر خار شاخوں میں آکر الجھ گئی تھی جہاں سے میں خود کو سمیٹ کر کسی بھی صورت نکل نہیں سکتی تھی ریزہ ریزہ ہو کر صفحہ ہستی تو مٹ سکتی تھی مگر مقصد کے چنگل سے آزادی حاصل نہیں کر سکتی تھی۔

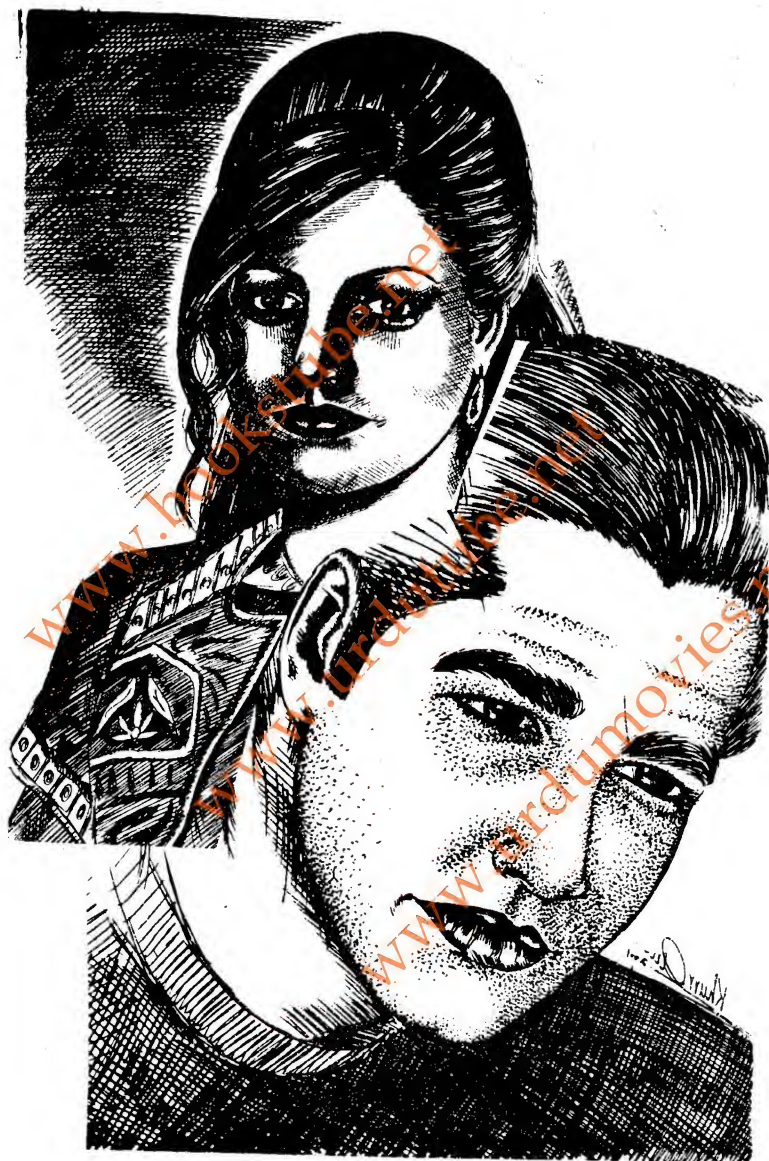
میرا بابا ایک کامیاب بینکنگ تھا جنی روز پر اس کی دکان بھی ہم پانچ نہیں اور ایک ہمارا بھائی تھا جو بڑی مینٹوں اور مرادوں سے لیا تھا۔ میں جو تھے بھر پور تھے گھر میں امی ابو کا اکثر جھگڑا بتاتا تھا ابھی میں تیسری کلاس میں پڑھتی تھی کہ میرے ابو

شہر کی کسی عورت کے ساتھ پہلے تو دوستی کی پھر اس سے نکاح کر لیا جب یہ راز کھلا تو گھر میں قیامت مچ گئی امی ابو میں تلخ کلامی ہوتی بلکہ ابو نے غصے میں آکر امی جان کر پیٹ بھی ڈالا اور پھر وہ گھر چھوڑ کر چلا گیا اسی شہر میں مکان خرید اور علیحدہ گھر بسا لیا ہمارے گھر کے وہی سربراہ تھے جب وہ ہمیں بے یار و مددگار چھوڑ چلے گئے تو امی جان لوگوں کے گھروں میں کام کرنے لگی اور مجھے بھی ایک گھر میں ملازم رکھوا دیا سکول کا بستہ مجھ سے چھین لیا گیا تھا اور برتن مانچھنے کی ٹاکی میرے ہاتھ میں دے دی گئی تھی۔

اپریل 2015

جواب عرض 24

بے جان سی زندگی



میری امی جان نے اس سے کہا۔
تم میری بیٹی کو کبھی اپنے ساتھ لے جائیں
اصل میں میرا نام نگہت تھا۔

مگر کبھی کبھی مجھے گلو بھی کہہ کر پکارتے تھے امی
نے ان سے کہا تھا کہ چلو اس طرح میزی بیٹی آپ
کے پاس رہ کر کچھ نہ کچھ بڑھ بھی جائے گی اور
ہمارے لیے روزگار کا باعث بنی رہے گی۔

جب میڈم ثروت نے کچھ پس پیش کے بعد
امی جان کی سماعت مان لی اور مجھے اپنے ساتھ
لیجانے کے لیے حامی بھر لی اس وقت میں کوئی
نورس کی تھی جب میڈم کے ساتھ میں پہلی بار اپنے
گھر سے بہن بھائیوں سے اور ماں کو چھوڑ کر
دوسرے شہر چلی گئی تھی کئی دن تک دل اداس اور
طبیعت مضطرب سی رہی میڈم ثروت کے شوہر کسی
دفتر میں ملازم تھے ان کے کی کوئی اولاد نہ تھی۔

شہر کی ایک گنجان گلی میں ان کا چھوٹا سا گھر تھا
جس میں دو بچن اور ہاتھ روم اور بیٹیک بلبھت
پر گھری موجود تھی سینیوں کے اختتام سے دانی
حاج پڑوسیوں کے آگن میں بھانکا جا سکتا تھا یہ
گھر بھی ریٹ پر تھا جس میں کئی کرایہ دار آتے
جاتے رہتے تھے صبح ناشتہ کر کے میڈم اور خالد
صاحب اپنے اپنے دفاتر چلے جاتے تھے مجھے ایک
قریبی سکول میں داخل کرا دیا گیا مگر میں ہفتے
میں ایک بار ہی سکول جاتی تھی میڈم نے میری
مس بجے کوئی بات پہلے سے ہی طے کر لی تھی
اس لیے بھی غیر حاضری پر مجھ سے باز پرس ناکی
جالی تھی دوپہر کو اور رات کو گھر میں پڑھنے کی وجہ
سے مجھ پہ پابندی تھی کچھ عرصے بعد میں اس ماحول
سے مانوس سی ہو گئی تھی کوئی دو تین ماں بعد اپنے شہر
جا کر گھر والوں سے ملنے کا موقع ہاتھ آتا تھا دو دن
بعد ہی واپس آ جاتی تھی۔

وقت پر تو گردش راہدل سینڈ پوزیشن میں

پاس کیا نوں کلاس میں داخلہ مل گیا اور میری عمر
پندرہ برس کو جا پہنچی تھی عالم شباب کا زمانہ تھا
میرے اوپری ہونٹ کے دانے کنارے پر ذرا سا
نٹھا سا تل کا نشان تھا صبح کو بہت بھلا لگتا تھا
جو میرے گول سے دیکھے ہوئے چہرے پر خوب جتنا
تھا ویسے بھی ایک شرماتی لاجبی معصوم سی لڑکی تھی۔
میری بڑی دو بہنوں کی شادیاں ہو گئی ابونے
لوٹ کر ہماری خبر نہ لی کہ ہم کس حال میں ہیں مجھے
ابو کی بہت یاد غمناک کر جاتی تھی۔

ان ہی دنوں ہمارے پڑوس والے گھر میں
نے کوایہ دار آئے جو تین لڑکے تھے کسی کالج میں
تین سالہ دلچسپ کرنے کی غرض سے یہاں رہائش
پذیر ہوئے تھے ان میں ایک لڑکے کا نام عمران تھا
دوسرا آصف اور تیسرے کا نام عابدی تھا وہ تینوں
کالج سے آکر گھر میں کرکٹ کھیلتے تھے اور بار بار
ان کی گیند ہمارے آگن میں آن گرتی تھی پھر وہ
ہمارے دروازے پر آکر کھٹکنا کر اپنی گیند کی واپسی
کا مطالبہ کرتے پہلے پہل تو چند روز میں انہی
گیند اٹھا کر واپس کر دیتی مگر پھر تو شاید وہ جان
بو جھ کر گیند ہمارے گھر میں اچھال دیتے تھے۔ میں
نے میڈم سے ان کی شکایت کی انکل خالد صاحب
کو بھی بتایا۔

وہ لڑکے بار بار ہمارے گھر میں گیند پھینکتے
ہیں اور شاید جان بو جھ کر زمین تک کر رہے ہیں۔
کوئی بات نہیں بیٹی لڑکے ہیں نا کرکٹ کھیلتے
ہوں گے اس لیے گیند آ جاتی ہوگی آپ پریشان نہ
ہوں میں ان سے بات کروں گا

میڈم نے بھی پہلے تو کئی دن تک اس پر توجہ نہ
دی پھر جب ان کی موجودگی میں بار بار گیند ادھر
آنے لگی تو انہوں نے خود آصف اور عمران کو
وارننگ دی کہ اب اگر تمہاری گیند ادھ آتی تو ہم
واپس نہیں دینگے اس لیے احتیاط کریں۔

میڈم کی ہدایت پر یہ عمل ہوا کہ ان کے آنے سے پہلے گیند اچھلتی کودتی ہمارے آنگن میں آن کر لی اور جب وہ گھر آجانی تو ادھر خاموشی چھا جاتی تھی یعنی وہ سب جانے تھے کہ میڈم اور خالد صاحب کب گھر واپس آتے ہیں اور ان کی غیر موجودگی میں گھر میں کون مقیم رہتا ہے کیونکہ دروازے اور چھت پر کئی بار میرا ان سے آمانا سامنا ہو چکا تھا۔

اس دن میں گھر میں جھانڈو لگا رہی تھی کہ دیوار عبور کر کے میری کمرے سے آن لکرائی مجھے بہت غصہ آیا میں نے گیند ایک کونے میں پھینک دی ایسے میں دروازے پہ دستک ہوئی میں نے کوئی جواب نہ دیا۔

ہمارے گیندو دے دو آواز دے کر کہا گیا مگر میں چپ رہی کچھ لمحے خاموشی میں گزر رہے تھے اس کے لیے برتن اٹھا کر آنگن پار کر رہی تھی کہ گیند برتنوں پر آگری اس سے اچانک اور غیر متوقع صورت حال پر میں ہولکھائی گئی میں نے وہ گیند بھی واپس نہ دی کوئی بس منٹ بعد تیسری گیند پھر میرے ضبط پر پھرتی کر گئی آج انہوں نے شاید مجھے زچ کرنے کی قسم کھائی تھی۔

میں نے وہ گیند بھی پہلی دو گیندوں کی طرف اچھال دی شام کو جب میڈم آئیں تو میں نے انہیں ساری صورت حال بتا کر ان گیندوں کا مشاہدہ بھی کروا دیا تم ایسا کرو گے تینوں گیندیں چھت پر جا کر ان کے گھر میں پھینک دو اور ان سے کہہ دو کہ آخری موقعہ دے رہے ہیں تم کو۔ اب اگر گیند ادھر پھینکی تو محلے والوں کو جمع کر کے لے آئیں گے پھر دیکھنا تمہارا کیا حشر ہوتا ہے

میڈم نے کہا تو ان کو حکم کی تعمیل میں تینو گیندیں لے کر چھت پر پہنچی تو ان کا آنگن سونا پڑا تھا میں نے باور کی طرح ایک گیند ان کے آنگن

میں اچھالی جو صحن کے فرش پر مچھ کر اچھلی اور برآمدے میں جا کر کسی برتن سے جانکرانی کینہ سے ٹکراتے ہی ہلکی سی آہٹ کی آواز جھب جھب آئی اور سن کر کمرے سے آصف زاہد برآمد ہوئے اور حیرت سے ادھر ادھر دیکھنے لگے تب میں نے دوسری گیند بھی اس کے سر کا نشانہ بنا کر پھینکی مگر وہ برآمدے کے ستون سے ٹکرا کر کہیں اور لڑکھائی مگر اس لمحے آصف کی نگاہ مجھ پر اٹھ چکی تھی میں نے تیسری گیند بھی اس پر حملہ کرنے کے انداز میں پھینکی تو اس نے گردن ایک طرف جھکاتے ہوئے اسے کچھ کر لیا اور سر کا نشانہ انداز میں دونوں ہاتھ فضا میں بلند کر لیے مجھے بڑی جلی ہوئی میں نے غصے کی حالت میں اپنے چہرے پر ہاتھ پھیر کر اس کی طرف انگلی نکالتے ہوئے کہا۔

اب ادھر گیند پھینکنا۔ کر لیتے ہیں تم تمہارا بندو بست میں نے سر جھٹکتے ہوئے کہا تو اس کے لبوں پر شہری مسکراہٹ کھلنے لگی مگر آنکھوں میں حشر و یاس کے آثار ابھی نمایاں دکھائی دینے لگے تھے میں پاؤں پٹختی ہوئی چھت سے نیچے آئی اور کام میں مصروف ہو گئی مگر میرے تصور میں ایک انسانی بیواہ سا پھایا ہوا تھا کتالی چہرے تلے ہونٹ گال پر تل کا نشان اور وہ معصوم سی صورت جس پہ تھانکنی دو مخمور آنکھیں جو دیوانہ وار مجھے جھانکتی رہی تھی۔

سونے سے پہلے بھی یہ تصور دماغ پر جھایا رہا پھر جانے کب نیند نے اپنی آغوش میں لے لیا اگلے روز شاید ان کو کالج سے چھٹی تھی جیسے ہی میڈم اپنے آفس جانے کے لیے نکلی تھی اور میں دروازہ بند کر کے چلی ہی تھی خالد صاحب بھی جا چکے تھے اچانک بڑوس کی دیوار کو پھلکتی ہوئی گیند میرے سر سے گزر کر میرے بائیں پہلو میں فرش پر آکر گر گئی پھر اچھلی تو میں نے اسے فضا میں ہی بیچ کر لیا اور دونوں ہاتھ کمر پر ٹیک کر سختی سے ہونٹ بھینچ ڈالے

پلیز غلطی ہوگی ہم سوری کرتے ہیں اور۔
دوبارہ بھی ہماری گیندیں آپ سے گھر میں نہیں
آئیں گی ہم وعدہ کرتے ہیں پلیز دے دو تیں۔
وعدے تو پہلے بھی آپ لوگوں نے فی بار کئے
ہیں مگر تم باز نہیں آتے اب تو یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ
گیندیں آپ کو واپس دوں بے شک آپ سارے
شہر کی گیندیں مارے گھر میں پھینک دو واپس تو ہم
ایک گیند بھی نہیں کریں گے بس کہہ دیا تم سے اب تم
جا سکتے ہو میں نے ڈھٹائی سے کہا۔

اچھا ٹھیک ہے جی نا دو تم ہمیں گیندیں ہماری
گیندیں آپ نے اپنے پاس رکھ لی ہیں ہمارے
لیے یہی بات بہت ہے کہ ہماری کوئی چیز تو آپ
نے اپنے پاس رکھ لی ہے آصف نے معنی خیز
انداز میں کہا تو میں چونک گئی تھی۔

کیا۔ میں نے پھر لی ہے کہ کھولا تو وہ تیزی
سے اپنے گھر میں داخل ہو گیا میں واپس پلٹی اور
تمام گیندیں سمیٹ کر چھت پر پہنچی آصف بیٹ
پکڑے مضطرب سا برآمدے میں ایک یا دو جاڑ
پالی کے پائے پر رکھے ہوئے بوٹ کے سسے باندھ
رہا تھا میں نے اندھا دھند ایک گیند اس کی طرف
پھینک دی وہ تیزی سے پلٹا اور مجھے سامنے پا کر
اس کا چہرہ کھل اٹھا تھا میں نے چہرے پر ڈھلکتے
بالوں کو سمیٹ کر کان کی لو میں کہا اور غصے میں
دھاڑی یہ لو اپنی گیندیں بچھتے کیا ہو تم اپنے آپ کو
کوئی ضرورت نہیں ہے مجھے آپ کی کوئی چیز اپنے
پاس رکھنے کی میری بات سن کر وہ آسمان کی طرف
چہرہ اٹھا کر ہنسا اور پھر برآمدے سے نکل کر رخ
پیری جانب کئے ہوئے بینک کرنے کے انداز میں
بلے پر چمک کر کھڑا ہو گیا میں نے گیند پھینکی اس نے
بلا فضا میں اٹھا کر گیند کو روک لیا میں نے تیسری گیند
بھی پھینکی پھر چوتھی بھی کھینکی پھر سے انداز میں ادھر
اچھا دی پھر جب پانچویں اور آخری گیند ادھر

پہنچے اسے ہی تباہ میں گزارے پھر گیند کو نے میں
پھینک کر کرے کی طرف بڑھی ایسے میں دوسری
گیند بھی صحن میں آکر گر کر کرے کے اندا چلی گئی
جہاں میں اس لئے موجود تھی بڑے کہنے ہیں میں
نے غصے میں ان کو گالیاں دی اور ساری کیفیت میں وہ
گیند باہر صحن میں پھینک دی برتن دھونے میں
مصروف ہوئی تو تیسری گیند بھی صحن میں اتر کر
لڑکھاتی ہوئی مجھ سے ایک گام پیچھے آکر ٹھہر گئی تھی

لگتا ہے آج یہ گھر پر ہیں اور دن بھر مجھے
ذلیل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں خیر میں بھی ہار ماننے
والی نہیں ہوں میں نے فیصلہ کر لیا کہ آج کوئی گیند
ان کو واپس نہیں کروں گی خواہ کچھ بھی ہو جائے۔

بس پھر پندرہ سے بیس منٹ کا وقفہ گزرا ہوگا
پھر چوتھی گیند بھی میرا منہ چڑاتی ہوئی میرے پاس
آپنچی تھی میں دانت پیچھ کر سر کھجا کر وہ کی اوچھیر
اس وقت تو میرے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا جب
پانچویں گیند صحن کے فرش پر ٹانگی لگاتے ہوئے دور
سے میرے شانے پر آکر گری اور میں اس کے
اچانک افتادہ چیخ سی پڑی تیزی سے پلٹ کر دیکھا
تو وہ نئی تر تازہ گیند میرے سے چند گز کے فاصلے
پر پڑی پیغام دے رہی تھی کہ اے گنہگار بی بی اب
بھی آپ کو ہماری یاد نہیں آ رہی۔ میں کام سے
فارغ ہو کر غسل کے ارادے سے واش روم میں
پہنچی بھی تھی تو دروازے پر دستک ہوئی جانے کیوں
دروازے کی دستک سن کر میرے پورے بدن کی
دھڑکنوں میں غلاطم سا آگیا تھا میں نے نہایت
غصے کی حالت میں یاؤ بیتی ہوئی دروازے تک پہنچی
۔ کون میرا لہجہ ترش تھا۔

جی وہ ہماری گیندیں تو واپس کر دیں پلیز
آواز میں تھرا تھرا ہٹ صاف محسوس ہو رہی تھی اگر نا
دوں تو میں نے اکھڑ انداز میں پوچھا۔

دیر تک نیند نہیں آئی رات کو پہاڑی بسی لگے جی تھی ۔۔

صبح میڈم کو ناشتہ دے چکی تھی ۔ اس کی طرف سے اس کی گیند میرے لیے سج لی تو یہ لے کر آ پختی تھی پھر وہ کالج چلا گیا کئی بار چھت پر جا کر اس کے سونے سونے سے گھر کو دیکھتی ہوں اپنی دو بچے کے قریب گیند نے اس کے گھر آنے کی خبر دی تو فوراً چھت پر پختی سامنا ہوا تو دل بیتاب ہو گیا انسان جب چلیا راجعت میں مبتلا ہوتا ہے تو محبوب کی ایک جھلک دیکھنے کی خاطر پہرہوں کھڑا رہ سکتا ہے بھوکا اور چارہ رہ سکتا ہے میں بھی اپنے حلاج جب جی کے لیے سب کچھ کرنے کو تیار تھی اشارے کنایوں سے آگے بات نہ ملے مرنے لگا پختی ایک بار دروازہ کھٹکھٹایا ۔ پوچھا کون ۔ چند اجلی میں ہوں آصف جھپاک سے دروازہ ہولا اور دیوانہ وار اسے بازو سے پکڑ کر اندر کھینچ لیا ابابا بوبوع آتا ہے تو پھر اس کے بوسے کی خواہش تڑپاتی ہے پھر جب اسے یہ بھی میسر آ جاتا ہے تو پھر مہینوں مدد ہوشی اور شرمساری کا عالم رہتا ہے ۔

ہم بھی اس لذت سے آشنا ہوئے تو محبت کی رنگین اور بڑھ گئی حسن کی نزاکت میں اضافہ ہوا اور اس لذت گناہ نے محبت میں اہمیت کو اور اجاگر کر دیا تھا جب عطر اپنی خوشبو سے پہچان لیا جاتا ہے تو عشق کی مہک کیسے چھپ سکتی ہے چند روز ہی گزرے تھے کہ خالد صاحب اور میڈم جی کو دودن کے لیے بہادپور اپنے کسی عزیز کی شادی میں شرکت کے لیے جانا پڑا تھا اب اس نے دودن ہماری عید کے دن تھے اک دن تو آصف اور عارف دونوں میرے گھر میں مدعو ہوئے مگر پکوان کا کران کو پیش کیے وہ بھی بازار سے بہت سی چیزیں کھانے کو لے آتے عمران میری اور آصف کی تصویریں بناتا رہا آصف کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانے کا لطف ہی اور

ایہاں چاہی تو وہ منہ باندھے مجھے بڑی محویت سے دیکھتے رہتا تھا کیوں اس کا اس طرح دیکھنا مجھے اچھا لگا اور میں نے دھڑے سے گیند اس طرف اچھا لگا دی پھر وہ جب گیند فضا میں ادھر جا رہی تھی مجھے لگا جیسے گیند کے ساتھ ساتھ میری روح بھی اڑ کر ادھر جا رہی تھی میں جھینپ گئی تھی اور اسے دیکھے چلی گئی وہ بھی میری طرف اس قدر چھوٹا کر اسے خبر ہی نہ ہوئی کہ کب اس کے قریب گیند پختی اور گر کر جانے کا بجھ چلی گئی ۔

میری دھڑکنوں میں غلام برپا تھا جس میں ہلکی سی کچلی اور ہونٹوں پر لرزا سا طاری ہو گیا تھا نگاہیں ادھر ہی مرکوز تھیں اور پلٹیں ساکت وقت میں تھم گئی تھیں کچھ خبر نہ تھی بس اپنے لگا جیسے میری چھلکی ہوئی گیند اسے کلین بولڈ کر رہی ہو اور اس کی نگاہوں میں چھلکتی تاثیر کی گیندیں جھلکی صورت میرے دل و دماغ کی ہونڈری پر پینچ گئی تھی جب ہمیں اپنی کیفیت کا احساس ہوا تو ہم اپنی اپنی جگہ سے گئے پھر اس کا داہنا ہاتھ میری طرف لہرایا اور میں فضا میں ہاتھ نہانا کرتی ہوئی نیچے چلی گئی ۔

بس اس روز جو پوٹ دل پر لگی آج تک اس کا درد ختم نہیں ہوا بلکہ ختم بن کر رسور کی صورت اختیار کر گیا ہے پل بھر میں میری دیا ہی بدل گئی سارا گھر سونا سونا لگنے لگا تھا جی چاہتا تھا کہ بھاگ کر چھت پر چلی جاؤں اور اسے دیکھتی رہوں ۔

اور پھر اس وقت اس کی گیند اچھل کر میرے پاس نہ آ جاتی تو میرا دم گھٹ سا جاتا میں نے گیند کو اٹھا کر چوما اور پھر اسے بڑے پیار سے واپس اچھا لگا دیا پھر تو یہ سلسلہ ہی شروع ہو گیا تھا شام میڈم کے آنے تک کا وقت میرا چھت پر جاتے آتے ہی گزرا تھا وہ اپنی جگہ مجھ پر لڑا ہوا جا رہا تھا اور میں تو دل و جان سے اسے قبول کر چکی تھی رات

تھا۔

ہو کر اس سے محو گفتگو تھی کہ تمہیں میری آمد پہ ہی نہیں چلا جیتاؤ کس سے محبت۔ لی ہوا عمران سے یا آصف سے بات کر رہی تھی۔

آصف سے میں نے اقرار کر لیا کرتے ہوئے کہا۔ بہت اچھا لگتا ہے تمہیں۔ میں نے چپکے سے سر جھکا لیا۔

اس سے تمہارے رشتے کی بات چلاؤں۔ عجیب انداز میں پوچھ رہا تھا مجھے نہیں پتہ اس سے پوچھ لیں۔

اور پھر خالد صاحب نے اس سے پوچھ لیا کہ تم نگہت کو پسند کرتے ہو تو اس سے شادی کرنا پسند کرو گے آصف نے فوراً ہاں کر دی آپ ان کے والدین سے بات کریں میں اپنے گھر جا کر اپنے والدین کو لے آؤں گا خالد صاحب نے کہا۔

نھیک ہے میں سوچتا ہوں۔

پھر ان ہی دنوں گری کی پٹھانیاں ہو گئی ۵۵ لوگ بھی گھر چلے گئے لیکن سے سے ہر روز فون پر رابطہ جاری رکھنے کا وعدہ کر گئے تھے مجھے بھی دہشتے کی چھٹی پر گھر بھیج دیا گیا آصف سے دوری کے بے حال کر دیا میرے ماموں کے گھر میں فون کی سہولت موجود تھی مگر وہ فون کو لاک کر کے چابی اپنے ساتھ لے جاتے تھے میں نے اپنی ممانی کو اپنا ہمارا بنالیا اور جھانڈ کے سینکے سے نمبر ڈال کر کے آصف سے رابطہ کر لیا ہر روز ہماری وقت مقررہ پر بات ہونے لگی نمبر ملانے کا یہ طریقہ میری ایک دوست نے مجھے دیا تھا کئی بار کارڈ سے نمبر ملا کر بھی بات کی دو ہفتے بعد میں والیس پہنچی تو اگلے ہی دن آصف بھی آن پہنچا۔

ہماری پھر چھت پر بات ہونے لگی وہ اپنے آنگن میں رہ کر مجھ سے باتیں کرتا اس دن دوپہر کے میں چھت پر ننگی دھوپ میں کھڑی محو گفتگو کر رہی تھی کہ وہ مجھے بتا رہا تھا کہ میں نے اپنے امی ابو

وہ دن میری زندگی کا یادگار دن تھا عمران آصف کا دوست ہونے کے ناطے ہماری محبت کا راز دان تھا ہماری پی ٹی وی ایل کا نمبر آصف نے نوٹ کر لیا اور فون پر بات کرنے کا وعدہ کیا اگلے دن عمران کالج گیا تھا آصف کسی دوست کے ساتھ مائیک تک گیا تھا میں چھت پر گئی تو عمران نے سرگوشی کرنے کے انداز میں مجھے بتایا کہ آصف سے زیادہ پیار نہ کرنا وہ بے وفا شخص ہے شراب پیتا ہے میرا ذکر اس سے نہ کرنا میں تو تمہیں اس لیے بتا رہا ہوں کہ کہیں وہ تمہاری زندگی پر باد نہ کر دے وہ اچھا لاکا نہیں ہے اب جیسے تمہاری مرضی۔

مجھے اس کی بات سن کر بڑا دکھ ہوا بھلا آصف جی ایسے ہو سکتے ہیں اس کی تو معصومی صورت دیکھ کر شرافت کی قسم کھائی جا سکتی تھی اور یہ اس کا دوست ہو کر اس کی عیب جوئی کر رہا تھا پھر جب بھی آصف سے بار دل چاہتا کہ اسے بتا دوں کہ عمران کی دوستی قابل اعتماد نہیں ہے یہ دوست کے روپ میں ڈھن ہے مگر جانے وہ کون سی قوت تھی جو ہر بار میرے ارادے پر خاموشی کی گرہ ڈال دیتی تھی۔

اسی روز میں چھت پر آصف جی سے باتیں کر رہی تھی کہ اچانک خالد صاحب آ پہنچے تھے اور مجھے باتیں کرتے ہوئے دیکھ لیا میڈم اچھی گھر میں آئی تھی لمبے بھر کو تو میری جان ہی نکل گئی تھی خالد صاحب نے مجھے اپنے کمرے میں بلایا اور بڑے پیار سے پوچھا۔

گو گو چھت پر کھڑی کس سے باتیں کر رہی تھی عمران سے یا آصف سے میں اس سوال پر سٹپٹا سی گئی تھی سن نہیں وہ میں ان سے جھگڑا کر رہی تھی کہ کیوں بار بار ہمارے گھر میں گیند پھینکتے ہو۔ جھوٹ موت بولو نگہت جھگڑا کرنے والے کسی سے ہنس کے بات نہیں کرتے اور تم اس قدر مست

کیونکہ اب یہاں سے میں واپس اپنے شہر چلی جاؤں گی شاید کل ہی مجھے واپس بھیج دیں آصف کو میرے گھر کا پتہ دے دینا وہ میرے بھائی کے نام خط لکھ دے گا جو میں موصول کر لوں گی۔

ٹھیک ہے اب زیادہ دیر لگی میں نہیں ٹھہر سکتا تمہارا پیغام اس تک پہنچا دوں گا تمہارے گھر کا ایڈریس بھی اسے پہنچا دوں گا عمران نے کہا اور

آگے بڑھ گیا میں شام تک بھوکی پیاری غم سے نڈھال ہو کر دیواروں سے سرکرائی رہی لیکن آخر کیوں کیا مجھے ایک انسان سے محبت آنے کی یہ سزا دی جا رہی تھی محبت کرنا جرم ہے کسی سے محبت کا اظہار کر کے اسے اپنا بنائے گا خواب دیکھا ہے شری بے حیائی اور بے غیبتی کی علامت ہوتی ہے مذہبی شرائط اپنی جگہ درست اور معاشرتی قوانین رسومات کا تقدس بحال رکھنے کی پابندی کا اپنا مقام جس کو میں شعوری کا نام ہے یہ عقلی چیزیں ہیں تہذیب نے اسے پیدا کیا ہے نیکی اور ایثار زندگی کے گلزار میں انسان کے دکھوں کو ختم کرنا بہت بڑی بات ہے یہ سب اچھی باتیں ہیں مگر فطرتا وراثت میں نہیں ملتی سماج ذہانت کا مرہون منت ہے محسوس شعور پر انہیں توفیق بھی بڑھ رہا تھا باخبر آدمی کے مقابلے میں بہت خوش نصیب ہوتا ہے بالغ نظریں ہی سارے فساد کی جڑ ہے اور تہائی کا احساس کا منبع ہے اگلے روز مجھے میرے شہر پہنچا دیا گیا تھا۔

امی اور بھیا کو بتایا گیا کہ تمہارا لاڈلی نے وہاں پڑوس کے لڑکے سے عشق شروع کر دیا ہے اور ہمیں بھی رسوا کرنے لگی ہے اب ہم اسے اپنے پاس نہیں رکھ سکتے اس کو سنبھالنا اب ہمارے بس میں نہیں ہے اور انکشاف پر امی اور بھیا نے جی بھر کے میری پٹائی کی مجھے اس قدر پیٹا گیا کہ میرے ناک میں پپٹی ہوئی تھلی جو آصف نے مجھے ہوا کے

سے تمہارے رشتے کی بات کی ہے وہ مان گئے ہیں جلد ہی وہ یہاں آئیں گے میں مستقبل کے رنگین سنسنے دیکھ رہی تھی مجھے اس وقت پتہ چلا کہ آصف نے یکا یک اچھل کر کہا وہ میڈم آگئی ہیں چونک کر پٹنی تو میڈم غصے میں لال پٹی ہو رہی تھی مجھے بالوں سے پکڑ کر اور جھٹکا دے کر پوچھا کہ یہاں عشق لڑانے آئی ہے۔

میڈم نے مجھے بہت مارا خالد صاحب نے مداخلت کی تو میڈم نے اسے بھی حتی سے پھھاڑ دیا رات بھر میرا بدن درد سے پوزے کی طرح دھتکار رہا اگلے دن ناشتہ کرتے ہی میڈم نے مجھے کمرے میں بند کر کے اسے مقفل کیا اور گھر کو تالا لگا کر اپنی ٹریننگ کے سلسلے میں ملتان چلی گئی۔

میں دن بھر کمرے میں قید رہی تھی لکڑی کا دروازہ جو کئی کی طرف کھلتا تھا اس میں اوپر سے چھانا جا سکتا تھا کون گزر رہا ہے میں آصف کو دیکھنے کی حسرت لیے جھروکے سے لگی تھی مگر جانے وہ کہاں چلا گیا تھا شاید اس نے میڈم کو میرے بالوں سے پکڑ کر مارنے کی جھلک دیکھ لی تھی۔

پھر بھی وہ لگی سے تو گزرتا دو پہر کو مجھے عمران کی جھلک نظر آئی کہ وہ کئی سے گزر رہا ہے میں نے دروازہ پیٹ ڈالا اور اسے آواز دی دے کر کہا۔

عمران بھائی میری بات سنو وہ پلٹ کر دروازے کے قریب پہنچا اور حیرت سے پوچھا کہ تم کہاں ہوں گے۔

میں اندر کمرے میں قید ہوں خدا کے لیے آصف کو یہاں بلا دو میں اس سے بات کرنا چاہتی ہوں مگر تھوہ تو صبح منہ اندھیرے ہی اپنے شہر چلا گیا ہے اس کی ماں بیمار ہے رات کو فون پر یہ اسے بتایا گیا اس لئے وہ پہلی گاڑی سے ہی چلا گیا۔

یہ سن کر میرا دم ٹھننے لگا اب کیا ہوگا عمران عمران خدا سے لے مجھے اس کا ایڈریس دے دو

خفے میں دی تھی وہ بھی کہیں گر گئی تھی بہت ڈھونڈا مگر نہیں ملی تھلی کھوجانے کا مجھے بہت دکھ تھا۔

میں رات بھر روتی رہی اگلے گن مجھے ارشد صاحب شخص جو کسی سرکاری محکمے میں ملازم تھا ان کے گھر میں کام کرنے کے لیے بھیج دیا گیا تھا ارشد صاحب کی کوئی اولاد نہ تھی گھر میں اس کی ماں اور بیوی رہتے تھے میں ان کے گھر میں کام کرنے لگی گھر کی صفائی کرنا کپڑے دھونا شام باورچی خانے میں سامان کا کام کرنا اور صبح کھانے میں چاکلٹ اور آئس کریم بہت پسند تھی چند دن بعد میں نے محسوس کیا کہ ارشد صاحب مجھے بہن غروں سے دیکھتے ہیں اور بات بہ بات مخاطب کرتے رہتے ہیں۔ پھر پتہ نہیں اسے کیسے پتہ چلا کہ میں چاکلٹ اور آئس کریم بڑے شوق سے کھتی ہوں۔ ایک دن مجھے کہنے لگے۔

گو وہ فرنیچ میں آئس کریم اور چاکلٹ رکھے ہیں بدکھالینا تمہارے لیے لایا تھا مجھے بڑی حیرت ہوئی اور خوشی تھی کہ میرے لیے پھر تو اکثر ایسا ہونے لگا کہ وہ میری پسندیدہ دونوں چیزیں فرنیچ میں لا کر رکھ دیتا تھا اور میں کھاتی تھی میری امی نے مجھے کہا تھا کہ بس تمہیں پہلی خواہ ملے گی تو مجھے نئی تھلی بنوادوں گی میں اس امید پر خوش ہو رہی تھی کہ نئی تھلی آصف کا تحفہ سمجھ کر پھر سے بہن لوں گی پھر مجھے بخار ہو گیا میں دو تین دن ان کے گھر کام پر نا جا سکتی ارشد صاحب میری تیار داری کو آیا اسی نے اس کو بتایا کہ جیسے ہی اس کا بخار اترے گا میں اسے کام پر بھیج دوں گی اس کی سونے کی تھلی گئی ہے اس کے لیے یہ بہت پریشان ہے۔ ارشد یہ بات سن کر واپس چلا گیا اور شام کو میرے لیے سونے کی تھلی اور سرخ رنگ کا سوٹ لے کر پھر چلا آیا۔

مجھے سرخ سوٹ اس لیے پسند نہیں تھا کہ یہ کلر

آصف کو پسند نہیں تھا ارشد صاحب نے دونوں چیزیں خود مجھے دیں اور شرارت بھرے لہجے میں کہا بنو یہ تمہارے لیے لایا ہوں مجھے اس کی بات سن کر بہت غصہ آیا میں نفرت سے دونوں چیزیں اس کے گود میں اچھال دیں اور کرخت لہجے میں اس کو کہا کہ میرا تم سے کوئی رشتہ نہیں آپ یہ واپس لے جائیں میں ہرگز ہرگز انہیں قبول نہیں کرتی۔

ارشد صاحب مایوس ہوا اور واپس چلا گیا پھر اس کا اماں کا صفا کرنا کہ میں ہمارے گھر کو کہ وہ میرے پاس آجائے اس عورت لی بے پناہ محبت مجھے دوبارہ وہاں لے گئی اسے ملتان نشتر ہسپتال میں داخل کر دیا گیا میں اس کے پاس اس کی تیمارداری کے لیے دن رات موجود رہی ارشد صاحب اور اس کی بیگم رات کو آتے اور ملتے پھر چلے جاتے۔

ارشد کی والدہ کو میں نانوں کہتی تھی وہ مجھ سے گھر کی ساری باتیں کرتی بلکہ یہاں تک کہہ دیا کہ میرا کفن تیار پڑا ہے میرا فلاں سوٹ فلاں عورت کو دے دینا میرے استعمال کی فلاں چیز فلاں گھر والوں کو دینا جانے کیوں اسے یقین ہو گیا تھا کہ اب وہ اس بیماری سے بچے گی نہیں اور پھر وہ ہوا سولہ دن بعد اس نے میری بانہوں میں دم توڑ دیا۔ میں نے اس کی وصیت کے مطابق اس کی تمام آخری رسومات ادا کیں میرے دن اس کی فل خواتی کی رسم تھی اور اس دن ارشد کی ساس جو کراچی سے میں مقیم تھی اس کی بھی موت واقع ہو گئی ارشد نے اپنی بیگم کو ملتان سے جہاز میں کراچی روانہ کر دیا۔

ان دونوں آصف کا دوست عمران جو ہمارے ساتھ رینٹ کے مکان میں تھا اور جب میڈم نے مجھے آصف سے باتیں کرتے دیکھ کر کمرے میں بند کر دیا تھا اور میں دن بھر کمرے

میں بند پڑی رہی تھی اور گلی میں گزرتے ہوئے عمران کو میں نے ساری صورت حال سے آگاہ کیا تاکہ یہ سمجھ لے کہ میرا پیغام آصف تک پہنچا دو۔ پھر اس نے اسے اپنے گھر کا پتہ دیا اور اپنی ممانی جان کا فون نمبر بھی بتایا دیا تھا مگر عمران نے میرا پیغام آصف تک نہیں پہنچایا تھا۔

پھر جن دنوں میں ارشد کے گھر میں کام کرنے لگی اس کی والدہ بیمار ہوئی اسے نشتر ہسپتال میں داخل کیا تھا میں ادھر بھی تب عمران نے اپنی ماں کو ہمارے گھر میں میرا رشتہ لینے بھیجا عمران کے کہنے پر میری ماں سے جھوٹ بولا۔

مگر جس لڑکے آصف سے ہمارا کرتی ہے میں اسکی ماں ہوں اور محبت کا رشتہ لینے آئی ہوں تب میری ماں نے صاف انکار کر دیا کہ آپ جیسے لوگ ہیں میں آپ کو نہیں جانتی اور ناں ہی اپنی بی بی کا رشتہ دوں گی تمہیں۔

وہ مایوس ہو کر واپس چلے گئے جب مجھے پتہ چلا تو میں نے عمران کے گھر میں فون کیا جو اس کی ماں نے ہمارے گھر میں رابطے کا نمبر چھوڑ گئی تھی عمران کے لیے تمہارا رشتہ مانگنے آئی تھی مگر تمہاری ماں نے انکار کر دیا ہے مجھے ان کی اس گھٹیا حرکت پر بہت غصہ آیا مگر اس لیے برداشت کر لینی کہ ان کا آصف سے رابطہ تھا اور میں آصف سے ملنا چاہتی تھی میں نے بمشکل سے ان سے آصف کا نمبر لیا آصف سے بات کی اور تمام حالات سے اسے آگاہ کیا اس نے جلد میرے پاس آنے کا وعدہ کیا میں نے اسے ارشد کے گھر کا پتہ بتا دیا تھا وہاں چلے آتا پر جب وہ مجھ سے ملنے پہنچا تو مری غیر موجودگی میں ارشد نے اسے ویکم کیا اور جب آصف نے مجھ سے ملنے کی خواہش ظاہر کی تو ارشد نے اسے بے عزت کر کے نکال دیا اور مجھ سے جھوٹ بولا۔

آپ کو تو کوئی مہمان آیا ہی نہیں پھر جب میں نے آصف سے بات کی تو اسے گلہ کیا کہ تم نے وعدہ کیا تھا پھر مجھ سے ملنے کیوں نہیں آئے تو اس نے بتایا کہ میں تو اپنے وعدہ پر آپ کے بنائے ہوئے ایڈریس پر پہنچا تھا ارشد صاحب نے آپ کا نام سنتے ہی تیور بدل لیے اور تلخ کلامی کرتے ہوئے مجھے چلے جانے کو کہہ دیا۔

مجھے بہت دکھ ہوا میں نے اس سے سوری کی اور میری وجہ سے آپ کو فتنی کو فتنہ ہوئی۔

اب جلد ہی میں تمہیں اپنے ہاں آنے کی دعوت دوں گی اور خود ہمیں ویکم کر دوں گی وہ بھی مجھ سے ملنے کو بہت بے چین تھا مگر کہیں کیا معلوم تھا کہ وہ فون کال ہماری آخری فون کال ہو گی حالات نے ایسا پلٹا کھایا کہ چند دنوں میں ہی کیا سے کیا ہو گیا میں ارشد کی ماں کو لیے ہسپتال میں تھی جہاں سولہ دن بعد اس کی موت واقع ہو گئی تھی اور

اس کی قلم خوانی کے روز ارشد کی ساس کا انتقال ہو گیا جہاں اس نے اپنی بیوی کو بھیجا اور خود نہ جاسکا کیونکہ اس کے گھر میں اس کی والدہ کی تعزیت کے لیے لوگ آ جا رہے تھے ارشد نے اپنی بیوی کو ملتان سے جہاز میں لے کر اپنی روانہ کیا کیونکہ وہ ٹرین میں جانے سے جنازے میں شرکت نہیں کر سکتی تھی ارشد کی بہن جس گھر میں بیابا تھی اس کے دیوار اور دیواری نے ارشد کی بہن سے میرے بارے میں معلومات حاصل کی کہ یہ لڑکی کون سے گھٹ ہے کسی غریب سے گھر ان کے کچنی ہے اسے اگر ہمارے گھر لے گئے ہرے جی جی کے لیے اس کے گھر والوں سے اس کا رشتہ مانگ لیں تو امید ہے وہ انکار نہیں کریں گے ارشد کی بہن تاجی نے انہیں بتایا کہ اس کے باپ نے دوسری شادی کر لی تھی یہ پانچ بہنیں ہیں لوگوں کے گھر رو کر کے محنت مزدور رہ کر کے زندگی گزار رہی ہیں۔

پھر جب انہوں نے مجھے اپنے پاس بلا کر کہا کہ ہم لوگ چاہتے ہیں کہ تمہیں اپنے جیاجی سے پناہ دےں زمیندار لوگ ہیں بہت عزت سے زندگی گزار رہے ہیں کیا تم تمہاری ماں سے تمہارے رشتے کی بات کریں

میں یہ سن کر آگ بگولا ہو گئی اور چیخ کر کہا کہ آپ کون ہوتے ہیں میری ذاتی زندگی میں داخل دینے والے اور میرے مستقبل کا فیصلہ کرنے والے میں یہاں ایک پل نہیں رہوں گی کوئی ضرورت نہیں ہے مجھے آپ لوگوں کے گھر چکری کرنے کی میں جا رہی ہوں اور پھر وہ سبھی لوگ میری منت سماجت کرنے لگے مجھے روکنے کی کوشش کرتے رہے مگر میں گھر آ گئی اور امی سے کہا۔ اب میں ارشد کے گھر میں کام بھی نہیں کرنے جاؤں گی خواہ آپ میرے کٹے کر دیں کہ امی مجھے غصے میں دیکھ کر کہا۔

اچھا ٹھیک ہے نا جانا ادھر مگر بویہ کہ تاجی کے سسرال والوں نے میری امی سے مل کر کو اندر دھکی میرے رشتے کی بات چلائی ہوئی تھی امی نے حامی بھر لی کہ کٹ کر ابھی نہیں مان رہی مگر میں اس کو راضی کر لوں گی۔

کوئی دیکھ رہا تھا کہ تاجی کے سسرال والوں میں سے کوئی نہ آیا تھا نہ کوئی عورت انی۔ ملنے آئی پھر ایک دن امی نے کہا کہ آج گھر کی صفائی کرو کچھ مہمان آرہے ہیں ان کے لیے کھانے کا بھی انتظام کرنا ہے

میں نے پوچھا امی جان کون لوگ آرہے ہیں امی نے بتایا کہ تمہاری چھوٹی بہن شبنم امی کا رشتہ دہشتے آرہے ہیں مہمانوں کے ساتھ کوئی بد تمیزی نہیں کرنی اور ان کے ساتھ بڑے اچھے طرز سے برتاؤ سے پیش آنا ہے

میں جان کی بات سن کر ہم بہت خوش ہوئے

اور چھوٹی بہن کو ہنسی مذاق کرنے لگے کہ لوجی شہزادہ بھی ہمارے ہاں سے جا رہی ہے ہم نے سارے گھر کی صفائی کی امی جان بازار سے گوشت اور سبزیاں اور دوسرا سامان لے کر آئیں کھانا پکا یا گیا پھر جو مہمان ہمارے گھر آئے ان میں جاوید اس کی بہن اور ارشد کی تاجی شامل تھے امی نے میرے ماموں کو بھی بلایا ہم نے شہزادی کو علیحدہ کمرے میں چھپا کر بٹھا دیا

میں نے چائے بنائی اور بسکٹ لے کر جاوید اور دوسرے مہمانوں کے پاس گئی اور دلکش مسکراہٹ سے ان کو خوش آمدید کہا جاوید میرے چہرے میں کھوپڑیا میں جلد ہی کمرے سے واپس چلی آئی پھر وہ لوگ اندر امی جان اور ماموں جان سے باتیں کرتے رہے کھانا بھی سب نے مل کر کھایا پھر وہ منگنی کی رسم ادا کرنے کے بعد بیٹھک سے اندر کمرے میں آئے جہاں وہ لوگ موجود تھے سرخ دوپٹہ نکال کر ماموں جان کو دیا اور پھر وہ لمبے لمبے بجلی بن کر گر کر ماموں جان نے وہ دوپٹہ شہزادی کے سر پر اوڑھنے کے بجائے میرے سر پر رکھا میں جہاڑ گئی۔

میں ماموں جان یہ آپ کیا کر رہے ہیں شہزادہ وہ سے میں تو ٹک رہی ہوں۔

تم چپ رہو ممکن تمہاری بوری ہے شہزادی کی نہیں امی نے مجھے جھڑک کر کہا۔

ماموں نے مجھے سر پر پیار دیا اور۔ نہیں نہیں میں یہ سنی ٹول نہیں کر لی میں نے دوپٹہ سر سے پھینکا اور شہزادہ احتجاج کیا اور کمرے سے باہر نکل گیا پڑی امی نے میرا بازو پکڑ کر سختی سے مروڑ دیا اور پیچھے کرسی پر ڈھکیل دیا میں چہرہ چھپائے بین کرنے کے انداز میں چیخ کر رو دی،

منگل کو وہ لوگ منگنی کی رسم ادا کر کے جمعہ کو رخصتی کی تاریخ بھی طے کر کے چلے گئے میں

نے گھر میں صف ماتم بچھالی تاکچہ کھایا بس روئے
چلی گئی پوری رات اسی طرح گزر گئی۔

اگلے دن میں نے اپنے ابو کو فون کال کی
اور اسے بتایا کہ جہاں ماما نے میرا رشتہ طے کیا ہے
میں وہاں ہرگز شادی نہیں کرنا چاہتی۔ خدا کے لیے
ابو جان آپ میری مدد کریں اور کسی طرح اس
رشتے کو ختم کریں ابو نے میری بات سنجیدگی سے سنی
اور شام کو وہاں ہمارے گھر آگئے امی جان ان کو
دیکھ کر آگ بکولہ ہو گئیں میں رو کر ابو کے گلے لپٹ
گئی انہوں نے مجھے بہت دلاسا دیا۔ اور کہا کہ میں
ان کے گھر جاؤں گا اس کے بارے میں پوری
پوری معلومات حاصل کروں گا پھر کوئی فیصلہ کروں
گا امی جان ان سے جھگڑا کرنے لگیں۔

تم کون ہوتے ہو میری اولاد کے معاملات
میں دخل دینے والے تم نے تو پانچ بیٹیوں کو جنم
دے کر اپنا گھر بسایا میں نے عورت ذات جو کہ
لوگوں کے گھروں میں برتن دھو کر ان کو پروان
چڑھایا ہے تم نے اس شہر میں رہ کر آج تک کبھی
ہماری خبر نہیں لی کہ ہم کس حال میں زندگی بسر
کر رہے ہیں۔

بڑی دو بیٹیوں کی شادی تم نے اپنی مرضی
سے کی تھی اب میں جہاں چاہوں گی ان کے رشتے
طے کروں گی تمہاری کی میں نے تاریخ بھی طے کر
دی ہے کوئی ضرورت نہیں ہے تم ان کے گھر
جانے کی اور ان کے بارے میں لوگوں سے پوچھ
چگھ کرنے کی مگر ابو مجھے یہ کہہ کر چلے گئے کہ میں
ادھر ضرور جاؤں گا پھر دو دن بعد وہ لوٹ کر آئے
اور صاف لفظوں میں کہہ دیا کہ وہ لوگ جاہل اور
دیہاتی مزاج ہیں نا ملنسار ہیں نا تجھے برے کی تمیز
رکھتے ہیں اور لہذا تم کا رشتہ ادھر نہ بنائیں
ہوئے دوں گا۔

ابو نے میری حمایت نہ بھر پور اعلان کر دیا

میں نے بھی ان کے فیصلے کی تائید کر دی کہ اب تو
میں کسی بھی صورت یہ رشتہ قبول نہیں کروں گی امی
جان بے بس ہو گئی اور میں کر کے روئے لگیں۔

میں نے تمہیں پال پوس کر بڑا کیا تھا کہ تم
میری عزت کو برباد کر دو گی آج تمہیں اپنا باپ یاد
آ گیا ہے پہلے کہاں تھا تمہارا باپ اگر تم نے میری
بات نہ مانی تو میرے فیصلے کو نہ قبول کیا تو میں تمہیں
اپنا دودھ نہیں بخشوں گی

امی جان نے جذبات کی اوڑھ میں بہہ کر
دو پندرہ تار کر میری گود میں بھینک دیا کہ میری عزت
تمہارے ہاتھ میں ہے چاہو تو اسے قدموں تلے
روندہ دو اور چاہو تو میرے فیصلے پر پاں کہہ دو۔ ابو
بھی جذباتی ہو گئے تھے انہوں نے پجڑی اتار کر
میری گود میں ڈال کر کہا۔

بننا اگر میری عزت بپاری ہے تو اس رشتے
سے انکار کر دو یا میری پجڑی پیروں میں روند دو۔
امی ابو دونوں ہی مجھے اس سخت آزمائش میں
ڈال کر کمرے سے باہر نکل گئے تھے اس قدر شاک
صورت حال پر میں زندگی اور موت کے کشمکش میں
آ کر رہ گئی تھی کیا فیصلہ کرنی ماں کی عزت کو بھی برباد
کرتی تو باپ کی اپنی چادر کو داغدار کرتی میں نے
بسی سے چیختی رہی پھر میں نے دونوں چیزیں اٹھا کر
قرآن پاک پر رکھ دیں اور اللہ کے حضور گڑ گڑا کر
دعا مانگی یا اللہ تو میری مدد فرما میں کوئی فیصلہ نہیں کر پاتا
رہی۔

بابرامی اور ابو کے درمیان تلخ بحث چل رہی
تھی پھر ابو اندر آئے اپنی پجڑی اٹھائی اور میرے
ہاتھ پر رکھ کر دست شغف کرتے ہوئے بے بسی سے
کہا کہ بیٹیاں بار کیا ہوں تم اپنی ماں کی بات مان لو
شاید تمہارا مقدمہ راسی میں لکھا تھا۔

ابو جان غمناک آگئیں کہ کمرے سے
باہر نکل گئے اور میرے چار سو کالی رات اتر پڑی تھی

تمہاری اوقات ہی کیا ہے لوگوں کے گھروں میں جھاڑو لگا کر روٹی کھانا برتن مانجھ کر تک ڈھانچا مزدوری کر کے زندگی بسر کرنا تمہیں تو میرا شکر گزار ہونا چاہئے کہ میں نے تمہیں بیوی بنا کر ایک با عزت زمیندار گھرانے کی بہو بنایا ہے گھر کا سارا کام یہاں بھی تمہیں اسی طرح کرنا پڑے گا جس طرح تم ارشد کے گھر میں کرتی تھی مگر یہاں تمہیں کوئی یہ نہیں کہے گا کہ تم اس گھر کی نوکرائی ہو۔

جادو نے کہا اور آگے بڑھ کر میرا چہرا اٹھایا اور ہلکا سا سمجھ کر بوسوں کی یلغار کر دی اور پاؤں پٹختا ہوا باہر چلا گیا پھر رات بھر لوٹ کر نہیں آیا رات بھر اپنے مقدر کا ماتم کرتی رہی اگلے دن مجھے سینے لایا گیا ماں کا دامن تھا مگر صرف اتنا پوچھا تھا کہ پیدا ہوتے ہی ہمارا گلا کیونکہ نہیں گھونٹ دیا تھا کیوں ہمیں پروان چڑھا کر خود بھی آدھیں جاتی رہی ہو اور ہماری زندگی بھی عمر قید کے قیدی کی طرح گزرنے کا لیے غیروں کو سوہن دیا ہے ماں تو خاموش چہرے پہ آنسو بہا کر صرف اتنا کہا۔

میرے مقدر کے فیصلے ہیں بیٹی جو یہ حال میں قبول کرنا پڑتا ہے میں تو تمہارا مقدر تھا وہ تمہیں مل گیا ہے اب وہ جیسا بھی ہے اسے قبول کرو میں نے سب سے سے تمہارا وجود اپنے کندھوں پر برداشت نہیں کر سکتی بس یہ سمجھ کر اس گھر کے برتن مانجھتی رہنا کہ یہاں بھی تم نوکری کر رہی ہو جس کی اجرت اس گھر میں روٹی کپڑا اور سر چھپانے کے لیے چھت مل رہی ہے کبھی یہ سوچ کر اس گھر میں واپس نہ آنا کہ مجھے یہاں گھر سے متا کی چھت مل جائے گی میرے سر پر تو ابھی تمہاری بہن کا بوجھ بھی پانی ہے۔

ماں نے اپنی بے بسی ظاہر کر کے میرے سارے مان توڑ دئے میری امیدوں اور حسرتوں کے بھی چراغ دم توڑ گئے اگلے روز میری دیورانی مجھے لینے آئی میں اپنی لاش اپنے ہی کندھوں پر ڈال

اس سے اگلے روز جمعہ کے دن چند لوگ برات کی صورت میں آئے اور مجھے زبردستی کے نکاح میں باندھ کر لے گئے مجھے یوں رخصت کیا گیا جیسے کوئی اپنے پالتو گائے بھینس کا سودا کرتا ہے بیویاری رقم ادا کرتا ہے اور جانور کے گلے میں بڑی زنجیر پکڑ کر لے جاتا ہے میرے گلے میں بھی غربت اور بے بسی کی زنجیر بندھی ہوئی تھی جو جادو کے ہاتھ میں دے کر گھر سے رخصت کر دیا گیا تھا سسرال میں پہنچ کر میری دیورانی نے مجھے کمرے میں بٹھایا فروٹ اور چائے لاکر مجھے دی۔ مگر میں تو ایک پتھر کی مورتی بن کر سب کچھ دیکھ رہی تھی کانوں میں سونے کی بالیاں ماتھے پر بندیا اور ناک میں لوہنگ اور سنہری چوڑیاں پہنے ہوئے لینگا پہنے میں دلہن کے روپ میں ایک زندہ لاش ٹپکی رات دیر گئے جادو آیا اور کھڑے کھڑے مجھے کہا کہ نکاح میری بیوی بن کر میرے پاس آگئی ہو میں نے ارشد کے چہرے پہ وہ طماچ مارا ہے جو اسے ہمیشہ میری یاد دلاتا رہے گا وہ تم پر قابض ہونا چاہتا تھا مگر میں نے اس سے کہا دیا تھا۔

میں نہیں ایسا نہیں کرنے دوں گا لہذا تمہیں حاصل کرنا میری زندگی میں نے اپنے کھروالوں کو مجبور کر دیا کہ جیسے بھی ممکن ہو تمہیں کو میری بیوی کی صورت میں اس حویلی میں آنا چاہئے اور آج وہ میری خواہش پوری ہوگئی ہے۔

جادو کہہ رہا تھا اور مجھے کمرے میں ہر چیز گھومتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی کہ میں بمشکل صرف اتنا ہی کہہ پائی کہ مجھے کس جرم کی سزا دی گئی ہے اگر کوئی دشمنی تھی تو تمہاری ارشد کے ساتھ تھی میں نے آپ کا کیا بگاڑا تھا کہ میرے مقدر کا فیصلہ کر کے مجھے یہاں لاکر پھینکا میں تو آپ کی شکل سے بھی آشنا ہو رہی ہوں۔

وہ تو کسی نہ کسی کے پاس تمہیں جانا ہی تھا

کر اس قبرستان میں چلی گئی۔

ساحبی نہ پوچھتا تھا کہ کس حال میں زندہ ہوں اس کی بے رخی اور اپنی مشقت بھری زندگی پر مر جانے کو جی چاہتا تھا مگر کیا کریں موت بھی تو نہیں آتی اور خود کسی کرنے کی مذہب بھی اجازت نہیں دیتا کوئی کرتے تو کیا کرے

ایک سال بعد بچی پیدا ہوئی گھر پہ ہی دایا کو بلایا گیا جس نے اپنے نوٹے آزمایا مگر گھر میں ہی مجھے تڑپا تڑپا کر کیس کیا اسے ایسا کرنے کا حکم دیا گیا تھا نتیجہ یہ نکلا کہ بچی کی موت واقع ہو گئی مردہ بچی کی پیدائش کے اذیت ناک مرحلے سے گزر کر بھی زندگی بے دامن نہ چھوڑا تھا۔

جاوید اس موقع پر گھر آیا اسی دوران اس کا باپ شدید بیمار تھا ایک ماہ بعد اس کی موت واقع ہو گئی تب جاوید اسلام آباد سے آیا باپ کی آخری رسومات میں شرکت کی مگر مجھ سے بیگانہ بنا کر بارسم قل کے روز اس کی ماں نے کہا۔

گلو کو ہسپتال لے جاؤ اس کی ڈیوڑی آبریشن سے ہوئی تھی نائکے کھلوانا باقی ہیں ہم اسے ہسپتال میں نہیں لے جاسکتے آپ ہی لے جائیں ل

جاوید مجھے گھر سے تو ہسپتال لے جانے کے ٹکڑا کر مجھے سیدھا اپنے بڑے بھائی کے گھر لے گیا بیٹھک میں بٹھا کر جاوید نے یہ کہہ کر مجھے پھنسا مارا شروع کر دیئے

تم نے میری بچی کو مار دیا تو خود کیوں نہیں مر گئی اب تیرے نائکے میں صلوٰؤں گا مگر کر اپنا کام سنبھالو خود ہی نائکے کھل جائیں گے اور وہ اسی طرح مجھے گھر لے آیا کسی نے مجھ سے نہ پوچھا کہ تمہارے آبریشن کے نائکے کھلے یا نہیں۔

باپ کی موت کے پانچویں دن بعد وہ واپس اسلام آباد چلا گیا امی جان نے گھر واپس لوٹنے ہوئے پوچھا تھا۔

تمہارے نائکے کھلے نہیں نا ابھی آرام کرنا

میری ساس نے پہلا کام یہ کیا کہ گلو یہ زیور اور لہنگا جو تمہیں پہنا کر لایا گیا تھا یہ میری بیٹیوں کے ہیں یہ اتار کر ہمارے حوالے کرو اور جو تمہیں منہ دکھائی دیئے ہیں بس وہ تمہاری ملکیت ہے اب یہاں خڑے وغیرہ دکھانے کی ضرورت نہیں گھر کا سارا کام سنبھالو جانوروں کا چارہ لانا ان کو نہلانا ان کا دودھ نکالنا گھر کی صفائی کرنا برتن مانجھنا اور آنا گوندھنا یہ سب کام کرنا تمہاری ذمہ داری ہوگی اگر یہ سارے کام کرنے کو دل نا مانے تو پیچھے سے میلے چلی جانا اور کبھی یہ امید نہ رکھنا کہ تمہیں پھر سے کوئی لینے آئے گا۔

میں نے ان کی تمام باتیں غور سے سنیں اور زیور اور لہنگا اور جو روپے میرے پاس جمع ہوئے تھے ساس خالہ کے سپرد کر دیئے اور گھر کے سارے کام اپنی ذمہ داری سے سنبھال لیے تھے میں وہ بد نصیب سہاگن بھی جسے سہاگ کا جوا بھی سستا ہوا لے کر پہنایا گیا تھا شب زفاف تنہا بس کی اور مہندی بھرے ہاتھوں نے سے سسرال پہنچ کر گوبر تک صاف کر دیا۔

صبح موزوں کی اذان سن کر بستر چھوڑ دیتی اور جانوروں کو چارہ ڈالتی اور انکے نیچے صفائی کرتی جھاڑو گھر میں لگا کر دودھ نکالنا پھر آنا گوندھنا روٹیاں پکانے کے لیے تندور چلا کر دینا اور رات گئے تھک بار کر سو جانا بس یہ زندگی کا معمول بنا گیا تھا۔

جاوید پہلے گھر کے کام ہی کرتا تھا جب جانوروں کی دیکھ بھال کرنا میں نے سنبھال لیا تو وہ ادھر سے بے پرواہ ہو گیا ہے اور ایک ہفتے بعد اسلام آباد چلا گیا وہاں اس کا کرنز الیکٹرک سنور کی اپنی دکان کرتا تھا جاوید اس کے ساتھ کام سیکھنے لگا دو تین ماہ بعد گھر میں ملنے آتا مگر مجھ سے رسی

کال کر کے بتایا کہ میں دینی پہنچ چکا ہوں تو اس نے مجھے بتایا کہ جاوید تو دینی چلا گیا ہے میں اندر ہی اندر سے کٹ کر رہ گئی تھی کہ اس نے مجھے بتانا پسند بھی نہیں کیا اور میں اسے اپنا مجازی خدا سمجھتی ہوں اس کی خاطر اس گھر میں مشقت بھری زندگی گزر رہی ہوں کئی دن تک کھانا نہیں کھایا زندگی سے نفرت ہو گئی تانیکے گھر میں میرا کوئی ہمدرد تھا اور نا سسرال میں کوئی عزت دینے اور اپنا کہنے والا موجود تھا برادری اور غیروں سے تو توقع ہی کیا کی جاسکتی تھی مرنے کے دل چاہا مگر موت کناراہ تش رہی۔

پھر میری ساس دے دے لفظوں میں کہتی کے جاوید نے تمہیں طلاق دے دینی ہے وہ تمہیں ساتھ رکھنے کو تیار نہیں ہاں اگر تو چاہئے تو ہم تیرا نکاح اپنے گونگے بہرے بیٹے جیل سے کر دیتے ہیں پھر تو اس گھر میں رہے گی وہ جس دن جاوید لوٹ کر آیا وہ دن یہاں تیرا آخری دن ہوگا۔ مجھے یہ جان کر بہت صدمہ ہوا مگر میں نے ساس خالہ سے صاف کہہ دیا کہ بیشک آپ لوگ مجھے اس گھر سے نکال دیں میں جانے کو تیار ہوں مگر میں جیل سے نکاح نہیں کروں گی میرے انکار پر وہ خاموش ہو گئی جاوید فون پر سبھی گھر والوں سے بار کرنا تھا مگر ان میں سے کسی نے بھی یہ نہیں کہا۔ گلو آیا آج تم جاوید سے بات کر لو یا جاوید نے تمہاری خیر نی پوچھی ہے اس نے تمہیں سلام کہا کہ کبھی بھی ایسا نہیں ہوا میرا گونگا دیور جیل مجھے کئی بار اپنے اشاروں کی زبان سے کہہ چکا ہے کہ یہاں تمہاری کوئی قدر نہیں ہے میرا بھائی تمہیں پسند نہیں کرتا اس لیے تو یہاں سے اپنے میکے چلی جاؤ کیوں یہاں قیدیوں کی سی زندگی بسر کر رہی ہو میں کھیتوں میں جاتی ہوں مونڈیوں کے کے چارہ لاتی ہوں اور نہر پر بھینسوں کو پانی پلا کر نہلا کر لاتی

کوئی بھاری کام نہ کرنا اپنی صحت کا خیال رکھنا مگر اب یہی گھر میں کسی چیز کی کمی ہے۔

بھلا امی جان میرے زخموں پر مرہم لگانے کے بجائے نمک پاشی کر رہی تھی مگر شاید وہ لاعلم تھی کہ میری بیٹی کے ساتھ اس گھر میں کیا سلوک کیا جا رہا تھا میرے کھانے کے برتن اور بستر تک الٹ کر دیا گیا تھا جیسے ہی میں کچھ اچھی ہوئی گھر میں کوئی مہلک مرض کی طرح رہ رہی ہوں میں نے بھی ماں کو کچھ نہیں بتایا بتائی بھی تو کیا اور وہ کیا کر سکتی اپنے مقدر کی آگ میں خود ہی جلا جاتا ہے دوسروں کو نہیں جلا جاتا سب کو اپنے مقدر سے نبرد آزما ہونا پڑتا ہے۔

جاوید کی ایک بہن سیراں دو بچوں کی ماں بن گئی مگر شوہر میں گزرا پھر بھی نہیں ہوا جب وہ دو بچوں کی ماں بن گئی تھی روٹھ کر میکے آئی بچے بھی ساتھ لے آئی پھر اسے سسرال سے نا تو کوئی لینے آیا اور نہ ہی کسی نے اسے پھر سے ادھر چھوڑانے کا مطالبہ وہ بیمار رہنے لگی کینسر کا مرض سوسالوں میں ہی بچوں کا بچہ بن گئی اور پھر ایک دن موت نے اسے ہر غم سے آزاد کر دیا اس کے بچے مجھ سے بہت مانوس تھے مجھے وہ امی کہہ کر پکارتے مجھے بھی ان سے بہت محبت تھی سسرال کی وفات کے بعد میں نے انہیں ماں کا پیار دیا اب اس گھر میں وہ میرے بہلاؤ کے لیے موجود ہیں جاوید جب بھی اسلام آباد سے گھر ملنے آتا تو رات اپنے بڑے بھائی کے گھر میں ٹھہرتا مجھ سے بات کرنا تو دور کی بات میرا سامنا کرنا بھی اسے ناگوار گزرتا تھا

ادھر اس نے دینی جانے کا درگرم بنالیا مجھ سے چوری سیب تیریاں مکمل کر گئیں گئی جس دن اس کی پرواز بھی مجھے اس بات سے بھی محروم رکھا گیا۔

اگلے دن جب اس نے دینی سے ماں کو فون

ہوں گاؤں کے لوگ ایک دوسرے کے حالات سے بخوبی واقف ہوتے ہیں لوگ میرے بارے میں چہ میگوئیاں کرتے ہیں کہ نکو کا بندہ اسے پسند نہیں کرتا وہ دینی میں بیٹھا ہوا ہے گھر میں اس کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا جاتا پھر بھی یہ اس گھر کو چھوڑ کر جانے کو رضامند نہیں ہے۔

میں دورِ حاضر کی نئی نسل کو پیغام دینا چاہتی ہوں کہ خدا کے لیے جذبات کی رو میں بہہ کر کبھی کسی سے پیار نہ کر بیٹھنا کسی کی حسین صورت کسی کی کوئی خوبصورت بات کسی کی شخصیت لاکھ آپ کر متاثر کرے کبھی فوری اسے اپنا سمجھ کر قبول نہ کر لینا زہر میٹھا ہوا ہے مگر جسم میں اتر کر اپنا اثر ظاہر کر اے پھر اسے اگلا بھی تو نہیں جا سکتا بس اس سے محبت

گوہرنایاب

چاند اور چاندنی

۔۔۔ تحریر ۔۔۔ شاہد رفیق سہو ۔۔۔ چک جسوکانویں ۔۔۔

شہزادہ بھائی۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ میری کہانیاں آپ کے جواب عرض کی زینت بناتے ہیں جس کے لیے میں آپ کا دل کی اتھاہ گہرائیوں سے سمون و مشکور ہوں اور مودب قارئین کا بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے مجھے اتنے کم عرصے میں اتنی پزیرائی اور عزت بخشی ہے۔ اپنے دل کی گہرائیوں میں سالیانہ نظر کہانی سب سے الگ سب سے جدا ہے قارئین شاید نہ سمجھی آپ نے ایسی کہانی پڑھی ہوگی اور نہ ہی ایسی کہانی آپ کی نظر سے گزری ہوگی میں نے اس کہانی کا نام۔ چاند اور چاندنی۔ رکھا ہے امید ہے سب کو پسند آئے گی قارئین اپنی قیمتی رائے سے ضرور دستبردار ہوں گے۔

ادارہ جواب عرض کی باتیں کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ نوٹس آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

بھائی شادی شدہ تھے چاندان سے مختلف شخصیات کا مالک تھا۔

ایک دن چایک چاند کے ابو کی طبیعت خراب ہو گئی اور خالق حقیقی سے جا ملے اب چاند کا آخری سہارا بھی ٹوٹ گیا تھا کیونکہ بھائی اور بھابھیاں چاند کو اچھا نہیں سمجھتے تھے ان کن چاند بہت رویا تھا ابھی دو تین دن ہوئے تھے کہ ابو کو فوت ہوئے اس کے بھائیوں نے زمین کا بانٹنے کا فیصلہ کیا جو چاند کو اچھا نہ لگا اور اس نے روتے ہوئے بھائیوں سے کہا۔

ابھی ابو کی قبر سے پھول بھی نہیں سوکھے اور تم زمین بانٹنے کا سوچ رہے ہو اس کے بھائی غصہ ہوئے چاند کو بہت دکھ ہوا اور اس نے راتوں رات گھر چھوڑنے کا فیصلہ کر لیا چاند نے صبح اپنے کپڑے اٹھائے اور آخری بار اپنے ابو کے کمرے میں گیا اور اپنے ابو کا بستر گلے سے لگا کر بہت رویا اور روتے ہوئے باہر نکل گیا۔

لوگوں کی زبان پر ایک ہی شکوہ ہوتا ہے کہ ہمیں محبت نہیں ملتی قسمت تقدیر نصیب ہے

شکوہ کرتے ہیں لیکن یہ سب شکوے فصول ہوتے ہیں انسان خود اپنی محبت کو دیتا ہے اور یہ ایسا انسان تھا کہ جس نے ہمت نہ ہاری اور اپنی محبت کو پالیا محبت میں دکھ کچھ مجبوریاں آتی رہتی ہیں یہ نہ کہو کہ وہ بے وفا ہے اگر دو پیار کرنے والے ڈٹ جائیں تو منزل مل ہی جاتی ہے چاند اور چاندنی کو کبھی ظالم دنیا نے ملنے نہ دیا لیکن وہ ڈٹے رہے اور اپنا پیار پالیا۔

چاند ایک کھاتے پیتے گھرانے سے تعلق رکھتا تھا کی بہت زمین تھی وہ تین بھائی تھے امی اس کی بچپن میں ہی وفات پا گئی تھی زمینوں کی ذمہ داری اس کے بھائیوں پر بھی چاند نے ایک خوبصورت کبوتر پال رکھا تھا وہ اس کے ساتھ ہی رہتا تھا چاند کے ابو بھی پیار رہتے تھے ان کی دیکھ بھال صرف چاند ہی کرتا تھا اس کا ابو بھی چاند سے پیار کرتا تھا چاند کے بڑے تینوں



آپ کا نام کیا ہے کہاں سے آئے ہو اور آپ کو میرے ابو نے رکھا ہے یہاں چاندنی زبان ساتھ نہیں دے رہی تھی چاندنی نے پھر پوچھا کہ آپ بت سنے کھڑے ہو میں نے آپ سے کچھ پوچھا ہے چاند نے اپنا کچھ اس طرح سے تعارف کروایا۔

میرا نام چاند ہے اور میں دوسرے گاؤں سے آیا ہوں گھر والوں سے جھگڑا ہوا تھا اس لیے کام کرنا پڑا چاندنی نے چاند کی طرف ہاتھ بڑھایا میرا نام چاندنی ہے اور میں یہاں کی بیٹی ہوں آپ مجھ سے دوستی کرو گے۔

چاند نے فوراً دوستی قبول کر لی اب تو چاند اور چاندنی ایک ساتھ ہی رہتے چارہ بھی اکٹھے ہی کاٹتے چاند کا سارا کام چاندنی کر لی چاندنی کے ہاتھوں میں چھالے پڑ جاتے تو اس کی امی نے اس کا ڈانٹا کہ وہ ایک ملازم ہے اور تم سارا کام کر رہی ہو اگر تمہارے ابو کو پتہ چل گیا تو وہ زندہ نہیں چھوڑیں گے چاندنی کی عادت بن گئی تھی اب تو چاند سے ایک منٹ بھی جدا نہیں رہ سکتی تھی۔

کچھ دنوں بعد ہی چاندنی اور چاند کی پھر وہی روٹین شروع ہو گئی تھی اب وہ باغ میں جا کر پھولوں کے گجرے بناتے اور چاند چاندنی کو پہنا تا ان کی یہ دوستی بیمار میں بدل گئی تھی وہ ایک دوسرے سے عشق کرنے لگے تھے اب تو وہ سارا دن باغ میں جا کر ایک دوسرے کی ہانہوں میں ہاتھیں ڈال کر پیار کی باتیں کرتے رہتے یہ باغ چاندنی کے ابو کا تھا اس لیے اسے کوئی کچھ نہ کہتا تھا ان کا عشق دن بدن وہ بڑھتا جا رہا تھا اب تو وہ صبح سے شام تک باغ میں ہی رہتے تھے۔

ایک دن ہانہوں اکٹھے باتیں کر رہے تھے کہ چاندنی کے چچا نے اسے دیکھ لیا اس نے اپنے بھائی کو آکر بتا دیا شام کو جب چاندنی واپس لوٹی تو اس کے ابو اور چچا کا دوست بیٹھے تھے چاندنی اور چاند کو بلایا

جب وہ جانے لگا تو اس کے بھائیوں نے اسے نہ روکا اور وہ دوسرے گاؤں اپنے دوست سے ملنے گیا وہ اس کے گلے لگ کر رونے لگا اور روتے روتے سارا قصہ سنا دیا دوست اسے اپنے گھر میں لے گیا اس کے گھر والوں نے چاند کی خوب عزت کی کچھ دن چاند دوست کے پاس ہی رہا اس کا دوست کہنی میں کام کرتا تھا وہ کام پر چلا جاتا اور چاند اکیلہ رہ جاتا چاند نے دوست سے کہا بار سارا دن میں بور ہوتا ہوں مجھے بھی کہنی میں کام پر لگوا دو اس کے دوست نے گاؤں کے چوہدری سے بات کی کہ میرا ایک دوست ہے اس کو آپ کم پر رکھ لو چوہدری چاند سے ملا اور کہنا بیٹا آپ تو بڑے گھر کے معلوم ہوتے ہیں اور کام کیوں کرنا چاہتے ہو اس کے دوست نے کہا اس کا گھر والوں سے جھگڑا ہو گیا ہے اور اس وجہ سے یہ گھر چھوڑ کر آیا ہے چوہدری نے اسے بھینسوں کے لیے لکھ لیا چارہ کاٹنا بھینسوں کی رکھوالی کرنا اس کا کام تھا۔

ایک دن چاند دودھ دینے گیا تو اس کی بیٹی نے دروازہ کھولا اور وہ بوس دیکھتا ہی رہا اونچا لہسا قد نیلی نیلی آنکھیں گورے گورے گال ایک قیامت لگ رہی تھی چاند اور وہ ایک دوسرے سے ایسے کھو گئے کچھ خیال ہی نہ رہا ایک محرومت نے آواز دی چاندنی بیٹا کون ہے۔ اسی دودھ دینے والا آیا ہے چاند دودھ دے کر واپس آ گیا اور وہ اپنا سب کچھ وہاں پر چھوڑ آیا تھا آن چاند کو تین دنیں آ رہی تھی وہ چاندنی کو اللہ نے میرے لیے ہی بنایا ہے کب نیند کی دیوی نے اس کو اپنی آغوش میں لے لیا صبح جب چاند نے چارہ کاٹنا اور اسی خوشی میں تھا کہ کہ آج بھی میں ہی دودھ دے جاؤں گا کیونکہ پہلے چاندنی کا بھائی دودھ لے جاتا تھا وہ کہیں باہر گیا ہوا تھا آج بھی میں ہی دودھ لے کر جاؤں گا وہ جب دودھ لے کر دروازے پر دستک دی دروازہ چاندنی نے ہی کھولا اس سے پہلے کہ میں کچھ کہتا چاندنی نے پوچھا۔

گیا چاندنی کا ابو غصے سے لال پیلا ہو رہا تھا اس نے ان دونوں کی بے عزتی کی اور چاند کو کام سے نکل جانے کو کہا۔

تھجھے میں نے اس لیے کام پر رکھا تھا۔ تو اپنی اوقات دیکھ اور میری بیٹی سے عشق کرتا ہے اور چاند کے دوست کو بھی برا بھلا کہا اور چاند کو گاؤں چھوڑنے کا حکم دیا چاند اس کے قدموں میں گر گیا خدا کے لیے ایسا نہ کرو چاندنی میری زندگی ہے اور وہ میری روح ہے اور میں اس کے بغیر نہیں رہ سکتا میں ایس سچا پیار کرتا ہوں میری جھولی میں چاندنی کا پیار ڈال دو خدا کے لیے چاندنی کے چچا نے زور سے ڈنڈا مارا نمک حرام تیری یہ جرات کیسے ہوئی یہ بات کرنے کی اور خوب مارا اس کا سر پھٹ گیا اس کے دوست نے اس کی منت کی اور ان سے وعدہ کیا کہ یہ گاؤں چھوڑ جائے گا دوست نے اسکو اٹھا یا اور ڈاکٹر کے پاس لے گیا اور اس کی منت کی خدا کے لیے چاند گاؤں چھوڑ دے وہ نہ تھجھے یہ ماردیں گے چاند نے کہا جب میری چاندنی نہیں تو یہ زندگی بھی نہیں۔ چاندنی کے شہر میں ہی میری قبر بنے گی تو میری محبت امر ہو جائے گی چاندنی نے رورور کرنا حال کر لیا کھانا پینا چھوڑ دیا تھا اس کی امی سے اس کی یہ حالت دیکھی نہیں جا رہی تھی اس نیاں کے ابو کی منت کی ہماری بیٹی کی خوشی کے لیے یہ زہریلوں ساری رات چاندنی کا ابو بچتا رہا اور اس نے فیصلہ چاند اور چاندنی کے حق میں کر دیا اور چاند کو اپنی حویلی میں بلا یا کہ تم اپنے گھر والوں کو بلاؤ تھجھے یہ رشتہ منظور ہے۔

چاند اپنے گھر والوں کو منانے چلا گیا جب یہ بات چاندنی کے چچا کو پتہ چلی تو اس نے اپنی برادری کے رشتے داروں کو بلا یا ان کی غلط باتوں سے ابھایا کہ یہ رشتہ نہ ہونے دیا جائے چاندنی کے بھائی کو بھی اپنے ساتھ لے لیا اور خوب مخالفت کی برادری والوں نے چاندنی کے باپ کو سمجھایا کہ آپ ہوش کریں آپ

نے یہ فیصلہ کیا کہ دیا یہ پوری برادری کی ناک ٹٹ کئی سے کسی کا منہ دیکھانے کے قابل نہیں رہ گئے آکر آپ نے یہ فیصلہ کر لیا ہے تو آپ سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے اور آپ کا پوری برادری میں آنا جانا بند ہو جائے گا آپ اپنی بیٹی کا رشتہ اپنی برادری میں کریں اور چاندنی کا پچا بھی بول اٹھا تھا بھائی صاحب آپ کو کیا ہو گیا ہے کہ اس معمولی ملازم میں آپ کو کیا نظر آیا ہے وہ سب چلے گئے۔

چاندنی کا باپ سوچ میں پڑ گیا کہ چاند کو گئے ہوئے دو دن ہو گئے تھے چاند نے بڑی مشکلوں بھائیوں کو راضی کیا اور رشتے کے لیے بھیجا چاندنی کا چچا اور اس کا بھائی چاند کے بھائیوں سے راستے میں ہی لے اور ان سے پوچھا۔

آپ لوگ کہاں جا رہے ہو انہوں نے کہا کہ ہم یہاں ابے بھائی کے لیے رشتہ لینے جا رہے ہیں اس کے چچا نے کہا۔ اپنی اوقات بھول گئے ہو کیا ہم نے تمہارے بھائی کو رشتے کے لیے نہیں کہا ہماری بھولی بھالی بہن کو پیار کے چکر میں پھنسا کر ہماری جائیداد لوٹنا چاہتا ہے۔ اور آج کے بعد اس گاؤں میں بھی مت آنا چاند کے بھائیوں کو غصہ آیا اور وہ واپس چلے گئے گھر آکر چاند کی خوب بے عزتی کی کہ تم نے ہماری ناک کٹوا دی ہے چاند نے روتے ہوئے کہا۔

بھائی چاندنی کے چچا بہت شیطان ہیں اس کی ضرورت کوئی چال ہو گی۔ چاندنی کے ابو نے خود مجھے زبان دی ہے وہ ایسا نہیں کر سکتے میں خود جاتا ہوں چاند کے بھائیوں نے اسے پکڑ کر کمرے میں بند کر دیا آکر وہاں گیا تو تھجھے ماردیں گے۔

وہ روتار بالین اس نے بھی اس کی ایک نہ نسی کمرے میں بند کر دیا چاندنی کے چچا نے چال چلی اور بھائی صاحب وہ نہیں آئے گا وہ دھوکے باز ہے میری نظر میں ایک رشتہ ہے چاندنی کی شادی وہاں نہ

چاندنی کے شوہر کو غصہ آ گیا اور وہ دوسرے کمرے میں سونے چلا گیا اور چاندنی نے بڑی بھائی کی منت کی کہ بھائی آپ اس دروازے کو کھولیں اس نے دروازہ کھول دیا چاندنی سیدھا چاندنی کے گاؤں گیا چاندنی کی سہیلی ملی اس نے بتایا۔

چاندنی بہت دیر ہو چکی ہے وہ کسی اور کی ڈولی میں بیٹھ گئی ہے چاندنی تو ہوئے چاندنی کے باپ کی حویلی میں گیا باہر نکلا آپ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ چاندنی میری دہن بنے گی اور آپ نے کسی اور کو دے دی چاندنی میں نے آپ کا بہت انتظار کیا آپ نہیں آئے تو مجبوراً مجھے دوسری جگہ کرنا پڑی تھا چاندنی نے چاندنی کے باپ سے کہا۔

میں نے اسے بھائیوں کو بھیجا تھا آپ کے بھائی اور آپ کے بیٹے نے ان کو بے عزت کر کے واپس بھیج دیا اور جب چاندنی کے باپ نے یہ سنا تو آگ بگولا ہو گیا اور اس نے ان دونوں کو بلایا انکی خوب بے عزتی کی تم میری بیٹی کی خوشیوں کے قاتل ہو آج کے بعد مجھے اپنی شکل نہ دیکھنا چاندنی وہاں سے روتے ہوئے چاندنی کے گاؤں کی طرف بڑا اور اس کے گاؤں کے نزدیک چلا لگا لیا اور لوگوں کو دم کرنے لگا اس کے دم میں اتنا اثر تھا کہ کافی مشہور ہو گیا کسی نے چاندنی کے شوہر کو بتایا کہ ایک فقیر آیا ہے بہت شفاء ہے اللہ والا ہے چاندنی کا شوہر اس کے پاس گیا اور اس نے کہا کہ فقیر میری بیوی کا میرے ساتھ رویہ ٹھیک نہیں ہے آپ اس پر رحم کر دیں فقیر کو وہ اپنے ساتھ لے گیا جب چاندنی نے فقیر کو دیکھا تو دیکھی رہ گئی یہ کوئی اور نہیں تھا اس کا چاندنی چاندنی کا شوہر باہر کسی آدمی کے پاس چلا گیا چاندنی اور چاندنی ایک دوسرے کے گلے لگ گئے اور چاندنی اور چاندنی نے کہا چاندنی مجھے یہاں سے لے چلو ورنہ میں مر جاؤں گی چاندنی نے باہر جا کر دیکھا کوئی نہ تھا انہوں نے یہ موقع ہاتھ سے نہ جانے دیا اور بھاگ نکلے ابھی انہوں نے

دیسے ہیں وہ خوش رہے گی چاندنی کے باپ نے ایک دن اور انتظار کیا چاندنی آ یا ٹھیک ایک دن بعد چاندنی کی کہیں اور شادی کر دی جس دن بارات بھی بارات آئی تھی چاندنی نے نکاح میں دلے کو قبول ہی نہیں کیا جب اس کے چچا نے دیکھا تو مولوی کو پیسے دے کر کسی طرح نکاح قبول کر لے چاندنی کی امی ابو آ گئے چاندنی رو رہی تھی اس کے امی ابو نے کہا

بیٹا ہم نے تیری ہر ضد پوری کی ہے ہر خوشی دی ہے تیری یہ بات بھی مانی لیکن چاندنی نہیں آیا اس میں اب ہمارا کیا تصور ہے تم اپنے ابو کی لاج رکھ لو اور یہ نکاح قبول کر لو

چاندنی بہت ٹوٹ چکی تھی ابو آپ میری جان لے لیں مجھے کوئی پروا نہیں لیکن اس نے چاندنی سے کہا بیٹا اگر میں کہوں کہ چاندنی کے ساتھ تمہارا نکاح قبول ہے تو کیا کہو گی چاندنی کی جیسے سائیس واپس آ گئی ہوں مولوی کیسے میرا چاندنی آ گیا ہے اس کو تم جھوڑو میں جو میں کہوں کہ چاندنی کے ساتھ نکاح قبول ہے تو کیا کہو گی چاندنی نے کہا قبول ہے قبول ہے قبول ہے تو مولوی نے کہا

سب کو مبارک ہو چاندنی کا نکاح ہو گیا ہے جب چاندنی نے دولہا دیکھا تو وہ کوئی اور تھا چاندنی کے پیروں تلے سے زمین نکل گئی اور مولوی کو بد دعائیں میں دینے لگی اور بچا کے نزدیک جا کر کہا چچا تو میری خوشیوں کا قاتل نکلا تجھے کیا ملا میری خوشیاں چھین کر میں آپ کو بد دعائیں دوں گی آپ خوش رہو لیکن ایک بات یاد رکھنا اب میری روح نہیں میرا جسم جا رہا ہے ڈولی کے ساتھ۔

چاندنی کو سرسرا والے لے کر گھر آ گئے رات کو اس نے اپنے شوہر سے کہا۔

مجھے آپ سے پیار نہیں ہے میں کسی اور سے پیار کرتی ہوں میری روح کا مالک کوئی اور ہے میرا جسم تمہارے لیے ہے لیکن میری روح کہیں اور ہے

تھیں۔ اس شعر کیسے ساتھ اجازت چاہتا ہوں اپنے
رائے سے ضرور نوازنا۔

عشق وفا کی قدر آج بھی وہی ہے شاید
فقط مٹ چکے ہیں ٹوٹ کر چاہنے والے
چوہدری شاہد ریشہ ہو۔ کیر والا

اتنی شدت سے تم میری رگوں میں اتر گئے ہو
کے تجھے بھولنے کے لیے مجھے مرنا ہوگا
ماہ نور کنول کشمیر

روشن باتیں

☆ کسی کے اخلاق پر اعتماد نہ کرنا جب تک
اسے غصے کی حالت میں دیکھ نہ لو۔

☆ ظالموں کو معاف کرنا غلطیوں پر ظلم ہے
☆ پہلے تم آج کے کام کے بارے میں سوچو
اس کے بعد چل کے بارے میں سوچنا۔

☆ جو شخص اپنا بھید محفوظ رکھنے سے عاجز ہوتا
ہے دوسروں کا راز محفوظ رکھنے سے نہایت عاجز ہوگا

☆ ہر آدمی کسی کے ساتھ نیک گمان نہیں رکھتا
کیونکہ وہ ہر ایک کو اپنے جیسا خیال کرتا ہے

☆ حرام کاموں سے نفس کو روکنا بھی صبر کی
دوسری قسم ہے۔

☆ سچ حاصل کرنا چاہتے ہو تو صداقت سے
کام لوطافت سے نہیں۔

☆ بے غرض ہونا میری کی دلیل ہے۔
☆ دوزخ کی آگ اس شخص کے لیے عذاب

ہے جو اللہ تعالیٰ کو نہیں پہچانتا جو لوگ اللہ تعالیٰ کو
پہچانتے ہیں وہ دوزخ کے لیے عذاب ہیں۔

☆ جو کوئی اپنے نفس کو برائیاں مانتا وہ کسی کام کا
نہیں ہے

☆ گناہ سے بعد شرمندگی بھی تو بہ کی ہی ایک
شاخ ہے

تنظیم ماس دہلی

کچھ ہی سفر طے کیا تھا کہ اس چاندنی کا شوہر اور تین
آدمی کھڑے ہوئے تھے چاندنی کے شوہر نے چاند کو
پکڑ کر بارنا شروع کر دیا چاند کے منہ سے خون نکل رہا
تھا چاندنی چیخ چیخ کر پکار رہی تھی کہ میرے چاند کو چھوڑ
دو کوئی تو ہماری مدد کرو چاندنی کی چیخ دیکار سن کر
گاؤں کے لوگ بھی آگئے انہوں نے چاند کو چھڑا لیا
اور چاندنی کے شوہر نے کہا یہ میری بیوی ہے اور یہ فقیر
بھگیا کر جا رہا ہے لوگوں نے سب کی بائیں سنی اور
چاندنی سے پوچھا

یہ کیا ماجرا ہے

چاندنی نے کہا میں چاند سے پیار کرتی ہوں
ہمارے گاؤں کے مولوی نے ہمارا زبردستی نکاح کروا
دیا تھا مجھے یہ شادی قبول نہ تھی لوگوں نے یہ فیصلہ چاند
اور چاندنی کے حق میں کر دیا اور چاندنی کے ابو اور امی
کو حکم دیا کہ ان دونوں کی دھم دھام سے شادی کی
جائے اور مولوی کو گاؤں سے نکال دیا جائے چاند اور
چاندنی کی شادی ہو گئی۔

چاندنی چاند کی دہن بن رہی تھی اور آج دو پیار
کرنے والے مل رہے تھے جب چاندنی کو ڈولی میں
بٹھایا جا رہا تھا تو چاندنی کے چچا نے روتے ہوئے کہا
بیٹا یہ مٹھائی کھا لو اور مجھے معاف کر دو اس مٹھائی میں
زہر تھا کسی کو خبر نہ تھی کہ کیا ہوگا چاندنی ڈولی میں بیٹھ گئی
اور چاند اتنا خوش تھا اپنے رب کا سکر یہ ادا کر رہا تھا کہ
مجھے میری محبت مل گئی ہے چاندنی کر لے کر اپنے گھر
آ گیا ابھی ڈولی سے باہر نکلتے ہوئے تو چاندنی مروہ
حالت میں تھی اس کے منہ سے جھاگ نکل رہی تھی
چاندنی اپنے چاند کو چھوڑ کر دروازے کی چاندھی اس
کے اوپر جا گر گر گیا اور اس کے منہ سے خون کی المی آئی
اور وہ بھی چاندنی کے پاس جا چکا تھا۔

ان دو پیار کرنے والوں کو دنیا نے جدا کر دیا
چاندنی کے چچا کو کیا ملا اس معصوم کی خوشیاں چھین کر
آج بھی ان کی قبروں سے آواز آتی ہے دنیا والو کیا ملا

مستار وٹھ جائے تو

۔۔ تحریر۔ عافیہ گوندل۔ جہلم

شہزادہ بھائی۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
یہ کہانی میرے بہت ہی فریبی رشتہ دار کی ہے اور ہستی ہستی زندگی ویران ہو گئی بچوں کی ماں کے مرنے کی دیر
تھی سب کچھ ہی بدل گیا ایک ماں بھی بہت ہی عظیم بہت ہی حوصلہ والی بہت ہی ہمدرد بہت ہی نڈرا ہے بچوں کی
وجہ سے سب سے لڑتے لڑتے مری بھی گئی مگر اس کے بچوں کو کلاما باپ نہیں ماں نہیں گھر نہیں دولت نہیں عزت
نہیں شہرت نہیں پھر اس کا اس دنیا میں کیا ہے کچھ بھی نہیں میں نے اس کہانی کا نام۔ مستار وٹھ جائے گی۔ رکھا ہے
امید ہے کہ سب کو پسند آئے گی اور مجھے آئندہ بھی لکھنے کا موقع ملے گا۔
ادارہ جواب عرض کی پائی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام
تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں
ہوگا۔

آنکھیں پیار کے منقلب باب العجبیت زبان مصری
کی ذلی نائین پہلی تاریخ کا چاند اور قدموں کے نیچے
انگڑائی ہوئی جنت عرض کہ ماں کا پیکر قدرت کی انوشی
تخلیق پھولوں سے زیادہ جمیل کہکشاں سے زیادہ
سینکڑوں کا رتبہ ہمالیہ سے زیادہ اونچا ماں کی عظمت
قطب و ستار سے زیادہ بلند ماں کی خوشبو جنت کی
عصانت ماں کی ناراضگی جہنم کی رسید قرآن نے کہا
انہیں اف نہ کہو۔

ہر بار زمانے نے منانا مجھے چاہا
مننے سے بچائی رہی ہر بار میری ماں مجھ کو
کسی سمندر سے پوچھا کہ ماں کیا ہے کہاں
سمندر کی گہرائی میں چھپی ہوئی ہے ایک سیبی جس میں
چاہت جیسا موٹی انمول ہوتا ہے بادل سے پوچھا کہ
ایک دھنک سے جس میں ہر رک نما یا ہوتا ہے شاعر
سے پوچھا کہاں ایک ایسی غزل ہے جو ہر سننے
والے کے دل میں اتر جانی ہے کبر دل نے کہا ماں
خاموشی سے چاہے جائے کا نام ہے کہ آخری وقت

اگر ہو گو ماں کی تو فرشتے کچھ نہیں دیکھتے
جو مستار وٹھ جائے تو کنارے پھر نہیں دیکھتے
شیشی ساتھ لاتی ہے زمانے بھر کے دکھ عالی
سنا ہے باپ زندہ ہو تو کانٹے بھی نہیں جیتے
ماں آسمان سے زمین پر آئی ہے ماں اپنے
خون پینے سے اولاد کی پرورش کرتی ہے ماں
اولاد کے لیے ہر تکلیف اٹھاتی ہے ماں مال و زر کا
مطالبہ نہیں کرتی ماں ہمارے لیے رحمت ہے اللہ
کرے ہم سب کے ماں باپ کا سایہ ہم سب پر ہمیشہ
رہے آئین اس جہاں میں اور آخرت میں ماں جیسی
حسینہ کوئی نہیں ہے خدا کو بھی اس کی ہستی عزیز ہے۔

ماں کا مجموعہ تین لفظ۔ م۔ م۔ محبت۔ اے اللہ
اور ان سے نعمت جب محبت اللہ اور نعمت ہمیں بغیر کسی
محنت سے مل رہی ہیں تو ہمیں اور کیا چاہنے ماں کا
انگ ایک گلاب کی پتھریاں بس بس شہد کی تازہ نہریں
نفس نفس مشک و بزم کی شیشیاں رفیق ساون کی ٹھٹھا
بہن نرس و نرس پللیں متنا کی چھت و چھاؤں

تک اظہار نہ کیا جائے۔

نہیب سے پوچھا ماں کیا ہے کہا جس کی ماں زندہ ہے وہ خوش نصیب تر انسان ہیں ماں کے بغیر ویران ہے نفرت نے کہا جیت ماں کی محبت کی ہی ہوتی ہے۔

یہ کہانی میرے بہت ہی قریبی رشتہ دار کی ہے اور بہت سی بستی زندگی ویران ہو گئی بچوں کی ماں کے مرنے کی دیر بھی سب کچھ ہی بدل گیا ایک ماں تھی بہت ہی عظیم بہت ہی حوصلہ والی بہت ہی ہمدرد بہت ہی نڈر اپنے بچوں کی وجہ سے سب سے لڑتے لڑتے مری بھی گئی مگر اس کے بچوں کو کلاما پ نہیں ماں نہیں گھر نہیں دولت نہیں کیا لمان بچوں کو گھر ملا مگر باپ ہی کم ہو گیا بچوں کا باپ کم رہا ہے ایک ماں جب باپ مر جاتا ہے تو اسے کے بچوں کو پرورش دینی ہے ہنر کھانی ہے تعلیم دلوانی ہے پرورش کرنی ہے جوان کرنی ہے شادی کرنی ہے پھر موت کا انتظار کرنے لگتی ہے ماں جو بے عظیم نہ ہو تو ماں نہیں قربانی نہ دی تو اس نہیں۔

ماں اولاد کے لیے ہر تکلیف اٹھاتی ہے مگر دوسری شادی نہیں کر سکتی اولاد کو خود کھا کر کھلاتی ہے مگر کسی کے کلمے نہیں کھانے دیتی اولاد کو ماں ہر چیز لے کر دیتی ہے مگر باپ نہیں لے کر دیتی۔

چھ مارچ کو ایک بہت بڑا حادثہ ہوا شہلا کی زندگی میں شہلا اور فرح ہمیشہ کسی فونگی گئی وہاں وہ رات رہی صبح جب دونوں بہنیں نکی تو راستے میں شہلا کی صحت خراب ہو گئی فرح کو نہیں چاہتا کہ شہلا ماں بننے والی ہے فرح نے پوچھا تو شہلا نے سب بتا دیا سب کچھ فرح شہلا کو ہسپتال لے گئی ڈاکٹر نے دوائی دی شہلا اظہار تو ٹھیک ہو گئی اور دونوں بہنیں گھر آ گئی۔ جب وہ گھر آئی ہی ابھی پانی بھی نہیں پیا ہو گا کہ اس کی طبیعت پھر سے خراب ہو گئی شہلا کو ہسپتال لے جا رہے تھے کہ وہ راستے میں ہی اس فانی دنیا سے کوچ کر گئی

اپنے بچوں کو چھوڑ ہی گئی ماں آخر ماں کیوں چھوڑ گئی ہواں اپنی بیٹیوں کو تنہا کیوں ماں دعائیں ختم کر گئی ہو میرے لیے شہلا بہت اچھی تھی بظاہر تو اسے کوئی غم نہیں تھا باہر علی ساری زندگی ماں کی منتا رہا تھا غلط بات بھی شہلا کو اور جب باہر علی شہلا کو گھر سے نکال دیتا اور میکے چھوڑ آتا اور جب باہر علی کی ماں مر گئی تو بہنوں کی اس نے مانی شہلا کی ایک بھی نہ مانی مگر اب تو باہر علی مجبور نہیں بھی شہلا کو دو ماہ ہی ہوئے تھے اس دنیا سے گئے ہوئے اس کی بڑی بیٹی کمزور ہو گئی شہلا کی دو بیٹیاں اور ایک بیٹا تھا بڑی بیٹی حشر اور شہر یار اور چھوٹی بیٹی مریم ہے حشر انٹریس ہے اور شہر یار چھٹی باڑی کرتا ہے اور مریم ہے ماں کی طرح ہر ایک کی باتوں میں آ جاتی ہے شہلا کی طرح اس کی بیٹی کی عزت و ناموس خاک میں مل گئی۔

حشر کے ایگزیم بور ہے تھے انٹر کے جب وہ کالج گئی تو وین نے گئی تھی وین والا حشر کا رشتہ دار تھا وہ بڑا کمینہ نکلا دھوکے باز قریبی اللہ کرے اس کی بہن اور بیٹی کے ساتھ بھی ایسا ہی ہو جیسا اس نے معصوم حشر کے ساتھ کیا تھا ایگزیم کے بعد حشر کو وین والا سے آیا تو حشر اکیلی ہی چلی گئی وین والے کے ساتھ حشر وین میں بیٹی تو وین والے نے نہا کر اور سب کدھر ہیں انہوں نے چار بجے آنا ہے حشر نے کہا وین چلے گئی وین والے نے وین کسی انجانے راستے پر ڈال دی حشر نے پوچھا یہاں کدھ جا رہے ہیں ہم تمہارے ابو بیار ہیں انہیں لینا ہے وین والے نے جواب دیا۔

حشر اتنی خوف زدہ تھی کہ اس کے کان اور اس کی زبان بھی اس کا ساتھ نہیں دے رہی تھیں وہ یہ تھیں ہی نہ گئی کہ اس کے ابو یا وین والے کے ابو۔۔۔ تو پہلے ہی دکھ درد کی مری ہی تھی ڈرتی تھی کہ ماں۔۔۔ پہلے ہی چھوڑ گئی تھی اب بابا وہ رو رہی تھی اسے سمجھ نہیں آتی کہ وہ اپنے علاقے سے دست و پا کرتی ہے۔

جب اسے ہوش آیا تو ہوتا چلا کہ وہ تو کوئی اور علاقہ ہے کوئی اور شہر ہے جہاں نہ میرا کوئی اپنا ہے اور نہ ہی میں کسی کو جانتی ہوں اترو آواز آئی تو حشر اپنے خیالوں سوچوں سے باہر آئی۔

حشر جب اتری تو اسے خطرہ لگا وہاں نہ کوئی بابا تھا اور نہ ہی کوئی جاننے والا سے لگا کہ ہر طرف موت ہی موت ہے پیچھے ولید وین والا اور آگے اسے خطرناک سے دودوست کا رلے کر کھڑے تھے اسے سمجھ ہی نہ آئی کہ اپنا تحفظ کسی طرح کرے بس جب قدرت مہربان ہو تو ہر تکلیف دور ہو جاتی ہے حشر پہ بھی قدرت مہربان تھی وہ بچ نکل اپنی حفاظت کرائی اس نے حشر کو ایک بندہ ایسا لگا جو اپنا ہو حشر اس کے گلے لگ گئی اور رونے لگی بندہ حیران پریشان ہو گیا اور حشر کو دیکھنے لگا انکل مجھے بچا لیں وہ مجھے لے کر چلا جائے گا انکل آپ مجھے بچا لیں دعا میں دوں گی ساری زندگی۔ انکل کو دیکھتے ہی ولید اور اس کے دوست بھاگ گئے۔

وہ بندہ بھی یقیناً کوئی نیک تھا وہ شخص حشر کے لیے فرشتہ بن کر آیا تھا اللہ تعالیٰ بڑا ہی رحیم ہے خود بخود ہی کسب بنا دیتا ہے بیٹی آپ کا نام کیا ہے انکل نے پوچھا۔ تو حشر نے فوراً بتایا کہ حشر بابر علی ہے ہم جہلم سے تعلق رکھتے ہیں یہ کہنا تھا کہ حشر تو انکل بیٹی تم بابر علی اور حیدر علی خان کی بیٹی ہو میں تمہارا انکل حیدر بابر علی اور حیدر ایک ہی برادری سے تھے اور دیکھیں کے دوست بھی تھے انکل حیدر حشر کو اپنے گھر لے آیا اور بابر علی کو کال کر کے کہا اپنی امانت لے جاؤ آکر پھر انکل حیدر نے حشر سے پوچھا کہ بیٹا وہ کون تھا گاڑی والا وہ مجھے دھوکے سے لے کر آیا ہے جہاں تک حشر نے خوف زدہ ہو کر جواب دیا۔

حشر نے کہا انکل میری امی کا انتقال ہو گیا ہے ماہ پہلے۔ بڑا دکھ ہوا بیٹا انکل حیدر نے افسوس سے کہا بابر علی حشر کی وجہ سے پہلے ہی پریشان تھے بابر علی فوراً

حیدر سے ملنے آ گیا اور حشر نے اپنے بابا کو سب کچھ بتایا اور بابا تو بابا ہوتا ہے اپنی پھول سی بیٹی کو روتا نہیں دیکھ سکتا تھا باب کو یقین ہو گیا تھا اپنی بیٹی پر حشر کو بابر علی گھر لے کر آ گیا۔

کچھ ہی دن گزرے تھے کہ شہر یار کو کسی نے کہا کہ تم بے غیرت ہو ولید کو کچھ بھی نہیں کہا چھوڑ دو شہر یار پہ غصہ سوار ہو گیا اس نے ولید کو بہت ڈھونڈا مگر ولید اسے شہر آتا تو ملتا۔

لوگوں نے کہا بابر علی شادی کر دو شہر یار کی اور حشر کی بابر علی مان گیا اور فیصلہ کر لیا کہ وہ شادی کر دے گا اپنے بچوں کی ماں کی دعا ہوئی ہے شاید حشر کے ساتھ یہ سب کچھ ہوتا اب رشتے کی تلاش شروع کر دی شہر یار کے لیے بابر علی نے اپنے بھائی کی بیٹی لے لی اب مسئلہ حشر کے رشتے کا تھا بابر علی نے اپنی پانچوں بہنوں سے کہا وہ حشر کو اپنی بہو بنائیں مگر بہنوں نے صاف انکار کر دیا پھر بہن نے کہا بابر علی ہم سرسال میں کیا منہ دیکھا میں کی اور دے بھی ہم گھر سے بھاگ بیٹھی ہوئی لڑکی بہو کیسے مان لیں پھر بابر علی نے اپنے ایک کزن سے کہا میری بیٹی کا رشتہ لے لو مگر دوست متجلی کزن نے کہا کہ تم لوگوں نے یہ کیا بنایا ہوا ہے جب بھی کوئی گھر سے بھاگ جاتی ہے تو تم لوگ اسے ہمارے خاندان والوں کو دے دیتے ہو۔

بابر علی پریشان اور حیران ہی تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے ماپوس نہیں ہوئے دیا اور حشر کا رشتہ ایک بہت ہی اعلیٰ خاندان سے آ گیا۔

بابر علی نے خدا کا شکر ادا کیا اور نیک کام کرنے میں دیر نہیں کی شہلا کو ابھی چھ ماہ بھی نہیں گزرے ہوں گے کہ بابر علی نے بیٹے اور بیٹی کی شادی کر دی بیٹی حشر کے سرسال والے بہت اچھے ہیں دعا ہے کہ حشر خدا خوش رہے اپنے شوہر رضا کے ساتھ آمین۔

بابا میں تو تیری لڑیا ہوں۔

بابا مجھے تم سے بچاؤ۔

بابا یہ لوگ مجھے مار ڈالیں گے

بابا تیری گڑیا تو معصوم ہے

نہیں ان لوگوں کو نہیں جانی

ان دھوکے بازوں کو بابا تم تو جانتے ہو

یہ لوگ ہی فریبی ہیں

تیری گڑیا تو انجان ہے بابا

تیری گڑیا کو تم کا پتا نہیں ہے بابا

تو تو یوں نہ نکال مجھے

سسرال میں جا کے مجھے تیری یاد آئے گی

تو روک لینا مجھے بابا

بابا میں ان اجنبی لوگوں میں

کیسے رہ پاؤں گی

بابا روک لو ناں اپنی گڑیا کو

بابا روک لو ناں اپنی گڑیا کو

اب سال ہو گئے ہیں شہلا اس دنیا سے گئے

ہوئے شہر یار کی ایک بیٹی اور حشر کی بیٹا تو کیا بار علی کو

اب شادی کرنی چاہئے۔

بجلی بابر علی کی بیٹی مریم ابھی بچی ہے اور بہو

بہت اچھی ہے بابر علی کی اب اسے شادی نہیں کرنی

چاہئے۔ لاکھ اپنے گرد حفاظت کی لکیریں کھینچوں

ایک بھی ان میں نہیں ماں کی دعاؤں جیسی

ماں کیا چیز ہے ماں کے بارے میں کیا

لکھوں اور کیا نہ لکھوں ایک عظیم ہستی کے لیے میرے

پاس الفاظ بہت کم ہیں بونی ماں تو شاید کم نہ ہوتا ماں

بہت یاد آتی ہے دعا دہاتی تھی ناں تو مجھے ہر دم۔

آج دعا میں دینے والا کوئی نہیں تو یاد آتی ہے

ماں تو کیوں چھوڑ گئی ہے مجھے آج اک ماں کو دیکھا تو

تو یاد بہت آئی باں اک بار ہی ملنے آ جاؤ۔ تیری بیٹی کو

تیری بہت یاد آتی ہے۔

ہوتی ہے۔

ہر بلا کو ٹال دیتے ہیں خدا

جب ماں کے منہ سے دعا نکلتی ہے

دعا ہے مائیں بھی ہم سے جدا نہ ہوں حشر اور

تمام پڑھنے والوں کی ماؤں کو سلام۔

جن کی مائیں اس دنیا میں نہیں ہیں اللہ ان کو

صبر عطا فرمائے اور ماؤں کو جنت الفردوس میں جگہ عطا

فرمائے آمین۔ آخر یہ ایک دعا ماں کے نام کے ساتھ

اجازت چاہوں گی۔

اے خدا میری ماں کو سلامت رکھنا

اے خدا میری ماں کو تندرست رکھنا

کبھی بھی جدا نہ کرنا

اے خدا میری جنت کی حفاظت کرنا

اے خدا میری ماں میرے پاس رکھنا

اے خدا میری ماں کو سلامت رکھنا

اے خدا میری ماں کو سلامت رکھنا

آمین انی رائے سے ضرور نوازے گا کیسی گئی

میری کہانی زندگی ربی تو پھر ملیں گے اللہ نگہبان۔

آپ کی بی بی بھی ہے آپ کا احساس بھی ہے

آپ دور بھی ہیں مجھ سے آپ پاس بھی ہیں

خدا نے یوں نواز دیا ہے مجھے آپ کی محبت سے

خدا کا شکر بھی ہے اور خود چنانچہ بھی ہے

ویسے تو دنیا میں بہت سے رشتے ہیں سکر

آپ سب سے پیارے ہیں اور حاض بھی ہیں

زین ظفر پٹوکی

آنسو کو بہت سمجھا یا تنہائیوں میں آ کر رو

بھری محفل میں میرا مذاق مت اڑا کر دو

اس آنسو ٹپ کر بولا

بھری محفل میں بھی آپ کو تنہا پاتا ہوں

اس لیے آپ کے پاس چلا آتا ہوں

حافظ طالب حسین

-- تحریر۔ حکیم ایم جاوید نسیم۔ فیصل آباد۔۔

شہزادہ بھائی۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔

میں اپنی ایک اور کاوش - زخمِ دل چھپا کے روئے - کے ساتھ حاضر ہوں اور امید کرتا ہوں کہ اسے کسی قریبی شمارے میں جگہ دے کر حوصلہ افزائی کی جائے گی اور جو قارئین میری حوصلہ افزائی کرتے ہیں میں ان کا بے حد شکر گزار ہوں اور شکر یہ ادا کرتا رہوں گا کہ اس امید کے ساتھ کہ اس دفعہ بھی مجھے آپ مایوس نہیں کریں گے اور انشاء اللہ آپ کا ساتھ رہتا تو آئندہ بھی اگلتار ہوں گا اور آخر میں جواب عرض کی ترفی کے لیے دعاگوں ہوں کہ اللہ اسے زیادہ سے زیادہ ترفی عطا فرمائے آمین۔

ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل دشمنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاق ہوگی جس کا ادارہ یا اثر ذمہ دار نہیں ہوگا۔

کہ بہار آتی ہے چلی جاتی ہے پھول کھلتے ہیں مرجھا جاتے ہیں چاند اپنی چاندنی بکھیرتا ہے اور پھر اندھیرا ہو جاتا ہے لوگ دھڑکنیں بن جاتے ہیں پھر ایسے انہنی بن جاتے ہیں جیسے کبھی ملے ہی نہ ہوں کبھی سنا سہی نہ تھے کبھی عجیب لوگ ہیں اس دنیا میں جب سے میرا واسطہ پڑتا رہتا ہے بڑے پیار سے بلاتے ہیں مگر میں اس پیار سے ڈرتا ہوں جس کا خمیر منافقت اور ابن الوقتی کے زہر سے اٹھا یا گیا ہو میں گھبرا کر پیچھے ہٹتا ہوں تو وہ ناراض ہو جاتے ہیں طیش میں آ جاتے ہیں اپنے ترش سے زہر میں پیچھے تیز نکالتے ہیں اور مجھے دے مارتے ہیں میرے احساس سے درد کی تھیسیں ابھتی ہیں میں ان ٹیسوں کو زبان تلے دیا لیتا ہوں اور روکتا ہوں چپ ہو جاتا ہوں اقدام نہیں کرتا تو ہو۔۔۔ ہا۔۔۔ ہو۔۔۔ کا شور مچ جاتا ہے کہ یہ دل دل ہے جو حوصلے اس میں جوابی اقدام کی جرات نہیں ہے کچھ نہیں کر سکتا یہ کچھ بھی نہیں سے کیا میں بھی اپنی آنکھوں میں لہو بھریوں

سوچ ہی رہا ہوں سوچنا میری عادت ہی
میں نہیں میری فطرت میں بھی شامل ہے
میں جب بھی سوچنے پر آتا ہوں پہروں سوچتا ہوں
بھی رہانے کے رنگوں کے بارے میں بھی اپنے
بارے میں بھی احباب کے بارے میں میری سوچیں
بڑی ہی عجیب ہوتی ہے ان میں کوئی رابطہ نہیں ہوتا
کوئی تسلسل نہیں ہوتا کوئی ترتیب نہیں ہوتی زندگی کے
افق پر جب بھی کوئی انجھاؤ ابھرتا ہے میری سوچیں
اس سے اٹھ جاتی ہیں اور میں سوچ کی لہروں پر اس
الہیاد کا مشاہدہ کرتا ہوں ابھی ہونی سوچوں کا سرا
وہوند نے کے لیے ماضی کے پرچہ راتوں پر چل
نکلتا ہوں یہاں تک کہ کسرا مل جاتا ہے اور بھی نہیں ملتا
تب میں تڑپ اٹھتا ہوں ایسے میں میری قلم کی
شامت آ جاتی ہے یا پھر ایسے دوست کی جو میرے سن
کے زیادہ قریب ہوتا ہے اور جس کے بارے میں مجھے
علم ہو کہ وہ میرا غصہ برداشت کر سکتا ہے خود نوٹ
جائے گا مگر مجھ کو نئے نہیں دے گا میں سوچ رہا ہوں

تھکسی ہوئی پٹی چپل کے بجائے ایڑی والا جوتا ہوتا اگر دوسروں کو پہلانا پھلانا میرا کام ہوتا تو آج اس تھکیری تاریکی اور تنہائی کے بجائے میرے ارد گرد چاہنے والوں کا ایک وسیع حلقہ ہوتا میں جانتی ہوں شفقت تم نے یہ سب کچھ ایسی لیے کہا کہ کہ تمہیں میرے حالات کا علم نہیں ہے یونہی میں نے دروازے پر دستک کی تو اندر سے خاموشی چھا گئی اور شفقت باہر آیا مجھے سامنے دیکھ کر میرے گلے سے لگ گیا اور کہا۔

نصیب آج میرا بھائی حکیم ایم جاوید صاحب فیصل آباد سے راستہ کیسے بھول کر آ گیا ہے۔ میں نے کہا بس یہ شفقت کچھ پریشان تھا سوچا کہ یار کو مل آتے ہیں اس لیے کہاں چلا آیا ہوں پھر وہ اندر کمرے میں لے گیا اور ایک لڑکی نقاب اوڑھے بیٹھی تھی مجھے دیکھ کر اس نے نقاب چہرے سے ہٹا دیا میں دیکھتا رہ گیا۔

اسے میرے خدایا کتنی خوبصورت لڑکی ہے کسی نذر حسین گالوں پر شفق کی سرخ گلاب کی جتنی جیسے نرم و نازک ہونٹ موٹی موٹی روشن آنکھیں تھنی سیاہ ناخن جیسی زلفیں من کی کچھ آوارہ لئیں اس کے سفید چہرے پر بکھری ہوئی تھی۔ میں نے پوچھا شفقت بھائی یہ سب کیا ہے وہ کہنے لگا پورا جاوید کچھ عرصہ پہلے مجھے نلوفر سے محبت ہو گئی تھی مگر میں اسے کہتا ہوں کہ تم یہ کہڑے یہ چپل اتار کر پھینک دو مگر نلوفر مجھے چاہتے ہوئے بھی میری بات نہیں مان رہی اور اپنے حسن کی تو بین کر رہی ہے میں اسے کہتا ہوں جو چاہو مجھ سے لے لے مگر یہ میری کسی بات پر دھیان نہیں دے رہی آج میں نے اس سے پوچھ کر رہوں گا کہ یہ اپنی یہ حالت کیوں بنائے رکھتی ہے پھر نلوفر کہنے لگی شفقت ٹھیک ہے کہ تم مجھے دل و جان سے چاہتے ہو میں نے بھی تمہیں دل دیا ہے مگر میں سب کچھ تمہیں بتا دیتی ہوں مگر نلوفر خاموش ہو گئی۔

کیا میرے لب بھی انتقامی آگ کی تپش سے سلگ اٹھیں یا میرے قلم سے بھی شرارے چھوٹیں نہیں۔۔۔ نہیں نہیں۔۔۔ میرا ضمیر تو محبت پیارا صلح و آشتی اور سکون کے جذبات سے اٹھایا گیا ہے میں تو بس مسکراتا جانتا ہوں ہر حال میں مسکراتا میری عادت ہے مسکراہٹ میری کمزوری ہے میں مسکراتا رہتا ہوں رنج و الم میں بھی مسرت و انبساط میں بھی آنسوؤں کی بارش میں بھی میری مسکراہٹ میں جیسے ہوئے درد کو کوئی نہیں سمجھ سکتا میں اپنی سوچوں میں ڈوبا رہتا ہوں۔

اپنے قریبی دوست شفقت محمود دکنی آف مری کے پاس چلا گیا یونہی میں اس کے کمرے کے قریب پہنچا تو اندر سے آواز آرہی تھی آواز بہت ہی مدہم تھی شفقت کسی لڑکی کو کہہ رہا تھا نلوفر میں سب کچھ سمجھ گیا ہوں تم جیسی عورتیں مردوں سے محبت کرنے کے بجائے ان کی دولت سے محبت کرتی ہو روہے جیسے کے کی جھلک انہیں بے حیائی اور بداخلاقی کے لڑنے میں گرا دیتی ہے جہاں وہ معاشرے کا ناسور بن کر اپنی آنکھوں کو پروان چڑھاتی ہیں جاہت اور خلوص کے پردے میں مطلب پرستی اور بے راہ روی کا گھناؤنا کھیل کھیلتی ہیں وفا کے نام پر اخلاقی اقدار کا گھلا گھونٹ کر رکھ دیتی ہیں نلوفر تمہاری محبت بھی اسی قسم کی فریب کاری کا لبادہ اوڑھ رکھا ہے شفقت نے اسے جھجھوڑا لاس کی آنکھوں میں آنسو آگئے آنکھوں میں مسرت و ہاس کی پرچھائیاں گہری ہو گئیں شفقت کے دل کو ایک دھچکا سا لگا اور وہ خاموش ہو گیا۔

چپ کیوں ہو گئے بہ شفقت کچھ اور کہہ لو میں ایسی باتیں ہی سننے کے لیے پیدا ہوئی ہوں مجھے آوارہ کہو ذلیل کہو یا بے حیا ہو جو بھی جی میں آئے کہو مگر میں صرف اور صرف اتنا ہی کہوں گی شفقت اگر مجھے دولت سے پیار ہوتا تو آج میرے تن پر پھنے پرانے کپڑوں کے بجائے قیمتی لباس ہوتا پاؤں میں ٹوٹی

مگر کیا تم مجھے بتا کیوں نہیں دیتی شفقت نے
بے چین ہو کر کہا شفقت اگر میں نے تم کو سب کچھ بتا
دیا تو تم میرا نام لینا بھی گوارہ نہیں کرو گے کم کو مجھ سے
نفرت ہو جائے گی۔

نہیں نفور میں وعدہ کرتا ہوں کہ ایسا کبھی نہیں ہو
گا میں تمہارا ہر دکھ اپنا دکھ سمجھوں گا شفقت اگر سن سکتے
ہو تو سن۔ میں ملتان کے ایک زمین دار گھرانے سے
تعلق رکھتی ہوں کچھ عرصہ پہلے میری شادی میرے
تایا زاد خیال سے ہوئی شادی کے دوسرے سال ہی
خدا نے مجھے چاند سا بیٹا دیا اور اس طرح میرا چھوٹا سا
گھر خوشیوں کا گوارہ بن گیا میرے پاس خاوند کی
محبت بھی مبتلا کیا تھا غرض کہ مسرت شادمانی کی
ایک وسیع دنیا اس چھوٹی سی کنٹینر میں سمٹ آئی تھی میری
اس خوش حالی پر نقد پر مسکرا رہی تھی قدرت کو میری
بربادیوں کا نظارہ کرنا تھا اس وجہ سے دونوں
خاندانوں میں ناچاقی ہو گئی اور میں اپنے نیکے آگے
میں نے اپنے والدین سے اصرار کیا کہ مجھے سسرال
بھیج دیا جائے مگر وہ کسی بھی صورت رضامند نہ ہوئے
آخر ایک دن میں نے ان کے فیصلے کے آگے اپنا سر
جھکا دیا راشد میرا چھوٹا بھائی تھا جو مجھے اپنی جان سے
بھی زیادہ پیارا تھا ہمارے ہی گاؤں کے ایک شخص
جمال سے اس کی دوستی تھی جمال شادی شدہ تھا ایک کی
بیوی بہت خوبصورت تھی اس لیے میرا بھائی راشد اس
کی زلف کا اسیر ہو گیا چوری چھپے ان دونوں کی
ملاقات ہوئی رہی میں ان تمام حالات سے بے خبر تھی
میں ان تمام حالات سے خبر تھی۔

ایک دفعہ جمال کو ان کی ملاقاتوں کا علم ہو گیا اور
راشد موقع پر پکڑا گیا جمال نے راشد کے سینے پر
ریو لور رکھ کر کہا کہ اگر تمہیں اپنی جان عزیز ہے تو اپنی
بہن میرے حوالے کر دو اور ماں سنوں میں اپنی بیوی
کو طلاق دیتا ہوں تم اسے جہاں چاہو لے جاؤ وہ
رات کسی قدر تاریک تھی ماحول کس قدر ویران تھا میں

کس طرح لٹی ہوں میں ہی جانتی ہوں ایک انجانے
خوف سے میرا دل ڈوب رہا تھا پھر بارہ بجے کا وقت
ہو گا کہ میرے دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی
میں نے دروازہ کھولا تو سامنے راشد کھڑا تھا اس کے
قدم لڑکھڑا رہے تھے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔
راشد یہ تم کو کیا ہو گیا ہے تمہاری آنکھوں میں آنسو
کیوں ہیں میں شدت تم سے تڑپ اٹھی۔

چپ رہو نیلوفر چپ رہو میں تمہیں سب کچھ
بتا دوں گا میں اسے سہارا دے کر اندر لے گئی اور پوچھا
کہ اب بتاؤ کہ تمہیں کیا ہوا ہے میں نے بے قراری
سے پوچھا راشد نے جواب دینے کے بجائے رونا
شروع کر دیا راشد خدا کے لیے کچھ تو بتاؤ میں نے بھی
روتے ہوئے کہا ملو فر اس وقت میں بڑی مشکل میں
ہوں اور اس وقت مجھ کو تمہارے سہارے کی ضرورت
ہے مگر تم مجھ کو بتاؤ تو سہی میں تمہاری خاطر اپنی جان
تک قربان کر سکتی ہوں۔

نیلوفر۔۔۔ تم۔۔۔ کو۔۔۔ جمال کے پاس رہنا
ہو گا میں نے اس سے وعدہ کیا ہے کہ تمہیں اس کے
حوالے کر دوں گا پھر اس نے تمام واضح سنایا میں تڑپ
اٹھی میں نے راشد کو جھنجھوڑ ڈالا راشد ہوش میں آؤ یہ
مت بھولو کہ میں تمہاری بہن ہوں آج اپنی عزت
اپنے ہاتھوں سے نلام کرتے ہوئے تمہیں شرم نہیں
آئی نیلوفر میں مجبور ہوں بے بس ہوں۔

چنانچہ۔۔۔ چنانچہ۔۔۔ میں نے اس کے منہ پر
دو چھترے مارے اور چیخ کر کہا چپ رہو راشد تم ایک
آوارہ عورت کے حوض اپنی بہن کا سودا کر رہے ہو
تمہاری آنکھوں میں بے حیالی کی پٹی بندھی ہوئی ہے
جو تم کو اپنے پرانے کی بھی میسر نہیں رہی یہ کسی محبت
سے جس کے لیے تم اپنی غیرت کو تھکھکیاں دے کر سلا
رہے ہو کیا بہن کی عزت اتنی ہی حیثیت کی حامل ہے
کہ اس دو ٹوکی عورت پر قربان کر دیا جائے اپنا خون
اپنا اس قدر رستا ہے کہ اپنی پیش پرست اور اپنی عزت

پرست کی بھینٹ پر چڑھا دیا جائے راشد میں اپنی جان دے سکتی ہوں مگر میں رو پڑی راشد میرے قدموں میں گر گیا اور ٹوفو میری زندگی کا سوال ہے تمہارے بھائی کی زندگی خطرے میں ہے ٹوفو اب بتاؤ تمہاری محبت کیا کہتی ہے کہ تم نے بھائی کی خاطر جان تک قربان کرنے کی قسم کھاتی تھی۔

میرے ذہن میں جذبات کا ایک طوفان اٹھ رہا تھا ذہن نے مجھے پکارا ٹوفو تمہیں اپنے بھائی کی خاطر اپنی زندگی برباد کرنا ہوگی اس بھائی کی خاطر جو خاندان کا واحد سہارا ہے اگر تم نے خود کو پیش نہ یا تو تمہارا بھائی مارا جائے گا تمہارا خاندان تباہ ہو جائے گا اجڑ جائے گا۔ نہیں نہیں۔ نہیں ایسا نہیں ہو سکتا آخر بھائی کے محبت دلی جذبات پر غالب آگئی پیار کے اس رشتے نے میرے ضمیر کو سلا دیا میری بے بسی کا بالا میرے ارد گرد پھیل گیا خاندانی وقار کی بلند بالا عمارات میری نگاہوں کے سامنے گھوم گئی۔

میں نے راشد کو اپنے سینے سے لگا لیا اور پر عزم سے بھائی کی تم کو جو کہے میں وہی کروں گی اس طرح میری زندگی کے الم ناک باب کا آغاز ہوا میری بربادی کے دن شروع ہو گئے دوسرے دن میرے والدین کی مرضی کے خلاف مجھے جمال کے حوالے کر دیا گیا جمال لاہور لے گیا اور شادی قلعے کے قریب ٹھہرایا اور میں نے اس سے کہا کہ شرعی طریقہ سے مجھ سے شادی کر لو لیکن وہ رضامند نہ ہوا اور میں گناہوں کی لوک میں اس گندے پڑے کو پالتی رہی جو میری تباہی کا باعث تھا۔

کچھ عرصے کے بعد جمال کو کوکری سے جواب مل گیا اور وہ بے کار ہو گیا اس کی توجہ بھی مجھ سے ہٹتی گئی اب وہ کئی کئی دن گھر سے باہر رہتا ہے گھر میں کھانے کیلئے کچھ بھی نہیں کچھ نہ ہوتا مگر میں سب کچھ برداشت کرتی رہی اس عرصہ میں جب بھی میں نے صدائے الحاح بلند کی تو اسے یہ کہہ کر ٹال دیا گیا دبا

دیا گیا کہ تمہارے بھائی کو ہمیشہ کی نیند سلا دیا جائے گا چارو ناچار میں نے تین سال ذلت کی زندگی گزار لی مگر اب اس کی ذلت سے اور اس ذلت کی زندگی سے تنگ آ چکی تھی میرے ضمیر کی خلش مجھے ایک بل بھی چین نہیں لینے دیتی مگر اب میں جاؤں بھی تو کہاں جاؤں والدین کے دروازے ہمیشہ کے لیے مجھ پر بند ہو گئے ہیں کوئی شریف آدمی مجھے اپنانے سے تو رہا اس وسیع دنیا میں میرا کوئی سہارا نہیں لیکن یہ زمین مجھے اپنے دامن میں ضرور جگہ دے گی ٹوفو ہوش میں آؤ تمہیں ایسی باتیں نہیں کرنی چاہتے تھی تم زندہ رہو گی اور میری بیوی بن کر زندہ رہو گی میں تم کو اپناؤں گا تم میرے نزدیک اب بھی مقدس بواب بھی پوتر ہو میں تم جیسی فرشتہ سیرت کو اس جہنم سے ضرور نجات دلاؤں گا۔

شفقت کی آنکھوں میں آنسو اگئے تھے ہاں ٹوفو ایسا ہی ہو گا تم یہ آنسو پونچھ ڈالو اور بہت دھو سٹلے سے کام لو شفقت میں تمہارا احسان زندگی بھر نہیں چھوڑوں گی لیکن کہیں کی یہ احسان نہیں میرا فرض ہے ٹوفو بہت خوش تھی اسے کھوا ہوا سکون مل گیا تھا وہ اپنے اچھے دنوں کی امید لگائے بیٹھی تھی اب وہ جمال کو بھی خاطر میں نہ لاتی تھی اسے جس کی ضرورت ہوتی شفقت اسے مہا کر دیتا۔

اسی طرح ہی ایک سال بیت گیا وہ اکثر شفقت سے کہتی شفقت اب یہ را میں یہ تجائیاں مجھے ناگن بن کر دستی سننے لگی ہیں میں ایک بل بھی اس گندگی کے ڈھیر میں گزارنا نہیں چاہتی جمال کو ہماری ملاقاتوں کا علم اچھونائی کے ذریعے ہو جاتا تھا مگر وہ خود مجرم ہونے کے ناطے کی وجہ سے مجھ سے بات نہیں کرتا تھا ایک دفع کئی دن تک ہماری ملاقات نہ ہوئی ایک دن ایک تانہ میرے گھر کے سامنے کا کوچاں میرے پاس آیا اور کہا بابو جی ایک عورت آپ سے ملنا چاہتی ہے وہ سخت بیمار ہے میں نے دیکھا تو ٹوفو بھی میں نے

بولے آؤ شفقت بیٹا۔ اباجی مجھے آپ سے ایک ضروری بات کرنی ہے آؤ گویا کیا بات ہے۔ اور پھر میں نے صاف صاف کہہ دیا کہ میں کلو فر سے شادی کرنا چاہتا ہوں یہ سنتے ہی اباجی کا چہرہ غصے سے شرخ ہو گیا شفقت میں تمہیں اس بات کی ہرگز اجازت نہیں دوں گا ہم اپنے اباؤ اجداد کے رسم و رواج نہیں چھوڑ سکتے تم کو اپنے ہی خاندان میں اور ہماری مرضی سے شادی کرنا ہونی۔ مگر اباجی یہ دو زندگیوں کا سوال ہے جو ایک دوسرے کے لیے تڑپ رہی ہیں۔

نہیں میں اپنے رسم و رواج سے منہ نہیں موڑ سکتا اباجی چھوڑ دو ایسے رسم و رواج کو جو ہم نفرت کا سبق دیتے ہیں توڑ دو ان جھوٹے بندھنوں کو جن کی قید میں انسانی ہمدردی سسک سسک کر دم توڑ رہی ہے پاش پاش کر دو ذات کے اس بت کو اور جان لو محبت کی اس زندہ حقیقت کو جو انسانیت و معراج ہے میں تڑپ اٹھا اباجی اس بد نصیب لڑکی کو قصور نہیں ہے تاکہ وہ بے سہارا ہے مجبور ہے بے بس ہے لاچار ہے لیکن یہ وقت کا بہتا ہوا دھارا ہے جس نے اسے اس مورچہ پر لٹا کر کیا ہے یہ اس کی بد نصیبی ہے جس نے اسے دوسروں کے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا ہے اور اب اسے سہارا نہ دیا گیا تو۔۔۔ تو وہ بے موت مر جائے گی۔ شفقت اپنی حیثیت کو مت بھولو تمہیں علم ہونا چاہئے کہ ایسا کرنے سے پورے خاندان میں ہماری ناک کھٹ جائے گی۔

دیکھو شفقت میں تمہارے آگے ہاتھ جوڑتا ہوں تمہیں اپنی عزت کا واسطہ دیتا ہوں اب بوڑھے ہاتھوں کی لاج رکھ لو اپنا فیصلہ بدل لو شفقت اپنا فیصلہ بدل لو اگر اب بھی تم نے اپنا فیصلہ نہ بدلا تو میں اپنی زندگی ختم کر دوں گا تاؤ تمہیں میری زندگی چاہئے یا اپنی ہٹ دھرمی کا صلہ والدین کی دعاؤں یا جلتے دلوں کی آہیں ہماری عزت پر اپنی محبت کا کل تعمیر کرنا چاہتے ہو یا ایک بیٹے کی حیثیت سے فرامرداری کا ثبوت دینا

اسے ڈاکٹر کے پاس داخل کروادیا ڈاکٹر نے مجھ سے پوچھا تمہاری کیا لگتی ہے ڈاکٹر صاحب یہ میری زندگی ہے میرا سب کچھ ہے خدا کے لیے اسے بچا لو ورنہ میں برباد ہو جاؤں گا میں نے اختیار رکھنا چلا گیا۔

کلو فر کی طبیعت اب کچھ خراب ہو گئی تھی وہ موت حیات کی کشش میں تھی اس نے مجھے بلایا شفقت اگر تم کو میری ضرورت ہے تو میری جان بچا لو اور میری جان بچانے کی پوری کوشش کرنا اور ہاں اگر بعد میں مجھے چھوڑ کر جانا ہے تو پھر مجھے مرنے دو ہاں زمانے کے بے رحم ہاتھوں کے سپرد کرنے کے لیے میری زندگی نہ بچانا کلو فر میری جان تم اپنے دل کو قابو میں رکھو اگر تمہیں کچھ ہوگا۔

میری آنکھوں نم ہو گئی ڈاکٹر خوشی محمد نے کلو فر کو لہڈی ڈاکٹر مس کشور کے سپرد کر دیا ان کی انتھک کوشش اور خدا کے فضل و کرم سے کلو فر کو ایک نئی زندگی مل گئی اور وہ آہستہ آہستہ صحت یاب ہونے لگی جب جلازم کو معلوم ہوا کہ کلو فر اس کے ہاتھوں سے جا رہی ہے تو وہ اسے رائے و منڈ لے گیا میں اسے کئی دن تک نڈل رکھا ہر وقت یہی دھڑکا لگا رہتا کہ اگر جمال نے اسے فروخت کر دیا یا اسے ناجائز کاروبار کے لیے استعمال کیا گیا تو۔۔۔ کہیں جمال جیسا قلاش آدمی کلو فر کو پیش و مشرت کی حیثیت سے چڑھا دے اس جیسا بے غیرت انسان ایک بد نصیب لڑکی کو ان درندوں کے سپرد کر دے جو اس معاشرے کے لیے کینک کا ٹیکہ ہیں اس طرح ایک ماہ گزر گیا اس طرح مجھے کلو فر کا کچھ پتہ نہ چلا کہ وہ کس حال میں ہے آخر وہ واپس آئی گی اب اس کی یہ حالت تھی کہ جمال اسے بات بات پر مارتا طعنے دیتا اور تنگ کرتا میں اس کی یہ حالت دیکھ کر خاموش ہو جاتا میں اس انتظار میں تھا کہ موقع ملے ہی میں اپنے والدین سے بات کروں گا چنانچہ کیم فروری کو رات دس بجے میں دھڑکتے ہوئے دل سے اباجی کے کمرے میں داخل ہوا اباجی مجھے دیکھتے ہی

چاہتے ہو شفقت اب میں تمہیں کچھ نہیں کہوں گا جو تمہارے جی میں آئے کرو۔

مجھے معاف کر دو بابا مجھے معاف کر دو مجھے آپ کا فیصلہ منظور ہے میرے لیے ایک پل بھی وہاں کھڑا ہونا مشکل تھا اور میں جلتے ہوئے ارمانوں اور ناکام تمنائوں کو سینے سے لگائے اپنے کمرے میں چلا آیا اور کئی ہفتے کی طرح اپنے بستر پر گر گیا داغ پھینا جا رہا تھا نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی بے چینی سے کروٹیں بدلتا رہا پھر چپکے سے اٹھا اور لوفر کے ہاں جا پہنچا رات گئے مجھے اپنے ہاں دیکھ کر اسے تعجب ہوا شفقت تم اور اس وقت خیریت تو ہے۔

ہاں لوفر خیریت ہے میں تم کو اپنے فیصلے سے آگاہ کرنے آیا ہوں لوفر میں تم سے شادی نہیں کر سکتا شفقت یہ تم کہہ رہے ہو۔ لوفر چیخا اٹھا میں کہہ رہا ہوں مجھے تم سے یہ امید ہرگز نہ تھی شفقت میں نے تو بھی سوچا بھی نہ تھا کہ تم مجھے اس طرح چھوڑ دو گے مجھے معلوم نہیں تھا کہ تمہاری زبان کے دو ہول میرے اعتماد کی زنجیر پھٹا کر رکھ دیں گے میں نہیں جانتی تھی کہ تم پاؤں کی ایک ہی ٹھوک سے مسرتوں کے آگینے چور چور کر دو میں تم کو بہت عظیم انسان سمجھتی تھی مگر نہیں تم کو اب بھی عظیم سمجھتی ہوں تم بے تصور ہو تم بے تصور ہو شفقت تم بے تصور ہو میرے تقدیر میں ٹھوکریں لکھ دی گئی ہیں شفقت میں نے تم کو روح کی گہرائیوں سے چاہا ہے اور میں چاہتی رہوں گی تمہاری محبت کو سینے سے لگا کر زندہ رہوں گی اپنے بچے کے لیے اس معصوم جان کے لیے جس کا خدا کے بعد میرے پاس کوئی بھی نہیں ہے پھر شاید محبت ایک اور قربانی مانگتی ہے ماں کی ممتا بیدار رہنا چاہتی ہے لوفر میں مجبور ہو میں نے اتنا کہا اور اسے رد کیا ہوا چھوڑ کر چلا آیا۔

میری حالت اس جوارے کی طرح تھی جو اپنا سب کچھ ہار چکا ہو اس ملاح کی طرح تھی جو اپنی آنکھوں سے ڈوبتے دیکھ رہا ہوں مگر بے بس ہوں

اس بچھی کی طرح تھی جس کی حالت پرواز چھین لی گئی ہو بار بار زمانے سے بغاوت کرنے کو دل چاہتا تھا اس زمانے کی جس کی نے مجھے دھوکے کے کھنیرے طوفان سے آشنا کیا تھا اس بے درد زمانے سے جس نے مجھ سے پھول چھین کر میرا دامن کانٹوں سے بھر دیا تھا میں بے بس تھا مجبور تھا بالکل بے بس اور مجبور ایک ہفتے بعد مجھے لوفر کا ایک لیٹر ملا اس نے لکھا تھا شفقت جو ہونا تھا سو ہو چکا شاید خدا کو یہی منظور تھا میں تم کو دُش نہیں دیتی تم بھی مجبور تھے مجھے معاف کر دینا میں نے تمہارا بہت دل دکھایا ہے ہاں مجھے معاف کر دینا اور مجھے بولنے کی کوشش کرنا میں جاری ہوں کہیں یہ مجھے بھی معلوم نہیں خدا حافظ۔

لیٹر پڑھ کر میں تڑپ اٹھا تھا پھر میں نے لوفر کو بہت تلاش کیا مگر وہ نہ ملی آخر تھا کہ بار کر بیٹھ گیا پھر ایک دن اخبار میں پڑھا کہ ریلوے لائن کے قریب ایک لاوارث عورت کی لاش ملی ہے اور لوگوں کی تلاش ہے میں بھی اسے دیکھنے کے لیے چلا گیا دیکھا تو وہ لاش لوفر کی تھی جو بڑی پرسکون ہو کر پھر میں نے اپنی ضمانت دے کر لاش کو لایا اور بڑے اچھے طریقے سے لوفر کو کفن دے کر سپرد خاک کر دیا۔

اب میری بھی شادی ہو چکی ہے اور میری بیوی بہت پیار کرنے والی ہے ہمارے گھر میں تین معصوم بچوں کی کلکاریاں گونجتی ہیں گھر میں خوشیوں کا سماں ہے مگر کبھی کبھی لوفر کی یاد تازہ پاتی ہے تو قبرستان چلا جاتا ہوں اس کی مغفرت کے لیے دعا کرتا آنسوؤں کا نذرانہ پیش کرتا ہوں اور پھول چڑھا کر واپس آ جاتا ہوں اس واقعے کو عرصہ گزر چکا ہے مگر ایسے لگتا ہے جیسے کل کی بات ہو۔

آخر میں میں تمام قارئین سے ریکویسٹ کروں گا وہ لوفر کے لیے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اسے اس کے گناہ معاف فرما کر اسے اپنے جوار رحمت میں جگہ نصیب فرمائے اور راشد جسے بے غیرت بھائی بھی کسی

مر جاؤں گی اگر آنکھوں کو بن رلائے رکھوں گی
محبت میں وفا کی رسم پرانی ہے عاشا
چھوڑو خود کو کب تک اس نام سے ستائے رکھو گی
درد

تیری یاد میں اک درد ہے

یہ درد بڑا ہے درد ہے

تجھے جازت میں دو

میں تمہیں بھول جاؤں

دیکھو جاناں

تمہاری یاد میں بھی تو اک درد ہے

جو درد بڑا ہے درد ہے

عاشہ نور عاشا۔ شادیوال

بہن کے نہ ہوں اور نہ ہی بہنیں ان کے پیار کی بھینٹ
چڑ ہیں امید ہے کہ قارئین ضرور ہاتھ اٹھا کر اس
لاوارث اور بد نصیب لڑکی کے لیے دعا کریں گے
کیونکہ وہ وفا کی دیوی تھی مگر بھی بد نصیب آج میں
اپنے دل کے زخموں کو زمانے سے چھپا کر روتا
ہوں کیونکہ نلوفر ایک ہیرو تھی جس کی قدر کوئی جوہری
ہی کر سکتا تھا۔

آج بھی جب نلوفر کی یاد آتی ہے تو دل خون
کے آنسو روتا ہے دعا کرنا اللہ تعالیٰ مجھے سلون قلب
نصیب فرمائے اگر شفقت سے رابطہ کرنا چاہتے ہیں تو
میر معرفت کر سکتے ہیں دعاؤں کا طلبگار حکیم ایم جاوید
نسیم چوہدری فیصل آباد۔

جس کا تصور بھی گناہ ٹھہرتا ہے

وہ ہمارے پاس کہاں ٹھہرتا ہے

نگاہوں میں اضطرابی سی ہے

نت نیا ایک طوفان ٹھہرتا ہے

ذرا سی آہٹ یہ اس کا خیال آئے

دل نادان جا کر جہاں ٹھہرتا ہے

جب بھی بساتے ہیں ایک گھر

خالی خالی دل کا مکاں ٹھہرتا ہے

اسے دیکھتے ہی بات نہیں ہو پاتی

اپنا لب وچہ ماں ٹھہرتا ہے

بہت سوچا تمہیں بھول جانے کا

یہ کام کہاں اتنا آسان ٹھہرتا ہے

رضا عمر بھر ترنا بنو دے گیا مجھے

وہ شخص ہمارا کہاں مہماں ٹھہرتا ہے

منیر رضا سیوال

ستم گرچ بتا تیری جوانی کی قسم تجھ کو

کسی کا دل دکھانے میں تجھے کیا لطف ماتا ہے

انیم ظہیر عباس۔ جنڈ

غزل

وہ میرا عمر حال ہواے کاش

اسے میرا کچھ خیال ہواے کاش

بڑی نمازیں محبت کی قضاء کیں

ہوااے کچھ تو ملال اے کاش

اسے دیکھنے کی اس قدر تمنا ہے

سنائے آئے چاہے بعد از وصال اے کاش

انسانوں کے پانے کی تمنا ہے انسان کو

مجھے خدا پانے کا آجائے کال اے کاش

اک لفظ بولناں تو دل میں اتر جائے

میرے ہاتھ میں آجائے سخن جمال اے کاش

افسوس نہیں شادیوال گجرات

غزل

کب تک دل میں محبت کو چھپائے رکھوں گی

اس کے بن کیوں دل کو بہلائے رکھوں گی

نہ ہنسا کرو چھوڑو لوگوں کی پرواہ کرنا

آخر تک خود کو دوپ کی جگہ جلائے رکھو گی

بادل تو بنے ہیں عرصے سے آج برسات ہوئے

دو

پھر منزل مل گئی

--تحریر۔ اللہ دتہ چوہان۔ پنڈی بھٹیاں۔--

شہزادہ بھائی۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
میں اپنی ایک اور کاوش۔ پھر منزل مل گئی۔ کے ساتھ حاضر ہوں اور امید کرتا ہوں کہ اسے کسی قریبی شمارے میں جگہ دے کر حوصلہ افزائی کی جائے گی اور جو قارئین میری حوصلہ افزائی کرتے ہیں میں ان کا بے حد شکر گزار ہوں اور شکریہ ادا کرتا رہوں گا اس امید کے ساتھ کہ اس دفعہ بھی مجھے آپ مایوس نہیں کریں گے اور انشاء اللہ آپ کا ساتھ رہا تو آئندہ بھی لکھتا رہوں گا اور آخر میں جواب عرض کی ترقی کے لیے دعاگوں ہوں کہ اللہ اسے زیادہ سے زیادہ ترقی عطا فرمائے آمین۔
ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا راسخز مددگار نہیں ہوگا۔

بیت گیانی نئی کہانیاں معرض وجود میں آئیں مگر محبت کرنے والے آج بھی زندہ ہیں اور تانیا محبت زندہ ہیں گے محبت صرف جذبات کا نام نہیں ہے محبت مختلف زاویوں سے کی جاسکتی ہے۔

زیر نظر کہانی ان دو کرداروں کے گرد گھومتی ہے جنہوں نے محبت کی اور رکاوٹیں آئی مگر انہوں نے حوصلہ نہیں ہارا اور منزل کو پالیا اور آج ازدواجی زندگی گزار رہے ہیں۔

آج میں حسب معمول اپنی شاب کھول کر صبح کے وقت بیٹھا ہی تھا کہ موبائل پر بولنے کی نوید سنائی دی جب میں نے موبائل کی سکرین پر نظریں جمائیں تو ایک انجانے سے نمبر نے مجھے پریشان کر دیا تھا پھر میں نے کال اوکے کی تو آگے سے ایک انجانہ سی آواز نے مجھے چونکا دیا۔

سلام دعا کے بعد اس محترمہ نے اپنا تعارف یوں کروایا کہ جی میرا نام سائرہ ہے اور میں سنگن پور سے بول رہی ہوں

بہت ترپاتے ہیں تمہارے ساتھ وہ گزری ہوئے لمحے کبھی خود رو پڑتے ہیں اور کبھی تیری یادیں رلا دو جتی ہیں۔

زندگی میں ہمیشہ نشیب و فراز آتے ہی رہتے زندگی میں اور وہ لوگ منزل پالیتے ہیں جب کے اندر ثابت قدمی ہو اور حالات کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت ان میں موجود ہو ورنہ دل اور کاہل لوگ ہمیشہ اپنے نصیب کا رونا دوتے ہیں محبت کرنا بھی کامیابی کی دلیل ہے محبت کرنا کوئی جرم نہیں مگر پائیزہ محبت ہی انسان کو منزل تک لے جاتی ہے اور ایسی محبت جہاں ہوس اور لالچ کا غم شامل ہو وہ پائیزہ نہیں ہوتی بلکہ لوگ مطلب پورا کرتے ہی کنارہ کشی کر لیتے ہیں اور زندگی تباہ ہو جاتی ہے اور بقیہ زندگی رونے دھونے میں گزر جاتی ہے محبت کا لفظ پاکیزگی کے ذمہ میں آتا ہے محبت نہ ہو تو رنگ دروپ بدلتی ہے اور نہ ہی محبت کے مفہوم کو بدلا جاسکتا ہے ہزاروں سال کا صدمہ

میں نے آپ کی کہانی بے عنوان سائل پہ
دوبے پڑھی اور دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر آپ کو
کال کر دی اور سر میں آپ کو اپنی کہانی لکھوانا چاہتی
ہیں اگر آپ تو اعتراض نہ ہوتو پھر

میں نے کہا کہ جی بتائیں آپ کی ستوری کیا
ہے۔ نہیں سر پہلے آپ وعدہ کریں کہ آپ میری کہانی
نور و شائع کروائیں گے تو پھر مجھے مجبوراً وعدہ کرنا پڑا
: آئیں قارئین میں آپ کو سائرہ کے پاس لے چلتا
ہوں میرا نام سائرہ ہے اور مجھ سے بڑی دو بہنیں اس
کے بعد میرا نمبر ہے میری پیدائش پر زیادہ خوشیاں تو وہ
نانی گئی بلکہ ایک بوجھ سمجھ کر مجھے گھر میں قبول کر لیا گیا
لیونکہ مجھ سے پہلے دوا چکی تھی۔ اب میرے امی اور
ابو کو امید تھی کہ شاید بیٹا پیدا ہو مگر اللہ کی مرضی تھی اس

اللہ نے ایک اور بیٹی پیدا کر دی
: قارئین میری پیدائش کے ذریعہ سال بعد
برے ابو کی دیتھ ہو گئی جس کا میرے گھر والوں کو
بڑا صدمہ ہوا لیکن اللہ کی مرضی کے سوا کچھ
نہیں ہوتا پھر وقت گزرتا رہا اور مجھے پونچیس سال
میں سکول میں داخل کروادیا گیا اور آہستہ آہستہ آگے
چلتی ہوئی زندگی کے دسویں سال میں قدم رکھ چکی تھی
پرائمری سکول میں میں نے پانچویں پاس کر لی تھی اس
سے آگے مجھے پڑھنے سے روک دیا کیونکہ گھر کے
خرچے بڑی مشکل سے چل رہے تھے اس لیے مجھے
گھر کے کاموں میں لگا دیا گیا۔

مجھے پڑھنے کا بہت شوق تھا لیکن حالات ساتھ
نہیں دے رہے تھے کیونکہ ابو کے مرنے کے بعد
ہماری کچھ زرعی زمین تھی جو ہمارا ذریعہ معاش تھی اس
کی آمدنی سے ہم گھر کا خرچ چلا رہے تھے پھر آہستہ
آہستہ وقت نے کروٹ بدلی اور میں زندگی کے سترہ
سال بیتا چکی تھی ہمارے گھر میں میرے کزن اور اسکی
بیوی بھی رہاں پڑ رہے تھے تو میرے کزن کی بیوی کے
رشتے دار اکثر آتے رہتے تھے۔

ایک دن میں گھر کے کاموں میں مصروف تھی
کہ اچانک گھر کی دیوار کے ساتھ لگی ہوئی بیل نے
ہمیں متوجہ کیا وہ باہر کوئی آیا ہے تو میری امی نے مجھے کہا
کہ سائرہ باہر دیکھو بیٹا کون ہے اتنی دیر میں پھر بیل
بجی اس دفعہ تو آنے والے نے ایسی بیل بجائی کے
شاید وہ اپنا ہاتھ بٹن پر رکھ کر بھول گیا تھا مجھے غصہ آیا
لیکن منہ میں ہی بڑبڑائی کون ہے باہر سے کوئی آواز نہ
آئی تو ایک دفعہ پھر میں نے پوچھا کہ جی کون ہے
استے میں میں باہر کے دروازے کے قریب پہنچ چکی
تھی جب میں نے دروازہ کھولا تو سانسے سانسے اک
لڑکا کھڑا ہوا تھا جب میں نے اس کی طرف دیکھا غور
سے تو دیکھتی ہی رہ گئی کیا جوانی تھی کیا حسن تھا چہرہ ایسا
کہ میں نے بھی خواب میں بھی نہ دیکھا ہو گا حتیٰ کے
میرے دل نے کہا کہ سائرہ بیکے سے تمہارا آئیڈیل
بہی تمہارا راجہ ہے پھر اس لڑکے نے کہا جی میں آپ
کے گھر میں میری امی آئی ہیں میں اسے اپنے آیا ہوں
پلیز انہیں بھیجے پھر اندر سے آواز آئی کہ بیٹا کون ہے تو
میں نے کہا کہ امی کوئی لڑکا آیا ہے اور کہتا ہے کہ میری
امی آئی ہیں میں انہیں لینے آیا ہوں۔

اچھا بیٹا نہیں اندر آ لے آؤ پھر میں نے کہا کہ جی
آپ اندر آ جائیں اس وقت میرا دل بھی کر رہا تھا کہ
کاش کچھ بل کے لیے کہ ادھر ہی رک جائے واقعی ہی
دلوں میں رب رہتا ہے اور میری دعا بھی رب نے سن
لی اور وہ اندر آ گئے جہاں میری امی اور میرے کزن کی
بیوی بیٹھی تھیں وہ بھی ایک کرسی پر براجمان ہوئے تو
مجھے امی نے کہا کہ بیٹا صبر ہمارے گھر پہلی دفعہ آیا
ہے اس کے لیے بانی لے کر آؤ تو میں نے امی کو کہا کہ
جی اچھا ابھی لے کر آئی پھر میں واپس کچن میں آ گئی
ایک شیشے کا گلاس ڈش میں رکھا اور اس میں پیپسی ڈالی
اور کانپتے ہوئے ہاتھوں سے صفر کو دی تو صفر نے
پکڑ کر بعد میں میری طرف دیکھ کر شکر یہ ادا کیا اور
پیپسی پینے لگ صفر بھی بار بار میری طرف دیکھ رہا تھا

پھر کچھ دیر صفدر اور اسکی امی واپس جانے لگے میں بہت پریشان اہو گئی مجھے نہ جانے کا ہو گیا تھا صفدر کے جانے کے بعد یہ دل کسی کام میں نہیں لگ رہا تھا میں ہر روز انتظار کرتی میں نے ایک ہفتہ انتظار کیا جب بھی نیل بختی میرا دل کہتا کہ صفدر آیا ہے پھر صبح سے شام اور شام سے صبح ہو جاتی صفدر کے انتظار میں ایک ہفتہ ہو گیا تھا جانے صفدر کو ہمارا خیال آیا کہ وہ ہمارے

سونے دل کے دروازے پر دستک دینے چلا آئے اس دن تو حدی ہو گئی صبر کی لیکن خدا کا شکر ہے کہ اس بے رحم انسان کو بھی میرا خیال آیا اور تقریباً ہفتہ بعد صفدر ہمارے گھر میں تشریف لائے تھے تو میرے دیران گلشن میں بہار آئی اور میں نے صفدر کو بڑی حسرت بھری نگاہوں سے دیکھا پھر صفدر کو میں نے پانی پلایا اور صفدر ہم سے باتیں کرنے لگا اور تین گھنٹے بعد واپس چلا گیا مجھے ایسا لگ رہا تھا میں اب صفدر کے بغیر زندہ نہیں رہوں گی اب تو میرا دل صرف صفدر کے نام پر ہی دھڑکتا تھا لیکن مجھے تو یہ بھی نہیں پتا تھا کہ اب صفدر بھی مجھ سے پیار کرتا ہے کہ میں پھر نظر کیا صفدر پہنچے بعد ہمارے گھر میں آنے لگا ایسا لگ رہا تھا کہ مجھے وہ بھی میری محبت میں گرفتار ہے اور تقریباً پانچ چھ ماہ کا کمرہ گزر گیا تھا میں صفدر سے اظہار نہ کر سکی ڈرتی تھی کہ کسی ہونے کی وجہ سے اظہار نہ کر سکی پھر ایک دن گھر میں اکیلی تھی اپنی جان کی بہت یاد آ رہی تھی ابھی میں ان سوچوں میں کم تھی کہ باہر دروازے پر دستک ہوئی اور آواز آئی تو میں نے دوزگردوازہ کھولا تو آگے صفدر کھڑے تھے تو میں نے دیکھتے ہی کہا کہ جناب اندر تشریف لائیں پھر صفدر اندر آئے اور میں نے انہیں ایک کمرے میں آکر میری جان بے پوچھا کہ گھر والے آج کدھر گئے ہیں تو میں نے وہ کسی کام سے نہیں گئے ہیں آپ نا میں کیسے ہیں جی میں ٹھیک ہوں سوسنا سارہ میں آپ سے ایک بات کہنا چاہتا ہوں جی خیر یہ کہنا چاہتا

ہو پھر صفدر میرے بازو سے پکڑ کر اپنے پاس بٹھالیا اور یوں جلوہ افروز ہوئے دیکھ سارہ میں آپ سے بہت محبت کرتا ہوں پلیز برامت ماننا جس دن سے آپ کو دیکھا ہے نہ دن کو سکون ہے اور نہ رات کو نیند آتی ہے ہر وقت آپ کا چہرہ میری نظروں میں رہتا ہے اور پلیز سارہ میری محبت کو مت نکرانا اور آپ کا انکار میری موت بھی بن سکتا ہے۔

اچھا تو کوئی اور بات بھی کرنی ہے یا ختم ہو گئی آپ کی بات بس یہی کہنا تھا تو ٹھیک ہے میں آپ کو سوچ کر جواب دوں گی پھر میں نے صفدر کو پانی پلایا اور وہ واپس چلے گئے اور جاتے جاتے یہ کہہ کر گئے کہ میں رات کو آپ کا انتظار کروں گا مجھے ضرور جواب دینا پھر میں نے سارا دن سوچا اور بے چینی میں گزارا اور رات کو میں نے فارغ ہو کر صفدر جی میں آپ کی محبت قبول کرتی ہوں اور آپ کو بتانا چاہتی ہوں کہ مجھے بھی آپ سے محبت ہے اور میں پچھلے چھ ماہ سے آپ کو چاہتی ہوں اور آپ کی پوجا کرتی تھی لیکن ایک لڑکی ہونے کے ناطے میں اظہار نہ کر پائی آپ کا شکر ادا کرتی ہوں کہ آپ نے آج اظہار محبت کر کے مجھے بکھرے سے بچالیا ہے۔

پھر ہمارے روز فون پر بات ہونے لگی ہم گھنٹوں باتیں کرتے رہتے تھے اس دوران میں اور صفدر ہمارے گھر میں ہی ملتے تھے رہتے تھے ہم بھی باہر نہیں ملے تھے ایک دفعہ ہم ایک کمرے میں بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے کہ اوپر سے میری نانی امی آگئی اور انہوں نے ہمیں دیکھ لیا اس وقت تو اس نے ہمیں کچھ نہ کہا پھر جب میری امی گھر میں آئی تو نانی نے ساری بات بتا دی پھر نانی نے مجھ سے پوچھا تو میں نے امی کو صاف صاف بتا دیا کہ صفدر سے پیار کرتی ہوں اور اسی سے شادی کروں گی سارہ مینا تم پاگل مت بنو تمہارا رشتہ تو تمہارے تایا یا نگ رے ہیں اس لیے تمہارے اس فیصلے کو گھر میں کوئی بھی قبول نہیں

کی امی نے کہا کہ میں سارہ کا رشتہ مانگنے آئی ہوں
صفدر کے لیے تو امی نے کہا بہن مجھے تو کوئی اعتراض
نہیں اسلئے آج سے تمہاری بیٹی ہے اور جب آپ کا
جی چاہے اسے بیا کر لے جانا جب میں نے یہ باتیں
سنی تو یقیناً مانو میں خوشی سے پاگل ہو گئی اور اب
میرے پاؤں زمین پر نہیں ٹک رہے تھے۔

پھر باقاعدہ ایک ماہ بعد ہماری منگنی ہو گئی اور
یوں میں صفدر کے نام کی انگوٹھی پہن کر بہت خوش
محسوس کرنے لگی تھی دوسرا دکھ مجھے یہ ہوا کہ میرے
ماسوں اور تاجا جان میری منگنی میں نہیں آئے تھے لیکن
مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں تھی میری رات کو صفدر سے
بات ہوئی ہم دونوں نے بہت خوشی کا اظہار کیا ہم روز
فون پر باتیں کرتے اور مستقبل کے سنہرے خواب
اپنی آنکھوں میں سا کر رہے تھے اسی وقت کا یہ یہ چلتا
رہا اور ہماری منگنی کو ایک سال ہو گیا اب صفدر ہمارے
گھر کم ہی آتے تھے اور یوں ہماری شادی کی ڈیٹ
مقرر کر دی گئی جس پر ہم دونوں بہت خوش تھے اسی
طرح ہی دن خوشی سے گزر رہے تھے ابھی شادی میں
ایک مہینہ تھا کہ صفدر اوروہ مجھ سے بدلا بدلا سنا تھا
جب بھی شکایت کرتی تو صفدر یہ مجھے ڈانٹ دیتا اور کا
نمبر بھی کافی دیر بزی ملتا جس کا مجھ کو بہت دکھ ہوتا تھا
اگر کہیں دوسرے دن بعد ہوتی تو وہ کہتے تم اپنے کام
سے کام رکھو نہیں صفدر میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے
مگر ان پر میری ان باتوں کا کوئی اثر نہ ہوتا آخر تنگ
آ کر میں نے صفدر کو آخر دفعہ کال کی اور سبھانے کی
کوشش کی تو صفدر نے پھر ایک دفعہ مجھے ڈانٹا اور کہا
کہ تم کون ہوتی ہو مجھے سبھانے والی بات پر مجھے بہت
غصہ آیا اور میں نے بھی غصہ میں آ کر صفدر کو کہہ دیا کہ
آج کے بعد میں آپ کو فون نہ کروں گی اور نہ ہی آپ
سے کوئی بات کروں گی اور ہاں آج کے بعد تمہارے
گھر سے کئی بھی نہ آئے ہمارے گھر اور تمہارا ورشتہ
ختم اتنا کہہ کر میں نے فون بند کر دیا اور ہر روز ایک نئی

کرے گا اس لیے تم صفدر کا خیال دل سے نکال دو
نہیں امی جان ایسا نہیں ہو سکتا میں نے صفدر سے
قرآن پر ہاتھ رکھ کر وعدہ کیا ہے اور اگر میری شادی
تمہارے ساتھ نہ ہوئی تو میں اپنی زندگی ختم کر لوں گی
اگر تمہارا یہی ارادہ ہے تو میں گھر میں بات کرتی ہوں
نہیں امی مجھے گھر والوں کی کوئی پرواہ نہیں ہے تم نے
بات کرتی ہے تو کرو لیکن میرے ساتھ زبردستی نہ کرنا
کیونکہ زندگی میں نے گزارنی ہے کسی اور نے نہیں پھر
امی نے مجھے دلا دیا اور ارات کو تاجا جان اور ماسوں
سے بات کی مگر انہوں نے انکار کر دیا باقی گھر والے
مان گئے کہ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے اب اصل
معاملہ تاجا جان اور ماسوں جان کا تھا پھر میں نے خود ہمت
کر کے نانی سے بات کرنے کا سوچا اور نانی سے میں
نے بات کی اور انہیں بتایا کہ آپ ماسوں اور تاجا کو
سبھا میں تو نانی نے بھی مجھ سے وعدہ کیا کہ میں
سبھاؤں کی انہیں پھر میری نانی نے ان سے بات کی
لیکن ان کے کہنے کے باوجود ان پر کوئی اثر نہ ہوا اور وہ
اپنی ضد پواڑے رہے پھر میں نے اپنی والدہ سے
کہا کہ مجھے نہیں پتہ اگر آپ لوگوں نے میرے ساتھ
زبردستی کی تو تو میں زہر کھالوں گی اور اپنی جان دیے
دوں گی مگر صفدر کے علاوہ کسی اور کو اپنا جیون ساتھی
نہیں بناؤں گی اس لیے آپ میرا رشتہ صفدر سے ساتھ
طے کریں۔ چلو ٹھیک ہے جو چاہتے ہیں بیٹا پھر میں نے
صفدر سے بات کی آپ اپنے گھر والوں کو رشتہ کے
لیے بھیجو جس کی حامی صفدر بن بھری اور کہا کہ میں صبح
ہی اپنی امی کو بچوں کا اور صبح میں ان کے گھر والوں کا
انتظار کرتی رہی اور پھر یوں ایک دو گھنٹے بعد صفدر کی
امی آئیں اور مجھے کچھ سکون ملا پھر میں نے صفدر کی
امی کو پانی پلایا اور انکے لیے کھانا تیار کرنے لگی اور
صفدر کی امی نے میری امی سے بات کی بہن میں آپ
کے گھر میں سواری نہ کر آئی ہوں پلیز مجھے خانی نہ مت
بھیجنا تو امی نے کہا کہ بہن بتاؤ کیا بات ہے پھر صفدر

لوگ اسے مسل دیتے ہیں ایسا ہی کچھ حال میرا بھی ہے پھر ہماری صلح ہوگئی میں نے صدر کو ایک نظم سنائی۔

کیا تلا میں تم کو یاد جانا کیا حال ہے ہمارا
تیری یاد ستانی سے تو کرتے ہیں دینا سے کنارہ
ہزاروں باتیں کی تمھی میں نے مجھ سے

یاد تم کو میں نے کر کے رکھا
کیسے لوگ جیتے ہیں کسی کو بھول کر

ہم نہ بھول پائے چہرہ تمہارا

بیار جھوٹ ہے فریب ہے اس سے دور رہو

بھول جاؤ گے ورنہ دنیا کا نظارہ

راتوں کو فرشتے ہیں یاد کرتے ہیں

دل ٹوٹ گیا یاد رکھ گیا

اور ہم سے جھوٹ گیا ساتھ تمہارا

پھر میں نے صدر کو کہا کہ ٹھیک ہے اب تم تیاری

کرو شادی کی اس طرح صدر بہت خوش ہو گیا پھر ہم

بھی شادی کی تیاری شروع کر دی پھر ایک دن صدر کی

امی ہمارے گھر آئی اور کہا کہ سارہ تم تیار ہو جاؤ بازار

جانا ہے شاپنگ کرنے کے لیے میں نے پھر امی سے

پوچھا تو امی نے کہا کہ ٹھیک ہے تم چلی جاؤ ان کے

ساتھ تو میں نے کہا کہ امی آپ بھی ہمارے ساتھ

چلیں تو امی بھی تیار ہوگئی اور ہم سب مل کر بازار چلے

گئے وہاں سے پہلے ہم نے کپڑے خریدے پھر اس

کے بعد ہم نے لہنگا خریدی امی اور صدر کی پسند کا تھا

مہرون کلر میں وہ بہت ہی اچھا لگا رہا تھا تو وہ ہم نے

خرید لیا پھر کچھ میک اپ خریدی اور آخر میں آکر جوتے

اور شام کو ہم واپس گھر آ گئے صدر اور اس کی امی اپنے

گھر چلے گئے رات کو میں اور صدر کی پھر فون پر بات

ہوئی تو صدر بہت ہی خوش لگ رہا تھا اور کہنے لگا کہ

سارہ میں تو سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ میں اتنی آسانی

سے منزل مل جائے گی تو میں نے کہا کہ جناب یہ بیار

تو کسی کسی کو ملتا ہے بڑے خوش نصیب ہوتے ہیں وہ

لوگ جن کو پیار میں منزل ملتی ہے اور اب ہم بھی اپنے

صبح صدر کی یاد میں لی کر آتی اور مجھے رلاتی رہتی پھر

تقریباً پندرہ دن بعد صدر کی امی آئی اور کہا کہ بہن

جی اب تم کو ایسا نہ کرو ہمارے ساتھ ہم نے شادی کی

ڈیٹ مقرر کر دی ہے اور اب ہماری سے عزتی ہے اس

لئے آپ انکار نہ کریں پھر امی نے مجھ سے پوچھا کہ

بتاؤ اب کیا بات ہے تو میں نے امی کو کہا کہ میں نے

شادی نہیں کرنی آپ انہیں جواب دے دیں پھر امی

نے کہا بہن اب نہ جانے کیا ہو گیا ہے سارہ خود ہی

نہیں مان رہی کیا کروں اس لیے یہ شادی اب نہیں ہو

سکتی تو صدر کی امی بہت پریشانی کے عالم میں واپس

چلی گئی پھر صدر نے اپنی امی سے پوچھا کہ انہوں نے

کہا ہے انہوں نے تو صدر کی امی نے جواب دیا کہ

اب سارہ خود ہی نہیں مان رہی ہے انہوں نے جواب

دے دیا ہے اور اب سارہ خود ہی نہیں مان رہی شادی

کو۔ پھر صدر نے مجھے اسی وقت فون کیا جو میں نے نہ

سناسارا دن صدر فون کرتا رہا لیکن میں نے غصہ میں

صدر کا فون نہ سنا یوں رات ہوگئی اور ایک دفعہ صدر

نے مجھے فون کیا اور میں نے چاہتے ہوئے بھی صدر کا

فون سننے کی اور آگے سے صدر رونے لگا اور مجھے کہا

پلیز سارہ مجھے چھپے سے میں نے تمہارے ساتھ زیادتی

کی ہے اور اس لیے مجھے اب معاف کر دو اور میں آپ

کو یقین دلاتا ہوں کہ آئندہ آپ کو کبھی بھی کسی شکایت

کا موقع نہیں دوں گا پلیز ایک دفعہ مجھے موقع دے دو

پلیز ایک بار مجھے موقع دے دو صرف ایک بار معاف

کر دو۔ پھر میں نے صدر دے کہا کہ جان جی تم سے

پہلے میں نے نہ بھی کسی سے پیار کیا تھا اور نہ ہی اب

کسی سے کروں گی میں تمہارے بغیر کسی کے بارے

میں سوچ بھی نہیں سکتی اور اب تم نے کسی لڑکی کی طرد

آنکھ اٹھا کر بھی دیکھا تو میرا ہوا منہ دیکھنا میں یہ ہر

گز برداشت نہیں کروں گی کہ میری جان کسی اور کی

طرف دیکھے صدر تم تو میری جان ہو تم تو میری روح

ہو تو پھول سے خوشبو جدا ہو جائے تو پھول نہیں رہتا

آپ کو بہت خوش نصیب سمجھتے ہیں پھر صفدر نے بتایا کہ میرے گھر والے بھی بہت خوش ہیں اس طرح شادی کی تیاری دونوں طرف سے عروج پر تھی ہم جو بھی چیز لیتے ایک دوسرے سے مشورہ کر کے لیتے صفدر نے اپنے اور ہمارے شادی کارڈ اکٹھے پرنٹ کروائے سب سے پہلے ہم نے شادی کارڈ ماموں اور تایا کو بھیجے جو انہوں نے لینے سے انکار کر دیا ہم نے بہت واسطے پائے بہت ہی تئیں کیں مگر وہ لوگ نہ مانے وہ اپنے فیصلے سے کس سے کس نہ ہو رہے تھے۔

اسی وجہ سے ہم کافی پریشان ہو گئے تھے خیر پھر ہم دوسرے دن رشتہ داروں اور عزیزوں کو کارڈ بھیجے دوستوں کو بھی کارڈ بھیجے طرح کرتے کرتے ہماری مہندی کی رات آگئی میری اور صفدر کی مہندی ایک ہی رات تھی وہ رات بھی جس کی ہر لڑکی کو خوشی ہوتی ہے میری مہندی میں چند رشتہ دار اور عزیز سہیلیاں آئی ہوئی تھی مگر ہر طرف خوشیاں ہی خوشیاں تھیں خوشی کا سماں تھا ہر طرف نغمے گائے جا رہے تھے گھر میں ایک بہت ہی زبردست ماحول تھا پھر رات کو مہمانوں کو کھانا پیش کیا گیا نے سے فارغ ہو کر ہم نے مہندی کی تیاری شروع کر دی پھر مجھے سہیلیوں نے تیار کر کے انچ پر لاکر بٹھا دیا پھر مجھے گانا باندھا گیا اور اس کے بعد مہندی لگائی گئی اور پھر میری سہیلیوں نے ڈھولک کی تاپ پر نغمے گائے اور ڈانس کیا بہت ہی حسین محفل اور یوں یہ پروگرام میں تین بجے ختم ہو گیا پھر میں نے پہلے ہی لمحے اپنی جان صفدر کو کال کی اور اس سے خیریت دریافت کی تو صفدر نے کہا کہ ہم بھی ابھی فارغ ہوئے ہیں میں آپ کے ہی بارے میں سوچ رہا تھا کہ آپ کی کال آگئی صفدر جی دیکھو لو میں نے اپنا وعدہ پورا کر دیا ہے میں نے تمہارے نام کی مہندی لگا لی ہے مبارک ہو تم کو اب تو خوش ہو نا مری جان یوں ہی ہماری آدھا گھنٹہ بات ہوئی رہی پھر ہم نے فون بند کر دیا اور پھر کچھ لمحے کے لیے آنکھیں بند کی اور صبح

ہو گئی انیس تاریخ کا دن تھا پھر ہم نے سب مہمانوں کو ناشتہ کروایا اور یوں صفدر نے کال کی مجھے بتایا کہ جلد سے تیار ہو جاؤ میں ٹھیک دو بجے تمہیں لینے آ جاؤں گا ذرا جلدی سے تیار ہونا اور پھر مجھے تیار کرنے کے لیے بیوی پالر سے لڑکیاں آئی تھیں ابھی وہ مجھے تیار کر رہی تھی کہ باہر ایک دم شور شروع ہو گیا بارات آگئی بارات آگئی جب میں نے گھڑی کی طرف دیکھا تو وہی دو بجے تھے صفدر بھی اپنے وعدے کے پکے تھے پھر میں کچھ دیر کے لیے بارات دیکھنے اپنی سہیلیوں کے ساتھ باہر آئی ج میں نے ایک گھڑی سے دیکھا تو بارات بڑی دھوم دھام سے بڑی پر جوش طریقے سے آ رہی تھی بیٹھا بے بجائے جا رہے تھے اور ڈھول کی تھاپ پر صفدر کے چند دوست لڈی ڈال رہے تھے آج وہ نچتے ڈولہ دھرت لگ رہے تھے میری بہنوں اور سہیلیوں نے مل کر بارات کا استقبال کے لیے پھول نچار کے اور یوں بارات آگئی مطلوبہ جگہ پر بیٹھ گئی پھر سب سے پہلے براتیوں کو بیٹی پلائی گئی اور اس کے بعد ہمارا نکاح ہوا اور پھر بارات کو کھانا کھلایا گیا کھانے سے فارغ ہو کر صفدر کو گھر میں لیکر آئے اور چند کہیں ہو میں اور جس میں دودھ پلائی کی رسم سب سے الگ صفدر بھی جس میں تکرار ہوئی اور پانچ ہزار دے کر صفدر کو سالیوں نے بخشا سلامیاں ہوئی پھر مجھے بھی صفدر کے پاس لاکر بٹھایا گیا یوں میرے گھر والوں کی طرف سے صفدر کو سلامیاں ہوئی اور یوں میری جان مجھے میری ہی گھر سے چرا کر اپنے ساتھ لے گئے پھر ہم لوگ گاڑی میں بیٹھ کر اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گئے میرے ساتھ چھٹی سیٹ پر صفدر کی بہنیں بھی موجود تھیں اور فرنٹ پر صفدر براجمان تھے اور یوں ہم تین گھنٹے کے سفر کے بعد صفدر کے گھر پہنچ گئے بہت ہی پیارا سا گھر سارے گھر کو لائٹوں سے سجایا ہوا تھا۔

پھر سب سے پہلے مجھے ایک کمرے میں بیٹھایا

ہو جاتی اور لیکن نہیں ایسا ہوتا نہیں ہے پھر ہم نے صبح اٹھ کر نماز ادا کی اور ہمیشہ ایک ساتھ رہنے کی اپنی رب سے دعا کی اور پھر میری امی اور چند رشتہ رات ہمارا ناشتہ لے کر آگے جو میں نے اور میری جان نے مل کر کیا اور پھر صفدر کو باہر چال گیا اور ویسے کے لکھانا بنوانے اور میں تیار ہونے لگی اتنی دیر میں صفدر کی امی آئی میرے کمرے میں کہ بیٹا جلدی سے بیوٹا پارلر چلو وہاں پر تیار ہو لینا اور پھر میں اور صفدر کی بہن مل کر ساتھ بیوٹی پارلر چلی گئیں اور تین گھنٹے کے بعد ہم تیار ہو کر ویسے میں آئی اور وہاں پر تقریباً سب مہمان آچکے تھے کھانا بھی تیار تھا۔

پھر کچھ دیر مہمانوں کو کھانا کھلایا میں نے اور صفدر نے مل کر کھانا کھایا پھر ہم لوگ واپس گھر آ گئے امی نے کہا کہ تیاری کرو تو میں نے کہا کہ امی آئی تو کہے وہ ہمیں ہمارے ساتھ جانے کی اجازت دے پھر ہم جائیں گے تو امی نے آئی سے بات کی تو انہوں نے کہا کیوں نہیں آپ لے جائیں ساتھ میں اور صفدر دونوں مل کر امی کے ساتھ چلے گئے ہمارا دو دن رہے اور امی کے گھر میں ہمیں پیچھے سے صفدر کی بہن اور بیوٹی لینے آ گئے اور ہم ان کے ساتھ واپس آ گئے اور پھر دو گھنٹوں کا سلسلہ چل نکلا کبھی کسی کے ہاں تو کبھی کسی کے ہاں ہر روز ہم کسی جگہ رشتہ داروں کے گھر دعوت کھانے جاتے وقت اسی طرح ہی پر لگا کر اڑتا رہا اور میں نے صفدر کے گھر کو اب اپنا گھر سمجھا اور پہلے اپنا کمراسٹ کیا صفدر صبح کام پر جاتے اور شام کو لوٹ کر آتے تھے ایک دو دفعہ خون پر بات جاتی اسی طرح کرتے کرتے چودا اگست آ گیا میں نے صفدر نے باہر گھومنے کا پروگرام بنایا اور صفدر کی بہن نے کہا کہ میں نے بھی جانا ہے ہم نے اسے بھی ساتھ چلنے کے لیے تیار کر لیا اور امی جان سے اجازت لی اور اور ہم قریب ہی دریا پر جانے کا پروگرام بنایا۔ سیدھے وہاں پر ہی چلے گئے جب ہم وہاں پر پہنچے

گیا جہاں پر رسمیں ہوئی اور پھر سلامیاں دینے اور دیکھنے والوں کیا تانا بندھ گیا اسی طرح ہی ٹائم کا احساس ہی نہ ہوا اور رات گیارہ بجے پھر اس کے بعد مجھے اپنے کمرے میں بٹھایا گیا پھر اس کے بعد مجھے اپنے کمرے میں بٹھایا گیا وہ کمراتھا جس میں ہمارا پند لگا ہوا تھا اور اوپر مسہری نہایت ہی خوبصورتی سے لگائی گئی تھی کمرہ ایسے لگ رہا تھا کہ جیسے جنت کے باغوں میں ایک باغ ہو پھر مجھے زیادہ دیر انتظار نہ کرنا پڑا اور کچھ ہی دیر میں صفدر میرے پاس کمرے میں داخل ہوئے اور سب سے پہلے صفدر نے نہایت ہی بادل طریقے سے سلام علیکم کہا اور پھر جوتے اتار کر بیڈ کے اوپر میرے پاس بیٹھ گئے پھر میری جان نے سب سے پہلے میرا ٹھونکٹ اٹھایا اور اپنے ہاتھوں سے میرا چہرہ اوپر کیا اور کر کے صرف اتنا ہی کہا کہ کتنا پیارہ یہ چہرہ ہے اور جس یہ ہم مرتے ہیں کوئی نہ جانے کہ ہم اسے کتنا پیار کرتے ہیں۔

درگم مل کے نہیں گے ارادہ کر لیں ہم نہ نوٹے گے کبھی آؤ وعدہ کریں ہم نہ جانے کے خیال سے کبھی ڈرتے ہیں کتنا پیار ہے یہ چہرہ جس یہ ہم مرتے ہیں سفر پیار کا ہوتا ہے بڑا ہی مشکل گر کے جو سنبھلے اس کو منزل راہ کیسی بھی ہو ہم شوق سے گزرتے ہیں کتنا پیار ہے یہ چہرہ جس پہ ہم مرتے ہیں یہ نہ جانے کہ ہم اسے کتنا پیار کرتے ہیں پھر صفدر نے مجھے ایک گولڈن رنگ پہنائی اور نگین میرے ہاتھوں میں پہنائے اور پانچ ہزار روپے بھی مجھے دیا اور پھر ہم نے کھانا مل کر کھایا صفدر نے مجھے اپنے ہاتھوں سے کھانا کھلایا پھر ہم سونے کی تیاری کرنے لگے یہ رات ہمارے لیے بہت ہی خوبصورت رات تھی ہم اس رات کو ہر کر جانا چاہتے تھے کاش وہ وقت اپنی جگہ تقم جاتا اور یہ رات اتنی بھی

زیادہ سے زیادہ خیال رکھنے لگی تو صفدر کو میں نے اب آئندہ ایک دفع میں نے کہا کہ میں اب تم سے کبھی جھگڑا نہیں کروں گی جو ہوا اس کی میں معافی مانگتی ہوں اور یوں میں نے صفدر کا ایک دفع پھر دل جیت لیا اب وہ میرا ہر طرح کا خیال رکھتے ہیں جو میں چیز کہتی ہوں وہ مجھے فوری مل جاتی ہے اور یوں ہمارا گھر کسی جنت سے کم نہ تھا پھر ایک دن صفدر نے مجھے ایک نظم سنائی جو یوں تھی۔

ابنی حسین آنکھوں میں چھپا لو مجھ کو
محبت اگر کرتے ہو تو چرا لو مجھ کو
کھوئے کا اگر خوف ہے تو میری جان
اپنے بدن کی جا دو بنا لو مجھ کو
صر ہے ساحل پہ چھوڑ دو دے وعدہ کرو
تم ابھی آغاز سفر میں بنا دو مجھ کو
زندگی بھی تیرے نام کر دوں گا میں
بس چند لمحے اپنے سینے سے لگا لو مجھ کو
پھر اس کے بعد میں نے صفدر کو اس کا جواب کچھ یوں دیا۔

دل تو کرتا ہے کہ زمانے سے چرا لوں تجھ کو
دل کی دھڑکن کی طرح دل میں بسا لوں تجھ کو
کوئی احساس جدائی کا رہ نہ پائے گا
اس طرح خود میں میری جان چھپا لوں تجھ کو
روٹھ جاؤ تو اگر میری جان وفا
ساری دینا سے تھا ہو کر بنا لوں تجھ کو
جب بھی دیکھوں تیرے چہرے سے یہ اداسی کا

سماں

میں یوں ہی چاہوں اس طرح ہنس لوں تجھ کو
اس طرح ہی دن بھر خوشی گزار رہتے تھے کہ ایک دن میں نے صفدر کو خوشخبری کی کہ آپ باپا بننے والے ہیں تو صفدر کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی تھی وہ مجھے اپنی بانہوں میں بھر کر بہت پیار کرنے لگے پھر اس کے بعد یہ خبر سارے گھر والوں کو سنائی تو گھر میں بھی

آگے بہت رش تھا لوگ کافی دور دور سے آئے ہوئے تھے پھر ہم گھومنے لگے اور جب تھک گئے تو پھر ہم نے کبھی پر سوار ہو کر سیر کرنے لگے ہم نے تقریباً ایک گھنٹہ کبھی میں گزرا اور اسی طرح ہم نے کھانا کھا یا اور شام کو واپس آ گئے واپس آ کر ہم تیاری کر دی کیونکہ تین دن بعد میری کزن کی شادی تھی ہم نے وہاں جانا تھا اور شادی سے ایک دن قبل میں اور صفدر دونوں بازار گئے اور کچھ چیزیں لیں تھیں اور گلے دن ہم دونوں مل کر گوجرا نوالہ شادی پر چلے گئے وہاں جا کر مجھے تو بخار نے گھیر لیا جس کی وجہ سے صفدر پریشان ہو گیا اور فوری ڈاکٹر کو بلایا اور میرے لیے میڈیسن لی اور خود یہ چائے بنا کر مجھے میڈیسن کھلائی اور اس رات صفدر میرے ساتھ ہی رہے صبح مجھے کچھ آرام آیا تو صفدر کی جان میں جان آئی۔

پھر ہم نے ملکر ناشتہ کیا پھر تھوڑی دیر بعد ہم تیار ہونے لگے اور یوں ہم سب تیار ہو کر شادی ہال میں چلے گئے کچھ دیر انتظار کیا پھر بارات آئی پھر نکاح ہوا اور بارات کی تواریخ مختلف کھانوں سے کی گئی اور یوں بارات والے دہن کو لے کر واپس چلے گئے ہم سب لوگ واپس گھر آ گئے آ کر مجھے پھر بخار ہو گیا تھا جب صفدر نے دیکھا کہ مجھے پھر بخار ہو گیا ہے تو وہ پریشانی کے عالم میں ڈاکٹر کے پاس لے گیا اور پھر مجھے میڈیسن لے کر دی اور جس سے میں ران ٹھیک ہو گئی اور میں سکون سے سو گئی تھی۔

اگلی صبح ہم واپس اپنے گھر چلے گئے اور دوران میرے سوال والوں نے مجھے کوئی شکایت کا موقع نہ دیا ہم ہنسی خوشی رہنے لگے لیکن صفدر کے ساتھ اکثر میرا جھگڑا رہتا تھا کیونکہ صفدر کو کبوتروں کا شوق تھا اور ہماری اسی وجہ سے لڑائی ہوتی تھی صفدر کی امی بہت اچھی تھیں وہ ہمارے درمیان صلح کروادیتی تھیں اور مجھے صرف صفدر سے شکایت تھی کیونکہ مجھ سے زیادہ اسے کبوتر پسند تھے پھر میں نے بھی صبر کر لیا اور صفدر کا

ہوتے ہیں انسان نہ تو اپنی مرضی ہی سے دنیا میں آتا ہے اور نہ ہی اپنی مرضی سے دنیا سے جاتا ہے ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہوتا ہے اور وہ لوگ ہمیشہ کامیاب ہوتے ہیں جو قسمت کے فیصلوں پر یقین کرتے ہیں اور اپنی مرضی سے فیصلے نہیں جانتے آپ کی رائے کا منتظر رہوں گا۔

جذبہ اگر سچا ہے تو منزل مل ہی جاتی ہے چوہان میں نے صحر میں پھولوں کو بھی ہلٹے دیکھا ہے

اگر وہ مہربان ہوتی

اگر وہ مہربان ہوتی

تو میری آنکھ میں نہ جھللائی

نہ میرے دل کی واہی میں

خیزاؤں کا قافلہ رکنا

اگر وہ مہربان ہوتی

میری بے نور آنکھوں میں

ستارے قید کر دیتی

میری زخمی ہتھیلی پر

وہ ایک پھول دھرو دیتی

وہ یہ کہتی

محبت روشنی ہے رنگ ہے

خشبو ہے ستارہ ہے

قسم مجھ کو محبت کی

مجھے تو سب سے پیارا ہے

مگر ایسا وہ تب کر لیتی

اگر وہ مہربان ہوتی

دین محمد جوتوئی ڈھاڈر بولان

اے کے نام - کبیر والا کے نام

ایسے دور جاؤ اپنی منزل کو بھلا کے تم

کہ آشیاں جو اپنا ہوا پرندے بھولا نہیں کرتے

عبدالجبار رومی جو ہنگ

ایک خوشی کا سماں تھا سبھی گھر والے میرے صدقہ واری ہونے لگے اور میرا بہت خیال رکھنے لگے صفدر کی امی تو میرا بہت ہی خیال رکھتی تھی بھی مجھ کو کام نہ کرنے دیتی اگر میں کوئی کام کروتی تو مجھے ڈانٹ دیتی جب صفدر مجھے بول فارغ بیٹھے تو مجھے کہتے تو میرے ساتھ لڑنے لگتے اور کہتے کہ ساڑھ جا نہ بھی کوئی کام بھی کر لیا کرو یوں ہی فارغ نہ بیٹھا کرو اور پھر کچھ دیر بعد خود ہی مجھے منالیتے یوں ہمارے گھر میں بہت ہی خوشیاں اور پیار کرتے اور میرا خیال رکھتے اب صفدر سے اکثر کہتی ہوں۔

جب تم پردیس میں جاتے ہو

تو شاید یہ پھول جاتے ہو

نہ کبھی خط لکھنا نہ فون کیا نہ بھیجا کوئی پیغام

میرے پیار سے تم غافل رہے سچ شام

ہم تو تیرے خیالوں میں کم رہتے ہیں شب روز

وقت گزرتا ہے تیرا لیتے ہوئے نام

الفاظ کی کوئی توجہ ہے مصروف ہوا مجھ سے تھا

ہو تم بن چکی بہت پریشان ہے صفدر جان سب بتاؤ

ماجزا کیا ہے دراتوں میں نیند نہیں آتی ہر پل تیری یاد

ہے ستانی طبع کی ہرگز تیری ناگ بن کر ڈستی ہے ہر پل

تیری کمی کا احساس ہوتا ہے صفدر جان اداس کر جاتے

ہو بے قرار کر جاتے ہو حال تک نہیں پوچھتے جان

صفدر مجھے بیٹھ جی بار جاتے ہو۔

جی قارئین یہ بھی ساڑھ کی داستان جس کو ساڑھ

نے لفظوں میں تحریر کرنے کی نام کوشش کی ہے محبت

جی ہو تو منزل مل جاتی ہے اگر رشتہ وفا کا ہو تو کمی

نہیں ہوتی اعتماد کرنا محبت کا پہلا بنیادی اصول ہے اور

شک کی وجہ سے گھر اجڑ جاتے ہیں رشتوں میں

دراڑیں پڑ جاتی ہیں اور لوگ اپنی چالوں میں کامیاب

ہو جاتے ہیں محبت میں پاکیزگی ہو تو ملن آسانی ہو

جاتا ہے قسمت والوں کو منزل ملتی ہے اور نہ محبت میں اکثر

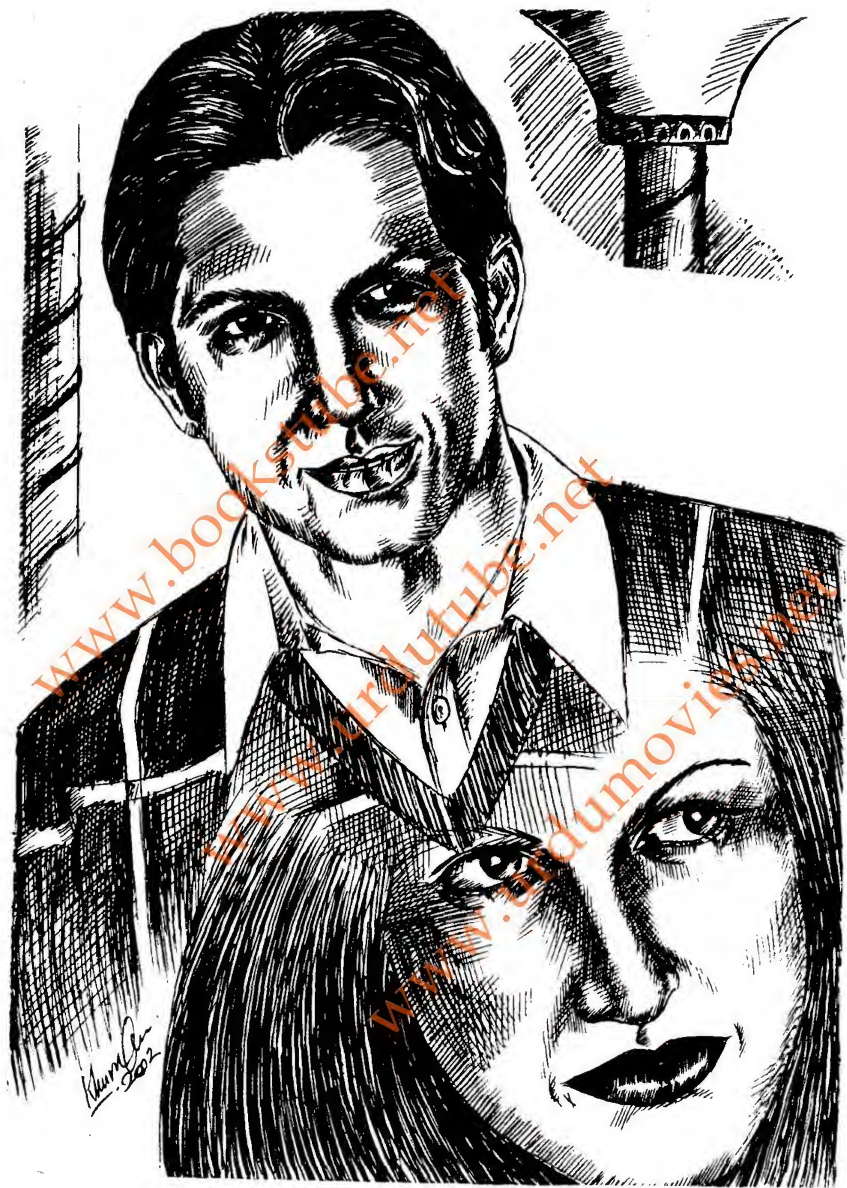
ناکامی ہی مقدر میں دہتی ہے لیکن سب تقدیر کے فیصلے

میرے خواب ریزہ ریزہ

-- تحریر -- ایم عمر دراز آکاش جز انوالہ --

شہزادہ بھائی۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
اس دفعہ آپ کی خدمت میں ایک اور داستان حاضر ہوا ہوں امید ہے کہ اسے قریبی شمارے میں شائع کر کے شکریہ کا موقع فراہم کر سکیں گے۔ میں نے اس کہانی کا نام۔ میرے خواب ریزہ ریزہ۔ رکھا ہے۔ جبرائیل آفریدی۔ منظور اکبر۔ سگم۔ ارمان سنگم۔ مجید احمد جانی۔ رائے زہیر خاں۔ رائے شاہد کھرل۔ علی رضا۔ مجاہد چاند۔ حماد ظفر بادی۔ آصف سانول۔ تمام دوستوں کو بخیرتوں بھرا سلام پیش کرتا ہوں آخر میں ریاض احمد صاحب۔ اور جمال الدین صاحب کے لیے خصوصی دعا کہ آپ جواب عرض کا سلسلہ جو کاتوں رواں دواں رکھے ہوئے ہیں اللہ جواب عرض کو تری مظافر مائے آمین۔۔
ادارہ جواب عرض کی بائیں کونڈ نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا نثر ذمہ دار نہیں ہوگا۔

میرا نام کوئل ہے میں اک گاؤں میں پیدا ہوئی ہم چار بہن بھائی ہیں اور میں دوسرے نمبر پر ہوں میں زیادہ پڑھ لکھ نہ سکی بس مڈل تک پڑھا ہے جس کی وجہ سے ہمارے معاشرے میں کی جہالت بھی حالانکہ مجھے پڑھنے کا کافی شوق تھا لیکن میرا یہ شوق گھر والوں کی انانہی بھینٹ چڑھ گیا۔
یہ ان دنوں کی بات ہے جب میں سولہ برس کی تھی میرے بھائی کراچی کام کرتے تھے اور کام پر جاتے ہوئے ایک موبائل فون کا سیٹ گھر میں دے جاتے تاکہ گھر کے حالات سے باخبر رہ سکیں یوں کچھ دن بیٹے گھر کے نمبر پر جو کہ زیادہ تر میرے پاس رہتا تھا ایس ایم ایس آنے لگے میں نے زیادہ توجہ نہ دی ایک ہفتہ تک مسلسل ایسی ایم ایس آتے رہے اس کے بعد کالز کا شروع ہو گئیں میں نے کسی قسم کا کوئی رپلائی نہیں کیا اور نہ ہی کال پک کی وہ اجنبی نمبر والا سلسلہ مسلسل دھرتا رہا۔
چند ماہوں کے دنوں ہی جی رہے ہیں ابھی دنوں ہی کہتے تھے کہ ایسا ہو نہیں سکتا کسی دھمکی سے یا زبردستی حاصل نہیں کیا دھیرے دھیرے تو مقابلہ کی سوچ میں دھیرے دھیرے اتارنا ہے جیسے دھلتی ہوئی رات کی مدھم تاریکی میں سورج کی نرم کرنیں دھیرے دھیرے اتر کر تاریکی کا سینی چیر دیتی ہیں صرف آئی لو یو کہنے سے کچھ نہیں ہوتا بلکہ اعتبار نام کی چڑیا محبت کے مضمون میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔
معزز قارئین آج میں آپ کے سامنے ایک دھکی حوا کی بیٹی کی زخمی داستان لیے ہوئے حاضر ہوا ہوں کہ آپ کو پسند آجائے۔ آئیے کوئل کی کہانی اسی کی زبانی سنتے ہیں۔
آج اتنا زہر پلا دو کہ میری سانس تک رک جائے سنا ہے سانس رک جائے تو بے وفایا رہی دیکھنے آتے ہیں



میری طرف سے مسلسل خاموشی تھی اس کے خیالات کو جھٹک نہ سکی اور وہ بار بار ایس ایم ایس کر کے کال پک کرنے کو کہتا رہا۔ پھر ایک دن میں نے بھی اسے گھری گھری سنانے کا فیصلہ کر لیا اور سہ کال کرنے کو بولا پھر اس نے کال کی او ر میں نے ریسورس کے مقصد پوچھا وہ بولا۔

مجھے بشیر نامی شخص سے بات کرنی ہے میں نے اسے سپاٹ لہجے میں جواب دیا کہ یہاں کوئی بشیر نامی شخص نہیں رہتا یہ ہمارے گھر کا نمبر ہے اور برائے مہربانی دوبارہ کال یا میسج نہ کرنا۔

اس نے ایک فرما بردار غلام کی طرح میری ہاں میں ہاں ملا دی اور پھر کال بند ہو گئی اس کا نام عامر تھا اس نے بتایا تھا وہ فیصل آباد کا رہنے والا ہے پھر کئی روز تک کوئی ایس ایم ایس اور کال نہ آئی وہ ایک سببھا ہوا لڑکا محسوس ہوتا تھا میں نے اس سے پہلے کبھی کسی لڑکے سے بات نہیں کی تھی وہ بہت عمدہ انداز میں گفتگو کرتا رہا تھا اس کی آواز اور انداز نے میرے اندر اپیل بچا رہی تھی لیکن پھر میں نے اپنے ہوا اس بحال کیے اور اسے اپنی سوچوں پر سے جھٹک دیا میں اس بات کو تقریباً بھول ہی گئی تھی۔ ایک دن پھر اسی نمبر سے کال آنے لگی میں نے کال پک کر کے کہا

اب کیا ہے۔

وہ کہنے لگا کہ مجھے آپ کی آواز بہت اچھی لگی ہے اور کہا میرے سے دوستی کر دو گی میں نے یہ کہہ کر کال کاٹ دی کہ لڑکی اور لڑکے کی دوستی ہمارے سماں میں ممکن نہیں پھر وہ روز ایس ایم ایس کرنا شروع کر دیا جو کہ بہت جلد دوستی میں تبدیل ہو گئے ہر وقت ہم چیٹ پر بات کرتے ہر گزرتے ہوئے دن کے ساتھ ساتھ ہمارے درمیان کافی آہنگی پیدا ہونے لگی۔

ایک دن عامر نے کہا۔ کول میں آپ سے کال پر بات کرنا چاہتا ہوں مجھے تمہاری آواز بہت اچھی لگتی ہے اور پلیز منع مت کرنا میں کال رات کو کروں گا

مجھے بھی عامر سے لگن ہو گئی تھی میں ابھی اس سے بات کیے بغیر نہیں رہ پا رہی تھی میں نے بھی ہاں کی صورت میں گرین سگنل دے دیا پھر رات کے گیارہ بجے عامر کی کال آئی سردی اپنے عروج پر تھی میں نے کال پک کی اور رسمی علیک سلیک کے بعد حاکم کہنے لگا۔

کول بی مجھے آپ کی آواز بہت پیاری لگتی ہے مجھے تم سے بات کرنا بہت اچھا لگتا ہے اس کا دل رکھنے کے لیے میں بھی اس کی ہاں میں ہاں ملائی رہی پھر اس نے کہہ دیا۔

میرا کسی چیز میں دل نہیں لگتا تم سے بات کرتا رہوں تو سکون حاصل جاتا ہے لگتا ہے کہ مجھے تم سے پیار ہو گیا ہے اور میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ شادی کروں گا تو تم سے ورنہ کسی سے بھی نہیں ایک بچے تک ہم بات کرتے رہے اس کے بعد اس نے یہ کہہ کر کال بند کر دی کہ میں تمہارے طرف سے ہاں کا انتظار کر رہا ہوں مجھے جلد جواب دینا پھر میں سونے کی ناکام کوشش کر رہی تھی نیند تھی کہ مجھے آہنی نہیں رہی تھی میں سوچنے لگی کہ اسے کیا کہوں کیا جواب دوں اگر اس نے بے وفائی کر دی تو کیا بنے گا انیس سوچوں میں گھری میں نیند کی گہری وادیوں میں جا گری تھی۔

عامر نے بتایا کہ ہم کالج بہن بھائی ہیں اور میں ایک پرائیویٹ جاب کرتا ہوں صبح اس نے کال کی اور اپنے سوال کا جواب طلب کیا تو میں نے مزید کچھ سوچے ہاں کر دی پھر پیار محبت کا سلسلہ چل نکلا تھا ہم روز محبت کی گہرائی میں اترتے گئے۔ ایک دن میں نے عامر سے کہا۔

کون ہو تم اور کیوں کال کرتے ہو۔
اس نے کہا میں عامر ہوں اور کوئل سے بات
کرنی ہے بھگوانی نہ مانی اور اسے دوبارہ کال
کرنے سے منع کر دیا میں دن رات اسے یاد کر
کے روتی رہتی۔

ایک دن خدا نے موقع دیا اس دن میں اپنی
جان سے بات کر کے بہت خوش ہوئی ہم دونوں ہنسنے
اور روتے رہے وہ مجھے تسلیاں دیتا رہا اور جلد
اپنا ہانے کا یقین دلاتا رہا اس طرح ہماری موبائل
پر باتوں کس سلسلہ پھر چل نکلا اور دو دریاں پھر سے
مٹ گئیں اے میں ایک دن پھر امی نے مجھے عامر
سے بات کرنے کو کہہ لیا امی نے مجھے دو تین پھپھر
مارے اور ابو کو بھی سببتا دیا ابو کافی سخت طبیعت
کے مالک تھے انہوں نے مجھے اتنا مارا کہ مجھے ہوش
تک نہ رہا میں گھر والوں کی نظروں سے گر گئی تھی
لیکن مجھے اپنی عزت سے زیادہ عامر کی پرواہ تھی
اور اس کی خاطر جان بھی دینے کے لیے تیار تھے
گھر والے ٹھیک سے میرے سے بات بھی نہیں
کرتے تھے میں اپنی بی الگ دنیا بسائے جیتی رہی
اور عامر کے ساتھ کی آس کی امید لگائے ان کا ہمتی
رہی کافی دنوں بعد عامر سے میری بات ہوئی میں
نے اسے تمام حالات سے آگاہ کیا اور بتایا کہ مجھے
گھر والوں نے بہت مارا ہے میں مسلسل روئے جا
رہی تھی میری آنکھوں سے آنسو لڑیوں کی صورت
میں گر رہے تھے اس نے مجھے دلاسا دیا کہ تم مت
رو میں تمہارے ساتھ ہوں میں جلد ہی اپنے گھر
والوں کو بھیج رہا ہوں شادی ہو جائے میں تمہیں ان
لوگوں سے ملنے بھی نہیں دوں گا جنہوں نے میری
جان کو مارا ہے میں پھر سے عامر کی امیدوں کے
ساتھ جینے لگی پھر میرے رشتے کی بات پلنے لگی
میں نے سوچا میں کھڑے چھوڑ دوں لیکن عامر روز
بروز رابطہ نہ کرتا کیا جب میں پوچھتی تو کہتا کہ میں

میں نے آپ کو بنا دیکھے اپنا ہم سفر چنا ہے
اور آپ پر اعتبار کیا ہے مجھے کبھی نہ دھوکہ مت دینا
میں جس کیس پاؤں لی
عامر نے کہا میں آپ کو کبھی نہیں چھوڑوں
گا۔

ایک دن عامر نے کہا۔
امی کہتی ہے کہ شادی کر لو میں نے تمہارا
بارے میں امی کو سببتا دیا ہے
میں نے کہا آپ کے گھر والے نہ ہی نہیں
جانتے ہیں اور نہ ہی مجھے دیکھا ہے پھر کیسے مان
جائیں گے
عامر نے کہا سب مجھ پر چھوڑ دو تم اپنی فکر کرو
میں انہیں منالوں گا
ایسے ہی ہماری محبت کی نظر دو سال ہو گئے
میں بھی اسے دیوانگی کی حد تک چاہنے لگی تھی اور ہر
وقت اسے خدا سے ملتی رہتی تھی۔ اسے عامر
سے عامر نے بھی بھی ملنے کی خواہش ظاہر نہیں کی
تھی بلکہ ایک دفعہ کہا۔

مجھے اپنی تصویر ایم ایم ایس کرو
میں نے کہا کہ میں کوشش کروں گی
پھر ایسے ہی ہم کال پر بات کر رہے تھے کہ
امی نے دیکھ لیا اور مجھ سے میل چھین لیا اور غصے
سے پوچھا کہ کس سے بات کر رہی تھی تم۔ جھوٹ
بولنا میری تربیت میں شامل نہیں تھا میں نے سب
کچھ امی کو سچ بتا دیا امی نے مجھے کافی برا بھلا کہا
گھر کی بات تھی گھر میں ہی رہی امی نے بات کر
طول نہ دیا بلکہ آئندہ مجھے بھی موبائل کو چھوٹے
سے منع کر دیا۔

اس طرح ہی ہماری کافی دن بات نہ ہو سکی
ہم مچھلی کی طرح بن پانی کے ترپے لگے پھر ایک
دن اس نے کال کی بد قسمتی سے میل امی کے ہاتھ
میں تھا امی نے اس سے پوچھا۔

کافی مصروف ہوں آج کل گھر والے بھی نہیں مان رہے اور اس وجہ سے کافی پریشان بھی رہتا ہوں مجھے امیدوں کی منتی دھتی ہوئی محسوس ہونے لگی میں چپ سی رہنے لگی۔ ایک دن عامر نے کہا۔ میں نے بہت کوشش کی لیکن گھر والے نہیں ماننے کو مل تم شادی کر لو اور مجھے معاف کر دینا کہ میں کچھ نہ کر سکا۔

میں رونے لگی اور عامر کو بولا کہ میں تمہارے بنا کسی اور کا سوچ بھی نہیں سکتی تم یہ سب کیا کہہ رہے ہو لیکن عامر نے کوئی جواب نہ دیا اور کال بند کر دی جب میں نے یہ سب عامر کو بتایا تو وہ کہنے لگا۔

تم شادی کر لو، رہا تو مل میری شادی ہو چکی ہے

جب میں نے عامر کے متعلق یہ سنا تو میرے اوسان خطا ہو گئے وہ رات میرے لیے قیامت سے کم تھی وہ عامر جس کی وجہ سے میں ہر دالوں کی نظروں سے گزرتی بھی ماریں کھائیں وہ عامر مجھے اتنا بڑا دھوکہ دے گا میں کبھی سوچا بھی نہیں تھا میں رات بھر جاگتی رہی اور یہ فیصلہ کیا کہ عامر بھی چھوڑ چکا ہے گھر والوں کا اعتماد بھی کھو چکی ہوں اب ان کی رہی ہوئی عزت کو برباد مت کرو یوں میں نے خود کو تقدیر کے فیصلے پر چھوڑ دیا

آج میری بارات تھی میں نے آخری بار عامر سے بات کرنے کی خواہش کی میں نے عامر کو بتایا کہ آج میری بارات ہے آج کے بعد ہماری کبھی بھی بات نہیں ہوگی میرا اتنا کہنا تھا کہ وہ رونے لگا اور مجھے میری ماں کی قسمیں دے کر کہنے لگا

بلیز میرے سے رابطہ ختم نہ کرنا میں تمہارے بن جی نہیں سکتا
تس نے عامر پر ایک بار پھر اعتماد کر لیا شاید

اس کی شادی کسی مجبوری سے ہوئی ہو
میں نے کہا عامر میں کوشش کروں گی کہ آپ سے رابطہ میں رہوں اپنا خیال رکھنا خدا حافظ۔

پھر میری بارات آگئی اور میں پیادیس سدھار گئی سسرال میں میرا جی نہیں لگ رہا تھا سسرال میں آج مجھے چھوٹا دن تھا عامر مجھے رہ رہ کر یاد آ رہا تھا پھر میں نے دل کے ہاتھوں مجبور کر کر عامر کو کال ملا دی عامر اداں اور دلھی دیکھی محسوس ہو رہا تھا کہنے لگا

آپ کی بڑی مہربانی آپ نے مجھے یاد کیا میں آپ کی ہواز کے لیے ترس گیا تھا کاش آپ میری ہو جاتی تو میں نہیں رہ سکتا تمہارے بنا خدا کے لیے میرے پاس آ جاؤ

میں یہ سب کر پریشان ہو گئی۔ ایک دن عامر کے بھائی نے ذریعہ تجربی کہ عامر کا ایک سیٹ ہو گیا ہے اور وہ کہہ رہا ہے کہ کوئل یہ سب تمہاری وجہ سے ہوا ہے وہ ہسپتال میں ہے اور تمہاری بے وفائی کا یہ سب کرتا دھرا ہے میں پریشان ہوئی اور عامر کی سلامتی کے لیے دعائیں کرنے لگی اس کا بھائی کہہ رہا تھا کہ عامر کی زندگی برباد کر کے رکھ دی ہے تم نے میں سو پنے لگی کہ وہ مجھے کسی اور کے حوالے کر کے وہ خود کو پس تکلیف اٹھا رہا ہے اس طرح ایک ہفتہ بعد پتہ چلا کہ عامر ہسپتال سے غائب ہو گیا ہے اور وہ مل نہیں رہا میں مزید پریشان رہنے لگی پھر کچھ دنوں بعد معلوم ہوا کہ عامر مل گیا ہے اور جب میں نے عامر سے بات کی تو وہ بھی رورہا تھا اور بھی بار بار یہ کہتا رہا کہ کوئل میں تم بن نہیں رہ سکتا تم سب کچھ چھوڑ کر آ جاؤ طلاق لے لو اس سے میں اب بھی تمہیں اپنا لوں گا میں نے اسے بتایا کہ اب ایسا ممکن نہیں رہا ہماری جب بھی بات ہوئی وہ رونا اور پوچھتا رہا رہا۔

پھر ایک دن میرا شوہر مجھے کہتا کہ اپنی زنی

یہ عامر سے بے پناہ محبت کی وجہ سے تھا جب عامر سے بات ہوئی تو اس نے بولا۔
وہ سب کو اس کر رہا ہے جھوٹ ہے سب میں نے پھر کہا۔

کب کھر والوں کے ساتھ آ رہے ہو۔
کہنے لگا کہ ہم کورٹ میرج کر لیتے ہیں کھر والے نہیں مان رہے کہ ایک طلاق یافتہ کے لیے نہیں جاسکتے پھر میں رونے لگی کہ وہ کیا ہانے کہ طلاق یافتہ خطاب بھی مجھے اسی کی وجہ سے ملا تھا میرے خواب آج سب ریزہ ریزہ ہو چکے تھے پھر مجھے اس دھوئے ہانے سے اعتبار اٹھ گیا میرا دل ٹوٹ چکا تھا میں نے اس سے تمام رابطے ختم کر دیے اور اپنی جی دنیا میں جینے لگی مجھے مرد حضرات سے نفرت ہوئی تھی میں نے فیصلہ کر لیا کہ آئندہ نہ تو کسی سے شادی کروں گی اور نہ ہی پیار اور ہر کسی کو اس سے بچنے کی تلقین بھی کرتی۔

اک عشق نگر کی وادی تھی جہاں پیار کی ندیاں بہتی تھیں جہاں دل والے بھی رہتے تھے جو پیار کی باتیں کرتے تھے جب بہار کا موسم آتا تھا اور پھول پیار کے مہلتے تھے مست نیشی شاموں میں پیار سے دودل ملتے تھے اک روز وہ ہستی اجڑ گئی اور پیار کی ہستی کھڑ گئی اور جیون بھر کا روگ لگا دیوانے پھرتے رہتے تھے اور چراگ سے وہ کہتے ہیں اقرار کسی سے نہ کرنا تم پیار کسی سے نہ کرنا ایسے ہی کچھ حرحرہ گزر گیا لیکن میرے اندر لگی

کے گھر چلی جاؤ چند دن رہ آؤ جب کے میں جانا نہیں چاہتی تھی پھر نہ چاہتے ہوئے بھی امی کے گھر آگئی ایک نیا پہاڑ مجھ پر ٹوٹے گا

میں نے سوچا بھی نہیں تھا میری شادی کو ابھی دو ماہ ہوئے تھے کہ امی کے گھر آتے ہی پیچھے طلاق بھی آگئی میں رونے لگی یہ خبر میرے لیے موت سے کم نہ تھی جب میں نے یہ سب عامر کو بتایا تو وہ بہت خوش ہوا مجھے دلا سہ دیا کہ تم فکر نہ کرو اب میں تجھے اپنا کر رہی دم ہوں گا ایک بار پھر میں عامر کی مکاری میں آگئی۔ تین ماہ بعد اس نے امی سے بات کی کہ میں کول کو اپنا بناؤں گا بہت جلد میں اپنے کھر والوں کے ساتھ آ رہا ہوں امی نے ہاں کر دی وہ پچھتا رہی تھی کہ کاش ہم اپنی بیٹی کی بات پہلے ہی مان جاتے تو یہ دن نہ دیکھنے پڑتے میں اس صدمے سے بیمار رہنے لگی کہ چھوٹی سی عمر میں طلاق یافتہ بن چکی تھی یوں تو میں ہستی رہتی لیکن میرے اندر کا ماحول دیکھنے کے قابل نہ تھا۔

میں ہستی ہوں تو بس اپنے غم چھپانے کے لیے لوگ دیکھ رہے ہیں کاش ہم بھی اس جیسے ہوتے اس طرح کچھ ماہ میں گئے عامر نے پلٹ کر نہ دیکھا ہم آس کے دامن سے جڑے رہے تھے پر شاید اسے ہماری یاد نہ آئی اور نہ ہی اس نے کوئی رابطہ کیا۔

ایک دن جب میں عامر کو یاد کر رہی تھی تو میرے بھر پر انجان نمبر سے کال آئی۔ اسلام علیکم پھر بعد میں اس نے کہا بہن میں عامر کا دوست ہوں اور پلیز اس کی خاطر خود کو مزید برباد مت کرو اس کا تو یہ کاروبار ہے تم اب تب برباد ہوتی رہو گی وہ شادی شدہ ہے اور تم تنہا۔ ساتھ وقت گزاری کر رہا ہے مجھے اس کی باتوں پر یقین نہیں آ رہا تھا شاید

جدائی کی آگ غنڈی نہ ہو سکی میں بے بس تھی کچھ نہیں کر سکی ابھی میں اسی دکھ میں مبتلا تھی کہ میری ایک دوست جو کہ اپنے بھائی کے نسب سے اکثر مجھ سے بات کرتی تھی اس کے بھائی کا نام احمر بھائی اکثر مجھے شاعری لے دیتی تھی ایس ایس ایم ایس کرتا تھا مجھے اس کا ایس ایم ایس بالکل اچھا نہیں لگتا تھا میں نے کئی بار اسے ڈانٹا لیکن وہ اپنی حرکت سے باز نہ آیا کہتا کہ میں آپ کی ڈانٹ سے بہت ہرٹ ہوتا ہوں مجھے مت ڈانٹا کرو میرے ڈانٹنے سے وہ کچھ دیر میٹج نہ کرتا پھر چند دنوں بعد وہی شروع ہو جاتا۔

ایک دن احمد نے کال کی میں اس وقت رو رہی تھی میں نے یہ سوچ کر ہاں دیکھنی کہ میری دوست رانی نے نئی سونگ ٹین آئے ت مردانہ آواز میری سامنتوں سے ملتی تھی میں نے روت ہوئے اسے کہا کہ مجھے تنگ مت مرو خدا کے لیے میزا اچھا چھوڑ دو اور کال بند کر دی ایک ماہ تک احمد کی کوئی کال نہیں آئی اور نہ ہی ایس ایم ایس آیا پھر ایک دن اس کا مجھے میٹج ملا جو کچھ یوں لکھا ہوا تھا۔

کول جی میں آپ کی سبقتہ زندگی کے بارے میں جاننا ہی رکھتا ہوں سب کچھ جان لینے کے بعد بھی آپ کا ہمارا بننا چاہتا ہوں مجھے مت ٹھکراؤ آپ ایک دفعہ مجھے ضرور آ زمانا میں آپ کو کبھی مایوس نہیں کروں گا

میں نے ایس ایم ایس کو مکمل طور پر انکوار کر دیا لیکن وہ بھی ضدی قسم کا لڑکا تھا۔ ایک دفعہ میں نے پھر اپنی قسمت آزمائی کا فیصلہ کر لیا اور اپنی سانسوں پر نکلنے کی نوید اسے سنائی۔ ڈوبے ہوئے کو تنگہ کا سہارا مقدر نے بھی احمد کو اپنا آخری سہارا تصور کر لیا احمد کی قربت میں مجھے اپنے دکھ بلکے بلکے محسوس ہونے لگے جب ہم کال

پر بات کرتے تو وہ مجھے بہت ہنساتا احمد نے ایک بار پھر مجھے جینا سکھا دیا تھا میری خوشیوں میں اضافہ ہوتا گیا ہمارا ہر دن عید اور ہر رات شب برات کی شکل اختیار کرنے لگی پھر۔ ایک دن اس نے ایس ایم ایس کیا اور کہا۔

میں آپ کو بہت پیار کرتا ہوں پلیز انکار مت کرنا اور آئی لو لکھ کر سینڈ کر دیا۔

دوسرے دن میں نے بھی آئی لو کا میٹج سینڈ کر دیا یہی سوچ کر کہ اگر وہ مجھے بے شمار پیار دینا چاہتا ہے تو میں اس کی بے لوث وفا لو کیوں ٹھکراؤں احمد اس وقت بی اے کر چکا تھا سارا دن فارغ ہوتا تھا اس لیے ہماری گپ شپ خوب چلتی رہتی اس طرح بی ہماری محبت کو ایک سال بیت گیا ایک دن احمد کہتا ہے کہ کول میں آپ سے ایک بار ملنا چاہتا ہوں آپ کو دیکھنا چاہتا ہوں

احمد دوسرے شہر میں رہتا تھا پھر ہمارے شہر کے شاہنگ بال میں آیا۔ ہم نے چند لمحے کے لیے ایک دوسرے کو دیکھا اس کے بعد احمد پھر اپنی بہن کیساتھ ہمارے گھر آیا جہاں ہمارے باپ فیس ملاقات ہوئی رہتی تھی اس ملاقات کے بعد ہماری محبتیں آسمان کو چھونے لگی اور یوں نکلنے لگا جیسے ہم

ایک دوسرے کے لیے بنائے گئے ہوں۔ پھر احمد نے گھر میرے رشتے کی بات چلائی اور ساتھ میں سب کچھ بتا دیا تو انہوں نے مجھے بھی اپنانے سے انکار کر دیا اور دوش یہ تھا کہ میں طلاق یافتہ ہوں ایک دفعہ پھر طلاق میری محبت کے آڑھے آگئی تھی اور یوں احمد کے گھر والوں نے یہ کہہ کر اسے چپ کر دیا کہ ہم طلاق یافتہ کو اپنی بہن نہیں بنا سکتے۔

احمد نے کہا کہ اگر میں شادی کروں گا تو صرف اور صرف تم سے اس نے کہا کہ کول ہم نکاح کر لیتے ہیں۔

میں نے کہا۔ آپ میرے گھر والوں سے

مجھے معلوم ہے بس اتنا مجھے وہ پیار کرتا تھا
نجانے شخص تھا کیسا مجھے کھونے سے ڈرتا تھا
ایم عمر دراز آکاش فیصل آباد

ان سوکھے ہوا کے پتوں کی طرح میرا پیار بکھرتا
جاتا ہے
شاید مجھ کو تم نہیں سمجھ پائے اعتبار بکھرتا جاتا ہے
ریاض احمد لاہور باغبانپورہ

کھیلے بال

میر کا لڑکی کرانچی نزد چورباہا چٹا سکواڑ شاہراہ لیاقت
مارکیٹ پر واقع کچر محل کی رہائشی ایک خاتون شاہجہاں بیگم
زوجہ سید سکندر علی رندی کے سر کے بال تیزی سے گر رہے تھے
یہاں تک کہ ان کے سر پر تن بال رہ گئے ایک دن انہیں کچر
تقریب میں جانا تھا وہ گھینہ بیٹن پاؤں لگیں اور کہنے لگیں۔ ذرا
جلدی سے میرے بالوں کا جوڑا باندھ دیں۔ بیویشن سیدہ
نصرت بیگم نے حیران ہو کر دو بکھا اور تین بالوں کا جوڑا باندھ دیا
لگتیں لیکن اسی دوران میں ایک بال نوٹ گیا ادب ان کے
سر پر ایک بال رہ گیا۔ شاہجہاں بیگم بولیں۔ اوہو بھائی آپ
نے میرا ایک بال توڑ دیا۔ خیر آپ ان دونوں بالوں کی دو
چوٹیاں باندھ دیں۔ لیکن دو چوٹیاں باندھتے ہوئے ایک بال
اور نوٹ گیا اب شاہجہاں بیگم کے سر پر صرف ایک بال رہ گیا
شاہجہاں بیگم بولیں اوہو آپ نے میرا ایک بال اور توڑ دیا خیر
چلے میں پارٹی تقریب میں کھلے بال چلی جاؤں گی۔

☆..... برائے فیسر ڈاکٹر واجد گینگوئی۔ کراچی

یہ لڑکے

دقار کو ایک سماجی مسئلہ درپیش تھا اس نے میکانل سے
مشورہ کیا۔ یار میں پڑوس کی ایک لڑکی کو روزانہ کالج چھوڑنے
جاتا ہوں اس کی کتابیں اٹھا کر چلتا ہوں اسے آواز دہ لڑکوں کی
جاکتوں سے بچاتا ہوں، گرمی میں کولڈ ڈرنک اور ملک شیک
وغیرہ بھی پلاتا ہوں آڑے وقتوں میں ادھار بھی دیتا ہوں کیا
خیال ہے، مجھے اب اس سے شادی کی درخواست کر دینی
چاہئے۔ بس بس۔ میکانل نے انتہائی غصے میں کہا۔ تم اس کے
ساتھ جتنا تعاون کر چکے ہو کیا ہے۔ اب نہیں بھی سوتے دو۔

اپریل 2015

جواب عرض 73

میرے خواب ریزہ ریزہ

بات کریں کیوں کہ میں اب کی بار گھر والوں کا
اعتقاد نہیں کھوتا جا بھتی تھی اور کوئی ایسا قدم بھی اٹھاتا
نہیں چاہتی تھی جس کی وجہ سے میرے والدین کی
عزت نہ تلام ہو جائے امی نے احمد کو ہاں کر دی
لیکن اسے اپنے گھر والوں کو راضی کرنے کا پلوتا پر
احمد کے گھر والے نہ بانیے احمد کی محبت کے محبت
بھرے وعدوں پر مجھے مکمل یقین تھا کہ وہ مجھے نہیں
چھوڑے گا اس دوران احمد کی لاہور میں جاب لگ
گئی وہاں جا کر اس نے رابطہ بہت کم کر دیا ان
دنوں میرے لیے کافی رشتے آنے لگے لیکن
میں نے مسلسل نہ کی رت لگائے رچی تھی شادی
کروں گی تو صرف احمد سے مروں کی آن ہماری
محبت کو تین سال ہو چکے تھے۔

آج بھی ہم ایک دوسرے کو بہت زیادہ
چاہتے تھے لیکن ایک نہیں ہو سکتے تھے یہی فی ہمیشہ
محسوس ہوتی رہے گی پھر احمد نے اپنی خود مصروف
کر لیا اور رابطہ بھی مکمل طور پر ختم کر دیا یوں تین
مردوں نے میری زندگی سے ٹھنڈا اور ضائق میری
راہ میں رکاوٹ بنی ہوئی ہے۔

یہ بھی بڑی کہانی۔ تمام قارئین سے گزارش
ہے کہ وہ بتائیے کہ میرا کیا تصور ہے اور میں کیا
کروں آپ کی رائے کا انتظار رہے گا۔ تو دوستو یہ
تھی کول کی کہانی جو آپ نے اسی کی زبان سے سنی
آخر میں اس غزال کے ساتھ اجازت چاہتا ہوں۔

کوئی تھا جو میری آنکھوں سے مرمتا تھا
میری باتوں میں مرمتا تھا
نجانے شخص تھا کیسا مجھے کھونے سے ڈرتا تھا
وہ جب بھی بات کرتا تھا یہ ہر بار کہتا تھا
اگر میں بھول جاؤں تو اگرمیں روکھ جاؤں تو
کبھی، اپس نہ آؤں تو بھول پاؤں سب کچھ کیا
یونہی بیٹھے رہو گے کیا یونہی جتے رہو گے کیا
یکہ باتیں تھی بس اس کی یکہ یادیں میں بس اس کی

محبت ہی محبت

- تحریر: ذیشان حیدر - رحیم یار خان -

شہزادہ بھائی - السلام علیکم - امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
میں اپنی ایک اور کاوش - محبت ہی محبت - کے ساتھ حاضر ہوں اور امید کرتا ہوں کہ اسے کسی قریبی شمارے میں جگہ دے کر حوصلہ افزائی کی جائے گی اور جو قارئین میری حوصلہ افزائی کرتے ہیں میں ان کا بے حد شکر گزار ہوں اور شکر یہ! انکرتا رہوں گا۔ اس امید کے ساتھ کہ اس دفع بھی مجھے آپ مایوس نہیں کریں گے اور انشاء اللہ آپ کا ساتھ رہا تو آئندہ بھی لکھتا رہوں گا اور آخر میں جواب عرض کی ترقی کے لیے دعا گو ہوں کہ اللہ اسے زیادہ سے زیادہ ترقی عطا فرمائے آمین۔
ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔

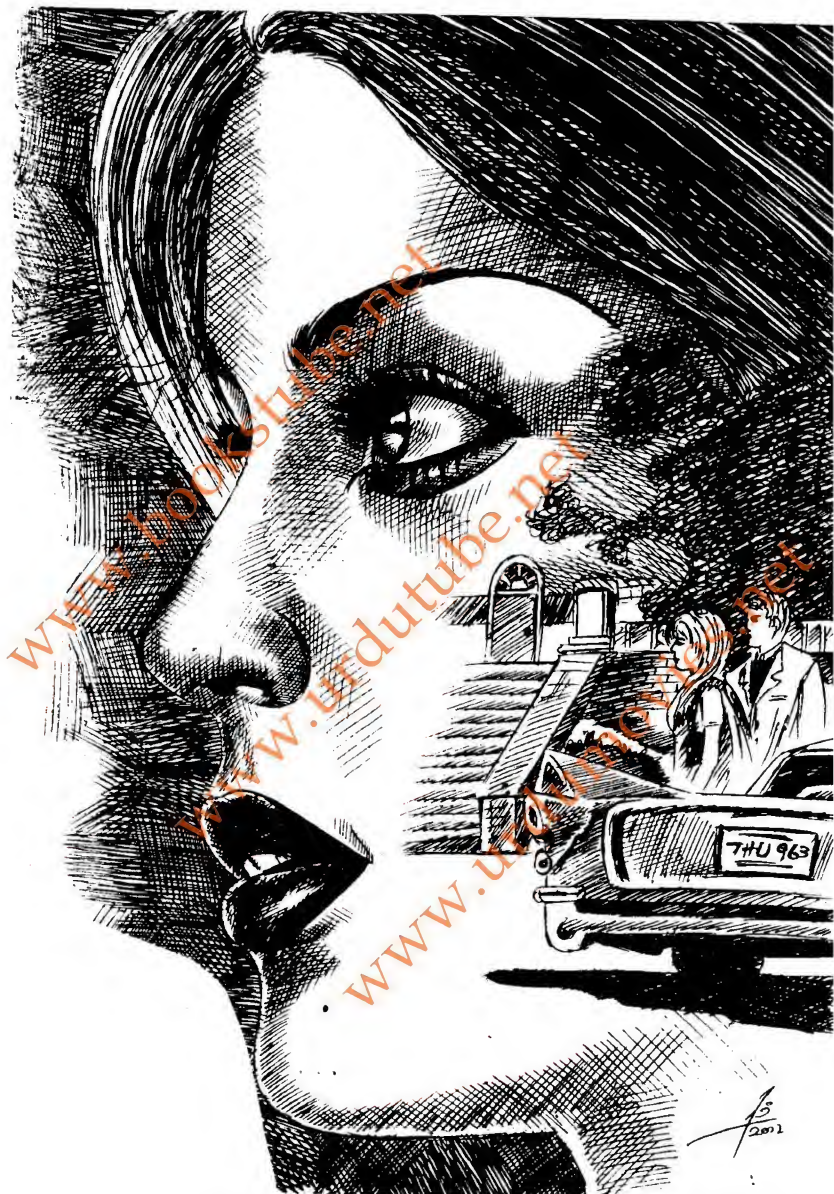
ان کے بیچ اور ہم سب بہن بھائی ایک گھر میں کھیلنا کرتے تھے ہمارے گھر میں ایک قدم کا درخت تھا جس پر ہم نے جھولا باندھا ہوا تھا ہم باری باری اس پر چبھتے تھے اور تو کبھی مختلف کھیل کھیلنا کرتے تھے اس میں سے ایک لڑکی بھی تھی جس کا نام ثنا تھا وہ مجھے سے دو سال چھوٹی تھی وہ بہت پیاری لڑکی تھی وہ ہمیشہ ہی میرے ساتھ کھیلنا کرتی تھی سارا دن وہ ہمارے گھر میں رہتی تھی وہ شام کو بھی گھر والے اس کو زبردستی لے کر جاتے تھے۔

ایک دن میں اس کو جھولے سے رہا تھا تو میں نے اس کو ایک زوردار جھولا دیا وہ جھولے سے نیچے گر گئی اس کو چوٹ لگی اور زور زور سے رونے لگی اس کی امی اس کی آواز سنی تو ہمارے گھر آئی کہانی ہمارے گھر اور ان کے گھر کے درمیان ایک دیوار تھی اس کی امی کو دیکھ کر میں چپک گیا کہ ہمیں اس کی امی مجھے نہ مارے یا ڈانٹے اس کی امی نے اس سے پوچھا۔

یہ اس وقت کی بات ہے جب میں پانچ سال کا تھا اور میرے چاچو کی نئی شادی ہوئی تھی نئی چاچی پہلے تو کچھ دن ٹھیک رہی بعد میں آپ کا رویہ میرے ساتھ بالکل ہی بدل گیا تھا وہ چھوٹی چھوٹی سی بات پر امی کے ساتھ لڑتی تھی اور ہم بھائی بھائیوں کو بھی مانتی رہتی۔

ایک دن ابو کو کسی سے گھر آئے ہوئے تھے میرے ابو بلوچستان کے شہر کوئٹہ میں ملازم تھے جب ابو نے چاچی کا رویہ دیکھا تو ابو نے میرے دادا جان اور چاچو سے کہا۔

ہم تلخمد ہونا چاہتے ہیں۔
دادا جان نے کہا کہ ٹھیک ہے جہاں ہم رہتے ہیں اس بستی میں ہمارا ایک اور مکان ہے تھا ہم وہاں رہتے کے لیے آگئے ہمارے گھر کے قریب ہی صرف ایک ہی گھر تھا باقی گھر دور دور تھے ہمارے بھائی بہن بہت اچھے تھے اس لیے بہت جلد ہم ایک دوسرے کے گھر آنے جانے لگے تھے



میری ہم عمر تھی وہ سڑ پر بالوں کی چٹیا بنا کر آتی تھی سکول کے لڑکے لڑکیاں اس کا مذاق اڑاتے تھے کہ اس کی چٹیا کھینچتے تھے اور اسکو لمبی بلاتے تھے وہ میری طرف حسرت بھری نگاہ سے دیکھتی تھی لیکن میں اس کو بلاتا تھا وہ اپنے ساتھ کھانا لے کر آتی تھی کچھ لڑے اس کا کھانا بھی کھا جاتے تھے اس طرح ہی وقت گزرتا رہا ثناء مجھ سے روزانہ پوچھتی۔
تم کہاں جاتے ہو مجھے بھی ساتھ لے کر چلا

اسی دن وہ صبح میرے گھر آگئی اس وقت میں سکول کی تیاری کر رہا تھا اس وقت میری عمر آٹھ سال تھی اور ثناء کی چھ سال تھی وہ ضد کرنے لگی کہ میں بھی ساتھ چلوں گی تو میں اس کو اپنے ساتھ سکول لے گیا سکول ہمارے گھر سے کچھ ہی دور تھا سارا دن وہ سکول میں میرے ساتھ رہی مس نے پوچھا۔

یہ کون ہے
میں نے بس کو بتایا کہ یہ میری کزن ہے۔
قارئین میں آپ کو ایک بات بتانا چلوں کہ ثناء نے ابو اور میرے ابو آپس میں کزن ہیں جب سکول میں پچھٹی ہوئی تو میں نے ثناء سے کہا۔
اب تم گھر جاؤ کچھ دیر بعد آ جانا ہم کھیلیں گے تو وہ اپنے گھر چلی گئی میں نے بھی اپنے گھر آ کر کپڑے تبدیل کیے اور کھانا کھا رہا تھا تو ثناء کی امی آگئی تو ثناء کی امی نے مجھ سے پوچھا۔
تم ثناء کو کہاں لے کر گئے تھے
میں نے کہا سکول لے کر گیا تھا۔

اس نے کہا ثناء کو پڑھنے کا بہت شوق ہے کل ہم بھی ثناء کو سکول میں داخل کر داتے ہیں

میں نے کہا ٹھیک ہے
اس کی امی واپس چلی گئی کچھ دیر بعد ثناء بھی آگئی ہم کھیلنے لگے میں پڑھانی میں بہت تیز تھا میں

کس نے مارا ہے۔
اس نے کہا کہ میں جھولے سے گر گئی ہوں
اس کی امی اس کو ساتھ لے کر چلی گئی اور کچھ دیر وہ پھر میرے گھر آگئی وہ مشکل سے چل رہی تھی کیونکہ اس کے پاؤں میں چوٹ لگی تھی وہ اس وقت بھی میں نہیں سمجھ سکا کہ وہ مجھ سے محبت کرتی ہے کیونکہ اس وقت میں بھی بچہ تھا صرف دل میں جاہت تھی کہ اس کو دھکتا رہوں اور اس کے ساتھ کھیلتا رہوں اس طرح ہی وقت گزرتا رہا وہ روزانہ ہمارے گھر آتی رہی اور ہم اکٹھے کھیلتے رہے۔
ہماری بستی میں ایک سکول کھلا تو میرے گھر والوں نے مجھے اس سکول میں داخل کروادیا جب میں پہلے دن سکول گیا جب چھٹی ہوئی تو گھر واپس آیا تو امی نے کہا۔
ثناء آج بہت بار تہارا پوچھ کر گئی ہے آنٹی ظفر کہاں ہے۔
میں نے اس کو کہا کہ چھوڑو ان باتوں کو اور مجھے کھانا دو مجھے بہت بھوک لگی ہے
امی نے کہا۔ ہاتھ دھو لو میں کھانا دیتی ہوں
جب میں کھانا کھا رہا تھا تو وہ پھر آگئی اور آ کر پوچھا کہ ظفر تم کہاں گئے تھے
میں نے کہا جب ہو جاؤ اگر کھانا کھانا ہے تو آؤ کھا لو وہ میرے ساتھ کھانے لگی جب دوسرے دن میں سکول سے گھر آیا تو وہ میرے گھر میں تھی اور بہت اداس لگ رہی تھی اس کے بہن بھائی اور میرے بہن بھائی آپس میں کھیل رہے تھے مجھے دیکھ کر وہ خوش ہو گئی پھر کل کی طرح ہم نے کھانا کھا پھر بعد میں ہم کھیلنے لگے

اس طرح ہی وقت گزرتا گیا جس سکول میں میں پڑھتا تھا وہ اس سکول میں ایک مسکن نام کی لڑکی بھی پڑھتی تھی وہ جو بچہ کی پھوٹی بہن تھے وہ میرے ساتھ ہی پڑھتی تھی وہ بہت معصوم لڑکی تھی وہ

تھی پھر میں اس کے پاس گیا اور اس کے نام لے کر بکارا تو اس نے اپنی آنکھیں کھولیں مجھے دیکھ کر وہ اٹھنے کی کوشش کرنے لگی تو میں نے اس کو کہا۔

لیٹ جاؤ
اس کی آنکھوں میں آنسو تھے میں اس کے پاس بیٹھ گیا جب میں نے اس کے ہاتھ کو چھوا تو اس کا ہاتھ بہت گرم تھا یعنی اس کا ہاتھ بہت گرم تھا وہ میرے ہاتھ کو چومنے لگی اور کہنے لگی۔

اس وقت میرا دل اتنا موم ہو گیا تھا کہ میری آنکھوں سے بھی آنسو نکل آئے تھے میں نے مکان کو کہا کہ مجھے کسی نے نہیں مارا میں بالکل ٹھیک ہوں میں اس کو چپ کر دوانے کے لیے اس کے ساتھ باتیں کر کے لگا کچھ ہی دیر میں اس کے ابو ہمارے پاس آگئے انہوں نے مجھے بتایا۔

صبح اس کو بہت تیز بخار تھا پھر بھی یہ سکول آنے کی بہت ضد کر رہی تھی ہم نے اس کو سکول نہیں جانے دیا ہم نے کہا کہ دوائی لینے چلو یہ دوائی لینے بھی نہیں جاری تھی اور اس نے صبح سے کچھ بھی نہیں کھا یا میں نے مکان سے پوچھا۔

تو نے دوائی کیوں نہیں لی
وہ چپ رہی اس کی امی بھی کمرے میں آگئی میں نے مکان کو کیا کہ کھانا کھا لو تو اس نے کہا کہ مجھے بھوک نہیں ہے تو میں نے کہا۔
میں نے بھی صبح سے کچھ نہیں کھایا۔

اس نے امی کو کہا۔ امی کھانا لے آؤ
اس کی امی کھانا لے کر چلی آئی اس کے ابو نماز پڑھنے چلے گئے اس کی امی کھانا دے کر باہر چلی گئی پھر ہم کھانا کھانے لگے اس نے اپنے ہاتھوں سے کھانا کھلایا اور اس کی آنکھوں میں آنسو بہنے لگے میں نے بھی اس کو اپنے ہاتھوں سے کھانا کھلا کھانے کے بعد میں نے مکان کو کہا۔
اب تم ابو کے ساتھ جاؤ اور اپنی دوائی لے کر

نے زسری اور پرپ میں فرسٹ پوزیشن حاصل کی تھی اور مکان نے دوسری پوزیشن لی تھی اب میں اور مکان دن کلاس میں پڑھتے تھے میں اپنے گھر کا کام بھی ہوم ورک بھی مکان کو دیتا تھا کل میرا ہوم ورک لکھ کر لانا نہیں تو میں تم کو ماروں گا

وہ میرا ہوم ورک لکھ کر آتی تھی میں سکول سے گھر آ کر ثناء کے ساتھ کھیلتا تھا نہ ہی سبق یاد کرتا اور نہ ہوم ورک کرتا تھا دوسرے دن ثناء بھی سکول میں داخل ہو گئی ہم اکٹھے ہی سکول جاتے تھے اور میں اس کو اپنے ساتھ لے کر جاتا اور ساتھ ہی لے کر آتا تھا۔

اس طرح ہی وقت گزرتا گیا میں اور مکان تیری جماعت میں ہو گئے اور ثناء دن کلاس میں تھی میں ابھی تک اپنا ہوم ورک مکان کو دیتا تھا لکھنے کے لیے میں ثناء کا ہوم ورک بھی خود لکھتا تھا اور اس کو سبق بھی یاد کرتا تھا ایک دن مکان سکول میں آگئی میرا ہوم ورک اس کے پاس تھا اس وجہ سے میں نے مجھے مارا تو مجھے مکان پر بہت غصہ آیا جب سکول سے چھٹی ہوئی تو میں نے اپنے گھر جا کر کپڑے بھی تبدیل نہیں کیے میرے پاس ایک چھوٹی سی سائیکل تھی وہ لے کر میں مکان کے گھر چلا گیا مکان کے گھر والے مجھے جانتے تھے اس لیے میں ان کے گھر جاتا تھا اس وقت مکان کی امی کھانا بنا رہی تھی میں نے امی کی امی سے پوچھا۔
آئی مکان کہاں ہے

اس کی امی نے کہا۔ بیٹا اس کی طبیعت ٹھیک نہیں وہ اندر کمرے میں سو رہی ہے۔
میں بھی کمرے کے اندر چلا گیا تو دیکھا کہ مکان اندر سوئی ہوئی ہے وہ اس کی آنکھیں بند ہیں اور کہہ رہی تھی کہ میری وجہ سے تم کو مارا ہو گا مس بہت گندی ہے اور بار بار میرا نام لے رہی

کیا ہے۔

اس نے کہا۔ کچھ بھی نہیں

پھر وہ اپنا ہوم ورک کرنے لگی جب بھی میں اس کی طرف دیکھتا تو وہ مجھے دیکھ رہی ہوتی تھی اس وقت مجھے احساس ہوا کہ یہ بھی مجھ سے محبت کرتی ہے پھر میں نے اس کی سب بچپن کی باتیں نوٹ کی جو میں آپ کو پہلے ہی بتا چکا ہوں وہ بھی مجھ سے محبت کرتی تھی اور میں بھی اس کو بہت چاہتا تھا لیکن ابھی تک ایک دوسرے کو اظہار نہیں کیا تھا اس لیے میں نے سوچا کہ کیوں نہ میں مکان کو ایک اپنی محبت کا اظہار نامہ لکھوں تو میں نے رات کو یہ خط لکھا تھا۔

میری پیاری جان ثناء۔

اسلام علیکم۔ نے بعد عرض کرتا ہوں کہ جان میں تم سے بہت پیار کرتا ہوں میری آنکھوں کا نور میرے دل کا سرور اور میرے دل کو بے چین کرنے والی تیری بھولی سی صورت نے میری زندگیوں کو کافی عرصے سے اڑا دیا ہے نہ دن کو چین ہے نہ رات کو سکون ہے تمہاری ہی یاد اتنا تڑپاتی ہے کہ اتنا تڑپاتی ہے کہ دل سے مجبور ہو کر دل کی بات کہنے کے لیے خط کا سہارا لے رہا ہوں۔

ایسے تمہاری آنکھیں

آنکھوں کا نور ہے تمہاری آنکھیں

دل کا سرور ہیں تمہاری آنکھیں

تم کو قسم میری اب تو اجا

آنکھوں کے ساغر سے مجھے پلا جا

نشے میں چور ہیں تمہاری آنکھیں

دل کا سرور ہیں تمہاری آنکھیں

جبر کی راتوں میں تم کو ڈھونڈوں

ایسے میں دور ہیں تمہاری آنکھیں

دل کا سرور ہیں تمہاری آنکھیں

جو تجھ کو دیکھے وہ تاب نہ لائے

وہ کہنے لگی کہ اب میں بالکل ٹھیک ہوں مجھے کچھ نہیں ہوا ہے اور کہا کہ آؤ ہم پھیلیں۔

میں نے کہا کہ تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے اب تم سو جاؤ

وہ ضد کرنے لگی کہ مجھے تمہارے ساتھ کھیلنا ہے پھر کچھ دیر اس کے ساتھ کھیلتا رہا پھر واپس آ گیا

دوسرے دن جب میں اور مسکان کلاس میں بیٹھے ہوئے تھے تو ہماری کلاس میں دو لڑکے پڑھتے تھے جو کہ مکان کو بہت تنگ کرتے تھے اس کا کھانا بھی کھا جاتے تھے وہ مکان کو تنگ کر رہے تھے تو مجھے غصہ آ گیا میں نے ایک لڑکے کو پکڑ لیا اور مارا تو وہ روئے لگا اور جا کر میڈم کو میری شکایت کی کہ ظفر

نے مجھے مارا ہے تو میڈم نے آتے ہی مجھے دو ڈنڈے مارے تو مسکان کھڑی ہو گئی اور میڈم کو کہا۔

جب سے میں پڑھنے آتی ہوں تب سے یہ محسن اور عثمان مجھے تنگ کرتے ہیں کبھی آپ سے ان کو کچھ نہیں کہا وہ رو بھی رہی تھی اور میڈم کو سب کچھ بتا بھی رہی تھی پھر میڈم نے محسن اور عثمان کو بھی دو دو ڈنڈے مارے اور کہا۔

اگر دو بارہ کوئی کسی کے ساتھ بدتمیزی کی تو مجھے بتانا میں اس کو دیکھ لوں گی۔

اس دن کے بعد کوئی بھی مسکان کا مذاق نہیں اڑاتا تھا بریک ٹائم میں مسکان اور ثناء کھینچتے تھے اور کھانا بھی اگٹھے ہی کھاتے تھے اس کے کچھ ہی دن بعد گرمیوں کی چھٹیاں ہو گئی تھی اب میں اپنا ہوم ورک بھی خود ہی کرتا تھا ایک دن میں اور ثناء میرے گھر میں بیٹھے چھٹیوں کا کام کر رہے تھے کہ جب میں نے ثناء کو دیکھا تو وہ میری طرف دیکھ رہی تھی جب میں نے اس سے پوچھا۔

www.bookstube.net

www.urdutube.net

www.urdumovies.net

تیرے بارے میں سوچتے رہنا اچھا لگتا ہے
کچھ پھولوں میں بھی خیالوں میں
تجھ کبھی دھونڈتے رہنا اچھا لگتا ہے
میری زندگی کی خوشیاں ہیں تم سے ہی وابستہ
رب سے صرف تمہیں مانگنا اچھا لگتا ہے
ہمارے ساتھ چل رہی ہیں سالوں کی

خاموشیاں

کچھ اس طرح تمہاری گفتگو کرنا اچھا لگتا ہے
تمہارے بغیر زندگی کا کوئی تصور نہیں ایس
کچھ اس طرح تمہاری تنہا کرنا اچھا لگتا ہے
تم ہی کو چاہتا ہوں کہ کچھ جانتے ہیں ہم
تم ہی کو چاہتے رہنا اچھا لگتا ہے
میں بچپن لوں گا تمہیں دنیا کی رسموں سے
کہ مجھے زمانے سے بغاوت کرنا اچھا لگتا ہے
جان پلیر مجھے زندگی میں نہیں بھڑھو دینا
ورنہ میں مرجاؤں گا جان تم میری پہلی اور آخری
محبت ہو جان بھی مجھی انسان کی زندگی میں ایسے بھی
حالات آ جاتے ہیں کہ انسان بدل جاتا ہے اور جو
خواب دیکھتے ہوئے ہیں وہ نوٹ کر بھرتے جاتے ہیں
اور میں ہمیشہ تمہارا ساتھ چاہتا ہوں۔

تمہارے لیے ایس

کیسے کہوں کہ اپنا ہوا مجھے

بانہوں میں اپنی سالو مجھے

بن تمہارے اک پل بھی گنتا نہیں

تم آ کے مجھ سے چہ الو مجھے

زندگی وہ ہے جو سنگ تمہارے گزرے

دنیا کے نگوں سے چہ الو مجھے

میری سب سے گہری خواہش ہو پوری

تم آکر پاس اپنے ملاو مجھے

یہ کیسا نشہ ہے جو پیکار ہا ہے

تمہارا ہو تو پھر تمہارا ہو مجھے

تا جانے پھر کیسے گزرے گی یہ زندگی

اگر اپنے دل سے کبھی تم نکالو مجھے
جان تمہارا حسین چہرہ مجھے چاند کی طرح لگتا
سے دل کرتا ہے ہر وقت دیکھتا ہی رہوں جب تم
مسکراتی ہو تو میری جان ہی نکال دیتی ہو جان مجھے
پتہ ہے کہ تم بھی مجھ سے محبت کر لیتی ہو جان جب تم
اپنی محبت بھری نگاہوں سے مجھے دیکھتی ہو تو پتہ نہیں
کیا ہو جاتا ہے دل تیزی سے دھڑکنے شروع کر دیتا
ہے۔

جان تمہاری آنکھوں میں میرے لیے بہت
محبت ہے جو مجھے تمہاری طرف کھینچتی ہے جان
تمہاری مٹتی جی تعریف کروں بہت کم ہے جان
اب مجھے اجازت دےں میرے اس خط کا جواب
ضرور دینا۔
شعر۔

وہ کون سے لفظ تھے جو ہم سے تیرے نہ ہو سکے
عمر بھر لکھتے رہے پھر بھی کاغذ اذھورے رہ
گئے

جب میں نے یہ خط لکھ کر پڑھا تو میں خود بھی
جیراں رہ گیا کہ یہ خط میں نے خود لکھا ہے صبح جب
شاء میرے گھر آئی تو میں نے یہ خط ثناء کے رجسٹر
میں رکھ کر باہر چلا گیا جب گھر واپس آیا تو ثناء اپنے
گھر چلی گئی تھی میرے دل میں طرح طرح کے
خیال آ رہے تھے کہ وہ ناراض ہو کر چلی گئی ہے یا وہ
انکار کر دے وغیرہ وغیرہ اس وجہ سے میں بہت
بے چین تھا میں نے جب چشموں کا ہوم درک لکھنے
کے لیے اپنا رجسٹر کھولا تو اس میں ایک چھوٹی سی
چٹھی لکھی ہوئی پڑی تھی جس میں لکھا تھا۔

جان میں بھی م سے بہت محبت کرتی ہوں
لیکن اظہار نہیں کر سکتی لیکن آج تم نے محبت کا اظہار
کر کے جان میرے دل کا بوجھ ہلکا کر دیا ہے۔ یہ
پڑھ کر مجھے بہت خوشی ہوئی شام کو پھر ثناء میرے گھر
آ گئی مجھے دیکھ کر وہ مسکرا رہی تھی اور بہت ہی پیاری

لگ گئی تھی پھر ہم دونوں بیٹھ کر پیار محبت کی باتیں کرنے لگے اس طرح دن گزرتے گئے اور ہماری محبت بھی بڑھتی گئی اس بات کا پتہ میرے گھر والوں کو بھی معلوم ہو گیا تھا کہ میں اور ثناء ایک دوسرے سے پیار کرتے ہیں ہمارے سکول کی چھٹیاں ختم ہو گئی جب ہم سکول گئے تو مسکان مجھ سے ناراض تھی کہ پوری چھٹیاں تم مجھ سے ملنے کیوں نہیں آئے تو میں نے اس کا کہا کہ میں پوری چھٹیاں اپنے نانا کے گھر گیا ہوا تھا تو وہ مان گئی۔ میں نے مسکان کو اس لیے جھوٹ بولا کہ وہ ناراض نہ ہو جائے کیونکہ مسکان کو صرف اور صرف دوست بھجھتا تھا اور ثناء میرا پیار میری محبت میرا سب کچھ تھی

مسکان نے کہا کہ آج شام کو تو آئے گے ناں میں نے کہا کہ گھر میں بہت کام ہوتا ہے مجھے

وہ چپ ہو گئی میری اور ثناء کی محبت کا پتہ سکول میں چل گیا مسکان کو بھی پتہ چلا تو اس نے مجھ سے بات کرنا چھوڑ دی جب میں نے اسے سے وجہ پوچھی تو اس نے کچھ نہیں بتایا مجھے بعد میں احساس ہوا جب وہ مجھے دیکھتی اس کی آنکھوں میں آنسو آ جاتے تھے اس کا مطلب یہ تھا کہ یہ بھی محبت کرتی ہے پھر میں نے مسکان کو چھاما اور کہا۔

ہم دوست ہیں اور ہم ساری زندگی دوست ہی رہیں گے ثناء مجھ سے بچپن سے بہت پیار کرتی ہے اور میں بھی اسے بہت چاہتا ہوں اگر ہو سکے تو مجھے معاف کر دینا تو اس نے کہا۔

میں اب بھی تم کو چاہتی ہوں اور ساری زندگی تم کو چاہتی رہوں گی

پھر اس نے کچھ نہیں کہا پھر میں کلاس روم سے باہر چلا گیا۔ میرے اور مسکان کے پیپر بالکل قریب تھے کیونکہ وہ سکول صرف پانچویں تک تھا اس لیے میں مسکان کے گھر جاتا تھا اور ہم اکٹھے

بیٹھ کر پڑھتے تھے ایک دن میں شام کو مسکان کے گھر سے واپس آ رہا تھا میری امی مجھے برا بھلا کہنے لگی جب میں نے وجہ پوچھی تو میری بہن نے کہا۔

ثناء کی امی آئی تھی اور اس نے کہا کہ ظفر نے ثناء کے بیگ میں خط ڈالا ہے جب میں نے خط دیکھا تو لکھا کی میری نہ تھی لیکن میرا نام لکھا ہوا تھا میرے گھر والوں کو بھی پرہ چل گیا کہ میں اور ثناء ایک دوسرے سے پیار کرتے ہیں اس لیے میں اس کے بیگ میں خط نہیں رکھ سکتا تو گھر والے چپ ہو گئے دوسرے دن جب میں سکول گیا تو ثناء سکول نہیں آئی تھی کچھ دیر کے بعد اس کی امی سکول آئی اور ثناء کی امی نے میڈم کو بتایا کہ ظفر نے میری بیٹی کے بیگ میں خط ڈالا ہے اگر ظفر سکول میں پڑھے گا تو میں اپنی بیٹی کو اس سکول میں نہیں پڑھنے دیں گے اس نے ثناء کو خط لکھا ہے کل کچھ اور ملے گا تو اس کا ذمہ دار کون ہو گا اس نے میڈم کی بھی بہت بے عزتی کی اور میری بھی میڈم نے ثناء کی امی سے سانسے مجھے مارا اور مجھے سکول سے بھی نکال دیا۔ پھر میں اپنے گھر آ کر بہت رویا میں نے گھر والوں کو کچھ نہیں بتایا تھا جب میرے بہن بھائی سکول سے واپس آئے تو میری بہن نے کہا کہ تمہارے جانے کے بعد ثناء کی امی بھی چلی گئی تھی تو ثناء نے میڈم کو کہا۔

میں اور ظفر ایک دوسرے سے پیار کرتے ہیں اگر ظفر خط لکھتا تو مجھے دیتا اور میرے بیگ میں نہیں ڈالتا یہ کسی اور کی حرکت ہوگی دوسرے دن میں سکول چلا گیا۔ میڈم نے آفس میں بلا کر کہا۔

ثناء نے مجھے سب کچھ بتا دیا ہے تمہارے پیار دے دیا مجھے یقین ہے کہ تم پاس ہو جاؤ گے پھر میں اپنے گھر پڑھائی کرنے لگی میں نے پانچویں اچھے نمبروں سے پاس کی تو میرے نانا

کی گھر واپس آ جاتا۔ ایک دن میں سکول سے بھاگ کر شہاء کے سکول آ گیا جب اس سے ملاقات ہوئی۔

میں نے اس سے کہا میں اتوار کی رات چھت پر آ جایا کرو کیونکہ میں اس رات اپنے گھر ہوتا ہوں اس نے کہا کہ ٹھیک ہے

پھر جب بختہ کے دن میں اپنے گھر چلا گیا پھر رات کو جب میں نے اپنی چھت سے دیکھا تو

شہاء چھت پر تھی پھر میں بھی اس کی چھت پر چلا گیا پھر ہم ایک دوسرے سے پیار محبت کی باتیں کرنے لگے اس طرح ہی ہر اتوار کی رات ہماری ملاقات ہو جاتی تھی جب میرے امتحان آئے تو میں فیل ہو

گیا کیونکہ پڑھنے کو میرا دل نہیں کرتا تھا۔ پھر میں نے ساتویں کلاس دوبارہ پڑھی اور اس میں پاس ہو گیا پھر میں آٹھویں کلاس میں آ گیا پھر بھی

میں سکول سے بھاگ جایا کرتا تھا اور رات کو شہاء سے بھی ملاقات ہوئی تھی اور فون پر بھی بات ہوئی تھی میں نے شہاء کو موٹا سا بھی لے کر دیا تھا میں نے

آج تک شہاء کے جسم کو ماتھ بھی نہیں لگا یا تھا کیونکہ میں اس سے بچی محبت کرتا تھا یہاں میں غلط کام کرنا جانتا نہیں ہے ایک رات میں نے شہاء کو کہا۔

کیا تم مجھ سے شادی کرو گی۔ اس نے کہا۔ ہاں کروں گی۔

دوسرے دن میں نے اپنے گھر والوں کو شہاء کے گھر رشتے کے لیے بھیج دیا تو انہوں نے کہا کہ ابھی وہ پڑھ رہی ہے بعد میں دیکھیں گے

پھر میں نے بدل پاس کر لیا تو نانا جان نے مجھے دوسرے سکول میں داخل کروا دیا یہ میں پہلے بتا چکا ہوں کہ وہ سکول نورین کے گھر سے کچھ دور تھا

پھر میں نے دوبارہ اپنے گھر والوں کی بھیجا تو انہوں نے کہا کہ اپنے خاندان میں رشتہ دیں گے تو میرے گھر والے واپس آ گئے شہاء نے کہا۔

جان والوں نے کہا کہ تم ہمارے گھر میں رہے کر پڑھا کرو کیونکہ میرے نانا جان والوں کی بھی خط کا پتہ چل گیا تھا اس لیے وہ چاہتے تھے کہ کوئی اور مسئلہ نہ بن جائے اس وجہ سے وہ مجھے لینے آئے تھے میں اپنے نانا جان کے گھر میں نہیں جانا چاہتا تھا کیونکہ میں شہاء کے بغیر نہیں رہ سکتا تھا پھر بھی گھر

والوں کی وجہ سے میں اپنے نانا جان کے گھر چلا گیا وروباں رو کر پڑھنے لگا۔

ایک رات مجھے شہاء کی بہت یاد آئی صبح جب میں سکول جانے کے بجائے شہاء کے سکول کی طرف چل پڑا جہاں شہاء پڑھتی تھی وہ شہر میں پڑھتی تھی او

ریں گاؤں میں پڑھتا تھا میں جا کر اس کے سکول کے باہر کھڑا ہو گیا جب اس کی چھٹی ہوئی تو اس نے مجھے دیکھا تو میرے قریب آ کر رونے لگی

ہوئی۔ میرے گھر والوں کی وجہ سے تم یہاں سے دور چلے گئے ہو میں تمہارے بغیر نہیں رہ سکتی پلیز

ظفر تم واپس آ جاؤ مجھے بھی رونا آ گیا میں نے اس کو کہا کہ میں

روا نہ تھا۔ میں پاس آیا کروں گا پھر میں وہاں واپس چلا گیا کیونکہ مجھے دوبارہ

گاؤں اپنے نانا کے گھر جانا تھا میرے نانا کو بھی پینہ نہیں چلا تھا کہ میں سکول آج نہیں گیا تھا اس طرح

ہی جب بھی مجھے شہاء کی یاد آتی تو اس دن میں سکول نہیں جاتا تھا شہاء کو دیکھنے چلا جاتا تھا میں نے چھٹی کلاس پاس کی اب ساتویں جماعت میں آ گیا تھا

میرا پڑھنے کو دل نہیں کرتا تھا اس لیے میں روزانہ سکول سے بھاگنے لگا۔ پھر میں نے اپنے نانا جان

سے کہہ دیا کہ میں بختہ کو سکول سے گھر جایا کروں گا ایک رات وہاں نماز کر شام کو واپس آ جایا کوں گا تو

میرے نانا جان نے کہا کہ ٹھیک ہے پھر بختہ کو اپنے گھر شہر چلا جاتا تھا پھر اتوار کی رات اپنے نانا جان

ظفر اگر میں شادی کروں گی تو تم سے ورنہ نہیں

پھر کچھ دن بعد دوبارہ میں نے بھیجا تو انہوں نے انکار کر دیا پھر میرے نانا جان والوں نے نورین کا رشتہ مجھے دے دیا جب میرا نکاح نورین کے ساتھ ہوا تو میں نے ثناء سے بات کرنا بند کر دی کیونکہ آپ مجھے ساری زندگی نورین کے ساتھ گزارنا تھی جب ثناء کو پتہ چلا کہ میرا نکاح ہو گیا ہے تو اس نے اپنی دہ سم اور مو بائل بھی توڑ دیا غصہ میں آ کر وہ مجھ سے ابھی تک بھی بہت محبت کرتی ہے اور سارا دن چھت سے مجھے دیکھتی رہتی ہے۔

جب نورین نے مجھے دھوکہ دیا تو میں نے پھر ثناء سے رابطہ کرنا شروع کر دیا پھر میں اپنی ثناء کو چاہنے لگا کیونکہ جب نورین نے دھوکہ دیا تو میری طبیعت بہت خراب ہو گئی تھی تو مجھے ثناء نے بہت سہارا دیا تھا نورین کے ساتھ نکاح ہونے کے بعد میں اپنے گھر واپس آ گیا تھا جب میرے کوئٹہ کا اس کے پیچھے تھے تو میں نے پیچھے نہیں دیئے تھے میں ثناء کو دھوکہ دینے چاہتا تھا اس لیے نوئس کلاس میں فیل ہو گیا تھا میں نے ثناء کی خاطر اپنی زندگی برباد کر لی نورین کی خاطر میں نے اپنی زندگی کو چھوڑ دیا تھا لیکن نورین نے مجھے دھوکہ دیا ایک دن میں اپنے چھوٹے بھائی عدنان کا داخل کروانے سکول گیا تو وہ سکول ہمارے گھر سے باہر دور تھا میری دوست مسکان کے گھر کے قریب تھا جب میں سکول کے اندر گیا تو وہاں پر ایک لڑکی جو کہ سکول کی نیچر گچی اس نے مجھے پوچھا۔

تم ظفر ہو۔

میں نے کہا کہ آپ مجھے جانتی ہو۔

اس نے کہا کہ میں مسکان ہوں

اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے پھر مجھے یاد آیا کہ یہ تو وہی میری دوست ہے کیونکہ دوستو جب

میں نے وہ سکول چھوڑا تھا اس دن کے بعد مسکان کو بھول گیا تھا کیونکہ ہمیں زیادہ بات کرنے کا موقع نہیں مل سکا تھا کیونکہ سکول میں نیچر تھی جب میرا بھائی دوسرے سکول سے واپس آیا تو میرے بھائی نے ایک پرچی دی جس پر لکھا تھا اس نمبر پر رابطہ کرو جان میں تمہاری مسکان تو میں نے اس نمبر پر ایس ایس ایم ایس کیا تو اس نے کال کی پھر میرا اور مسکان کا رابطہ شروع ہو گیا مسکان ابھی تک بھی مجھے بہت چاہتی تھی کیونکہ قارئین محبت ایک ایسا جذبہ ہے جو ہر کسی کے دل میں پایا جاتا ہے اور یہ محبت ہر کسی کو بہت بڑے جیسا کہ اولاد کو والدین سے والدین کو اولاد سے شہر کی بیوی کو شوہر سے بھائیوں کو بہنوں سے استاد کو شاگرد سے شاگرد کو استاد سے دوستوں کو دوست سے پیار ہوتا ہے ایسے اور بھی بہت رشتے ہیں جن میں محبت پائی جاتی ہے کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو جانوروں سے محبت کرتے ہیں اور ان کو اپنی اولاد کی طرح پالتے ہیں اور ان کے کھانے پینے اور رہنے کا خاص خیال رکھتے ہیں اور وہ جانوروں بھی انسانوں سے محبت کرتے ہیں ان جانوروں میں شامل گائے بھینس بکری وغیرہ ایسے اور بھی بہت سے جانور ہیں جن میں محبت پائی جاتی ہے

آج کے دور میں بہت ہی کم لوگ کسی سے حقیقی محبت کرتے ہیں کیونکہ ہر انسان آج دولت سے محبت کرتا ہے اس لیے کچھ لوگ دولت کمانے کے چکر میں دوسرے لوگوں سے فراء کرتے ہیں ان کو لوٹ رہے ہیں آج کے دور میں کوئی کسی کا نہیں ہے جانید اور دولت کی خاطر بھائی بھائیوں کا بھائی بہنوں کا اور اولاد والدین کی والدین اولاد کی بیوی شوہر کی اور شوہر بیوی کا دوست دوست کا دشمن بن جاتا ہے کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو دولت اور جائیداد کی خاطر ایک دوسرے کا

مارنے پر آجاتے ہیں جب اپنے ہی اپنے ہیں
رہتے تو غیر ہمارے ساتھ کیا وفا کریں گے۔

شعر

دکھ کے سوا اپنے دے بھی کیا سکتے ہیں زیڈ
دو گز کفن بھی دیتے ہیں وہ بھی رور وکر

کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جن کے ہاں
زیادہ دولت ہوتی ہے ان کو اپنے جال میں پھنسا
نے کی کوشش کرتے ہیں جب وہ ان کے جال میں
پھنس جاتے ہیں تو وہ ان کے لوٹنا شروع کر دیتے
ہیں پھر کسی اور کو اپنے جال میں پھنسانے کی کوشش
کرتے ہیں پھر ان کو بھی دھوکہ دیتے ہیں لیکن وہ یہ
نہیں سوچتے کہ جن کو ہم نے لوٹا ہے وہ ہم پر کتنا
یقین اور کتنی محبت کرتا تھا جس نے سب کچھ مجھ پر
قربان کر دیا پھر بھی میں نے اس کو دھوکہ دیا یہ نہیں
اس کے دلی پر کیا کر رہے گی دوستوں ہمیں کتنی
تکلیف ہوتی ہوگی۔

تو قارئین کی اب کہانی کی طرف آتے ہیں
ثناء سینکڑا سیر میں پڑھتی تھی وہ جب صبح کانج جانی
تھی تو مجھے ایس ایس ایس پر بتا دیتی تھی ج وہ گھر آ
جانی تھی تو مجھے بتا دیتی تھی پھر وہ نیوٹن پڑھنے جانی
تھی وہاں سے واپس آ کر مجھے بتا دیتی تھی جب بھی
موقع ملتا تو وہ میرے ساتھ رابطہ کرتی۔

ایک دن وہ کانج سے گئی تو اس نے کہا
کہ جان آج صبح مت لڑنا بھائی کچھ میں نے میں
نیوٹن سے آکر آپ سے بات کروں گی تو میں نے
بھی اس کو منج کر دیا کہ ٹھیک ہے جان اوکے۔
کچھ دیر بعد ایک نیو نمبر سے کال آئی جب
میں نے بات کی تو کوئی لڑکا تھا اس نے مجھ سے

پوچھا

کون

میں نے اپنا نام بتا دیا
اس نے کہا۔ کہاں ہو

میں نے کہا کہ دکان پر
اس نے کہا کہ میں بھی آتا ہوں
میں نے پوچھا۔ آپ کون۔

اس نے کہا۔ آکر بتانا ہوں

ہماری کریانے کی دکان تھی اس وقت دکان
پر تھا کچھ دیر میں ثناء کا بھائی اور تین لڑکے آگئے ثناء
کے بھائی نے آتے ہی مجھے مارنا شروع کر دیا باقی
لڑکوں نے کچھ نہیں کہا میں نے ثناء کے بھائی کو کچھ
بھی نہیں کہا تھا کیونکہ میں سمجھ گیا تھا پھر اس کا بھائی
اور اس کے دوست واپس چلے گئے۔ پھر رات کو
ثناء کی کال آئی اس نے کہا۔

جیسے میرے بھائی نے تم کو مارا ہے تم بھی
ویسے ہی اس کو مارو۔

میں نے کہا۔ نہیں جان اس میں غلطی ہماری
ہے تو وہ مجھ سے ناراض ہوئی اس نے کہا

جب تک میں تم سے بات نہیں کروں گی جب
تک تم میرے بھائی کو مارو گے نہیں سنا مجھے

احساس ہوا کہ ثناء تو اپنے گھر والوں سے بھی زیادہ
مجھے چاہتی ہے تو میں نے سوچا کہ میرا نکاح تو
نورین کے ساتھ ہو گیا ہے اگر میں ثناء کے پاس
ایک قدم جاؤں گا تو وہ میرے پاس دس قدم آئے
گی ویسے بھی میری دکان اس کی شادی نہیں ہو سکتی
اس لیے میں نے اپنی وہ مہم بھی بند کر دی جب نمبر
ثناء اور مرکانہ کے پاس تھا میں نے بھی مجھ سے
بہت پیار کرتی تھی میں ان دونوں کو اپنے آپ سے
دور کرنا چاہتا تھا کیونکہ میں نہیں چاہتا تھا یہ دونوں
میری وجہ سے بدنام ہوں کیونکہ میں ان دونوں
سے بہت محبت کرتا تھا

ایک دن مجھے ثناء کا خط ملا جس میں لکھا تھا کہ
وہ آخری بار مجھ سے ملنا چاہتی ہے۔ جب میری اور
اس کی ملاقات ہوئی تو اس نے کہا۔

آج میرے ماموں میرا رشتہ لینے آئے ہیں

اپریل 2015

جواب عرض 84

محبت ہی محبت

پلیز ظفر مجھے یہاں سے دور لے جاؤ بہت دور لے جاؤ جہاں صرف تم اور میں ہوں اور کوئی نہ ہو۔
میں نے کہا۔ یہ تو مجھے بھی پتہ ہے جان تمہارے ماموں کے بیٹے ڈاکٹر ہیں اور وہ بہت اچھا لڑکا ہے تمہیں وہ بہت خوش رکھے گا تم اس سے شادی کرلو۔

اس نے کہا۔ میں شادی صرف تم سے کروں گی نہیں تو کسی کے ساتھ بھی نہیں کروں گی۔
پھر میں نے اس کو اپنی قسم دی وہ شادی کے لیے راضی ہو گئی۔ پھر اس کا رشتہ اس کے کزن یعنی اس کے ماموں کے بیٹے سے ہو گیا پھر ایک دفعہ ہماری ملاقات ثناء کی کزن کی شادی پر ہوئی اس نے مجھ سے بہت سے گلے شکوے کیے تو میں نے کہا جان برکسی کی اپنی اپنی قسمت ہوتی ہے اگر ہم دونوں گھر سے بھٹک جاتی ہیں تو کہاں جاتے ہمارے جانے کے بعد ہمارے خاندان کی آپس میں لڑائی ہو جاتی اور میں نہیں چاہتا کہ ایسا ہو اس لیے کزن سے پیار کرو کیونکہ اب تم نے زندگی اپنے کزن کے ساتھ گزارنی ہے اب سب کچھ تمہارے دہی ہے تو وہ چپ ہو کر میری باتیں سنتی رہی میں نے اس کو یہ بھی کہا تھا کہ پلیز تم بھی نورین کی طرح نہ کرنا جس کی وجہ سے تمہارے کزن کی زندگی برباد ہو جائے مجھے امید ہے کہ وہ تمہیں بہت خوش رکھے گا۔

قارئین جب میں نے کہانی کا پہلا حصہ لکھا تو ایک مسکان نام کی لڑکی نے مجھ سے رابطہ کیا تھا جب میری اس سے بات ہوئی تو مجھے ایسا لگا جیسے میری مسکان واپس آ گئی ہو کیونکہ دوستو مسکان کی بھی شادی ہو گئی تھی پھر وہ لڑکی میری بہت اچھی دوست بن گئی تھی میں اس کو اپنے دل کی ہر بات بتا دیتا تھا وہ بھی مجھے اپنے دل کی ہر بات بتاتی ہے کچھ دن پہلے مجھے پتہ چلا کہ ثناء کی شادی ہونے

والی ہے تو میرا دل گھبرانے لگا کہ میری محبت کی شادی کسی اور سے ہو رہی ہے جب میں نے یہ بات مسکان کو بتائی تو اس نے کہا کہ اب کیا ہو سکتا ہے اس نے مجھے حوصلہ دیا جس دن ثناء کی شادی تھی اس دن میں بہت رو با تھا مجھے ثناء پر بہت ترس آ رہا تھا کہ میں نے اس کو بھی دھوکہ دیا ہے میں اس کا مجرم ہوں میں مسکان کا بھی مجرم ہوں میں نے اس کو بھی دھوکہ دیا ہے تو مسکان جس سے میرا رابطہ تھا اس نے کہا کہ جو کرتا ہے اللہ کرتا ہے اللہ جو بھی کرتا ہے ٹھیک کرتا ہے شاید اس میں بھی کوئی بھلائی ہو مسکان پھر مسکان نے میرا بہت ساتھ دیا وہ ایک اچھی لڑکی اور ہمدرد بھی تھی وہ قرآن مجید کی حافظ بھی تھیں دوستو شادی کے دوسرے دن میں نے کہانی لکھنا شروع کر دی تھی۔ قارئین آپ کی رائے کا انتظار رہے گا۔

اسلامی صفحہ

میرے پیٹھے پیٹھے اسلامی بھائیو اور اسلامی بہنو جو شخص اپنی زوجہ کو بڑے کی تلقین نہیں کرتا وہ کائنات کو بھولی کر رہا ہے۔ جس کی بیوی زچہ و زودات پہن کر خوشبو لگا کر گھر سے باہر نکلتی ہے اور شوہر اس پر رخصت ہوتا ہے تو اس عورت کے ایک ایک قدم کے بدلے اس کے شوہر کے لئے جہنم میں ایک ایک گھر تیار کیا جاتا ہے اے بے پردگی کرنے والو! آنکھیں کھول کر پڑھ لو اے بے پردگی کرنے والو! اتم بھی آنکھیں کھول کر پڑھ لو سراج کی رات سرور کائنات شاہ موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک عورت کو دیکھا کہ بالوں سے لگی ہوئی ہے اس کا دماغ کھول رہا ہے عرض کیا گیا کہ یہ اپنے بال غیر مردوں سے نہیں چھپاتی تھی۔ ایک عورت کو دیکھا کہ اس کا جسم آگ کی لپٹی سے کاٹا جا رہا تھا عرض کیا گیا کہ یہ اپنا جسم اور خوبصورتی غیر مردوں کو

دکھاتی تھی اللہ تعالیٰ قتل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ دعا گو
☆..... حنا ظفر اینڈ عامر شہزاد۔ گوجرہ

محبت کامیاب نہ ہو سکی

— تحریر — صبیحہ — فیصل آباد —

شہزادہ بھائی — السلام علیکم — امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
میں ایک دفعہ پھر آپ کی دہی نگری میں کہانی لے کر حاضر ہوئی ہوں اس کہانی کا نام میں نے محبت کامیاب نہ ہو سکی رکھا ہے امید کرتی ہوں کہ میری اس کاوش کو غارِ سخن ضرور پسند کریں گے اور مجھے اپنی مفید مشور سے تنقید آراء سے ضرور آگاہ کریں گے میری یہ کہانی ایک ایسی کہانی ہے جس میں ہر لفظ میں دکھ درد نظر آ رہا ہے اور یہ سب کے دلوں پر ایک نقش چھوڑ جائے گی یہ ایک دہی کہانی ہے امید ہے کہ جلد سے اسے کسی قریبی اشاعت میں جگہ ملے گی اور مجھے شکریہ کا موقع ملے گا۔
ادارہ جواب غرض کی پالیسی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رابطہ ذمہ دار نہیں ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

بھی بہت اچھی تھی میرے تایا جی کے دوست تھے اور دو بیٹیاں تھیں اور ہم تین بہنیں اور میرے دو بھائی تھے چاچی کی شادی کو دو سو سال ہو گئے تھے لیکن ان کے ولی اولاد انہیں ہوئی تھی ہم بھی خوشی زندگی گزار رہے تھے ہم جو اٹھ بیس ہونے کی وجہ سے کزن اور کزنز آپس میں کافی تھل ل کر رہتے تھے ہم اکٹھے ہی بیٹھتے کھیلتے اور کھیلنا ہمارا ساتھ ہی ہوتا تھا ہم سکول بھی اکٹھے ہی جاتے تھے ہمارے گاؤں میں لڑکے اور لڑکیوں کے لیے پرائمری سکول تھے۔

میں نے میرے کزن زمان نے جب پرائمری پاس کر لی تو اس کے بعد ہمیں ساتھ والے گاؤں میں پڑھنے کے لیے جانا پڑا تھا اس کے لیے میں نے دوسرے گاؤں میں داخلہ لے لیا تھا اور زمان نے بھی دوسرے ساتھ والے گاؤں میں جانے لگے ہم دونوں پڑھائی میں مصروف ہو گئے لیکن اکٹھے ہی سارے کام کرتے تھے اسی طرح ہمارا زیادہ تاثر اکٹھے ہی گزارنا تھا اگر ہم ایک دوسرے سے دور بھی ہوتے تو ہمیں

تھمارا معاشرہ بہت بہت دھوکے باز ہے ہر کوئی دوسرے کو دھوکے دینے کی جہد و جہد میں لگا ہوا ہے بعض دفعہ انسان کسی کو پہچان نہیں پایا اور اس کے چہرے پر ہنس کر بہت کچھ کہہ دیتا ہے آج کل محبت جیسے پاس نہ ملنے کو مذاق بنا رکھا ہے محبت کے نام پر لوگوں کی زندگیوں سے کھلیا جاتا ہے اور ان کے دل توڑ دینے جانتے ہیں ہمیں میں اللہ بستا ہے پتہ نہیں ان ظالم لوگوں کو کسی کا دل توڑ کر احساس کیوں نہیں ہوتا یا پھر ایسی حرکت کرنے سے پہلے کہتے ہیں کیوں نہیں اسی طرح جو کہانی میں آپ کے گویا غور اور نبی ہوں یہ میری عزیز رشتہ دار کی ہے آئے اسی کی کہانی سنتے ہیں۔

میں نے ایک متوسط گھرانے میں آنکھ کھولی ہمارا گھرانہ بہت خوشحال تھا ہر طرف خوشیاں ہی خوشیاں تھیں ہمارے پاس اللہ کا دیا ہوا سب کچھ تھا یہ — ابو — تین بھائی تھے جو اکٹھے ایک ہی گھر میں رہتے تھے میری تانی میری خالہ بھی تھی اور میری چاچی

ہے چینی سے بنے لگتی ہمیں اس بے چینی کا علم نہ تھا کہ یہ بے چینی کیسی ہے اور کیوں ہے۔

میں زمان سے محبت کرنے لگی تھی میں ہر وقت ہر لمحہ اس کے ساتھ نذر نجانا جیتی تھی اسی خواہش کے زیرِ نظر میں اس کے پاس بیٹھ جیتی تھی اور اس سے بہت باتیں کرتی تو مجھے خوشی ہوتی لیکن میں اس سے اپنی محبت کے بارے میں بتانے سے ڈرتی تھی میں لاکھ کوشش کرتی لیکن اس سے کچھ کہہ نہ پاتی تھی لیکن مجھے کیا پتہ تھی جو آگ میرے اندر لگی ہوئی ہے وہ ادھر بھی ڈیرے والے ہوئے سے دونوں طرف بے چینی کیساں تھی ہم دونوں ہی ڈرتے تھے۔

ایک دن ہم دونوں معمول کے مطابق اکلے بیٹھ کر پڑھ رہے تھے تو زمان نے ہمیں ارجمند لیا اور اس پر اپنا نام اور میرا نام لکھ کر دل بنا دیا مجھے نہیں پتہ تھی لیکن جب دوسرے دن سکول گئی تو میری دوست نے میرے رجسٹر پر لکھ کر نام دیکھ لیے اور مجھ سے پوچھ گئی کہ یہ زمان کون ہے پہلے تو میں نے یہ بات ماننے کی کوشش کی لیکن جب میں نے رجسٹر دیکھا تو وہاں واضح طور پر زمان کا نام لکھا ہوا تھا اس وقت نا جانے کیوں میں اپنی بے چینی کو بھی بھول گئی تھی شاید یہ میری غیرت یا پھر اس طرح میں نے اپنی دوست کو بتانا نہیں چاہتی تھی پتہ نہیں تھا ہوا تھا میں گھر آئی تو بہت غصے میں تھی میں نے زمان کو دیکھتے ہی اس سے پوچھا کہ میرے رجسٹر پر کیا لکھا ہے وہ ہنس پڑا میں نے کہا کہ یہ کیا مذاق ہے تو وہ کہنے لگا سارے مذاق نہیں ہے میں سچ میں تم سے محبت کرتا ہوں اس کی باتیں کر کر میرا غصہ فوج پر ہو گیا جب میں نے اس کی بے چینی دیکھی تو مجھ سے بھی رہا نہ گیا میں نے اس سے اپنے پیار کا اظہار کر دیا جب اس نے میرے منہ سے محبت کا جواب محبت میں پایا تو بہت خوش ہوا اور وہ حیران بھی ہوا کیونکہ پہلے میں بہت غصے میں تھی جب اس کے غمت کی وجہ پوچھی تو میں نے معافی مانگی اور کہا

کہ شاید اس طرح سے دوست کو نہیں بتانا چاہتی تھی اس لیے غصے میں آگئی مجھے معاف کرنا اس نے کہا معاف تو صرف ایک شرط پر کیا جائے گا میں نے کہا کیا ہے آپ کی شرط تو اس نے کہا میرے ساتھ وعدہ کرو کہ مجھے کبھی ایسا نہیں چھوڑو گی تو میں نے وعدہ کیا۔

اس دن ہم دونوں بہت خوش تھے ہم دونوں کی راتیں اور دن شب برات بنی ہوئی تھی ہمیں کوئی روکنے کو نہ والا نہ تھا شاید گھر والے بھی یہی چاہتے تھے اپنی دونوں کی بات سے کہ میری چھوٹی بہن صائمہ سکول میں چلی گئی تھی گری اور جس سے اس کے سر میں چوٹ آئی اور وہ موقع پر ہی فوت ہو گئی تھی ہمارے گھر میں ماتم بچھا ہوا تھا سب بہت دہی تھے ہم سب گھر والے ٹوٹ گئے تھے ایک آیت ہے سب سنہلنے لگے کہتے ہیں نہ کہ مرنے والوں کے ساتھ مرا نہیں جاتا سب ان کی یادیں اور باتیں یاد رہتی ہیں ابھی میں اس صدمے سے پوری طرح باہر نہیں نکل پائی تھی کہ میرے لیے ایک مصیبت آن کھڑی ہوئی تھی وہ یہ کہ میرے تایا لوگ گھر چھوڑ کر نانی کے گاؤں ہمیشہ کے لیے چلے گئے تھے ہونے کے لے تیار ہو گئے میں بپا پورا گھر ہی ان کے جانے سے ناخوش تھا اور زمان بھی خوش نہیں تھے جانے کے ایک رات پہلے ہم ساری رات جاگتے رہے اور صبح میں اٹھتے بائیں کرتے رہے یہی پرہم نے اٹھتے جینے مرنے کی قسمیں کھائیں اور بہت سے وعدے کیے پتہ ہی نہ چلا کہ اب ماتم گزر گیا اور صبح ہو گئی پھر ان لوگوں نے تیاری کی اور چلے گئے ان کے جانے کے بعد میں اداس رہنے لگی تھی کوئی پوچھتا تو بہانہ بنا دیتی تھی امی ابو نے ناخوشی اجازت دے دی میں بہت خوش ہوئی پھر میں چلی گئی ادھر زمان بھی فارغ تھا اس طرح ہم دونوں سارا دن باتیں کرتے ہم نے اپنی زندگی اور مستقبل کے حسین خواب دیکھے وعدے قسمیں کھائیں۔

ایک دن اچانک میرے ابو مجھے لینے آئے میں

اداس ہو گئی اور زمان بھی اداس تھا سردیاں تھی تو اس لیے سب لوگ سردی کی وجہ سے جلدی سو جاتے تھے ابو جی مجھے بھی جلدی سونے کا کہہ کر سو گئے کیونکہ صبح جلدی جانا تھا میں اداس اور زیان سے دور ہونے کی پریشانی میں مجھے نیند نہیں آ رہی تھی اور کمرے میں مجھے چھٹکن محسوس ہو رہی تھی میں باہر آ گئی اور دیوات سے ٹیک لگا کر آسمان کی طرف دیکھنے لگی اس وقت زمان بھی ادھر ہی آ گئے اس نے مجھ سے پوچھا کہ ابھی تک سوئی نہیں تو میں نے کہا کہ اگر یہی سوال میں آپ سے کروں تو اس نے کہا کہ مجھے تو نیند نہیں آ رہی تو میں نے کہا مجھے بھی نیند نہیں آ رہی تھی اس نے کہا آپ کو بھی تو نیند نہیں آ رہی ناں کیوں۔ کہتے تم نہ جاؤ میں نے تم سے دور نہیں رہ سکتا میں نے کہا وہ تو میں بھی نہیں رہ سکتی پر مجھے جانا تو ہے ہی ہم چاروں رات سردی میں بیٹھے پائیں کرتے رہے ہمیں سردی کا بھی احساس نہ ہوا اور صبح ہو گئی اگلے دن صبح سویرے اٹے ساتھ میں اپنا سب کچھ وہاں چھوڑ کر گھر آ گئی مجھے آئے ہوئے دو دن ہوئے ہوں گے پر میں ابھی تک اسی کے خیالوں میں کہی۔

تیسرے دن زمان آ گئے میں بہت خوش ہوئی لیکن اس کے آنے سے ہماری چھپی ہوئی محبت کو ظاہریت اور زبان مل گئی تھی۔

ایک دن میں اور زمان نالے پر بیٹے ہوئے تھے ہم دونوں نے پاؤں پانی کے اندر رکھے ہوئے تھے اس وقت زمان نے میرے منہ پر پانی پھینکا اور میں نے بھی اس شرارت سے پھینک دیا ہم اپنی ہی دنیا میں شرارتوں میں مگن تھے کہ نہ جانے کب میں زمان کے گل گل گئی اور گاؤں کی ایک عورت نے ہمیں یوں دیکھ لیا اور یہ خبر گاؤں میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی ہمارے گھر والے کو بھی یہ چل گیا ہماری چھپی ہوئی محبت ظاہر ہو گئی وہ کہتے ہیں ناں کہ۔

عشق چھپتے نہیں چھپانے سے

ہمارے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا تھا اس طرح زمان جلد واپس چلے گئے اور میرے گھر والے مجھ سے ناراض ہو گئے لیکن میں نے اس کی پرواہ نہ کی کیوں کہ مجھے حوصلہ تھا کہ میرے محبوب میرے ساتھ ہیں تو مجھے کسی کی ضرورت نہیں اس کے بعد جلد ہی ہمارا رزلٹ آ گیا ہم دونوں اچھے نمبروں سے پاس ہو گئے گھر والوں نے گفت کے طور پر ہماری ہفکنی کر دی جس سے ہم دونوں بہت خوش تھے اور خود کو ہواؤں میں اڑتا ہوا محسوس کرنے لگے تھے اس طرح میری محبت اور بھی گہری ہوئی گئی میں نے آٹھویں کے بعد سکول چھوڑ دیا تھا لیکن زمان نے میٹرک پورا کیا اور اس کے بعد کالج میں داخلہ لے لیا لیکن ہم دونوں ایک دوسرے کو خون کی حد تک پیار کرتے تھے ہماری شادی کی ابھی تک کوئی بات نہیں ہوئی تھی ہمیں بھی کوئی فکر نہ تھی ہمیں یہ تھکا کہ ہم دونوں کے درمیان کوئی رکاوٹ نہیں تھی زمان نے ایسا کیا اور اس کے بعد بیرونی ملک جانے کی تیاری کر کے نکلے۔

جب مجھے یہ چلا تو میں اداس ہوئی میں یہ سوچنے لگی کہ پہلے تو ایک دوسرے کو دیکھ لیتے ہیں اب اتنی دوری کا صدمہ کیسے برداشت کروں گی زمان کی کوششوں سے وہ دن بھی آ ہی گیا تھا جب اسے بیرونی ملک سے سندیہ آ گیا تھا اور وہ تیار یوں میں مصروف ہو گئے اس نے جانے کے دو دن پہلے ہم سب بھی اس سے ملنے گئے اس کے جانے سے ایک رات پہلے رات کو مجھے نیند نہیں آ رہی تھی میں باہر آ کر بیٹھ گئی تھی تو زمان نے آ گئے کہنے لگے میں تمہارا انتظار کر رہا تھا میں نے کہا آپ کو کیسے یہ چلا کہ میں آؤں گی تو کہنے لگے مجھے یقین تھا کہ تم ضرور آؤ گی کیونکہ میں تم سے ملنے کی خواہش کرتا ہوں تو تم بھی کرنی وہ میں نے کہا ہاں آپ نے سچ کہا اس نے بعد میں کہا تو سچے پیار کی نشانی ہوتی ہے میں اداس تھی تو اس سے کہا کہ زمان میں تمہارے بغیر کیسے رہ سکوں گی تو اس نے کہا محبت

رات کو کافی گپ شپ کے بعد سب سو گئے تھے لیکن میں زمان سے ملنے کا بہانہ ڈھونڈ رہی تھی میں معمول کے مطابق باہر آ گئی زمان بھی میرے ہی منتظر تھے ہم دونوں نے ناراضگی کی وجہ پوچھی تو میں نے کہا کہ سب کے لیے گفٹ لائے ہو میرے لیے کیوں نہیں لائے اس کے بعد انہوں نے ہنستے ہوئے جیب سے ایک انگوٹھی نکالی اور میرے ہاتھ میں پہنا دی اس کے بعد ہم نے ساری رات باتیں کیں اور صبح اپنے گھر آ گئے ایک ماہ کی چھٹی پر آئے تھے چند دن بعد ہمارے گھر آئے میں بہت خوش ہوئی تھی۔

وہ چلے اور دو دن ہمارے گھر میں رہے میری خوشی کی انتہا نہ تھی میں نے خود کو اتنا خوش نصیب سمجھا کہ وہ سب کو پیہل گیا کہ یہ کتنی خوش ہے مگر خوش کیوں نہ ہوئی وہ جی تو میرا سب کچھ تھے اس کے بعد وہ دو دن بعد چلے گئے اور پھر وہ اپنی چھٹی گزر کر چلے گئے اور میں پھر سے ادا اس ہو گئی میں نے کافی خط بھی لکھے مگر کوئی جواب نہ آیا اس کے بعد ایک خط آیا کہ تم مجھے تنگ نہ کرو میں شادی کر رہا ہوں اور تم بھی اپنی شادی کر لو آج کے بعد میں کسی اور کا ہوں میرا انتظار نہ کرنا پھر اس نے آج تک مجھے کوئی خط نہ لکھا اور نہ ہی میرے ساتھ کوئی رابطہ رکھا میں آج تک اس کے انتظار میں بیٹھی ہوں کاش اس کو ایک بار احساس ہو جائے کہ میں اس کی امانت ہوں اس کی منتظر ہوں تو وہ آجائے اور مجھے اپنی دلہن بنا کے لے جائے۔

تمنا تیرے وجود کی ہوئی تو دنیا سے چھین لیتی
عشق تیری روح سے ہے اس لیے خدا سے
مکلتے ہیں

۲۔ اتنا جہوم ہو تیری زندگی میں خوشیوں کا
کہ غم گزرتا بھی چاہیں تو انہیں راستہ نہ ملے
شہر بانوں فتح جنگ

کرنے والے ہمیشہ ایک دوسرے کے دلوں میں اور آنکھوں میں رہتے ہیں تم سے دور تھوڑی جا رہا ہوں میں تو ہر وقت تمہارے پاس ہی رہوں گا اور تمہیں اپنی دلہن بنا کر لے آؤں گا میں شرماسی گئی اور اس کے گھٹنے لگی اور میں نے رونا شروع کر دیا اس نے تڑپ کر دیکھا اور خود بھی رو دینے انہوں نے تسلیاں دیں پھر اسی طرح جی ہماری رات گزری آخر وہ وقت بھی آ گیا جس کے سب کو انتظار تھا زمان گاڑی میں بیٹھ کر انہیں پورٹ چلے گئے سب گئے لیکن میں نہ گئی زمان نے بہت اصرار کیا تم بھی آؤ لیکن میں اپنی ضد پر رہی اور کہا کہ میں آپ کو اپنے آپ سے دور جاتا نہیں دیکھ سوں گی اس طرح وہ بھی اپنی غم آنکھوں سے چلے گئے اور میں یہاں اکیلی ہی رہ گئی۔

اس طرح ہم جلد اپنے گھر واپس آ گئے میں خاموش سی ہو گئی تھی اس پریشانی سے مجھے بخار ہو گیا اور بیمار پڑ گئی پھر آہستہ آہستہ اپنے آپ کو سنبالا اور سوچا کہ پاگل ہو گئے وہ تو میرا ہی ہے ناں اس کے جانے کے دو ماہ بعد کا خط آیا جو میرے نام تھا تو میں بہت خوش ہوئی اس نے اس میں محبت کی خوب باتیں لکھیں ہوں تھی ساتھ اپنا ایڈریس بھی دیا تھا پھر میں نے بھی اسے ایسے ہی ویو ملک خط بھیجا اس کے خط کا سلسلہ جاری وہ گیا اس طرح ہم دونوں رابطے میں تھے اور بہت خوش بھی تھے۔

ایک دن وہ ہم سب کو بتائے بغیر پاکستان آ گیا میں نے یہ سنا تو بہت خوش ہوئی ہمیں بے لوگ اس کو ملنے گئے تو وہ مجھے دیکھ کر بہت خوش ہوا ہم ملے اور ہم نے بہت باتیں کیں وہ سب کے لیے گفٹ لے کر آئے تھے اور سب کو دینے لیکن مجھے گفٹ نہ دیا اس بات کا مجھے بے حد دکھ ہوا لیکن زمان کو اپنے سامنے دیکھ کر میں سب کچھ بھول گئی تھی مجھے تو بس اس کی اور اس کی محبت کی ضرورت تھی میں اپنے آپ کو ہلکا چھلکا محسوس کر رہی تھی۔

محبت قربانی مانگتی ہے

— تحریر۔ حق نواز۔ لسبیلہ بلوچستان —

شہزادہ بھائی۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
نام حق نواز سے میں ضلع لسبیلہ کے ایک چھوٹے سے شہر لسبیلہ میں رہتا ہوں آج میں آپ قارئین کی خدمت میں ایک کہانی لے کے حاضر ہوا ہوں مجھے امید ہے کہ میری کہانی آپ لوگوں کو ضرور پسند آئے گی اور اگر نہ پسند آئے تو ضرور بتانا تاکہ میں بہتر سے بہتر لکھ سکوں تو آئیے کہانی کی طرف چلتے ہیں جو میرے دوست کی آپ بیتی ہے لیکن اس کو پڑھنے کے بعد یہ بتا چکا کہ کسی لکھی آپ کو اور مجھے آپ کی قیمتی رائے کا انتظار رہے گا اس امید کے ساتھ کہ آپ میری حوصلہ افزائی کریں اور مجھے مزید لکھنے کا موقع ملے گا اور میں ادارہ جواب عرض کا منظور ہوں کہ وہ مجھے جواب عرض کی قیمتی صفحات میں سے چند حصہ میری تحریروں کو بخشے ہیں اور شکریہ کا موقع فراہم کرتے ہیں میں نے اس تحریک کا نام۔ محبت قربانی مانگتی ہے۔ رکھا ہے۔

ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیے ہیں تاکہ کسی کی دل نشینی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا مردم و مدار نہیں ہوگا۔

نام حق نواز سے میں ضلع لسبیلہ کے ایک چھوٹے سے شہر لسبیلہ میں رہتا ہوں آج میں آپ قارئین کی خدمت میں ایک کہانی لے کے حاضر ہوا ہوں مجھے امید ہے کہ میری کہانی آپ لوگوں کو ضرور پسند آئے گی اور اگر نہ پسند آئے تو ضرور بتانا تاکہ میں بہتر سے بہتر لکھ سکوں تو آئیے کہانی کی طرف چلتے ہیں جو میرے دوست کی آپ بیتی ہے۔

ہم دو بہن بھائی ہیں میری بہن کا نام عاصمہ ہے وہ مجھ سے بڑی ہے اس کی شادی میرے چچو بھائی کے بیٹے شجاع سے ہوئی ہے میرے ابواس دنیا میں نہیں

بہن دو بہن بھائی ہیں میری بہن کا نام عاصمہ ہے وہ مجھ سے بڑی ہے اس کی شادی میرے چچو بھائی کے بیٹے شجاع سے ہوئی ہے میرے ابواس دنیا میں نہیں

اپریل 2015

جواب عرض 90

محبت قربانی مانگتی ہے



مجھے تنہا نہیں چھوڑنا ورنہ میں مرنے جاؤں گی میں نے سارہ کے خوبصورت گلابی ہونٹوں پر ہاتھ رکھا۔

اور کہا خبردار جو ایسی منگوس باتیں پھر کبھی اپنے منہ سے نکالی تو میں آپ کو بھی تنہا نہیں چھوڑوں گا سارہ تم میری پہلی اور آخری محبت ہو اسی طرح ہی ہم پیار بھری باتیں کرتے رہے اور اس دوران کھانا آگیا ہم دونوں نے کھانا کھا یا تو سارہ کہنے لگی حماد اب بچھا جانا چاہئے بہت دیر ہوئی ہے اہی پریشان ہوئی اچھا ٹھیک ہے چلو پھر ہم اپنے اپنے گھر آگئے اسی طرح دن گزرتے رہے اور ہم نے بی اے اچھے نمبروں سے پاس کیا سارہ آگے پڑھنا چاہتی تھی لیکن ان کے گھر والوں نے اس کو آگے پڑھنے نہیں دیا اور میں نے بھی تعلیم کو خیر آباد کہہ کر کسی نوکری کی تلاش شروع کر دی جلد ہی میری امی کی دعاؤں سے مجھے ایک فیکٹری میں نوکری مل گئی ایک دن میں اپنے کمرے میں بیٹھا ہوا تھا سارہ کے حسین خیالوں میں گھوم رہا تھا اچانک موبائل کی ہتھکنی بجی اور موبائل کے اسکرین پر دیکھا تو سارہ کا نمبر جگمگا رہا تھا میں نے مسکرا کر کال اوٹنے کی دوسری جانب سارہ کی آواز آئی۔

ہیلو حماد میں آپ سے ملنا چاہتی ہوں بہت ضروری بات کرنی ہے آپ سے تو میں نے کہا کہ ہاں ہاں سارہ تم کہاں ہو اس وقت حماد میں اپنی چھت پر ہوں آپ کا انتظار کر رہی ہوں تھوڑی ہی دیر میں میں سارہ کی چھت پر تھا ہاں سارہ کہو کیا بات ہے حماد کل رات میری امی اور ابو کہہ رہے تھے کہ اب ہمیں سارہ کی شادی کر دینی چاہیے جو بھی اچھا رشتہ آئے ہم سارہ کی شادی کر دیں اس لیے میں چاہتی ہوں کہ تم اپنے امی و ہمارے گھر بھجوا دینا نہ ہو کوئی اور مجھے دلہن بنا کر لے جائے اوت تم دیکھتے رہ جاؤ ایسا کبھی نہیں ہو گا سارہ میں آج ہی امی سے بات کروں گا حماد مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے کہیں ابو نے انکار کر دیا تو ایسا کچھ نہیں ہو گا سارہ میں آج ہی امی سے بات کروں گا

اب آپ اپنا موبائل ٹھیک کرو اور مسکراؤ کیونکہ آپ مسکرائی ہوئی اچھی لگتی ہو۔

پھر وہ دھیرے دھیرے سے مسکرا دی اور یہ ہوئی نہ بات اسی طرح میں اپنے گھر آیا پھر میں نے امی سے بات کی اور امی دوسرے دن ہی سارہ کا رشتہ لینے سارہ کے گھر گئی اور خالہ نے ہاں کہہ دی اور شادی کی تاریخ بھی رکھ دی دو دن بعد مقلنی کے تارخ رکھ دی اور شادی کی چھ ماں بعد بھی جس دن میری مقلنی سارہ سے ہوئی تھی اس دن میں بہت خوش تھا خوش کیوں نہ ہوتا میں نے اپنی محبت جو پالی تھی میں اپنے آپ کو ہواؤں میں اڑتا ہوا محسوس کر رہا تھا اسی طرح دن گزرتے گئے اور ہماری محبت پر واں چڑھتی رہی ہم روز ملتے تھے بھی بلے ٹورنٹ میں اور بھی سارہ کے گھر کے چھت پر بھی سارہ ہمارے گھر آتی تھی۔

زندگی بہت اچھی طرح ہی گزر رہی تھی کہ اچانک ہماری خوشیوں کو کسی کی نظر لگ گئی تھی ہماری زندگی میں بہت بڑا طوفان آیا جو ہماری خوشیاں اور ہماری امیدیں سب اڑا کر لے گیا ہوا کچھ یوں کہ ایک دن میں حسب معمول فیکٹری سے واپس آیا تو کسی کے رونے کے آواز آئی میں سیدھا اس کمرے میں گیا کہاں سے رونے کی آواز آرہی تھی میں نے دیکھا میری بہن عاصمہ زارو قطار رو رہی ہے اور امی اس کو دلا سہ دے رہی تھی مجھے دیکھ کر وہ میرے گلے گئے لپٹ گئیں اور زور زور سے رونے لگی میں نے پوچھا کہ عاصمہ کیا ہوا ہے رو رہی ہو پلیز رونا بند کرو اور بتاؤ کیا ہوا ہے دیکھو تمہارے رونے سے مجھے کتنی تکلیف ہو رہی ہے تو اس نے کہا بیھیا سجانے مجھے گھر سے نکال دیا ہے یہ کہہ کر وہ پھر سے رونے لگی۔

کیا مگر کیوں پھر امی نے کہا بیھیا جب انکو پتہ چلا کہ تم سارہ سے شادی کر رہے ہو تو اسی دن دے اس بیچاری کا بیھیا حرام کر دیا ہے ان لوگوں نے بیھیا دہ چاہتے ہیں کہ تم رابعہ دے شادی کرو ورنہ سجاد تمہاری

سارہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے لندن چلی گئی اور آج تک واپس نہیں آئی۔

آج میری شادی کو پانچ سال ہوئے ہیں میرا ایک بیٹا بھی ہے جس کا نام میں نے اذان رکھا ہے۔ لیکن میں سارہ کو کبھی نہیں بھول سکتا۔
قارئین کرام کسی لگی میری کہانی اپنی ہنسی رائے سے ضرور نوازئے گا آخر میں دعا کہ جواب حسن و نیک رات چوگنی ترقی کرے آمین۔

حق نواز سہیلہ بوجستان

غزل

گوز را کی بات ہے وہ بدگمان ہو یا
مسکراتا ہوا دل چہرے نسان ہو یا
بستے گھروں میں یہ کیسا آسیب جھانگیا
کسی کے اجڑنے کا پھر سے سالن ہو گیا
پھول کھلتے ہی تیرے آنے کے زمانے آئے
وفاؤں کا سارا راستہ پھر سے آسان ہو گیا
میری یہ بربادی یہ زمانہ خوش ہوا آج
برلتے چہروں کا رنگ پھر سے حیران ہو گیا
دئے ہیں جس نے تم وہ سدا خوش رہے
بہتا ہوا آنسو پھر سے صبتوں کا ترجمان ہو گیا
جب کسی نے نہ پوچھا دل کی اداسی کا دوست
جتا چراغ پھر سے بے نشان ہو گیا
بے دروزمانے میں وفا کہاں سے ملے گی جاوید
وہ پیر خود اپنی اداؤں پہ پیشان ہو گیا
محمد اسلم جاوید فیصل آباد
وہ کون سے لوگ تھے جنہوں نے تجھے پالیا یا رب
میں تو مشکل ہو گیا ہے ایک انسان کا ملنا
محمد آفتاب شاد۔ ملک دو کوٹہ
ہم پر نازل ہوا ہے عشق ایسے
جیسے قوموں پر عذاب آتا ہے
سلمان بشیر بہاولنگر

بہن کو طلاق دے دے گا۔ بیٹا میں جانتی ہوں کہ تم سارہ کو کبھی پس بھولو گے لیکن اپنی بہن کا گھر بچانے کے لیے تمہیں اپنی محبت کو قربان کرنا ہوگا بیٹا میں آپ کے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں رابعہ سے شادی کے لیے ہاں کہہ دو۔ نہیں نہیں امی یہ آپ کیا کہہ رہی ہوں کیوں میرے آگے ہاتھ جوڑ رہی ہیں مجھے گناہ گار بنا رہی ہیں میں رابعہ سے شادی کے لیے تیار ہوں اپنی بہن کی خوشی کے لیے کچھ بھی کر سکتا ہوں۔

دوسرے دن جی میری امی نے خالہ کو فون کر کے رشتے سے انکار کر دیا جب سارہ کو پتہ چلا تو وہ روتی ہوئی ہمارے گھر آئی اس وقت میں اپنے کمرے میں بیٹھا ہوا تھا سارہ نے آکر کہا حماد یہ کیا مذاق ہے تمہاری امی کہہ رہی تھی کہ تم نے مجھ سے شادی نہیں کر سکتے کیا تم مجھ سے محبت نہیں کرتے تو میں نے کہا نہیں سارہ یہ بات نہیں میں تم سے محبت کرتا ہوں لیکن شادی نہیں کر سکتا کیوں نہیں کر سکتے حماد محبت کرنے ہوا اور شادی نہیں کر سکتے یہ کیا بات ہوئی تو میں نے سارہ کو سب بتا دیا اچھا حماد تم اپنی بہن کے لیے اپنی محبت کی قربانی دے رہے ہو لیکن میرا کیا قصور ہے مجھے کس گناہ کی سزا دے رہے ہو تم کیوں میرے ساتھ ایسا کر رہے ہو۔

میں نے کہا سارہ میں اپنی بہن کو دکھ دے کر خوش کیسے رہ سکتا ہوں تم مجھے بھول جاؤ اور تمہیں شادی کر لو میں اپنی بہن سے بہت پیارتا ہوں میں اب کبھی بھی دکھ میں نہیں دیکھ سکتا بس یہی سچ ہے کہ قسمت میں ہمارا ملنا نہیں لکھا تھا تو تھک سے حماد اج کے بعد کبھی مجھ سے ملنے کی کوشش مت کرنا سمجھ لو کہ سارہ تمہارے لیے مر گئی ہے یہ کہہ دو وہاں سے روتی ہوئی چلی گئی اس دن مجھے بہت دکھ ہوا تھا میں آنکھوں سے آنسو رواں دواں تھے میں بہت روایا تھا اسی طرح میری شادی رابعہ سے ہو گئی اور رابعہ بہت اچھی بیوی ثابت ہوئی مجھے بہت پیار دیا شادی کے دو دن بعد

مجھے یاد رکھنا

۔۔۔ تحریر۔۔۔ رینا محمود قریشی۔ میرپور خاص

شبہ ادہ بھائی۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ میں ادارہ جواب عرض کی ہے حد مشکور ہوں کہ وہ میری تحریروں کا جلد دے کر شکر یہ کا موقع بخشے ہیں اور مجھے مزید لکھنے کا حوصلہ ملتا ہے اور جواب عرض ہے تو ویسے ہی دل لگی ہو گئی ہے اب اس کے بغیر میں خود کو پور نہیں کرتی ہوں قارئین نے میری سنو ریز کو پسند کر کے مجھے دوبارہ قلم اٹھانے پر مجبور کر دیا ہے یہ کہانی بھی قارئین کو بہت پسند آئے گی میں نے اس کہانی کا نام۔ مجھے یاد رکھنا۔ رکھا ہے قارئین ضرور سراہیں گے اور اسے قیمتی وقت میں سے میری دہائی کریں گے۔

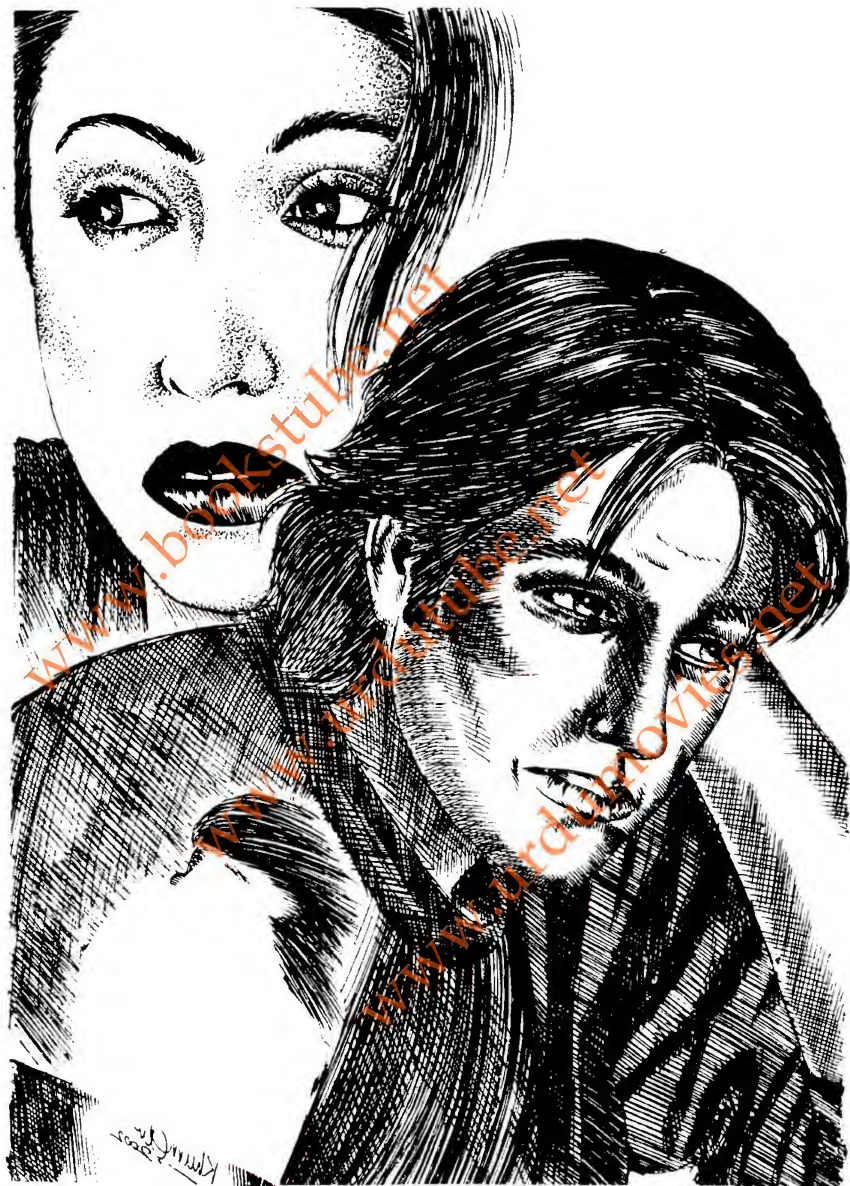
ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام نرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائرڈز مددگار نہیں ہوگا۔

سکول اور سکول سے گھر آتی تھی نہ یاد وہ کسی سے بات کرتی اور نہ ہی کسی سے دوستی رہتی تھی جو سکول کی دوست تھیں وہ بھی بس سکول تک تھی مہوش بہت سچی ہوئی اور ذہین لڑکی تھی ہر وقت خاموش رہتی جب بھی کوئی بات کرتی تو سننے والا اس کی تحریر بھری آواز میں غصہ کر دیتا تھا مہوش کو شعر و شاعری کا بہت شوق تھا اس کے پاس طرح طرح کے شعروں کی کتابیں تھیں اور اسے بہت سے شعر بھی یاد تھے جب بھی کوئی محفل میں مہوش کو شعر سناتے یا پوچھتے تو مہوش کے شعر سن کر کھوسے جاتے اور سب تعجب کرتے کہ اتنی حسین لڑکی اتنے درد بھرے اشعار کیسے بول سکتی ہیں۔

آخر اسے کیا درد وہیں مہوش کے میٹرک کے پیپر ہو گئے تھے تو مہوش نے خود کو گھر کے کاموں میں مصروف کر دیا مہوش کو اس کے گھر والوں نے اسے اس کے بڑھنے کا بہت کہا لیکن مہوش نے انکار کر دیا اور گھر کی ہو کر گئی رات کو مہوش اپنے کمرے میں لکھی تھی اور بار بار لبس بھی بند کرتی اور کبھی کبھار دیتی

دعا کر دینا پسند کرتی تھی۔
اداسیوں میں بھی چہرہ کھلا کھلا ہی ملے
غیب غیب سے ناراض ہو کے ہنستا ہے
میں جانتا ہوں تھا تو وہ خفا ہی ملے
وہ نہ جھگڑا تو دوسرا سی کا حصہ ہے
کون بڑھو سراپنے تو دوسرا سی ملے
نہیں ہیں میرے مقدر میں روشنی نہ سہی
یہ کھڑکی کھولو دراج کی ہوا سی ملے

چار بہن بھائی تھے دو بھائی دو بہنیں سب مہوش میں بڑی مرث پھر مہوش اور سب سے چھوٹا ان کا بھائی علی۔ مرث کی شادی ہو چکی تھی اور ٹرمیٹرک میں تھا مہوش ساتویں اور علی تیسری میں پڑھتے تھے اور ساتھ ساتھ سکول جاتے تھے مہوش کی پہلی پڑوسی تھی خدیجہ اور مہوش کے والد بھی اپنے بچوں کو تعلیم یافتہ دیکھنا چاہتے تھے مہوش کی والدہ بھی بہت نیک اور عبادت گزار خاتون تھیں مہوش کے گھر میں سب ہی نماز قائم رکھتے تھے اور آپس میں مل کر سب سے تھے مہوش سیدھی



اور ساتھ ہی ساتھ یہ شعر نگار رہی تھی۔

دیا بے جو تو نے زخم

وہ وقت کے ساتھ مٹ جائے گا

نہ مٹے گا تو بس زخم نشان کا

خوشی ہے ہم کو کہ نشان بھی تمہاری یاد دلائے گا

ارے آج اتنی دیر ہو گئی ہے کہ مہوش نہیں اٹھی

سمینہ بیگم بولتی ہوئی مہوش کے کمرے میں پہنچی کمرے

میں پہنچتے ہی سمینہ بیگم کی چیخ نکل گئی یا اللہ یہ کیا ہو گیا

مہوش مہوش میری بچی یہ تو نے کیا کر دیا ہے کیا تم تھا

تھے ہمیں تو بتایا ہوگا ناصر علی بھی کمرے میں پہنچ چکا تھا

اور سمینہ بیگم ناصر کو جھنجھوڑے کر بولی ناصر اور سمینہ اپنی

بچی مہوش کے مردہ جسم سے لپٹ لپٹ کر رو رہے

تھے سمینہ بیگم تو روتے روتے بے ہوش ہو چکی تھی

مہوش کے دونوں ہاتھوں کی کلاہیوں کی سینکٹیں کٹی ہوئی

تھی اور پورے بدن پر سفید چادر خون سے رنگی ہوئی تھی

پاس ہی ایک خنجر پڑا ہوا تھا جس پر چند اشعار لکھے

ہوئے تھے۔

لکھ لکھ کر تیرا نام مناتی رہی ہوں میں

کچھ اس طرح سے تجھ کو بلائی رہی ہوں میں

دشمن تو میرے پاس سے گزرا نہیں کبھی

یہ زخم دو دنوں سے کھائی رہی ہوں میں

لینے کے بعد مجھ پر کیا ماس ہو گیا

لوہا سے جس نے مجھ کو زخم دیا رہی ہوں میں

جب مجھ کو کمرے پر پتہ تھا کہ وہ یہاں نہیں ہے

اس کی گلی میں کس کے نیسے جانی رہی ہوں میں

جائے جس کے خوابوں کی تعمیر ہو گیا

آنکھوں میں جس کے خواب سجائی رہی ہوں میں

میں

میں بھی کس قدر سادہ مزاج ہوں

اگے وفا کو اپنا بنائی رہی ہوں میں

پورے گھر میں کہرام مچ گیا تھا رمضہ اور اس کا

چچا زاد لڑن جو کہ رمضہ کا شوہر تھا وہ بھی آگئے باقی

مہمان رشتے دار سبھی آگئے تھے حیرت کے عالم میں

تھے کہ مہوش نے خود کشی کیوں کی جگ وہ تو بہت نیک

لڑکی تھی کسی سے فضول دوستی بھی نہیں کرتی تھی پھر آخر

مہوش نے خود کشی کی تو کیوں سارے لوگ چلے گئے

دوسرے دن قرآن خوانی ہو رہی تھی کوئی آ رہا تھا کوئی

جار ہا تھا رمضہ اور سمینہ بیگم تو سارے میں عالم میں تھیں

دونوں بھائی بھی غم سے نڈھال تھے اپنی جوان بہن کو

کندھا دے کر آئے تھے وہ بہن جس نے کوئی غلط کام

نہیں کیا تھا اور آج خاندان میں طرح طرح کے سوال

رکھ گئی تھی کیا ہوا تم یہاں کیلئے چھت پر کیوں بیٹھے ہو

رمضہ نے اپنے شوہر سے فرما کر سے پوچھا جو کافی دیر

سے چھت پر بیٹھا ہوا تھا کچھ نہیں بس سر میں درد ہو رہا

تھا تو اس لیے یہاں چلا آیا فرما نے ہونٹ بھیختے

ہوئے کہا چلو نیچے آ جاؤ وہاں ہمیں بیٹھ جانا یہاں تو

بہت سردی ہے رمضہ نے کہا۔

و فرما نے کہا نہیں میں یہی پر ٹھیک ہوں چلو پلیز

ضد نہیں کرو رمضہ نے کہا۔

اوکے چلو فرما رمضہ کے ساتھ چلے گا تم مہوش

کے کمرے میں چلے جاؤ وہاں کوئی نہیں ہے فرما رہی

رمضہ نے دکھ بھرے لہجے میں کہا پلیز رمضہ اپنے آپ

کو سنبھالو جانے والوں کے ساتھ جایا نہیں جاتا اب

ہم سب کو مہوش کے بنا رہتا ہوگا فرما رمضہ کے آنسو

صاف کرتے ہوئے بولا رمضہ جب کچھ سنبھل گئی تو

بولی تم یہاں رو میں جا چکے جا کر لائی ہو نہیں رمضہ

نہ بس تھوڑا سا آرام کر لو تو ٹھیک ہو جاؤں گا سر درد

اے اور کسی چیز کی ضرورت ہو تو مجھے بلا لینا رمضہ نے

جانتے جانتے کہا۔ فرما کمرے میں اکیلا تھا اور مہوش

کے بید پر بیٹھا ہوا تھا اور کمرے کا بغور جائزہ لینے لگا

فرما نہ سوچ سوچ کر حیران ہو رہا تھا کہ کمرے میں

رنگ برنگ پھولوں کا گلہ دست بھی اس کی پسند کا تھا

فرما سوچنے لگا کیا مہوش کی پسند مجھ سے اتنی لے

جاتی ہے کہ اس کی طرح کی چیزیں سب میری پسند کی

تھی فراز یہ سوچنے لگا کہ یہ کھرا تو میرا ہے فراز اس وقت چونکا جب اس کی موبائل کی گھنٹی بجی بات ختم کر کے فراز نے موبائل پاس جب میں رکھ لیا اور چہل قدمی کرنے لگا اصرار کیا ہے فراز نے چونک کر اڑتے ہوئے پردے کو دیکھا اور یاس جا کر ہٹایا تو وہ ایک الماری تھی جو تین خانوں پر مشتمل تھی اور کتابوں سے بھری بڑی تھی فراز کتابیں دیکھنے لگا جو شعرو شاعری کی تھیں اور کچھ سوکھے ہوئے گلاب بھی پڑے ہوئے تھے اور ان گلاب کے ساتھ الگ الگ کارڈ تھے جب فراز نے گلاب اٹھایا تو وہ بھر کے اس کے قدموں میں گر گئے پھر فراز وہ کارڈ پڑھنے لگا جو فراز نے خود مہوش کو نئے سال یہ دیئے تھے جس پر پیٹی نیو ایئر لکھا ہوا تھا اور وہ گلاب بھی فراز نے دیا تھا صرف سوچنے لگا کہ مہوش نے کارڈ گلاب اور جو گفٹ دیئے تھے وہ ابھی تک ویسے کے ویسے ہی تھے اور اسے سنہ سال کے رکھے ہوئے تھے فراز ادھر ادھر اور دیکھتے لگا جہاں کتابیں تھیں وہاں فراز کو ایک ڈائری ملی جو مہوش اسٹراکھا کرتی تھی فراز نے وہ ڈائری اٹھائی اور کھول دی پہلے ہی ورق پر ایم اور ایف لکھا ہوا تھا سفید اور راتوں سے فراز نے دوسرا پرچہ الٹا تو یہ غزل لکھی تھی۔

پتھر کے جگر والوں غم میں وہ روانی ہے
خود راہ بنالے گا بہتا ہوا پانی ہے
پھولوں میں غزل رکھنا یہ رات کی رانی ہے
اس میں تیری زلفوں کی بے رابطہ کہانی ہے
اک ذہن پریشان میں وہ پھول سا چہرہ ہے
پتھر کی حفاظت میں تشخص کی جوانی ہے
کیوں چاندنی راتوں میں دریا پیہا تے ہو
سوئے ہوئے پانی میں کیا آگ لگانی ہے
اس حوصلہ دل پہ ہم نے نقش پہنا
بہس کر کوئی پوچھے گا کیا جان گئی ہے
رونے کا اثر دل پر رہ رہ کے بدلتا ہے

آنکھوں کی شیشہ ہے آنکھوں کی پانی ہے
یہ شبنمی لہجہ ہے آہستہ غزل پڑھنا
تکلی کی کہانی ہے پھولوں کی زبانی ہے
آج میں بہت خوش ہوں کیونکہ آج میں
پرائمری میں فہستہ آئی ہوں امی نے مجھے بہت سارا
پیار کیا ہے اور بھائی بہن نے گفٹ دیئے ہیں۔
پتا نہیں امی مجھے کیوں ٹوکتی ہیں ڈائری لکھنے
سے سب کے بیٹ فریڈ ہوتے ہیں اب میری
بیٹ فریڈ میری ڈائری ہے اور جس سے میں اپنے
دل کی باتیں سننے لگتی ہوں پر پتا نہیں امی کیوں منا
کرتی ہیں کم از کم انسانوں کی طرح یہ ڈائری مجھے
دھو کر تو نہیں دے گی اور میری عمر از بھی رہے گی۔

جب تیرے نام کر دی سے زندگی اچھی لگی
تیرا تم اچھا لگا تیری خوش چمچی لگی
تیرا ایک تیری خوشبو تیری لہجہ تیری باتیں
دن کو تیری گفتگو کی سادگی اچھی لگی

آج ہمارے گھر میں ایک عورت اور ایک آدمی
اور ایک بڑا آقا تھا میں نے ان کو نہیں جانتی تھی پر پتہ
نہیں یہ لڑکا مجھے کیوں اچھا لگ رہا تھا دل چاہ رہا تھا
کہ اسے دیکھتی ہی رہوں نہ جانے کیا کشش ہے اس
میں۔

کہا ابتداء عشق کا قصہ بیان کروں
آنکھیں ملیں کتاب کی تصنیف ہوگی

چلو امی سے پوچھنے پر ان کا نام تو بچہ چلا کہ فراز
ہاں میرا فراز میرے چچا کا بیٹا جس نے مجھے ایک ہی
نظر میں دیوانہ کر دیا جانے کیوں اس کی تصویر میری
آنکھوں میں بس گئی ہے اب کب ملاقات ہوگی میں
اسے جانے لگی ہوں ہاں فراز میں تمہیں چاہئے لگی
ہوں اور آگ دن تمہیں اپناؤں گی۔

کتاب کھول کر دیکھو تو آنکھ روتی ہے
ورق ورق تیرا چہرہ دکھائی دیتا ہے
آج مجھے تھوڑا سا سکون ہوا ہے ورنہ تو فراز

جان میں نے پورے تین مہینے تمہیں دیکھنے کی ترپ
میں گزار دیئے ہیں میری جان میں نے آج امی سے
آپ کے گھر آنے کی ضد کی تھی امی نے کہا کہا اگلے
بننے چلیں گے چچا والوں کے گھر۔

ان سے آج اپنی ملاقات سے مہوش

دل مگر پھر بھی پریشان سے خدا خیر کرتے

آج تم نے بہت دیر کر دی فراز جان آنے
میں میں بہت انتظار کر رہی تھی تمہارا میری جان تم نے
باہر سے آتے ہی بس سلام کیا اور اپنے کمرے میں
چلے گئے میں کتنی آس لگاے ہوئے بیٹھی تھی تمہیں کو
دل میں چھپائے ہوں میری جان کچھ تو مجھ سے بات
کرو میرا دل ترپ رہا ہے تمہاری آواز سننے کو تم سے
پیار و محبت کی باتیں کرنے کو میں چاہتی ہوں کہ تم مجھ
سے اظہار محبت کرو پر لگتا ہے اب مجھے ہی کچھ کرنا ہوگا

بچھلے پہر کے چاند ستاروں کو بچھ لو

کیا کیا نہ دھند دینے میں شب اظہار نے

چھ ماہ ہو گئے تمہیں ہمارے گھر آتے جاتے
اور تم نے ابھی تک کوئی اظہار محبت نہیں کیا میں نے
آج رات فیصلہ کیا ہے کہ تمہیں اپناؤں گی تم کو سب
کچھ بتا دوں گی سوچنے لگی پر کیسے پھر اچانک خیال آیا
کہ میں تم کو خط لکھوں گی ساری دل کی بات لکھوں گی
ایک کاغذ پر ایک ایک لفظ اتار دوں گی اور تمہیں دے
دوں گی۔

کیا خبر تھی کہ نوک خنجر بھی

بھولوں کی ایک پلکھڑی ہوگی

ذخیر مانی سویت کرن فرازہ دل میرے نام کر
بیٹھی ہوں یہ جان بھٹکی پر لیے بیٹھی ہوں تم بھی مجھے
چاہتے ہوئے شاید یہی آس لگاے بیٹھی ہوں میری
جان میں تم سے بہت پیار و محبت کرنے لگی ہوں میری
محبت کو نہ ٹھکرا نہ ورنہ میں بھر جاؤں گی بن تمہارے
کہ کھر جاؤں گی اپنا بنا لینا مجھے ورنہ میں مرجاؤں گی
تمہاری صرف تمہاری مہوش۔

جب میں تمہیں یہ خط دے گی تو تم پہلے سے ہی
میرے منتظر تھے جب تم نے کہا تھا مہوش سنو میں نے
جلدی سے اپنا خط مٹھی میں ڈالیا تھا اور تمہاری طرف
متوجہ ہو گئی پھر تم نے دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ
مجھے کہا کہ ایک کام کرو گی میں نے نفی میں سر ملایا تھا
پھر تم کچھ دیر کہنے ہی والے تھے کہ تمہارے بھائی نے
آواز دی تم نے مجھے ایک خط دیا تھا اور جلدی سے چلے
گئے تھے میں نے تمہارا خط لے لیا اور اپنا خط تمہیں
نہیں دیا تھا میں چاہتی تھی کہ پہلے تمہارا خط دیکھوں کہ
تم کیا چاہتے ہو میرے ساتھ پاؤں خوشی سے پھول
رہے تھے دل کی دھڑکن تیز تیز ہوئی جاری تھی اور
سانسیں بے ترتیب ہو گئی تھیں کہ نہ جانے کیا تحریر ہوگی
تمہاری پھر میں نے کاٹنے ہوئے ہاتھوں سے تمہارا
خط کھولا تو اس کی تحریر مجھ کو مل گئی۔

اسلام علیکم میری جان امید ہے کہ تم خیریت
سے ہو گی جب سے تمہیں دیکھا ہے اس تمہارا ہی
دیوانہ ہو گیا ہوں میں نہیں جانتا کہ محبت کیا ہوتی ہے
پر جب سے تمہیں دیکھا ہے مجھے محبت ہو گئی ہے تم سے
شادی کرنا چاہتا ہوں کیا تم راضی ہو میری جان رشتہ
فقط تمہارا فراز۔

جب میں نے یہ خط پڑھا تو میرے پیروں تلے
سے زمین نکل گئی اور میں نے زندگی میں پہلی بار کو چاہا
کسی کو اپنا بنانے کا سوچا اور وہی میری بہن کہ عشق
میں گرفتار ہے ایک طرف میری بہن کی زندگی کا سوال
ہے اور دوسری طرف میں چاہ رہی تھی تمہیں اپنا نہیں بنا
سکتی اور تمہیں بھول بھی نہیں سکتی تھی اس لیے میں چپ
ہو گئی اپنی محبت کو دل میں ہی چھپا لیا اپنے کزن اور
بہن کے لیے اپنی محبت کی قربانی دے دی۔

آخر کار وہ دن بھی آ گیا جب تم نے فراز اپنے
والدین کو میری بہن کے رشتے کے لیے بھیجا تھا اور
کبھی بڑوں کی رضا مندی سے شادی کی تیاریاں رکھ دی
گئی تھی گھر میں شادی کی تیاری جاری تھی اور میری

حالت ایسی تھی جسے بن پانی کے مچھلی ترتیبی ہے اور چاہ کر بھی اپنی جان نہیں بچا پائی شادی ختم ہوئی میں نے جس کے سینے دیکھتے تھے وہ میری بہن کے ہونچکے تھے میری زندگی زندگی نہ رہی تھی میں ایک زندہ لاش بن کے رہی گئی اندر ہی اندر سے کھوٹلی ہوئے جاری تھی تمہارے علم مجھے دیکھ کی چاٹ رہے تھے نہ خوش رو پار ہی تھی نہ گھر والوں کو خوش کر رہی تھی۔

پھر آخر کار میں نے فیصلہ کر لی لیا کہ اب میں اپنی سانسوں کی دو توروں کی باں مجھ سے اب نہیں جیا جاتا میں کسی اور کی بھی نہیں ہونا چاہتی میں نے اپنے دل پہ صرف تمہارا نام لکھا تھا اور میں کسی اور سے شادی نہیں کر کے تمہارے نام پہ داغ نہیں لگانا چاہتی میری دعا ہے کہ فراز جی تم سدا خوش رہو اور تمہاری محبت ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے آمین۔

عشق میں جان سے سزا جاسم
اب یہی جی میں ہے کہ مر جا میں
شب وہی شب ہے دن وہی دن ہے
جو تیری یاد میں گزر جائے

اس شعور کے ساتھ ڈائری ختم ہو چکی تھی اور باقی اوراق پہ خوشی کے نشان تھے جو شاید مہوش نے جب کلائی کاٹی تھی جب نکلا تھا اور مہوش نے ڈائری پر ہاتھ رکھ لیا تھا جب فراز نے ڈائری پوری پڑھ لی تھی تو اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑی بن چکی تھی فراز کے آنسو فراز کے رخساروں کو چوم رہے تھے مہوش کی ڈائری پر گزر رہے تھے فراز مسلسل رو رہا تھا اور کبیر ہاتھ کہ مہوش کاش انیک بار انیک بار تو نے مجھ سے بات کی ہوئی ایک بات تو اظہار محبت کیا ہوتا کاش میں کوئی حل نکالتا تو تم آج زندہ ہوئی مہوش واقعی میں تم بہت بہادر ہو تمہارا دل بہت بڑا ہے جو تم نے اپنی بہن کے لیے اپنی محبت کی قربان کر دی۔

فراز اچانک چونک گیا جب دروازہ پہ دستک ہوئی تو باہر مہوش جی بآواز گیت بجا رہی تھی فراز نے

جلدی سے آنسو صاف کیے اور گیت کھول دیا ارے آپ نے اتنی دیر کیوں لگا دی گیت کھولنے میں رمضہ اندر آتے ہی بولی۔ ذرا میری آنکھ لپک گئی تھی فراز نے بہانا بناتے ہوئے کہا اچھا میں نے تمہیں پریشان تو نہیں کیا رمضہ نے کہا نہیں نہیں فراز نے ایک دم کہا فراز آج پانچ دن ہو گئے ہیں مہوش کو ہم سے جدا ہوئے پر ایسا لگتا ہے کہ جیسے وہ آج بھی ہمارے درمیان میں نے رمضہ نے بھری ہوئی آواز میں کہا ہاں تم ٹھیک کہتی ہو فراز اتنا کہہ کر رمضہ کے گلے لگ کر رونے لگا رمضہ کی بھی آنکھوں میں آنسو آ گئے فراز نے دل میں ٹھان لیا تھا کہ وہ اس راز کو راز ہی رکھے گا اور کسی کو مہوش کے کمرے میں نہیں آنے دے گا۔

رمضہ ایک بات بولیں رمضہ نے نفی میں سر ہلا دیا میں چاہتا ہوں کہ مہوش کے کمرے کو تالا لگا دیا جائے تاکہ مہوش کی یادیں بھی تازہ رہیں اور مہوش کی پورے کمرے کی چیزیں بھی ایسے ہی رہیں ہاں تم ٹھیک کہتے ہو میں اسی سے بات کر کے ایسا ہی کروں گی رمضہ اور فراز بھی آنسوؤں میں ڈوب چکے تھے رمضہ کو ایک پل چین آ جاتا تھا پر فراز کو چین نہیں آ پاتا تھا کیوں کہ اسی کے لئے تو مہوش نے اپنی جان قربان کر دی تھی اسے کیوں کیسے ملتا۔

تو قارئین یہ بھی مہوش کی کہانی جو میں نے آپ کی نظر کی میں تیسے جیسے لوگوں ہوتے ہیں کوئی ایسا سب کچھ قربان کر دیتا ہے اور کوئی سب کچھ نہیں لیتا ہے کوئی دوست یا بہن اس سے پیار چینیتی ہے اور کوئی لٹا دیتا ہے ویسے کسی نے سچ ہی کہا کہ کہ جسے چاہو اسے پا بھی لو ضروری تو نہیں جیسا چاہا ایسا ہی پایا آپ کی قیمتی رائے کی منتظر رہوں گی۔

پھر بے وفائی

۔۔ تحریر۔ عارف شہزاد۔ صادق آباد۔

شہزادہ بھائی۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ اخلاقی فلمیں اور روایات سے متعارف فی وی ڈرامے ہماری نوجوان نسل کو تباہی کی طرف لے جا رہے ہیں میں عشق و محبت کی داستانیں دیکھ کر ناپختہ ذہن ایسے فیصلے کر بیٹھتے تھے ہیں کہ بعد میں ساری زندگی تڑپنا ان کا مقدر بن جاتا ہے۔ اور پھر سب غلط ہو جاتا ہے۔ میں نے اس کہانی کا نام۔ پھر بے وفائی۔ رکھا ہے۔

مہوش اور فرحان ایک دوسرے سے بہت پیار کرتے تھے اور شادی بھی کرنا چاہتے تھے لیکن مہوش کے والدین اس سے شادی کرنے پر راضی نہ تھے اب کیا ہوتا ہے پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

ادارہ جواب عرض کی بائیس کوہ نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا اسٹریمر ذمہ دار نہیں ہوگا۔

اور دوسری یہ کہ اس کا شوہر اپنا اس کے نام کر دے مہوش کے ماں باپ نے مہوش کو بہت سمجھایا کہ یہ سچ نہیں ہے تم ہمیں ان لوگوں کے سامنے شرمندہ کرناؤ گی لیکن وہ نہ مانی اور کہا کہ یہ شرطیں پوری ہوں گی تو میں شادی کروں گی۔

مہوش کا ہونے والا شوہر اور اس کے سسرال والے بہت ہی شریف خاندان سے تھے اور سمجھے ہوئے لوگ تھے جب ان کے سامنے مہوش کی ضد بیان کی گئی تو انہوں نے مہوش کی یہ دونوں شرطیں مان لیں اور پھر مہوش کی شادی ہوئی لیکن شادی کی رات ہی اس نے اپنے شوہر احمد سے حق مہر کی رقم مانگ لی احمد نے اس کو بہت سمجھایا کہ ابھی تو شادی راتنا خرچہ ہوا ہے اور میں تمہیں حق مہر کہاں سے دوں لیکن وہ نہ مانی آخر کار احمد اگلے روز ہی دس لاکھ روپے مہوش کو دے دیئے اور باقی بھی جلد دینے کا وعدہ کیا۔

شادی کے روز سے مہوش نے اپنا رنگ دکھانا شروع کر دیا تھا وہ احمد سے چھوٹی چھوٹی باتوں پر لڑنا

تیرے دل میں تھوڑی سی جگہ مانگی تھی اسے ظالم تو نے تباہیوں کے سارے شہر میرے نام کر دیئے

غیر اخلاقی فلمیں اور روایات سے متعارف فی وی ڈرامے ہماری نوجوان نسل کو تباہی کی طرف لے جا رہے ہیں میں عشق و محبت کی داستانیں دیکھ کر ناپختہ ذہن ایسے فیصلے کر بیٹھتے تھے ہیں کہ بعد میں ساری زندگی تڑپنا ان کا مقدر بن جاتا ہے۔

مہوش اور فرحان ایک دوسرے سے بہت پیار کرتے تھے اور شادی بھی کرنا چاہتے تھے لیکن مہوش کے ماں باپ اس کی شادی فرحان سے کرنے کو راضی نہ تھے انہیں فرحان کا کردار پسند نہ تھا وہ مہوش کی شادی نہیں اور کرنا چاہتے تھے مہوش نے ان کا ماننے کی بہت کوشش کی لیکن وہ نہ مانے آخر کار مہوش نے مجبور ہو کر والدین کی رضا مندی سے ہی شادی کے لیے باں کردی مگر اس نے دو شرطیں رکھیں پہلی یہ کہ وہ چاہتی تھی کہ اس کا حق مہر دو لاکھ روپے رکھوایا جائے

شرح کر دیتی احمد بہت کوشش کرتا کہ اس کو لڑنے کا موقع نہ دے لیکن مہوش کوئی بھی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتی تھی پھر بنی مون پر جانے کی بات ہوئی احمد کا چونکہ پہلے ہی بہت خرچہ ہو چکا تھا اور اس نے دفتر سے بھی چھٹیاں لے لیں تھیں کہ اس لیے خرچہ کم کرنے کے اس نے مری جانے کا سوچا لیکن مہوش نے اس کی بھی پکڑ لیا اور کہا کہ میں بنی مون پر بیرونی ملک جاؤں گی احمد اس نے اس کو پھر سے سمجھانے کی کوشش کی کہ جب میرے پاس پیسے آجائیں گے تو میں تمہیں بیرون ملک لے جاؤں گا لیکن وہ نہ مانی اور اس نے لڑائی مزید بڑھا دی۔ اس نے احمد کو کہا کہ اگر مجھے بیرونی ملک نہیں لے جاسکتے تو مجھے طلاق دے دو اور اپنے ماں باپ کے گھر چلی گئی احمد اور اس کے گھر والوں نے اس کو روکنے کی بہت کوشش کی لیکن وہ نہ مانی۔ مہوش کے ماں باپ نے اس کو ماں کے ساتھ آتے دیکھا تو بہت پریشان ہوئے انہوں نے مہوش سے وجہ پوچھی تو اس نے ان کو سب کچھ بتا دیا۔

مہوش کے والدین نے اسے بہت سمجھا کیا کہ اتنی سی بات پر اپنا گھر بر باد نہیں کرتے لیکن دراصل مہوش تو چاہتی تھی کہ بنی مون کی احمد اس کو روز منانے آتا لیکن وہ نہ مانتی آخر کار ایک دن مہوش نے احمد کو فون کیا اور کہا کہ اگر کل تک تم نے بیرون ملک جانے کا فیصلہ نہ کیا تو مجھے طلاق بھجوا دینا احمد آخر کار مجبور ہو گیا وہ رشتہ بچانے کی ہر کوشش کر چکا تھا مگر مہوش ان کا رشتہ توڑنے کا فیصلہ کر چکی تھی مہوش کے بے حد اصرار پر احمد نے اسے طلاق دے دی۔

طلاق کے بعد مہوش نے احمد کا گھر خالی کر کے لیے کہا کیونکہ وہ گھر احمد نے مہوش کے نام کر چکا تھا احمد اور اس کے گھر والے صدمے میں آ گئے بہو نے ان کو اتنا بڑا دھوکہ دیا تھا لیکن مجبور ہو کر انہوں نے وہ گھر بھی خالی کر دیا اور احمد نے کسی اور طرح مہوش کے حق مہر کے باقی میسے بھی دے دیے۔

مہوش کی طلاق کا سنتے ہی اس کے والدین نے اس کو گھر سے نکال دیا اور اس سے ہر رشتہ بھی توڑ دیا مہوش اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئی اگلے ہی روز مہوش نے فرحان کو فون کیا اور سارا سارا داستان فرحان نے مہوش سے کہا کہ اب ہمارا زندگی آسان ہو جائے گی تم یہ گھر میرے نام کر دو اور سارا پیسہ میرے اکائونٹ میں ڈال دو اب ہم ساری زندگی سکون سے گزاریں گے مہوش نے بالکل ایسا ہی کیا یہ کام مکمل ہونے کے بعد مہوش نے فرحان سے شادی کرنے پر اصرار کرنے لگی مگر اب فرحان کا رویہ تبدیل ہونے لگا تھا وہ اس سے ملنے سے کتراتا تھا اور بات ہونے پر بھی شادی کے موضوع کی طرف نہیں آتا تھا دھیرے دھیرے اس نے مہوش سے رابطہ ختم کر دیا فرحان کئی دن مہوش سے فون نہ کرتا اور آخر کار فرحان کا فون نمبر ہی بند ہو گیا مہوش بہت پریشان ہوئی بچہ کنی مہینوں بعد فرحان کا مہوش کو فون آیا اور کہا کہ وہ بیرون ملک چلا گیا ہے اور اس نے شادی کر لی ہے اور یہ سن کر مہوش کے ہوش اڑ گئے دوسری طرف فرحان نے یہ کہتے ہوئے فون بند کر دیا کہ جو اپنے شوہر کی نہیں ہو سکتی وہ میری کیا ہوگی۔

اور اس واقعے کو چندرہ سال گزر چکے ہیں آج بھی مہوش کے والدین کو ان کے بڑوسی یہ بتاتے ہیں کہ مہوش آپ کے گھر کے باہر کھڑی تھی اور پھر نا جانے کہاں چلی گئی لیکن مہوش کے والدین کہتے ہیں کہ وہ ہمارے لیے مرنے کی ہے اب مہوش کے پاس سوائے رونے دھونے کے کچھ بھی نہیں ہے مہوش جب بھی روتی تو اس کے رونے کی آواز س پورے محلے یا گاؤں سنتا تھا اور یہی کہتا کہ مہوش پاگل ہو گئی ہے۔

قدیم کہانی اپنی قیمتی رائے سے ضرور نوازے گا۔ حقیقت پر مبنی کہانی ہے اس کے لکھنے میں کہاں تک کامیاب ہو اہوں ضرور بتائیے گا۔

پیار کا سراب

..تحریر: فلک زاہد لاہور.. قسط نمبر ۳

شہزادہ بھائی - السلام علیکم - امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ ناہم!
میں آج پھر اپنی ایک نئی تحریر محبت کے کراپ کی خدمت میں حاضر ہوئی ہوں میری یہ کہانی محبت کرنے والوں کے لیے ہے یہ ایک بہترین کہانی ہے اسے پڑھ کر آپ چونکیں گے کسی سے بے وفائی کرنے سے احتراز کریں گے کسی کو سچ راہ میں نہ چھوڑیں گے کوئی آپ کو بے پناہ چاہے گا مگر ایک صورت آپ کو اس سے محض ہونا پڑے گا وفا کی وفا کہانی ہے اگر آپ چاہیں تو اس کہانی کو کوئی بہترین عنوان دے سکتے ہیں ادارہ جواب عرش کی پالیسی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی کو شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقی ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

اپنے بہن کو دیکھتا رہا اور پھر اس کے کمرے پر بولا تمہیں کیسے پتا چلا کہ یہ سب جو تم اتنے یسین کے ساتھ بتا رہی ہو ابراہیم یہ دیکھ کر حیران تھا کہ اس کا چہرہ مضطرب تھا اس نے آج خود ہی مجھ سے یہ سب کہا ہے نسیم نے صاف گوئی سے کہا کیا کہا اس نے ابراہیم سے و اجاحت چاہی یہی کہ آپ سے بے تحاشہ پیار کرنے لگی ہے اور اس بات کا آپ خود ہی جائزہ لے سکتے ہیں آپ کو کونسا سچے ہیں دیکھو نہ یہی ہے آپ کی عیادت کو آتی ہے حالانکہ ابھی دیر ہی گئی ہوئی ہے اسے آپ سے ملے ہوئے نسیم کی ساری باتوں نے ابراہیم کو سوچنے پر مجبور کر دیا۔

شمالک نے گھر آکر دفتر کھولا لیکن اب وہ دفتر میں پہلے کی طرح تازہ دم اور دل لگا کر دلچسپی نہیں لیتی تھی کیونکہ وہ اپنا سب کچھ ابراہیم کو دے چکی تھی وہ بھی

شمالکہ میں واقعی ہی کوئی تبدیلی نہیں آئی تھی وہ آج بھی میرے ساتھ وہی سی سیٹ پر پہلے دن تھی اس کا مطلب نسیم نے اسے کچھ بتایا نہیں ہے وہ محض جھوٹ بول رہی تھی ابراہیم غصہ ماری ہے پیچھے ہٹ کر رہے ہوئے یہ سب سوچ رہا تھا کہ نسیم کی آواز نے اسے چونکا دیا اس کی سوچوں کا ٹھکانا ٹوٹ گیا بھائی میں آپ کے ساتھ ہوں شمالکہ آپ سے بہت پیر کرتی ہے اب دولت نہ ملے آپ کو اسے ہر صورت شادی کر دیں ہوگی کیونکہ وہ آپ کو دیوانوں کی طرح چاہنے لگی ہے اور اب وہ اس سے پیچھے نہیں ہٹ سکتی اور آپ کو بھی چاہیے کہ اس کے بارے میں اب سنجیدگی سے سوچیں میں تو مطمئن ہوں شمالکہ سے وہ بہت اچھی لڑکی ہے اس جیسی لڑکی آپ کو پھر نہیں ملے گی اگر آپ نے شمالکہ کو چھوڑ دیا تو آپ صرف ہاتھ ملتے رہ جائیں گے نسیم کا لہجہ بے حد نرم اور سمجھانے والا تھا ابراہیم کے چہرے پر خاموشی چھا گئی وہ کافی دیر خالی خالی نگاہوں سے



جواب عرض 103

نیچے جو بلکے بڑے تھے رنگت پہلی پڑ گئی تھی اب وہ سب ٹھیک ہو گیا جس پر شاملہ خوشی سے پھولے نہیں سہانی تھی اب وہ روز جلدی دفتر بند کر دیتی تھی اور تسنیم کے بہانے ابراہیم سے ملنے چلی آتی تھی ابراہیم بھی اپنے دل کے کسی کو نے میں شاملہ کو جگہ دے چکا تھا وہ شاملہ کی عزت ضرور کرتا تھا گو وہ اس کے لیے کوئی اہمیت نہیں رکھتی تھی ابھی تک شاملہ ٹھیک سے کامیاب نہیں ہوئی تھی اور نہ ہی ابراہیم نے ابھی تک اس سے اظہار محبت کیا تھا تسنیم ان دونوں کو قریب آ کر دیکھ کر بہت خوش ہوتی اور وہ دن رات بس خدا سے ان کے ایک ہو جانے کی دعا میں مانگتی۔

شاملہ آج پہلی بار ناشتہ میز پر رکنے کے بجائے ڈرائنگ روم میں کر رہی تھی جب ہی ملازمہ پروین نے شاملہ کو تسنیم کے آنے کی اطلاع دی تو شاملہ کا چہرہ خوشی سے ٹٹھا اٹھا تھا وہ خود مال میں تسنیم کو لینے گئی تسنیم کو دیکھ کر وہ بے اختیار اس کے گلے لگ گئی اور تسنیم بھی نرمی سے اسے تھام لیا شاملہ تسنیم کو لے کر ڈرائنگ روم میں چلی گئی اور ملازمہ پروین سے مخاطب ہوئی آئندہ تسنیم جب بھی آئے جردار جوان کو لے کر دروازے پر کھڑا رکھا مجھ سے بھی پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے سیدھا انہیں میرے پاس لے آنا شاملہ کا بچہ سخت تھاب جاؤ۔

جی۔۔۔ بی بی جی۔۔۔ ملازمہ نے ہنسی کر کہا اور بجلی کی سی تیزی سے کمرے سے نکل گئی شاملہ مسکراتے ہوئے پیچھے تسنیم کی طرف مڑی اور وہ دونوں صوفے پر براجمان ہو گئیں شاملہ نے دو کپ چائے کے بنائے اور ایک تسنیم کے لیے اور ایک اپنے لیے ابراہیم کام پر گئے انہیں شاملہ نے چائے کا ٹھونٹ لیتے ہوئے پوچھا نہیں بھابھی جی تسنیم نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔۔۔ کیا۔۔۔ کہا شاملہ

وہ اکثر فارغ اوقات میں یہی سوچا کرتی تھی کہ جب ابراہیم کو پتا چلے گا کہ میں اس سے محبت کرتی ہوں تو اس کا رد عمل ہو گا اور وہ مختلف تصورات کرتی لیکن خود ہی انہیں جھٹک دیتی اس نے سب کچھ اللہ پر چھوڑ دیا تھا تاہم وہ نمازوں میں دیوانوں کی طرح پاگلوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر روتی اور صرف ابراہیم کو مانگتی وہ جیتے جی ابراہیم کو کسی اور کا ہوتے ہوئے نہیں دیکھ سکتی تھی وہ جانتی تھی کہ اگر ابراہیم اس کی تقدیر میں نہ ہوا تو بھی دعا میں اتنی طاقت ہے ابراہیم اسے ضرور ملے گا اب اسی بے چینی کے ساتھ وہ جیتی ایک ایک لمحہ ابراہیم سے دور اسے بھاری لگتا لیکن جب وہ ابراہیم کو پاس جاتی تو اس کا پتا تھا کہ وقت وہی ختم جائے اور وہ اسے یونہی دیکھتی دیکھتی مر جائے اس کے سحر سے نکل ہی نہیں پانی تھی گاڑی کے مہاراز کے شاملہ پر مرتے تھے لیکن ایک شاملہ بھی کہ صرف ابراہیم پر اپنی جان چھڑکتی تھی وہ ہر روز گھر میں سہیلی کا ٹہانے نا کر ابراہیم کی عبادت کو آجاتی تھی اسے مختلف ڈاکٹروں کو دکھائی دیکھتے ہی دیکھتے ابراہیم نے بہت جلد صحت یابی پکڑ لی یہ شاملہ کا پیار ہی تھا جس نے ابراہیم کو جلد صحت یاب کر دیا شاملہ نے پیسے کی پرواہ نہیں کی اس نے سارے پیسے ابراہیم سے وار کو پھینک دیئے تھے ابراہیم کا بے حد خیال رکھتے رکھتے وہ اس کے عشق میں اور گرفتار ہوئی گئی اور آہستہ آہستہ وہ اسے اتنا چاہنے لگی کہ وہ خود نہیں سمجھ پانی آخر کیوں وہ اسے اتنا چاہنے لگی ہے بیٹھے بیٹھے وہ ابراہیم کو یاد کر کے رو دیتی تھی تو کبھی اس کی تصویر اپنی کتاب میں سے نکال کر چومنے لگتی تھی جو اس نے تسنیم سے لی تھی ابراہیم کے بیمار ہونے پر شاملہ کو وہ اتنا خوبصورت لگتا تھا اب جبکہ وہ مکمل طور پر صحت یاب ہو گیا تھا تو اس کے حسن کو جیسے چار چاند لگ گئے تھے بیمار رہنے کی وجہ سے اس کی آنکھوں کے

انکی۔ جی ہاں بھابی جی تسنیم نے شریر انداز میں زور دیتے ہوئے کہا شامکہ شرمائی اور جس وجہ سے اس کے گلابی کال ٹنٹا اٹھے تھے ہاں سچ مجھے کچھ بتانا تھا تسنیم نے چائے کا کپ میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

کیا خیریت تو ہے شامکہ کا دل دھڑ دھڑ کرنے لگا ہاں آج رباب آئی تھی ہمارے گھر میری طبیعت کا معلوم کرنے گھنٹنیم بھی پھر چلی گئی تسنیم نے بات مکمل کی رباب کا زکرن کرنا شامکہ کے چہرے کی مسکراہٹ غائب ہو گئی اس کے چہرے پر ناگوار سے تاثرات آگئے تھے تمہیں ہسپتال سے نکلے ایک ماہ ہونے کو آیا اور وہ بی بی اب آئی ہے تمہیں پوچھتے شامکہ نے سچی سے کہا تسنیم نے شامکہ سے شہرے اور اس کے بات کرنے کے لہجے سے بھانپ لیا کہ شامکہ رباب سے ناراض ہے۔

کیا بات ہے تم دونوں کے بیچ کوئی جھگڑا ہوا ہے تسنیم نے نا بھینچنے والے انداز میں پوچھا۔

ہوں ایسا یہی سمجھ لو کچھ شامکہ نے لا پرواہی سے کہا کیوں تسنیم کو حیرت ہوئی۔ جانے دو میرا دماغ خراب ہو گا شامکہ نے منہ بناتے ہوئے کہا تسنیم اسے گھورتی رہ گئی اسی لمحے جاوید حیات خان ڈرائنگ روم میں داخل ہوئے تو دونوں با ادب کھڑی ہو گئیں جاوید نے دونوں کے سر پر ہاتھ رکھ کر پیار دیا اور دونوں بیٹھنے کا کہہ کر خود بھی ان کے سائیڈ پر صوفے پر براجمان ہو گئے۔

کافی دیر رہی غلبہ سلیک اور ادھر ادھر کی گفتگو ہوتی رہی بابا ہم دونوں لاہور جا کر شاپنگ کرنا چاہتے ہیں شامکہ نے تسنیم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کچھ لمحے تو تسنیم شامکہ کا مطلب سمجھ ہی نہ سکی لیکن جلد ہی اس نے شامکہ کی آنکھوں میں سے سب بڑھ لیا تھا

جی ہاں انکل جی آپ اگر اجازت دیں تو تب تسنیم نے شامکہ کی بات کی تائید کی۔

ٹھیک ہے بیٹا جاؤ خوب انجوائے کرو اور بھائی سے بھی مل آنا وہ تمہیں بہت یاد کرتا ہے جاوید صاحب نے کچھ دیر سوچنے کے بعد کہا دفتر کا کیا ہوگا بااود کل کھولوں گی آج تو ہمیں دیر ہو جائے گی شاید شام تک واپسی ہو شامکہ نے جواب کہا۔

ٹھیک ہے بیٹا جاوید نے کہا اور کمرے سے باہر نکل گئے۔ ہم لاہور کیسے اور کیوں جائیں گے جاوید کے جاتے ہی تسنیم نے حیرت سے پوچھا۔

شامکہ ہنسی اور ہم لاہور گاڑی میں جائیں گے اور اپنے ساتھ ڈرائیور کر لے لیں گے اسی طرح مجھے ابراہیم کے ساتھ وقت گزارنے کا موقع مل جائے گا کھویں گے پھر یہی گے شاپنگ کریں گے بہت مزہ آئے گا لاہور میں یہ ابھائی انٹر کر رہا ہے اس کے ہوٹل جا کر اس سے بھی مل آؤں گی اور ڈرائیور کی تم فکر نہ کرو اس کا بھی انتظام ہے میرے پاس شامکہ نے دھیمی آواز میں سب بتایا تسنیم کی شادی حیرت اور پریشانی شامکہ نے دور کر دی تھی شامکہ نے بھی عام سالباس زیب تن کیا تاکہ تسنیم کو احساس کمتری نہ ہو اور جانے کے لیے تیار ہو گئی۔

میں چل کر کہا کروں گی تم دونوں جاؤ میں کباب میں بڈی کیسے بن سکتی ہوں تسنیم نے کہا۔

فضول مت بولو مجھ جیسی بات نہیں ہے تم دونوں کا ساتھ چاہئے ویسے بھی گاؤں کی آب و ہوا سے دور شہر کی رنگینیاں چل کر دیکھتے ہیں شامکہ نے ڈانسنے والے لہجے میں کہا شامکہ کی بات سن کر تسنیم کو بھی اشتیاق ہوا اور اس نے بھی ساتھ چلنے کی حاضری کر لی اور اس کے ساتھ ہی وہ دونوں جانے لگیں تو چپچپے عظمیٰ بی بی نے آواز لگائی بیٹا کیا میں بھی ساتھ چلوں دونوں کے جسم میں بجلی کی لہر دوڑ گئی نائکس کا پینے لگی ہونٹ لرزنے لگی ایسے میں جاوید صاحب نے ان کی پریشانی دور کر دی ارے بھئی جانے دو بچوں کو اسیلے بڑوں سے دور انجوائے

بھروسہ رکھیں لی بی جی میری عمر بے شک پینتیس سال سے لیکن جسکا نمک کھاتا ہوں اس سے غداری نہیں کرتا ثقیل نے یقین دلانے والے انداز میں کہا مجھے خوشی ہوئی آپ کی بات سن کر مجھے آپ پر بھروسہ ہے لیکن جیسا کہ میں نے پہلے کہا کہ میرا فرض ہے اس لیے مجھے یہ فرض نبھانے سے نہ روکیں مجھے خوشی ہوئی سے ضرورت مندوں کی مدد کرنے میں شاملہ کرنے فرمیں سے کہا اور گاڑی سے اتر کر ابراہیم کے گھر کے اندر چلی گئی اس کے چہرے کے تیز بدل گئے تھے ماتھے پر ہل پرگنے کیونکہ سامنے چار پائی پر بڑوں خالہ کا بیٹا کیف نوید براجمان تھا ابراہیم اور نسیم بھی اس کے ساتھ تھے کیف نے سر سے پاؤں تک شاملہ کا بازو لیا کیا غضب ڈھاری ہے سادگی میں بے لڑکی کیف نے دل میں ہی سوچا۔

ارے شاملہ اندر آؤ نسیم ابراہیم نے خوشدلی سے کہا شاملہ نے ابراہیم کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا اور نسیم سے مخاطب ہوئی میں باہر گاڑی میں انتظار کر رہی ہوں تم جلدی آنا شاملہ تیزی سے آگے بڑھ کر پینتی ہوئی باہر نکل گئی۔ ابراہیم خاموشی سے دیکھتا رہ گیا پھر نسیم کو دیکھ کر کندھے اچکانے اور واپس کی طرف مڑ گیا نسیم نے شاملہ کی اس حرکت پر پھنوس کر لیں اور سوچنے لگی کہ آخر معاملہ کیا ہے شاملہ کو غصہ کیوں آیا گیا وہ اس لڑکے کو جانتی ہے وہ اندر کیوں ہیں آپنی کیف کو دیکھ کر اسے غصہ کیوں آیا یا رب کے ذکر پر جی شاملہ کو غصہ کیوں آیا یہ سب سوال نسیم کے ذہن میں گھوم رہے تھے لیکن ان سب کے جواب وہ تلاش نہیں کر پا رہی تھی ان سب سوالوں کے جواب صرف شاملہ ہی دے سکتی تھی شاملہ کا نام سن کر کیف کے دماغ میں بہت سے خیالات ابھرے اسے ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے اس نے یہ نام پہلے بھی کہیں سنا ہے لیکن کہاں اور کب یہ وہ اپنے دانتوں سے ہونٹ کاٹا ہوا یہ سب

کرنے دو تم ساتھ رہو گی تو ٹھیک سے انجوائے نہیں کر سکیں گی نسیم اور شاملہ دونوں کی جیسے جان میں جان آئی جی ماما آپ کیا کریں گی شاملہ نے خود ہی گھبراہٹ پر قابو پاتے ہوئے کہا۔

صرف تم دونوں ہی تو جا رہی ہو عطی لی بی نے کہا نہیں آئی اور لڑکیاں بھی چل رہی ہیں جنہیں ہم راستے میں پک کریں گے نسیم نے گھراتے ہوئے کہا دونوں کی حالت غیر ہو رہی تھی ٹھیک ہے بیٹا چاؤ دھیان سے ایک دوسرے کا خیال رکھنا اور ہاں شہر کے کسی اجنبی سے بات مت کرنا عطی لی بی نے اونچی آواز میں کہا۔ جی ٹھیک ہے دونوں نے کہتے ہوئے تیزی سے قدم باہر کی جانب بڑھائے اور گاڑی میں بیٹھ کر ابراہیم کے کھر کی جانب چل پڑیں۔

میں اندر سے بھائی کو بلا کر آتی ہوں گھر کے باہر پہنچ کر نسیم گاڑی سے اتری اور گھر کے اندر چلی گئی شاملہ نے پرس سے بیس ہزار روپے نکال کر ڈرائیو ٹھیک کی جانب بڑھائے جنہیں دیکھ کر ٹھیک کا منہ کھلے کاٹھارہ گیا پہلے پہلے تو اس کے دماغ میں شک تھا کہ لی بی اور اس لڑکے کا ضرور کوئی چکر ہے مگر اب اتنے زیادہ سوچے دیکھنے کے بعد اس کا شک یقین میں بدل گیا تھا تاہم اس نے شاملہ سے پیسے لے کر ہمیشہ کے لیے اپنا منہ بند رکھنے کا عہد کر لیا کیونکہ وہ شاملہ کا نمک کھا رہا تھا اور اب اسے اس نمک کی اہماداری بھی کرنی تھی لی بی جی آپ بے فکر ہو جائیں میں بھی کسی کو کچھ نہیں بتاؤں گا آپ اتنے پیسے دے کر مجھ غریب پر احسان کرنی ہیں جبکہ میری حیثیت نہیں ٹھیک نے دل سے کہا۔

نہیں میرا فرض ہے تمہیں پیسے دینا کیونکہ تم میرا ایک راز رکھے ہوئے ہو اس لیے تمہیں انعام دینا تو بنتا ہے شاملہ نے سنجیدگی سے کہا آپ مجھ پر

تینوں پہلی بار کسی شہر آئے تھے اس لیے اتنی اونچی اونچی عمارتیں آبادی ہوئی ریسٹورنس آزاد خیال لڑکے اور لڑکیاں سب کچھ ان کے لیے بہت خوبصورت اور ہوشیار تھا وہ بچہ بچہ لگا ہوں سے ادھر ادھر کا مناظر دیکھ رہے تھے پہلے کہاں جاں کیا کریں شائلہ نے پر جوش انداز میں سوال کیا جہاں تم کہو ہم سب وہاں چلیں گے تسنیم نے مسکراتے ہوئے کہا ٹھیک ہے تو پھر ہم پہلے شاپنگ کو چلتے ہیں شائلہ نے کہا ڈرائیور گاڑی کو کسی شاپنگ سینٹر مال میں لے چلے جی بی بی جی ٹیکسٹائل نے کہہ کر گاڑی کسی شاپنگ مال کی طرف موڑ لی گاڑی میں کوئی آپس میں گفتگو نہیں کر رہا تھا سارے ایک دو سب سے سب سے نیاز باہر کے مناظر کے لطف اندوز ہو رہے تھے بھی تسنیم اور شائلہ کسی چیز پر توجہ نہ کر کے ہنس پڑتی تو ابھی ابراہیم وقفے وقفے سے اپنے ہمارے شائلہ کو دیکھتا ایک دو بار شائلہ کی بھی نظر میں ملتی تو وہ پوری طرح شرم سے سرٹ ہو جاتی کہ اس کا محبوب اسے چوری چوری دیکھ رہا ہے بالآخر گاڑی شاپنگ مال میں آ کر رکی اور وہ تینوں گاڑی سے باہر نکل آ گئے یہ کوئی جگہ ہے تسنیم نے اشتیاق سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

یہ لہرتی مارکیٹ ہے بی بی جی ٹیکسٹائل نے بتایا لاہور کتنا خوبصورت ہے ابراہیم نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے حیرت سے کہا وہ تینوں شاپنگ کے لیے دکان میں چلے گئے اور مردوں کی ریڈی میٹ ملبوسات کی بھی جگہ ٹیکسٹائل گاڑی میں ہی رہا تینوں الگ الگ ہو کر میٹنگ میں لگی شریں بڑے اشتیاق سے دیکھ رہے تھے شائلہ کو سرخ شیک والی شرٹ پسند آتی تھی جسے لے کر وہ ابراہیم کے پاس آئی یہ کس پکین کے سائز چیک کر لیں شائلہ نے شرٹ ابراہیم کو پکڑاتے ہوئے کہا اے نہیں میں شلوار میض ہی پہنتا ہوں میں نے یہ بھی نہیں پہنی ابراہیم کا لہجہ

سوچ رہا تھا پھر اچانک سے اس کے ذہن میں وہ دو نقاب والی لڑکیاں آئیں جب میں سے ایک کا نام رباب تھا اور دوسری کا نام شائلہ وہ دونوں ہمارے پاس تسنیم کا ہی پتہ پوچھنے آئی تھیں ایک نے نقاب اتار دیا تھا جس نے نہیں اتارا تھا شاید وہی ہے اور یہ تسنیم کی پہلی ہے یہ سب یاد کر کے کیف کے چہرے پر مسکراہٹ آئی اور اس کے قدم بے اختیار اٹھ گئے اچھا یار میں چلتا ہوں پھر آؤں گا بھی ابھی مجھے دیر ہو رہی ہے کیف کا لہجہ معذرت خواں تھا ٹھیک ہے دوست جیسا تم چاہو ابراہیم نے اسے گلے لگا اور کیف گھر سے باہر نکل گیا اس نے گاڑی میں بیٹھی ہوئی شائلہ کو دیکھا جو ہاتھ میں چھوٹا سا آئینہ لیے اپنی آنکھوں میں بالکا سا کحل لگانے میں مصروف تھی کیف کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا اس نے اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر انہیں گلیاں کھائی اور شائلہ کو نہایت گہری نکاہوں سے دیکھتا رہا شائلہ کو یوں محسوس ہوا جیسے اسے کوئی دیکھ رہا ہے اپنے اس خیال کو تخت اس نے گاڑی سے باہر ادھر ادھر دیکھا گھر کی کوئی یاد وہ بارہ اپنے کام میں مصروف ہو گئی۔

بھائی چلو باہر شائلہ ہمارا انتظار کر رہی ہے ہمیں لاہور جانا ہے سیر کرنے تسنیم نے ابراہیم کا ہاتھ پھینکتے ہوئے کہا۔

او۔۔۔ اچھا۔۔۔ ابراہیم نے بھنویں اچکا کر حیرت سے کہا تم چلو میں آتا ہوں تسنیم شائلہ کے پاس گاڑی میں چلی گئی جبکہ ابراہیم سوچنے لگا کہ تسنیم سچ کہہ رہی ہے بھی یا شائلہ اسے دیوانوں کی طرح چاہنے لگی ہے پہلے عیادت کو آنا ہسپتال کے چکر لگانا اور لاہور کا پلان۔ واہ دلچسپ ابراہیم نے سفید شلوار میض زیب تن کیا اور گھر کو تالا لگا کر ڈرائیور ٹیکسٹائل کے برابر والی سیٹ پر براہمن ہو گیا اور گاڑی لاہور جانے کے لیے روانہ ہو گئی۔

معذرت خواں تھا لینی ہوگی اور شلوار قمیض بھی ہم لے لیں گے شامک نے پیار بھرے مگر ضدی لہجے میں کہا۔

نہیں میں یہ نہیں لے سکتا بہت مہنگی ہے ابراہیم نے بحث کو آگے بڑھایا۔ لے لو نہ بھائی کیوں بحث کرتے ہوئے سیم نے بھی بیچ میں حصہ لیا۔

آپ کو میری قسم ورنہ میں ناراض ہو جاؤں گی شامک نے منہ بناتے ہوئے کہا جس پر نسیم مسکرائے لگ گئی جبکہ ابراہیم سوچ میں پڑ گیا کہ آخر وہ یہ سب پیسے ہی کے لیے کر رہا تھا تو وہ سونے کی چڑیا کو ناراض کیسے کر سکتا ہے لہذا قبول کرنے میں کیا حرج ہے

نھیک ہے تم کہتی ہو تو میں لے لیتا ہوں ابراہیم نے دھیسے سے کہا اور پینٹنگ روم میں شرٹ کا سائز چیک کرنے چلا گیا کچھ لمحوں بعد جب ابراہیم واپس آیا تو شامک اور نسیم اسے حیرت سے دیکھتی ہی رہ گئیں ماشاء اللہ شامک کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

واہ جی واہ آپ تو شہزادے چارلس سے کم نہیں لگ رہے ہیں نسیم نے خوشگوار حیرت سے کہا۔ انہوں نے ابراہیم کے لیے دو شرٹیں لیں اور دو جینز کی جینٹیں اور دو جوڑے شلوار قمیض کے خریدے جن کا بل دو ہزار سے زائد کا بنا تھا شامک کے لیے یہ کچھ بھی نہیں تھا اس نے رقم ادا کی اور تینوں آؤس کریم کھانے گاڑی میں آ بیٹھے لینڈ باب ہمیں وہاں لے چلو جہاں ریڈی میٹ کپڑے ملتے ہوں شامک نے آؤس کریم کھاتے ہوئے ٹیلی سے کہا ٹیلی نے سعادت مندی سے جی کہہ کر گاڑی کا سنیرنگ گھما دیا کچھ ہی دیر بعد ان کی گاڑی کا فورس سنڈیم بھڑکی بھی یہاں آپ کو ہر قسم کے ریڈی میٹ ملبوسات ملیں گے بی بی جی ٹھیل نے کہا وہ لاہور کے

بارے میں بہت کچھ جانتا تھا کیونکہ اکثر اوقات زاہد کی وجہ سے اس کا آنا جانا لگا رہتا تھا۔

شکریہ اور آپ بھی کچھ کھا لیجئے گا شامک نے کہا اور تینوں گاڑی سے اتر کر مختلف دکانوں کا رخ کرنے لگے انہوں نے کافی دکانیں دیکھیں مگر انہیں کچھ پسند نہ آیا بلا آخر انہیں اپنے پسندیدہ دکان مل گئی جس میں داخل ہو کر وہ رنگے ملبوسات دیکھنے لگے مجھے یہ ڈریس تمہارے لیے بہت پسند آئی ہے

کیا تم مرے لیے اسے خریدو گی ابراہیم کا اشارہ شامک کی طرف تھا جی بالکل کیوں نہیں شامک نے شرمانے ہوئے نظریں جھکا لیں نسیم دونوں کو بہت غور سے دیکھ رہی تھی نسیم کو اپنے لیے بلیک اور براؤن رنگ کے ملبوسات پسند آئے جو لمبی قمیض اور چوڑی دار پجامہ پر مشتمل تھے شامک نے اپنے لیے گرے اور پریل ٹکڑے پسند کیا اور دونوں لڑکیوں نے دو دو جوڑے خریدے اور مینٹ ادا کرنے کے بعد انہوں نے شارپ ٹیلی کو دے دیئے جو اس نے ابراہیم کے کپڑوں کے ساتھ ڈکی میں رکھ دیئے تھے اسی اثناء میں ایک لڑکا شامک کو کافی دیر سے بڑی غور سے دیکھ رہا تھا اسے شامک کا چہرہ شناسا سا لگ رہا تھا لیکن اس نے اپنے اس خیال کو ذہن سے جھٹک دیا اور وہاں سے چلا گیا وہ لڑکا اپنے باقی دوستوں کے ساتھ تھا جو چھ ساتھ لڑکوں پر مشتمل گروپ تھا وہ ساتے کے ساتے جوئے لینڈ کے اندر جا چکے تھے۔

جھینٹو بہت جھوک لگی ہے چلو چل کر کچھ کھاتے ہیں شامک نے کہا اور تینوں ٹیڈر سٹورنٹ میں چلے آئے تینوں نے باری باری اپنے پسند کا کھانا سلیکٹ کیا اور کھانے کا انتظار کرنے لگے ان کی میز چٹائی دیوار کے ساتھ تھی جس سے باہر کا سارا نظارہ نظر آتا تھا ایسا لگ رہا تھا جیسے لاہور کے لوگوں کو سیر و تفریح کے علاوہ اور کوئی کام ہی نہیں دیکھو تو کتنے لوگوں کا جھوم ہے لاہور کی ہر سڑک پر لوگ ہی لوگ نظر آتے

طرف اکا دوکا لوگ نظر آرہے تھے وہ تینوں کچھ دیر
آبشار کے پاس کھڑے رہے پھر دوبارہ چلنے لگے
یہاں کا ماحول کتنا پرسکون ہے ابراہیم نے ادھر ادھر
دیکھتے ہوئے کہا دونوں نے ابراہیم کی بات کی تاہم
کی اور وہ تینوں چلتے چلتے جھیل کے کنارے آ پہنچے
دونوں بیچ برعصو ذرا اور ٹھوم کر آتی ہوں دونوں کو
یہی ملوں گی تسنیم نے کہا اور چلی گئی وہ ابراہیم اور
شاملہ کو ایک ساتھ وقت دینا چاہتی تھی ابراہیم اور
شاملہ نے ایک دوسرے کو مسکراتے ہوئے دیکھا اور
پھر ساتھ بیچ پر بیٹھ گئے آپ یہ ہم اپنے آئینڈی پر
ایکٹھنٹ کرنا کیجئے گا اور جب بھی میری ضرورت ہو
مجھے فون کر دیجئے گا میں پہنچ جاؤں گی شاملہ نے
ابراہیم کی طرف دیکھے بنا کہا ابراہیم مسکرایا آپ نے
کتنا پیسہ خرچ کر دیا ہے ہم پر مجھے افسوس ہو رہا ہے
کہ ایک لڑکا ہونے کے باعث یہ فرائض مجھے انجام
دینے چاہئے تھے لیکن آپ نے یہ سب کیا کیا
سوچیں مجھے خوشی ہوتی ہے آپ دونوں کے لیے کچھ
کرنے میں اور میں انشاء اللہ آگے بڑھتی دو سب
کرنے کی کوشش کروں گی جو میں کر سکتی ہوں شاملہ
نے ابراہیم کی بات کانٹے ہوئے کہا ابراہیم اثبات
میں نہ ملا کر وہ گیا کچھ لمحے دونوں کے بیچ خاموشی
جامل رہی پھر اس خاموشی کو شاملہ نے توڑا آپ کو
کبھی کسی سے پیار ہوا ہے میرا مطلب بھی کوئی لڑکی
پسند آئی۔ شاملہ نے چپکلی کر پوچھا شاملہ کے اس
اچانک سوال پر ابراہیم نے ابراہیم نے اختیار نہیں پڑا شاملہ
کیلئے ابراہیم کی ہنسی غیر متوقع تھی جس وجہ سے وہ
اسے حیرانی سے دیکھنے لگی نہیں ایسا ابھی تک تو کچھ
نہیں ہوا ہاں بس ایک لڑکی پسند ہے لیکن محبت نہیں
ہے اس سے ابراہیم نے موقع غنیمت جان کر بڑی
چلائی سے جواب دیا۔

وہ کون سے شاملہ جیسے بے چین ہوئی۔

بے بس کوئی بہت ہی خوبصورت ابراہیم نے

ہیں تسنیم نے شیشے سے باہر دیکھتے ہوئے کہا ہوں
مجھے تو آج بہت مزہ آیا شاملہ نے ایک ہاتھ میز پر
اور دوسرا ہاتھ محوڑی سے نیچے رکھتے ہوئے کہا اب
کہاں چلنے کا ارادہ ہے ابراہیم نے گفتگو میں حصہ لیا
کسی پارک میں چلیں گے جہاں سکون ہو لوگوں کا
ہجوم نہ ہو شاملہ نے جوابا کہا دونوں شاملہ کی بات پر
غور کرنے والے انداز میں سر کر جنبش دی ویٹر کھا
لے آیا اور وہ تینوں کھانے میں مصروف ہو گئے
کھانے کے دوران ہلکی پھلکی گفتگو ہوتی رہی کھانے
سے فارغ ہو کر شاملہ نے ویٹر کو بلادیا کیا ارادہ سب
باہر آگئے انہوں نے جو اے لینڈ کی سیر کی مزید
دکانوں میں گئے جن میں سی ڈی ایس وغیرہ کی بھی
دکانیں شامل تھیں باہر پارک بھی دور کیا شاملہ نے
وہاں سے کھانے پینے کی اشیاء خریدیں اور اپنے
والدہ اور والدہ اور دادی کے لیے تحفے تحائف بھی
لیے اور ابراہیم کو نوکیا کا جدید ٹیکو جی والا نیا ماڈل
لے کر دیا اور اپنے لیے بھی سسٹم گ خرید اس کے تو
بٹن ہی نہیں بس بہت مشکل ہے ابراہیم نے موبائل
کو الٹ پلٹ کر دیکھتے ہوئے کہا ٹین والے پرانے ہو
گئے ہیں یہ چل رہے ہیں آجکل کوشش کر کے دیکھیں
شاملہ نے بار بھر لے لے لے میں کہا شاملہ نے تسنیم کو
لے کر دینا چاہا لیکن اس نے انکار کر دیا شاملہ کے
بے حد اصرار پر بھی اس نے انکار کر دیا کہ اسے اس
کی کوئی ضرورت نہیں ہے شاملہ نے ٹیلی فون کی ایک
سم کی ابراہیم کے لیے اور ابراہیم سمجھ گیا کہ یہ چاہتی
ہے کہ میں اس سے فون پر باتیں کیا کروں ہوں
دلچسپ بہت دلچسپ ابراہیم دل ہی دل میں مسکرا رہا
تھا تینوں واپس گاڑی میں آکر بیٹھ گئے اور گاڑی
پارکنگ ایریا سے نکل پڑی۔

شکیل نے گاری ریس کورس جیلانی پارک
کے پارکنگ ایریا میں پارک کی اور وہ تینو گاڑی
سے باہر نکل کر جیلانی پارک میں داخل ہو گئے ہر

نیلے آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا پھر بھی آپ مجھے نہیں بتائیں گے اب تو ہم دوست ہو چکے ہیں کہاں رہتی ہے وہ کیا نام ہے اس کا شائلہ نے ایک ہی سانس میں کئی سوال کر ڈالے تھے اس نے اس کا دل بے چین ہو رہا تھا کہ اس کے محبوب کے دل میں آخر کس نے جگہ لے رکھی ہے شائلہ کا بس نہیں چل رہا تھا ورنہ وہ ابراہیم کے دل میں جھانک کر دیکھ لیتی کہ آخر وہ چڑیل کون ہے۔

وقت آنے پر سب بتا دوں گا ابھی میں یہ تو جان لوں کہ وہ مجھ سے پیار کرتی ہے یا نہیں ہمارے گاؤں میں ہی رہتی ہے اور نام معلوم نہیں ابراہیم نے گہری سانس لے کر کہا وہ ہر سوال کا جواب بہت دھیان سے سوچ کر دے رہا تھا بے شک وہ جانتا تھا کہ اگر وہ شائلہ سے اظہار محبت کر بھی دے گا تو وہ خوشی سے پھولے نہیں سمائے گی لیکن پھر بھی اس نے سب کچھ احتیاط سے کرنے کا سوچ رکھا تھا لیکن شائلہ تو محبت کی آبیج پڑھی جہاں اسے سوچنے کی کوئی توفیق نہیں تھی کہ ابراہیم کو اس کی دولت سے بھی دشمنی ہو سکتی ہے۔

شائلہ کی آنکھوں میں نمی بھرا آئی جنہیں ابراہیم نے محسوس کر لیا مگر وہ جان کے انجان بن رہا تھا شائلہ میں مزید اس موضوع پر بات کرنے کی ہمت نہیں تھی اس لیے وہ خاموش ہو گئی کافی دیر خاموشی رہی پھر ابراہیم نے اس خاموشی کو توڑا کیا آپ کو کوئی پسند یا محبت ہوئی کسی سے ابراہیم نے سوالیہ نگاہوں سے شائلہ کے چہرے پر مرکوز کر لیں

جی۔۔۔ وہ۔۔۔ ہاں۔۔۔ سوال اتنا اچانک تھا کہ شائلہ سمجھ ہی نہ سکی لیکن پھر وہ سنبھل گئی ارے واہ کس سے ابراہیم نے دلچسپی لیتے ہوئے پوچھا گو کہ وہ اچھے سے شائلہ کے دل کا حال جانتا تھا مگر اس کو یہ سب پوچھنے میں بہت مزہ آرہا تھا اوقات آنے پر بتا دوں گی شائلہ نے پھیکے لہجے میں کہا کیا نام ہے اس کا

ابراہیم نے چاہنے کے باوجود بھی نامعلوم ہونے والی اداکاری کی معلوم نہیں شائلہ نے خجندی سے کہا تم آن یار ہم دوست ہیں مجھے نہیں بتاؤ گی ابراہیم نے تالی مارتے ہوئے کہا ابھی پہلے میں یہ تو جان لوں کہ وہ مجھ سے پیار کرتا ہے یا نہیں شائلہ نے بغیر کسی تاثر کے کہا ابراہیم نے ہنسنے کی بجائے ہنسی ضبط کی وہ شائلہ کے جوابوں سے اندازہ لگا سکتا تھا کہ اسے کتنا برا لگا ہے جی تو وہ میرے سوالوں کا جواب میرے ہی دئے جا رہی تھی کہاں رہتا ہے وہ دھکتا کیلا ابراہیم کو کریدنے میں بہت مزہ آرہا تھا۔

ہمارے ہی گاؤں میں رہتا ہے بہت خوبصورت ہے شائلہ نے آہ بھر کر کہا جس پر ابراہیم ہنسنے لگا اچکا کر رگیا پہلے بار کہاں دیکھا تھا سے ابراہیم نے مسکراتے ہوئے پوچھا اس سے پہلے کے شائلہ جواب دیتی تسنیم وہاں آپ پہنچے تھی اور ابراہیم کے پاس مزید سوالوں کی غنجائش نہ رہی تھی۔

میں نے تم دونوں کو ذرا سنبھال دیا تسنیم نے فری سے پوچھا۔ تسنیم نے تسنیم تم ٹھیک وقت پر آئی ہو شائلہ نے تسنیم کا ہاتھ پکڑ کر اپنے اور ابراہیم کے بیچ میں بٹھا لیا تسنیم نے دونوں کو ترجیحی نگاہ سے دیکھا۔ کیوں ابھی خیریت تو ہے تسنیم نے باری باری دونوں کو غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا ابراہیم جو قبل اس سے پہلے سوچ رہا تھا کہ تسنیم غلط وقت پر آگئی ہے تسنیم کے سوالوں پر بولا دیکھو نا تسنیم یہ ہماری سہیلی ہے اور ان کو ایک لڑکا پسند ہے لیکن بتائیں رہی کہ کون ہے میں نے پوچھا ابھی سے پھر بھی نہیں بتایا۔ ان کو بھی ایک لڑکی پسند ہے اور یہ بھی مجھے نہیں بتا رہے تو میں ابھی کیوں بتاؤں شائلہ نے خجندی سے کہا اور ہاں آپ کا آخری سوال تھا کہ میں نے پہلی بار اسے کب دیکھا تو مجھے یاد نہیں شائلہ اتنا کہہ کر وہاں سے اٹھ کر چلی گئی تسنیم کو سارا معاملہ سمجھ آ گیا تھا کیا

کی بات کاٹ کر مسکراتے ہوئے کہا ابراہیم حیرانی سے دیکھتا رہ گیا وہ تیونوں کا کافی دیر ادھر ادھر ٹھہرتے رہے اور پھر گاڑی جیلانی پارک سے نکل پڑی۔

مجھے پریشانی ہو رہی ہے شام لگ چکی ہوگی یا نہیں پتا نہیں اس وقت کہاں اور کیا کر رہی ہوگی میری بی بی عظمیٰ بی بی نے پریشانی کے عالم میں کہا۔ کیوں فکر کرتی وہ اب وہ بڑی ہو گئی ہے اچھا برا سب جانتی ہے جاوید حیات نے سلی دیتے ہوئے کہا جوان ہو گئی ہے سچی تو فکر ہو رہی ہے مجھے اپنی شام لگ چکی ہوگی لیکن دنیا والوں پر نہیں عظمیٰ بی بی نے سر پکڑ کر کہا جانے اور تفتی دیر لگے گی اسے واپس آنے میں عظمیٰ بی بی کی باتوں پر جاوید صاحب مسلسل مسکرا رہے تھے یہ تم غور توں کا وہم ہے اور کچھ نہیں ہے۔

یہ وہم بھی ایک اشارہ ہوتا ہے عظمیٰ بی بی نے کہا بی بی تھکا کر فون کی ہتھتلی بجھنے لگی فون کی ہتھتلی پر بی بی کا دل دھڑ دھڑ کرنے لگا جاوید نے فون اٹھایا۔ ہیلو دوسری طرف سے آواز آئی ہاں بیبا بولو جاوید صاحب نے آواز پہچان کر نرمی سے کہا اور عظمیٰ بی بی کو دھیسے سے بتایا کہ زائد کا فون ہے عظمیٰ بی بی کو پھر بھی سلی نہیں ہوئی الٹا انہیں مزید وہم پڑ گیا شاید کوئی بری خبر ہے لیکن خود ہی انہیں اپنی سوچ کی نفی کرتے ہوئے کان فون کو ہاتھ لگائے اور درود شریف کا ورد کرنے لگیں بابا شام لگ چکا ہے زائد نے پوچھا۔

لاہور ہے بیبا کیوں کیا ہوا ہے تم کیوں پوچھ رہے ہو خیریت تو ہے ناں جاوید صاحب گرمی اب کھرا بہت ہوئے لگی عظمیٰ بی بی نے بھی فون کے ساتھ کان لگا کر کھڑی ہو گئیں تھیں۔

ہاں جی آپ فکر نہ کریں سب ٹھیک ہے آج میں دوستوں کے ساتھ فوئیرس سٹیڈیم گیا ہوا تھا تو

ضرورت تھی کہ اس کرنے کی تسنیم نے غصے سے پوچھا پہلے تو اس نے مجھ سے بات شروع کی تھی ابراہیم نے لاپرواہی سے کہا۔

تم کبھی نہیں سدھو گے دیکھو تم نے اسے ناراض کر دیا تسنیم نے کہا اور اٹھ کر شام لگ کے پیچھے چل دی۔ شام لگ چھیل کی دوسری طرف گردن جھکائے بیٹھی تھی تسنیم اس کے پاس آ کر بیٹھ گئی ناراض ہو ہم سے اگر ان کی کسی بات کا برا لگا ہے تو میں معافی مانگتی ہوں ان کی طرف سے تسنیم نے کان پکڑ لیے۔

ارے نہیں میں ناراض تو نہیں ہوں بس پاگل ہوں ناں حالانکہ میں جانتی ہوں کہ انہیں نہیں پتا کہ میں ان سے محبت کرتی ہوں پھر بھی اٹھ کر چلی آئی دراصل ان کے منہ سے یہی دور کی تعریف میرے لیے قابل برداشت نہیں شام لگنے روٹھے روٹھے لہجے میں کہا۔ کہو اس کرتا ہے اسے کوئی تو کی نہیں پسند میں اسے اچھے سے جانتی ہوں ویسے ہی نہیں تنگ کر کر باہوگا تسنیم نے سلی دیتے ہوئے کہا۔

شام لگنے سے رات گھا کر تسنیم کو دیکھا اور بولی تم نے انہیں بتایا کہ میں انہیں جانتی ہوں۔ نہیں جہلا میں کیسے بتاتی تم کو میں نہیں بتا دیتی کوئی اچھا سا موقع دیکھ کر اب تو تمہارے پاس فون بھی ہے اور جاوید ملاقات کر لو اکیلے میں تسنیم نے کچھ سوچنے کے بعد کہا تسنیم کے ایسا کہنے پر شام لگ بہت کچھ سوچنے پر مجبور ہو گئی۔

ٹھیک ہے میں سوچ کر کوئی اچھا سا فیصلہ کروں گی اور موقع دیکھ کر ضرور بات کروں گی شام لگنے کے دو ٹوک انداز میں کہا۔ میں تمہارے ساتھ ہوں تسنیم نے مسکراتے ہوئے کہا اور وہ دونوں واپس ابراہیم کے پاس آ گئیں میری کوئی بات بری لگی ہو۔ نہیں میں ناراض نہیں ہوں شام لگنے ابراہیم

وہاں میں نے شاملہ کو دیکھا مجھے لگا کہ شاید کوئی اور ہے کیونکہ شاملہ کو یہاں دیکھنے کی توقع نہیں تھی لیکن آپ نے بتایا تو یقین ہو گیا کہ وہی بھی زیادہ تفصیل بتائی جاوید صاحب اور خاص طور پر عظمیٰ بی بی کی جان میں جان آگئی۔

کتنی سہیلیاں تھی اس کے ساتھ جاوید نے پوچھا وہ زائد انکا ہوگی کوئی پانچ چھ مجھے ٹھیک سے نہیں بتا زائد نے لاہور ای کا اظہار کیا۔

شاملہ تم سے ابھی تک ملی نہیں جاوید نے پوچھا ابھی تک تو نہیں زائد نے جواب دیا کافی دیر ادھر ادھر کی گفتگو ہوتی رہی پھر رابطہ منقطع ہو گیا زائد کافی دیر شاملہ کے ساتھ اس لڑکے کے بارے میں سوچتا رہا وہ نہیں چاہتا تھا کہ ابھی اس معاملے کی کسی کو بھی ہو لگے کیونکہ اس بارے میں وہ خود ٹھیک سے sure نہیں تھا وہ اس بات پر خود ہی غور کرنا چاہتا تھا تم دونوں گاڑی میں ہی میرا انتظار کرو میں بھائی سے مل کر آتی ہوں شاملہ نے کاشیبل کو زائد کا نام وغیرہ بتایا کاشیبل نے شاملہ کو کچھ دیر انتظار فرمانے کے لیے کہا تھوڑی دیر بعد زائد وہاں آپہنچا اور شاملہ اپنے بھائی کو دیکھ کر حیران رہ گئی دراز قد گوری رنگت ایک دم نوجوان آدمی شاملہ نے زباد کو بے اختیار گھٹے لگا لیا زباد بننے لگا۔

کیسے ہو بھائی شاملہ نے مسکراتے ہوئے پوچھا تمہارے سامنے ہوں زباد نے ناہنیں پھیلاتے ہوئے کہا تم جیسی ہو۔

آپ کے سامنے ہوں شاملہ نے کہا تو دونوں قہقہہ مار کے ہنس پڑے کسی کے ساتھ آئی ہو زائد نے غور سے شاملہ کو دیکھا۔۔۔ آ۔۔۔ وہ شاملہ کو جھک سا لگا میری سہیلیاں ہیں باہر۔ چلو آؤ ان سے بھی مل لیتے ہیں زائد نے کہہ کر چلنا ہی چاہا کہ شاملہ نے فوراً اسے پہلے زباد کا بازو پکڑ کر اسے روک لیا کیوں جناب آپ نے لڑکیوں سے مل کر کیا کرنا ہے

کچھ بھی نہیں زائد شاملہ کی بات کا انتظار کیے بغیر ہی وہاں سے باہر نکل آیا شاملہ کو شدید خوف محسوس ہو رہا تھا اس کے پسینے چھوٹ رہے تھے زائد اور شاملہ گاڑی کے پاس پہنچے تو گاڑی میں صرف شکیل ڈرائیور ہی تھا اور گاڑی سے کچھ فاصلے پر تنیم کچھ سہیلیوں سے گپ شپ کر رہی تھی شاملہ کی جان میں جان آئی لیکن اسے تشویش بھی ہوئی کہ ابراہیم کہاں چلا گیا ہے اور یہ ساری لڑکیاں یہاں لاہور میں کس طرح کیونکہ یہ سب لڑکیاں شاملہ کی کالس فیلو زہرہ چلی بھی زائد اور شاملہ چل کر تنیم کے پاس آئے شاملہ نے بغیر آواز کے ہونٹ ہلا کر تنیم کو بتایا کہ یہ میرا بھائی ہے تنیم کچھ گئی اور وہ اپنا اور اپنی بانی سہیلیوں کا تعارف کروانے لگی کہ ہم سب لاہور سیر کرنے آئی ہیں زائد کا سارا شک و وہ ہو گیا اس نے اس لڑکے کے خیال کو کھنکھایا ایک غلط فہمی سمجھ کر ہمیشہ کے لیے اپنے ذہن سے جھٹک دیا وہ خوش تھا اور شامندہ بھی تھا اس لیے اس نے اپنی بہن پر غلط شک کیا شاملہ نے زائد کو تھن دیا اور سب سہیلیاں زائد کو خدا حافظ کہہ کر گاڑی میں بیٹھ کر ہوسٹل سے چلی گئی زائد تب تک انہیں دیکھتا رہا جب تک وہ گاڑی اس کی نظروں سے اوجھل نہ ہوئی۔ تھوڑی دور جا کر شکیل نے گاڑی روک دی اور وہ سب لڑکیاں نکل آئیں اور ابراہیم اندر آکر بیٹھ گیا شاملہ کو کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ حیران تھی۔ کہ یہ سب کیا ہے شاملہ کو حیرانی میں دیکھتے ہوئے تنیم نے پوچھا ہوں تنیم مسکرائی ہمیں معلوم تھا کہ زائد بھی باہر آ سکتا ہے اور اس لیے کہ کوئی تماشہ بننے سے پہلے ہم میں نے ابراہیم کو کہیں اور بھیج دیا تھا اور اسے کہا تھا کہ ہم یہاں سے آپ کو یک کر لیں گے اور ہماری کلاس فیلو زہرہ لاہور میں میڈیکل کی تعلیم حاصل کر رہی ہیں اتفاق سے وہ سب مجھے یہاں مل گئی اور وہ سب بھی

آئی ہے شانملہ نے جمانی لیتے ہوئے کہا۔
آپ دونوں کیوں نہیں سوئے انھی تک۔
تمہارے آنے سے پہلے کیسے سو جاتے جاوید
نے پیار سے کہا شانملہ کو اپنے والدین پر پیار آیا کہ وہ
اس سے نفرت محبت کرتے ہیں۔

ٹھیک سے ماما پایا آپ دونوں بھی سو جائیں
میں بھی سونے جا رہی ہوں صبح بات ہوگی شانملہ نے
کہا تو جاوید صاحب اور عظمیٰ بی بی اپنے کمرے میں
چلے گئے شانملہ بھی اپنے کمرے میں ٹیم دراز ہوئی وہ
اتنی تھکی ہوئی تھی کہ بیڈ پر لیٹتے ہی اسے نیند نے اپنی
آنکھوں میں لے لیا۔

اگلی صبح شانملہ کی آنکھ کھلی تو کھڑکی سے آنے
والی سورج کی روشنی بہت تیز تھی اس نے اگڑاڑی لی
اور گھڑکی کی طرف دیکھا دوپہر تھی کہیں بچہ نگر رہے
تھے وہ حیران رہ گئی کہ اتنا کیسے سوئی تھی وہ بیدار تھی
اور اپنے پیروں پر نظر ڈالی اور رات لاہور سے
واپس آکر اس نے پہرے بھی تبدیل نہیں کیے تھے
وہ اس وقت اتنا تھک چکی تھی کہ اس کا ذہن ماؤف
ہو چکا تھا لیکن اب وہ ملل تازہ دہی اس نے مشاور
لے کر کپڑے تبدیل کیے اور نیچے ناشتے کی میز پر
آکھی عظمیٰ بی بی نے اس کے سامنے ناشتہ رکھا ماما
آپ نے مجھے گھایا کیوں نہیں شانملہ نے بریڈ
چباتے ہوئے کہا۔

تم اتنا تھکی ہوئی تھی کہ دل ہی نہیں کیا تمہیں
ٹھک کرنے کو عظمیٰ بی بی نے مسکراتے ہوئے کہ کلوم
بگم بھی وہاں آن چکی تھی۔

بابا کدھر ہیں شانملہ نے پوچھا۔

کالم پر بیٹا کلوم بگم نے جواب دیا۔

جانتی ہو کل تمہارے بھائی نے تمہیں فون پر
سنیڈیم میں دیکھا اور تمہیں پہچان ہی نہیں پایا اس
نے ہمیں فون کر کے تمہارا معلوم کیا تو ہم نے بتایا
کہ تم لاہور ہی ہو عظمیٰ بی بی نے بتایا تو شانملہ کو ایک

سیر کی غرض سے اساس وقت باہر نکلی ہوئی تھیں
باتوں باتوں میں میں نامہوں نے مجھے اپنے بارے
میں بتایا اور میں نے انہیں یہ سب بتا دیا کہ اور دیکھو
انہوں نے ہمارا ساتھ دیا نسیم نے تفصیل سے بتایا۔
شانملہ کو یقین نہیں آ رہا تھا کہ وہ نسیم کی نقل
مندہ پر داد دینے بغیر نہیں رہ سکی گاڑی اب واپس
گاؤں کی طرف رواں دواں تھی۔

شانملہ بتاواں کیا تمہاری رو باب سے لڑائی
ہوئی ہے ایک طویل خاموشی کے بعد نسیم نے
سنجیدگی سے پوچھا ہاں۔

یاں یا رمانلہ نے بے زاری سے کہا اور نسیم کو
ساری تفصیل بتا دی سب سن لینے کے بعد نسیم کے
پہرے کے تیور ہی بدل گئے جنہیں شانملہ بھاپ گئی
تھی۔ کیا بوا شانملہ نے دھتے سے پوچھا۔
نہیں کچھ نہیں جو کیا اچھا کیا تم یہ نسیم نے
دھتے سے لہجے میں جواب دیا شانملہ نسیم کے
جواب پر خاموش ہوئی گاڑی میں ایک بار پھر طویل
خاموشی چھائی۔

شام ڈھل چلی تھی پورے چاند کی رات تھی ہر
چیز چاندنی میں نہائی ہوئی تھی شانملہ نے نسیم اور
ابراہیم کو ان کے کھراتار اور خود بھی اپنے گھر آئی وہ
تھکے تھکے قدموں کے ساتھ گھر کے اندر داخل ہوئی
تو عظمیٰ بی بی اور جاوید صاحب اسے دیکھ کر خوشی سے
کھل اٹھے تھے بابا لاہور بہت خوبصورت ہے شانملہ
نے صوفی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

ابھی تو تم نے کچھ بھی نہیں دیکھا ورنہ لاہور تو
تمہارے خیال سے بھی کہیں زیادہ خوبصورت ہے
جاوید نے مسکرا کر کہا۔

خوب مزے کیے اب تو تم تھک گئی ہو گی ناں
میری بیٹی کچھ کھا لو عظمیٰ بی بی نے شانملہ کے سر پر
پیاد دیتے ہوئے کہا۔
نہیں ماما ہم سب کھا کر آئے ہیں اب مجھے نیند

میں بولی میں شامل کیسے ہیں آپ۔
میں ٹھیک ٹھاک ہوں آپ سنائیں ابراہیم
نے ایسے کہا جیسے اسے شاملہ کے بی فون کی توقع تھی

اللہ کا شکر ہے شاملہ نے آہ بھر کر دھیمی سے
آواز میں کہا۔ کیا ہو رہا ہے ابراہیم نے سوال کیا۔
کچھ خاص نہیں شاملہ نے مختصر کیا۔ دفتر نہیں گئی
ابراہیم نے پھر سوال کیا۔

میں دل نہیں کیا آپ کیا کر رہے تھے کام پر
نہیں تھے شاملہ نے نرمی سے پوچھا۔ نہیں میرا بھی
دل نہیں کیا تھا ابراہیم نے ہنستے ہوئے کہا مجھے آپ
سے کچھ کہنا ہے۔

شاملہ نے دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئی مجھے بھی
آپ سے کچھ کہنا ہے۔

پہلے میں کہوں گا پھر آپ کہوں ابراہیم نے سر
سری انداز میں کہا۔ جی کیسے شاملہ نے ہنسنے سے کہا
خیر چھوڑیں ابراہیم نے طویل وقفے کے بعد کہا
آپے بتائیں آپ کو کیا کہنا ہے۔

ابراہیم کدھر ہے شاملہ نے سوال کیا۔ یہ کہنا تھا
آپ نے۔ ابراہیم نے حیرانی سے پوچھا۔ نہیں۔

۔۔ وہ۔۔۔ بس ایسے ہی شاملہ کا گلا خشک ہو
رہا تھا سانس تیز ہو رہی تھیں۔

تسلیم سو رہی ہے ابراہیم نے بتایا۔ آپ کو کچھ
کہنا تھا شاملہ نے خود پر قابو پاتے ہوئے کہا کہ
دو آپ کو برا لگا تو۔۔ ابراہیم نے تو پر زور دیتے
ہوئے کہا۔ نہیں مجھے برا نہیں لگے گا شاملہ کو تشویش
ہونے لگی دیکھ بد میں بنجیدہ ہوں وعدہ کریں آپ
معارض نہیں ہوگی ابراہیم نے بچوں کے سے انداز
میں کہا۔ نہیں میں وعدہ کرتی ہوں کہ ناراض نہیں
ہوگی شاملہ کو جسے ہو رہا تھا میں آپ سے محبت کرتا
ہوں ابراہیم نے نہایت ہی بنجیدگی سے کہا۔

بات اتنی اچانک کی گئی تھی کہ شاملہ پر سکونت

دم سے جیسے جھٹکا سالگ کچھ لمحے کے لیے وہ بول ہی
نہ سکی اسے اس بات کا دھڑکا لگ گیا تھا کہ کہیں زاہد
نے ابراہیم کو دیکھ تو نہیں لیا شاید بھی تو وہ سہیلیوں
سے ملنے کے لیے اصرار کر رہا تھا لیکن ایسا بھی تو وہ
سکتا ہے کہ نادیکھا ہو اگر دیکھا ہوتا تو یقیناً وہ بابا کو
بتاتا مگر ایسا بھی تو ہو سکتا ہے کہ دیکھ لیا ہو مگر بعد میں
گاڑی میں صرف لڑکیاں ہی دیکھ کر غلط فہمی دور ہو گئی
ہو یہ سب شاملہ سوچ رہی تھی پھر کچھ دیر کے بعد
کیا کہا نا ہوں نے کچھ نہیں مٹی بس یہ کہا کہ تم ٹھیک
ہو اور سہیلیوں کیسے اچھے ہو عظمیٰ بی بی کے بتانے پر
بھی شاملہ کو سلی نہیں ہوئی اس کی پریشانی بڑھتی گئی۔

شام کو جب جاوید کام سے لوٹے تو شاملہ نے
سب گھر والوں کو چٹختے تحائف دیئے بولا ہو رہے
لائی تھی ان کے لیے ساتھ میں لاہوری سیر کی پوری
تفصیل بتائی سب میں ابراہیم کا ذکر وہ گول لڑگئی
شاملہ نے ان کے جھولے میں بیٹھ کر شام کی چائے
پی اور کافی دیر ابراہیم کے پیارے میں سوچتی رہی
شاملہ کو قدرت بہت اچھی لگی تھی اس کا دل چاہتا تھا
کہ وہ بھی پرندوں کی طرح آسمان کی پرواز کرے
اپنے محبوب پر شعر و شاعری کرے بارش میں بھیکے
موسم بہار میں ابراہیم کے ساتھ وقت گزارے یہ
سب سوچتے ہوئے اسے اپنے سب فون کا خیال آیا
تو وہ اپنے کمرے میں چلی گئی اور سب فون اٹھا کر
اسے گھورنے لگی وہ سوچ رہی تھی کیا ابراہیم کا نمبر
آن ہو گیا ہو گا شاملہ نے تو کچھ دیر پہلے ہی اپنا نمبر
آن کر دیا تھا اس نے مزید نہ سوچا اور ابراہیم کا نمبر
ڈائل کیا وہ یہ جان کر مسرت سے ابھری کہ تیل جا
رہی تھی کافی دیر تیل جاتی رہی پھٹ دوسری طرف
سے فون اٹھا لیا گیا بیوہ دوسری طرف سے آواز آئی

شاملہ نے آواز پہچانی اور سہجے ہوئے لہجے

طاری ہو گیا کچھ لمبے تو وہ بولنے سوچنے اور سمجھنے کے قابل ہی نہ رہی اسے ایسا لگ رہا تھا جیسے کسی نے اسے سواٹ کا کرنٹ لگا دیا ہو اسے اپنے کانوں پر یقین نہیں آ رہا تھا کہ اس کا محبوب اسے چاہنے لگ گیا ہے اور اس سے اظہار محبت کر رہا ہے شامکے پورے بدن میں ٹھنڈکی سی لہر دوڑ گئی تھی وہ خاموش تھی صرف س کے سانس لینے کی آواز ابراہیم سن سکتا تھا کہا تھا نا کہ آپ کو برا لگے گا ابراہیم نے منہ بنا تے ہوئے کہا۔۔۔ نہیں۔۔۔ نہیں کس نے کہہ دیا آپ سے کہ مجھے برا لگا شامکے نے رک رک کر کہا۔

آپ کی خاموشی نے۔ ابراہیم کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آن گئی سو نے کی چڑیا اس کے ہاتھ میں تھی مجھے تو اچھا لگا ایک بات مجھے بھی مٹی تھی شامکے نے ہمت سے کہا۔

جی کہیں۔۔۔۔۔ سچ یا جھوٹ۔

سچ۔۔۔۔۔ میں نے جس دن سے آپ کو ملنا ہے اس دن سے میں آپ سے بے پناہ محبت کرنے لگی ہوں آج بھی کرتی ہوں اور سرتے دم تک کرتی رہوں گی شامکے نے تیزی سے اتنا کہہ کر ابراہیم کے جواب کا انتظار کیے بغیر ہی جلد سے سفون بند کر دیا اور لمبے لمبے سانس لینے لگی وہ اب تک ٹھیک سے سنبھل نہیں پائی تھی کہ یہ کیا ہو گیا ہے وہ اس سب معاملے کے بارے میں سوچ ہی رہی تھی کہ موہاں کی گھنٹی بجنے لگی شامکے نے سر میں پردہ دیکھا تو ابراہیم کا سی نمبر آ رہا تھا شامکے نے فون اٹھا کر کان سے لگا لیا۔ میں آپ سے ملنا چاہتا ہوں رابطہ ہونے ہی ابراہیم بولا۔

کہاں اور کب شامکے نے حیرت سے پوچھا۔
جہاں آپ کو مناسب لگے ابراہیم نے کہا لیکن صرف آپ اور میں ٹھیک ہے شامکے نے ابراہیم کو ملنے کی جگہ اور وقت بتا کر فون بند کر دیا شامکے کی حالت پہلے سے بھی زیادہ وجہ ہو رہی تھی کیونکہ

سب کچھ اچانک سے ہو گیا تھا اور ابھی رہا تھا خوشی بھی تھی اور کمی ہوئی تھی وہ سارا دن اگلے دن کا انتظار کرتی رہی جوں تو کر کے رات چھا ہی گئی لیکن شامکے ساری رات ٹھیک سے سو نہیں سکی اسے ابراہیم کی باتیں اور کل کیا ہوگا اسے یہ سب کچھ ستا رہا تھا اسے خود ہی معلوم نہ تھا کہ اس نے ملاقات کے لیے ہاں کیسے کر دی ہے۔

جیسے تیسے کر کے رات بیت گئی اور فجر کی اذان میں شروع ہو گئی شامکے نے مزید سونے کی کوشش کا فیصلہ نہ کر پایا اور وضو کر کے غسل خانہ میں چلی گئی اس نے با وضو ہو کر نماز فجر ادا کی اور ابراہیم سے ملنے کے منصوبے پر غور کرنے لگی۔

دوسری طرف ابراہیم بھی تمام رات سو نہ سکا تھا وہ بھی اسی تجسس میں تھا کہ کل کیا ہوگا وہ شامکے سے کیا کہے گا اور شامکے جواب میں کیا کہے گی رات رات سورج کی تیز روشنی چاروں طرف پھیل گئی ابراہیم نے ساری بات سنیم کے غوش گزر دی تھی سنیم اس فیصلے پر بہت خوش تھی کہ اب دونوں اپنی زندگی کی نئی شروعات کریں گے۔ شامکے نے بہت سوچا اور آخر وہ سچ فیصلہ کرنے میں کامیاب ہو گئی اس نے ابراہیم کو فون کرنا چاہا کہ اسے اپنے منصوبے کے بارے میں بتائے لیکن یہ سوچ کر وہ بار بار رک جاتی کہ کہیں ابراہیم سو یا نہ ہو اور وہ فون کر کے اس کی نیند خراب کرے چونکہ ابراہیم شامکے کی بے پناہ چاہت تھا اس لیے وہ اسے کوئی تکلیف دینا نہیں چاہتی تھی ایک ایک بل ایک صدی کی طرح لگ رہا تھا گھڑی پر سات بج گئے تھے تو انتظار کی گھڑی بھی ختم ہو گئی شامکے نے مزید سوچے بغیر ہی ابراہیم کو فون ملا دیا اور تیل زیادہ نہیں گئی تھی کہ فون اٹھا لیا گیا۔

ہیلو۔ ابراہیم کی آواز آئی۔ ابراہیم کی آواز سننے ہی ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ فریٹش ہو۔ آپ کب

ہوا ایسا کچھ نہیں ہے فکر نہ کریں اگر ہوا تو ضرور بتا
دوں گی وہ تو بس اس دن میں ایسے ہی کبرنگی تھی۔

ابراہیم مطمئن بنا ہوا لیکن اس نے اسے ات کو آگے
نہ بڑھایا وہ جانتا تھا کہ تسنیم اس کے پیٹھ پیچھے ضرور
کوئی گل کھلا رہی ہے لیکن اس نے خاموشی ہی بہتر
سمجھی کیونکہ اس کا خیال تھا کہ پہلے شائلہ کو پری طرح
باتھ میں آجائے اور بعد میں میں تسنیم کی خبر لوں گا

کیا آپ واقعہ شائلہ سے محبت کرنے لگ گئے
ہیں تسنیم نے سوال کیا اور ترچھی نگاہوں سے ابراہیم
کا جائزہ دیکھا چاہا اس کے اچانک سوال پر ابراہیم کی
سوچوں کا تار تار ٹوٹ گیا اور اس نے تسنیم کے
سوال کا جواب دینے میں دیا ابراہیم کے دل میں
شائلہ کے لیے ذرا سی کمی محبت نہیں تھی لیکن اس نے
کبھی شائلہ کو تیل لگا ہوں سے نہیں دیکھا تھا وہ شائلہ
کی بہت عزت کرتا تھا ابراہیم تنہید مزاج
خوبصورت نوجوان تھا اسے کبھی بھی لڑکیوں میں
دلچسپی نہیں ہوئی تھی اس لیے اس نے بڑی ہی چلائی
سے ٹھنڈے دماغ سے تسنیم کو ہاں میں جواب دیا
کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اگر اس نے سچ بتایا تو وہ پھر
سے تسنیم کوئی تماشہ کھڑا کر دے گی دھوکے فریب ر
طویل ٹیکر دے گی اور شاید شائلہ کو بھی بتا دے اسی بنا
پر ابراہیم نے سچ نہیں بتایا وہ ابھی تک اسی الجھن
میں تھا کہ تسنیم میری اس بات پر غور کیوں کر جانی

ہے جب بھی وہ اس سے پوچھتا ہے تمہیں کسی سے
پیار ہے تو تسنیم تلخ ہو جاتی ہے جو ابراہیم کو بہت کچھ
سوچنے پر مجبور کر دیتی ہے جو شخص جھوٹ بولتا ہے اور
جب جھوٹ بولنے پر اس کا جھوٹ پکڑا جاتا ہے تو وہ
تلخ اور غصے میں آ جاتا ہے کیونکہ جو سچا ہوتا ہے وہ بے
فکر ہوتا ہے ایسا نہیں تو ہو سکتا ہے کہ بار بار ایک
سوال پوچھنے سے تسنیم تنگ آ جاتی ہو لیکن اس نے
جب بھی پوچھا تسنیم نے غصہ ہی کیا ابراہیم کے دماغ
میں طرح طرح کی سوچیں جنم لے رہی تھیں یہ وہ

اشے شائلہ نے پیار سے پوچھا۔ ساری رات سو یا ہی
نہیں جاؤں ابراہیم نے ہنستے ہوئے کہا۔

کیا لیکن کیوں۔ شائلہ ابراہیم کے جانم کہنے
سے گھبرا گئی مگر شرمناک بھی۔

تمہارا بے خیال ہونے ہی نہیں دیتے اپنے
خیالوں سے کہو کہ کچھ خیال کریں میرا ابراہیم نے
بڑی ہی چلائی سے کہا اسے اب احتیاط برتنے کی
ضرورت نہیں تھی کیونکہ اب وقت آ گیا تھا جب بہت
لدھونے کی چڑیا اس کی ہونے والی تھی۔
جی بالکل شائلہ نے دھمکے سے کہا۔

تم کب کبھی ابراہیم سے سوال کیا۔ میں بھی
ساری رات نہیں سوئی شائلہ نے آہستہ سے کہا تو
ابراہیم قہقہہ لگا کر ہنس پڑا تھا آگ دو نوں طرف
برابر کی گئی ہوئی ہے تو سونے دین کی بات کی اس پر
شائلہ بھی بے ساختہ ہنس دی۔

میں نے سٹے کا منصوبہ بنا لیا ہے میں اپنے
دیرانیور ٹھیل کے ساتھ آپ کے گھر آتی ہوں چھپنے
وہاں سے ہم کسی دوسرے گاؤں چلے جائیں گے
شائلہ نے تفصیل بتاتے ہوئے ابراہیم کو کہا ابراہیم کو
شائلہ کا آئیڈیا پسند آیا اس لیے اس نے ہاں میں
جواب دیا آپ تیار رہنے لگیں چلتی ہوں اور ہاں
ناشتہ ہم ساتھ کریں گے شائلہ نے کہا اور خدا حافظ
کہہ کر فون بد کر دیا۔

تسنیم تم کس سے محبت کرتی ہو تو تم نے بتایا
نہیں تھی تک چھپاؤ مت کہا نا اچھا ہوا تو شادی
کر وادوں گا اب تو شائلہ سے بھی شادی کی ٹینشن
نہیں رہی بس دیر ہے ابراہیم نے نرمی سے کہا۔

تسنیم دھک سے رہ گئی کہ اتنی دیر کے بعد بھی
ابراہیم کو وہ بات یاد تھی آخر وہ اس بات کو بھول
کیوں نہیں جاتا تسنیم غصہ آ گیا اب اس بات کو چھوڑ
بھی دو ناں بھائی کیوں میرے پیچھے پڑے ہوئے

وقت تھا جب ابراہیم تیار ہو کر شام کا انتظار کرنے لگا تھا اور اچانک سے وہ یہ سوال کر بیٹھا تھا۔

شام کا درانہ نور ٹھیل کے ساتھ گاڑی لے کر ابراہیم کے گھر پہنچی اس نے ٹھیل کو دس ہزار روپے کی رقم دے رکھی تھی شام کا گاڑی سے اتر کر گھر کیا نذر آئی تو دونوں کو یہ اپنا منتظر پایا ابراہیم نے شلوار قمیض زیب تن کر رکھی تھی ابراہیم کو دیکھتے ہی شام کا کے رخسار سرخ ہو گئے اور اس نے نظریں جھکا لیں شام کا کی اس ادا پر ابراہیم بے اختیار مسکرا دیا تیار کیوں نہیں ہوئی شام کا نسیم سے مخاطب ہوئی میں بھلا کیوں تیار ہوتی ڈیٹ تم لوگوں کی سے میں کباب میں بڈی کیوں ہوں نسیم نے مسکراتے ہوئے شام کا کو جواب دیا پھر ابراہیم سے بولی آپ گاڑی میں میں چل کر ٹینیس میں آتی ہوں ابراہیم نے شام کا کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا اور جیسی آواز میں نسیم سے مخاطب ہوا تاکہ شام کا سن سکے گھر میں ہی رہنا نہ کہیں جانا اور نہ کسی کو آنے دینا بھی میں تم کو پھر وہ کر رہا ہوں مجھے مایوس مت کرنا ابراہیم نے جی دی سے کہا۔

میں آنکھیں بند کر کے پاس چلی جاؤں گی جناب نسیم نے سچ انداز میں کہا اور منہ دوسری طرف موڑ لیا ابراہیم نے ایک بار پھر نسیم کا غصہ کرنا بڑی سنجیدگی سے لیا اور پچھنے بغیر ہی گھر سے نکل گیا شام کا دونوں کی گفتگو سے بے خبر چپ چاپ کھڑی تھی۔ یہی وہ وقت ہے شام کا ابراہیم کو سب بتا دو نسیم شام کا کا نرم و نازک ہاتھ اپنے آنکھوں میں لیتے ہوئے کہا اور یہی بتاتے ہوئے جاری ہوں دغا کرنا سب ٹھیک ہو جائے اور وہ خوشی سے مجھے بھونک کر لے شام کا نے آہ بھر کر کہا ضرور کرے گا وہ تمہیں قبول آخر تم میں برائی ہی کہتا ہے نسیم نے اپنا ہاتھ شام کا کے گال پر رکھ کر کہا شام کا مسکرائی اور

خوبصورت مسکراہٹ اچھا چپتی ہوں اپنا خیال رکھنا شام کا نے کہا اور نسیم کو گھٹے لگا کر گھر سے باہر نکل گئی شام کا کے گاڑی میں بیٹھتی ہی ٹھیل نے شام کا سے پوچھے بنائی کہ کہاں جانا ہے گاڑی روں دواں کر دی کیوں وہ جاتا تھا کہ جاتا کہاں ہے ویسے دوسرے گاؤں جانے کا منصوبہ اچھا ہے ابراہیم نے شام کا کی جانب چہرہ کر کے کہا۔

ہمارے گاؤں میں مجھے ہر کوئی جانتا ہے اگر ہمیں کوئی دیکھ لے گا تو لوہ چے لگوائیاں شروع ہو جائیں گی جس وجہ سے ہم بدنام ہو جائیں گے اور شام کا نے بات میرے والدین تک پہنچ جائے گی ان کی عزت لگ خراب ہوگی اس لیے آپ کی اور میری اپنی عزت کا خیال رکھتے ہوئے دوسرے گاؤں جانے کا فیصلہ کیا ہے شام کا نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا وہ پیار بھری آنکھوں سے ابراہیم کو دیکھ رہی تھی شام کا کی آنکھوں میں ابراہیم نے اپنے لیے بے پناہ پیار دیکھا اور نے جتنی زندگی گزار کر تھی تھی اپنا لیے بھئی کی کی آنکھوں میں نہیں دیکھا تھا جو آج وہ شام کا کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا دونوں ایک دوسرے سے ادھر ادھر کی باتیں کر رہے تھے دونوں ایک دوسرے کی قربت پا کر اس قدر خوش تھے کہ انہیں پتا ہی نہیں چلا کہ دوسرا گاؤں آگیا ٹھیل گاڑی میں ہی رہا جب کہ وہ دونوں گاڑی سے اتار کر کھیتوں کے کنارے جا کر بیٹھے شام کا کچھ شرماتی تھا کچھ گھبراہٹ ہوئی تھی وہ پہلے بار ایسا قدم اٹھا رہی تھی اس کے پہلے لاہور کے دورے پر تو نسیم ساتھ ہی لیکن اس بات وہ ابراہیم اکیلے تھے جس وجہ سے شام کا سہمی ہوئی تھی لیکن اندر سے وہ بہت خوش بھی تھی ابراہیم نے پیار سے اپنا ہاتھ شام کا کے ہاتھ پر رکھا آؤ چل کر پہلے ناشتہ کرتے ہیں پھر مسکون سے بیٹھ کر بات کریں گے دونوں نے ایک دھابے سے پراٹھا اناؤ اور چائے

اور لاہور میں بھی یہی کہنا چاہتا تھا لیکن کہہ نہیں پایا کہ کہیں تم ناراض نہ ہو جاؤ اور میں تمہیں خود سے ناراض ہوتے نہیں دیکھ سکتا ابراہیم نے شامکے کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے کہا شامکے اپنے ہاتھ ابراہیم کی گرفت سے جھڑانے کی کوشش کر رہی تھی لیکن ابراہیم نے انہیں مضبوطی سے تھام رکھا تھا شامکے کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا اسے ایسا لگ رہا تھا جیسے اسے دنیا کی ہر خوشی مل گئی ہے اسے یہ سب خواب سا لگ رہا تھا کہ اس کا محبوب اس کے ساتھ اظہار محبت کر رہا ہے اس کو اپنے اندر بچہ کی سی لہریں دوڑتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی تم بھی تو مجھ سے پیار کرتی ہو ناں فون پر تو تم کہہ چکی ہو لیکن میں اس وقت اپنے سامنے تمہارے منہ سے سننا چاہتا ہوں ابراہیم نے شامکے کا چہرہ ٹھوڑی سے پکڑ کر اوپر کیا اور اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا شامکے اپنی آنکھیں بچکا ناں بھول گئی تھی اس کی سانسیں تیز ہو گئیں بھی ابراہیم شامکے کو جواب کا منتظر تھا لیکن شامکے خاموش رہی اس کی ہمت نہیں ہو رہی تھی کہ وہ ابراہیم کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اپنے دل کی بات کہہ سکے ابراہیم شامکے کی کیفیت مجھ رہا تھا اس لیے وہ خود ہی بولنے لگا میرے دل کی آواز سنو شامکے میرے جذبات سچے ہیں ابراہیم نے شامکے کا ہاتھ اپنے دل پر رکھتے ہوئے کہا میں سمجھ رہی ہوں نا ابراہیم نے جواب طلب نگاہوں سے شامکے کو دیکھا شامکے نے اثبات پر سر ہلا دیا وہ ابراہیم کے منہ سے صرف اور صرف ادنیٰ کی پیشکش سننا چاہتی تھی وہ اب بھی خاموش رہی اور ابراہیم کہتا گیا کیونکہ اس سے اچھا موقع شاید ہی بھیجے آئے لہذا وہ وقت ضائع کیے بغیر کہتا گیا وہ آج پوری کوشش میں تھا کہ وہ شامکے کا ہاتھ لے کر رہے گا وہ بہت خوش تھا کہ قسمت کی دیوی اس پر مہربان ہو رہی تھی شامکے میری خوشی تم ہو مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ میں تمہیں اپنے

ناشتہ کیا اور ناشتے کے دوران دونوں کے بیچ میں کوئی بات نہیں ہوئی تھی شامکے بس دل ہی دل میں سوچ رہی تھی کہ ابراہیم میں وہ ہر چیز ہے جو وہ اپنے ہمسفر میں چاہتی تھی اور سب سے بڑھ کر شرم و حیا تھی وہ نا تو لڑکیوں میں دلچسپی رکھتا تھا اور نہ ہی کسی لڑکی کو میلی نظر سے دیکھتا تھا اگر کسی پر نظر پڑ جاتی ہے تو فوراً انہیں جھکا لیتا ہے اس نے شامکے سے بھی بھیگی کو حوس کا خواہش نہیں رکھی تھی شامکے سوچ رہی تھی کہ یہاں پر ان دونوں کو کوئی نہیں جانتا ابراہیم جانتے تو دو منٹ میں اس کے ساتھ اپنا مطلب پورا کر سکتا ہے لیکن ابراہیم نے ایسی کوئی کوشش نہیں کی تھی اور نہ ہی وہ کرے گا یہ شامکے کا اندھا اعتماد بھی تھا اور ابراہیم کا اچھا اخلاق بھی شامکے سے سب سوبی رہتی تھی کہ ابراہیم نے اپنا ہاتھ اس کی آنکھوں کے سامنے لہرایا شامکے چونک گئی کہاں ہو گئی ابراہیم نے ہاتھ کے اشارے سے کہا نہیں کہیں نہیں شامکے نے شرمیلی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔ تو پھر چلیں ابراہیم نے پوچھا۔

جی بالکل شامکے نے کہا اور وہ دونوں اٹھ کر ادھر ادھر گھومنے لگے چاروں طرف ہرے بھرے کھیت بہت خوبصورت لگ رہے تھے آسمان بالکل صاف اور شفاف تھا سڑکوں پر اکا دکا لوگ نظر آ رہے تھے جو اپنے اپنے کاموں میں مشغول تھے دونوں جب چہل قدمی کر کے تھک گئے تو بیوب ویل کے پاس آکر بیٹھ گئے شامکے ابراہیم سے کچھ فاصلے پر بیٹھ گئی ڈرو نہیں کچھ نہیں کروں گا میں ایسا نہیں ہوں ابراہیم نے تسلی دینے والے انداز میں کہا۔

مجھے بھروسہ ہے آپ پر شامکے نے ابراہیم کی طرف دیکھے نہ کہا جس پر ابراہیم اسے سرسری سے انداز میں دیکھنے لگا آپ نے لاہور میں کیا کیا تھا کہ آپ کو کس سے محبت ہے شامکے نے بچکیا کر گفتگو کا آغاز کیا میں نے کل کہا تھا کہ مجھے تم سے محبت ہے

آپ کے لیے کچھ بھی کر سکتی ہوں اپنی جان پر بھی کھیل جاؤں گی شامکہ کی یہ سب باتیں سن کر ابراہیم بخود رہ گیا اسے آج ٹھیک علم ہو گیا کہ شامکہ اس کی پہنچ سے بھی زیادہ اسے آگے جانتی ہے کیا تمہارے بابا ہماری شادی پر راضی ہو جائیں گے ابراہیم نے نرمی سے سوال کیا۔ میں انہیں منالوں گی اگر نہ مانے تو میں سب کچھ چھوڑ دوں کر آپ کے پاس آ جاؤں گی شامکہ نے پانگوں کے سے انداز میں کہا اس پر عشق کا بھوت سوار تھا جس سے نکلنا نہ ممکن تھا۔

شامکہ کی باتوں سے ابراہیم کو بہت کچھ سونے پر مجبور کر دیا کیونکہ شامکہ نہیں اسے دولت چاہئے تھی اگر شامکہ سچ میں سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر آگئی تب کیا ہوگا ابراہیم کا دل سخت فکر مند تھا مگر پھر کا نہیں اس کا دل نہیں چاہ رہا تھا کہ وہ شامکہ کو بچ راستے چھوڑ جائے کیونکہ وہ محبت کی اس سچ جڑی جہاں وہ صد سے پہلے بھی ہو سکتی تھی مگر بھی سکتی تھی ابراہیم نے اس معاملے پر بعد میں سوچنے کا فیصلہ کیا۔

پیار کے جذبات ہمیشہ زندہ رہتے ہیں میں ہمیشہ آپ سے پیار کروں گی ساری زندگی آپ کے قدموں کی دھول بن کر رہوں گی ساتے تم بھلا دوں گی اب کے کیونکہ اب میں ایسے پیار کروں گی جیسے کل کا دن کوئی ہو ہی نہیں آخر کل کسی نے دیکھی ہے شامکہ بہت کچھ کہنا چاہتی تھی مگر ابراہیم نے اپنا ہاتھ اس کے گلانی ہونوں پر رکھ کر اسے خاموش کر دیا ابراہیم کا دماغ عجیب غریب کشاکش کا شکار تھا۔ جاری ہے

دل دماغ سے کبھی نہیں نکال پاؤں گا میں نے زندگی میں پہلی بار محبت کی ہے اور میں تم سے بے پناہ پیار کرتا ہوں جس پر میرا خدا گواہ ہے میں تمہاری آنکھوں سے پڑھ کر یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ تم بھی مجھ سے بے پناہ پیار کرتی ہو جس کا اقرار تم اپنی زبان اسے بھی کر چکی ہو مجھے صرف ایک موقع دو شامکہ میں تمہیں اپنانا چاہتا ہوں ابراہیم نے اپنی بات مکمل کی اور شامکہ کو گھورنے لگا لیکن شامکہ نے کوئی رد عمل ظاہر نہ کیا اسے دماغ میں اچانک سے تسنیم کی بات گردش کرنے لگی تھی کہ آج نہیں تو کل وہ میرا بھائی تم سے جھوٹ کا انظہار محبت کرے گا اس لیے اچھا ہو گا کہ تم اس سے دور ہی رہو شامکہ کی طرف سے کوئی رد عمل نہ دیکھ کر ابراہیم کو تشویش ہو نے لگی اور تھوڑی سی دیر کے بغیر اس کے سامنے گھٹنے ٹیک کر بیٹھ گیا پھر اس کا ہاتھ چوم کر نرمی سے گویا ہوا جان مجھ سے شادی کروں گی۔

جس سوال کے لیے شامکہ تڑپ رہی تھی وہ سوال ابراہیم نے کہہ دیا تھا شامکہ نے بے ساختہ ابراہیم کو اٹھا کر اسے گلے سے لگایا صرف یہ ایک لفظ سننے کے لیے شامکہ نے نجانے کتنا انتظار کیا تھا کتنا تڑپ رہی تھی وہ اور آج جب اس کے یہ کان سن چکے تھے تو اس کی رگوں میں خون دوڑنے لگا تھا وہ اپنے آپ کو ایک بار پھر زندہ محسوس کر رہی تھی اس کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا جس بات کا اندازہ ابراہیم کو ہو گیا تھا تسنیم کے الفاظ ایک بار کہیں گم ہو کر رہ گئے شامکہ کی خوشی کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا تھا کہ وہ ابراہیم کے ساتھ گلے ملے پر خود کو روک ہی نہ سکی۔

باں باں باں میں آپ سے شادی کروں گی مجھے آپ قبول ہو شامکہ نے لمبی لمبی سانسیں لیتے ہوئے کہا میں آپ سے بہت پیار کرتی ہوں پیار نہیں محبت بلکہ محبت بھی نہیں عشق کرتی ہوں میں

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم جو بات کرتے یا جو کام کرتے اسے سنت اور حدیث قرار دیا گیا ہے اگر ہم سنت و حدیث پر عمل کریں تو ہماری زندگی سونہری ہے۔ اللہ تعالیٰ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

☆..... جماد ظہر بادی ایڈز حاضر شہزادہ گوہرہ

سچا انسان

۔۔ تحریر۔ محمد رمضان ملکٹی۔ سوئی گیس۔۔

شہزادہ بھائی۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
آج میں پھر ایک دھبی داستان لے کر حاضری دینے آیا ہوں میں نے اس کا نام۔ سچا انسان۔ رکھا ہے
امید ہے کہ سب چاہنے والوں کو پسند آئے گی یہ کہانی میرے ایک دوست کی ہے جس کو میں نے لفظوں
کا رنگ دے کر آپ سب کی محفل میں پیش کی ہے بعض اوقات انسان سوچتا کچھ ہے اور تقدیر کے
سامنے مدہج نہیں چلتی انسان کا اٹھا ہوا ایک قدم زندگی پر پاؤں کر دیتا ہے۔ اور حالت یکدم انسان کو آسمان
سے زمین پر گرا دیتے ہیں اور انسان بے بس ہو جاتا ہے اور کچھ کی نہیں کر پاتا۔
ادارہ جواب عرض کی پائی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے
نام تبدیل کر دیے ہیں تاکہ کسی کی دل نشینی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا راسخہ مددگار نہیں
ہوگا۔

بات ہے رضوان نے کہا یہ بہت راز کی بات ہے
دوست میں یہ نہیں بتا سکتا۔ راز کا رورنا نے بہت
اصرار کیا تو پھر رضوان نے کہا سن لے دوست تم میری
راز کی بات کو سننا چاہتے ہو تو سن لو رضوان نے کہا
در اصل بات یہ ہے کہ میں جوان تھا میں نے جوانی کی
دلچسپی پر قدم رکھا تو میرے پاس حسن بھی تھا اور مجھے
عیاشی کا فکر ہوا خود غرض انسان کے پاس جب پیسے
آتے ہیں تو جوانی کے ساتھ تو انسان عیاشی کی طرف
سوچتا ہے وہ کسی نہ کسی قسمت کا سودا کرنا چاہتا ہے
ایک رات میں نے کھانا کھا کر گرمیوں کے موسم میں
اپنے گھر کی چھت پر گھوم رہا تھا میں نے دیکھا کہ
میرے گھر کے سامنے ایک بہت خوبصورت لڑکی کھیل
رہی تھی جب میں نے اسے دیکھا تو مجھے اس لڑکی سے
پیار ہوا اسے میرے دل میں محبت پیدا کر دی میں نے
اس لڑکی سی گفتگو کرنا چاہی میں نے اس لڑکی سے کہا
تھے جتنی دولت چاہئے لے لے تم میرے ساتھ دوستی
رکھو مگر میں جیسا کہوں تم دیا کرو۔

دوستو آج پھر میں ایک سچی کہانی بیان کر رہا ہوں
اس کو پڑھنے اور سننے سے دل کو سکون ملتا
ہے دوستو آئے کہانی کی طرف چلتے ہیں۔
دوست تھے دونوں میں بہت پیار اور محبت تھی
ایک دوسرے سے بہت پیار کرتے تھے جن کے نام
تھے ورنا اور رضوان۔ رضوان کی کیفیت یہ بھی وہ جلتے
ہوئے انگاروں میں ہاتھ ڈالتا تھا اس کے ہاتھ پر
آگ اثر نہیں کرتی تھی وہ جلتے ہوئے تیل کی لڑائی
میں ہاتھ ڈالتا تو تیل کی لڑائی کے ہاتھ پر اثر نہیں
کرتے تھے اور بڑے انگارے ہاتھ سے چلتا اور
آگ ملتی ہاتھ کو نہیں جلاتا تھا لوگ حیران رہتے تھے
کہ آخر اس نے اند کیا خصوصیت ہے کہ آگ اس کے
ہاتھ پر اثر نہیں کرتی۔

ایک مرتبہ جو رضوان کا خاص دوست نے پوچھا
کہ دوست ذرا یہ تو بتاؤ آخر آگ تیرے ہاتھوں کو
لیوں نہیں جلاتی اور تم آگ کو ہاتھ میں لے لے کر
ناچتے ہو اور آگ تم پر اثر نہیں کرتی یہ تو بہت تعجب کی



مگر وہ لڑکی کوئی معمولی لڑکی نہ تھی آج کل وہ آوازہ لڑکیوں کی طرح سکول اور کالج کی لڑکی کی طرح نہیں تھی اپنی مرضی سے جینے والی لڑکیوں کی طرح نہیں تھی۔

وہ ایک عزت دار ماں باپ کی بیٹی تھی انہوں نے اپنی بیٹی کی پرورش فی دی۔ وی سی آر کے سایے تلے نہیں کی بلکہ وہ لڑکی ایک نیک اور پرہیزگار لڑکی تھی جب اس لڑکی کے سامنے رضوان نے دولت پیش کی اور قسمت کا سودا کرنا چاہتا تو لڑکی نے بڑے پیار سے جواب دیا اے نوجوان عزت کے لیے گناہ مت کر نفرت تو چلی جائے گی مگر گناہ باقی رہ جائے گا نفرت چلی جانے والی چیز ہے اور ایک مرتبہ گناہ کے دفتر میں گناہ لکھا گیا وہ ہمیشہ باقی رہے گا ایک گناہ کی سزا انسان برداشت نہیں کر سکتا ہزاروں گناہوں گناہ کیا برداشت کر لگا اس لڑکی نے رضوان سے یہی کہا اور رضوان اس لڑکی کے پیچھے لگا رہا پانچ چھ سال گزر گئے وہ لڑکی رضوان کو نظر نہ آئی اللہ کے خوف سے دھرتا رہا۔ یہ لڑکی اسی شہر کو خط لکھ کر اپنے عزیز خیر میر سے دروازے میں بھکاری کی طرح کھڑے ہوئے تھے اور رضوان نے کہا میں ایک مال دار باپ کا بیٹا تھا میرے باس باپ نے مجھے بہت سارا اناج دیا کہا بیٹا یہ اناج خیر میں تقسیم کر دو اور میں اپنے نوکروں کے ساتھ اناج تقسیم کر رہا تھا کہ میرے دروازے پر وہ لڑکی بھی چلی آئی میں نے اس لڑکی کو قطار میں دیکھا میں خوش ہو گیا کہ آج اپنے دل کی خواہش پوری کروں گا۔

میں نے جلدی سے اپنے نوکروں سے کہا سب کو اناج جلد سے دے کر بھگا دو اور اس لڑکی کو میں نے اپنے کمرے میں بلایا میں نے لڑکی سے پوچھا کہ کیا بات ہے کیوں آئے ہو آنے کی وجہ کیا ہے لڑکی نے کہا اے نوجوان تو جانتا ہے میری شادی ہو چکی ہے اور میرے تین بچے ہیں میں ماں ہوں میرے بچے بھوک

کی وجہ سے تڑپ رہے ہیں خدا کے لیے کچھ اناج دے دو تاکہ میرے بچوں کی زندگی بچ جائے اور رضوان نے کہا اے لڑکی میں تیرے قدموں میں دولت کا اور اناج کا سبار لگا دوں گا اور تم ایک مرتبہ میرے دل کی تمنا تو پوری کرو وہ لڑکی نے کہا تیرے دل کی کیا تمنا ہے تو رضوان نے کہا تیرے ساتھ پیار کرنا چاہتا ہوں لڑکی یہ بات سن کر لرز گئی کہنے لگی نادان اللہ سے ڈرو اللہ کے رسول فرماتے ہیں لڑکا اور لڑکی کے ملنے پر ان کا ایمان ان کے سینے سے نکل جاتا ہے ایمان دلوں سے رخصت ہو جاتا ہے اور اللہ کے حبیب فرماتے ہیں جب کوئی مسلمان مرد اور عورت بدکاری پہلے تو زمین رو کر اللہ سے کہتی ہے کہ اللہ تو نے مجھے اپنی طاقت دے تاکہ میں پھٹ جاؤں اور ان دونوں کو اپنے اندر بوجھ لوں اختہ ترین جرم ہے اور رضوان کو جواب دے دے تاہم میرے دل کی خواہش کو پورا نہیں کر سکتی تو میں تیری بات پوری نہیں کر سکتا لڑکی واپس چلی گئی اپنے گھر تو اس نے دیکھا کہ اس کے بچے رو رہے ہیں بچوں نے اپنی امی سے کہا ماں اگر تو ہمیں کھانا نہیں کھلا سکتی تو اپنے ہاتھوں سے ہمارا کھانا یاد اور ہمیں مار ڈالو تاکہ ہم بھوک کی شدت سے بچ جائیں لڑکی نے سوچا تین تین بچوں کی زندگی ایک طرف ہے اور دوستی طرف میری بدکاری کا راستہ اور اناج حاصل کر کے بچوں کو کھلا دوں تو میرے بچے بچ جائیں گے بعد میں تو یہ کادروازہ ہمیشہ کھلا رہتا ہے یہ کہہ کر وہ لڑکی چل پڑی دوستو یہ تو شیطان کی سب سے بڑی چال ہے اچھی گناہ کر بعد میں تو بہ کر دو ذرا سوچو تمہارے پاس کیا ثبوت ہے کہ گناہ کرو کیا ہے تو یہ کا موقع ملتا ہے یا نہیں یہ مت سوچو کہ بعد میں تو یہ کا موقع مل جائے گا گناہ کرتے کرتے موت آگئی تو کیا ہوگا میرے آقا فرماتے ہیں جو جس حال میں مرے گا اسی حال میں اٹھایا جائے گا۔

بہر حال وہ لڑکی چلی پڑی راستے میں چلتے چلتے

آگ بھی حرام کر دے رضوان کہتا ہے یہ اللہ سے ڈرنے والی بندی کی دعا ہے جیسے میں آگ میں ہاتھ ڈالتا ہوں تو آگ میرے ہاتھوں پر اور جسم پر اثر نہیں کرتی اسی دعا میں اتنا اثر ہے اس نے مجھے دعا دے دی دنیا پر آگ کر پکڑتا ہوں تو میرے ہاتھوں کو اثر نہیں کرتی اور اس اللہ کی نیک عورت کی دعا میں کتنا اثر تھا سبحان اللہ میں قربان جاؤں اللہ کے نیک بندوں پر جو اس دنیا میں ہر طرح عذاب برداشت کر لیتے ہیں مگر گناہ کی طرف قدم نہیں اٹھاتے آج کے دور میں کیا نہیں ہو رہا دنیا عیش کی خاطر اچھا اور طرح طرح کے کھانے کی طرح کیا کچھ کر رہی ہے اور خدا کے عذاب کو بھلا بیٹھے ہیں خدا را کوئی تو اس کہانی سے سبق سیکھے اور گناہ سے بچ جائے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس دنیا میں بدکاری کی راہ پر چلنے والوں کو اپنی امن و ایمان میں رکھنا آئیں اب سب کی دعاؤں کا محتاج محمد رمضان بائی ڈیرا ابھی

سوچنے لگی کہ اگر میں گناہ کر لوں میرے بچوں کی زندگی بچ سکتے تب اگر اللہ چاہے تو کھانے کے بعد بھی مر سکتے ہیں تو ضروری نہیں کہ کھانا کھا کر مر جائیں لازمی تو نہیں ہے کہ بھوک سے بھی انسان مر سکتا ہے تو بچوں کی خاطر اپنے اوپر داغ لگوالوں جس نبی کے صدمے مجھے عزت ملی میں اس کا دل کیوں دکھاؤں یہ سوچ کر وہ لڑکی رضوان سے کہا میرے بچوں پر رحم کر دو کچھ دے دو تو رضوان نے پھر کہا تو میری خواہش پوری کر میں تیری خواہش پوری کروں گا وہ لڑکی نے کہا اے نوجوان کان کھول کر سن لے اپنے ایک ایک پیچ کو بھول سے تڑپ تڑپ کر مرتے دیکھنا گوارہ کر سکتی ہوں مگر اپنے نبی کی نافرمانی نہیں کر سکتی سن لے اب میں گناہ کی طرف نہیں جاؤں گی۔

یہ کہہ کر وہ لڑکی پلٹ گئی اور آخر حضرت فاطمہ کی سنت کو ادا کیا وضو کیا اور سر سجے میں رکھا اور اپنے رب سے کہا اے مولا تو نے گناہ سے بچالیا اور کہا میں بچ گئی اب میرے بچوں کو بچانا تیرے کرم کی بات ہے ادھر یہ دعا بھی ادھر دروازے پر دستک ہوئی دروازہ کھولا دیکھا تو وہ نوجوان رضوان اپنے نوکروں کے ساتھ کھڑا ہوا اس کے پاؤں میں بیٹھ کر سارے روپے لی بھالی اور نوکروں کے ہاتھوں میں کھانا اور اناج موجود تھے لڑکی نے کہا کیا بات ہے کیوں آئے ہو یہاں رضوان نے کہا اے عورت تو غریب بھوکی پیاسی ہو کر اللہ سے اتنا ڈرتی ہے اور تو میں مال دار ہو کر اللہ سے کیوں نہیں ڈرتا اب میرا دل تیری برہیز گاری سے بدل گیا ہے آج کے بعد میں تجھے اپنی بہن مانتا ہوں سارے ناپاک ارادوں سے میں نے توبہ کر لی یہ لے میری طرف سے قبول فرما اور اپنے بچوں کو کھلا دو اسی لڑکی نے کہا رک جا پھر لڑکی نے سجدہ کیا اور کہا اے اللہ یہ نوجوان اگر اپنے قول میں سچا ہے یہ اگر مجھے بہن کہتا ہے تو تیری بندی تیری بارگاہ میں دعا کرتی ہے تو اس پر دنیا کی آگ حرام کر دے اور جہنم کی

غزل
دل کو بھاتا ہے یہ سہا سہا سادہمیر
حال دل سناتا ہے یہ سہا سہا سادہمیر
اس قدر دلش ہے ادا اس کی
راتوں کو جگاتا ہے یہ سہا سہا سادہمیر
سچ کہوں تو میری آنکھوں کو
آنسوؤں سے جاتا ہے یہ سہا سہا سادہمیر
بے وفاؤں کی یادوں کو سمیٹ لاتا ہے یہ
بہت ستم ڈھاتا ہے یہ سہا سہا سادہمیر
رلاتا ہے تو کیا ہوا خود بھی تو برف کے
آنسوؤں سے روتا ہے یہ سہا سہا سادہمیر
عائشہ نور بے شاد یوال گجرات
کسی کی یاد نے رضوں سے بھر دیا سینہ محسن
برسائیں پر شے ہے کہ آخری نہ ہو
دین محمد جتوئی بولان

سکھ نال نصیباں دے

۔۔۔ تحریر۔ مسرت شاہین۔ سرگودھا۔

شہزادہ بھائی۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ میں پہلی بار آپ کی بزم میں ایک کہانی لے کر حاضر ہوئی ہوں امید ہے کہ ادارہ جواب عرض اور بھائی ریاض احمد صاحب مجھے مایوس نہیں کریں گے میں نے ہمت کر کے یہ کہانی آپ تک پہنچائی ہے امید ہے کہ جلد ہی کسی قریبی شمارے میں شائع کر کے شکر کا موقع فراہم کریں گے میں نے اس کہانی کا نام سکھ نال نصیباں دے رکھا ہے امید ہے کہ سب قارئین کو بہت پسند آئے گی اور سب اپنی قیمتی رائے دے نوازیں گے یہ کہانی میری ایک دوست کی آپ بنتی ہے۔

ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دینے میں تیار کیا کہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا راسخز مدہ وار نہیں ہوگا۔ اس کہانی میں لیا جاتا ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

رات دعا کرتے پیر فقیروں کے پاس چکر لگاتے کے کہ یہ ٹھیک ہو جائے آخر ایک سال بعد این کچھ ٹھیک ہو گیا آخر سب کی کوششیں رنگ لانے لگیں یوں میں اس وقت چھٹی کلاس میں تھی وہ اب ہمارے گھر میں ہی رہتا تھا۔

این نے بھی کسی کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھا تھا نہ ہی اس نے آج تک اوپر دیکھا تھا وہ زمین پر ہی کچھ ڈھونڈ مار رہا تھا میں بہت پریشان رہتی کہ آخر وہ زمین پر کیا تلاش کرتا ہے میری امی جو شروع سے ہی بہت سخت تھی جتنی امی سخت تھی ابو اتنے ہی رحم دلی اور ایماندار انسان تھے میری امی این کو بہت شریف سمجھتی تھی اور دن رات اس کی خدمت کرتی کہ بڑا اچھا انسان ہے این جیسے اس دنیا میں انسان ہی نہیں ہیں آخر میرے ابو نے اسے جانے کو بولا کہ ایک سال ہو گیا ہے تو ہمارے گھر میں رہتا ہے اب اپنے گھر جاؤ اور اپنی زندگی کا کچھ سوچو ابو نے کہا تو این کا منہ بن گیا اور وہ ناراض ہو کر چلا گیا تھا امی کو جب پتہ چلا تو

قارئین میری دوست کی کہانی آئیے اسی کی زبانی سنتے ہیں۔

میں شاہین میرے ابو نے میرا نام شاہین رکھا ہے اور میں ایک بہن اور تین بھائی ہیں میں سب سے بڑی ہوں میرا ابو میرے ابو ایک اونچے اوچھڑے پر تھے جب میں پانچ سال کی ہوئی تو ہم مری تھے پھر ہم واپس آ گئے اس وقت میں اور ایک بھائی تھے ابو نے نوکری چھوڑ دی ہم واپس اپنے گاؤں آ گئے پھر میں قریبی سکول میں داخل ہوئی جب میں پرائمری سکول سے پاس ہوئی تو اس وقت ہمارا گھر برباد ہونے لگا تھا خوشیاں ہم سے روٹنے لگی تھیں۔

میرے ابو کا ایک کزن ہمارے گھر میں آ گیا شاید وہ باہر کچھ کر کے آیا تھا جس سے ابو بہت پریشان ہوئے تھے یوں دن گزرتے رہے اور ابو نے اس کزن کا نام این تھا اور ابو کے ماموں کا بیٹا تھا اک ابو کا ماموں مطلب این کے ابو اور امی ہمارے گھر میں رہتے تھے این کی وجہ سے بہت پریشان تھے اور دن



امی نے ابو کو خوب لڑائی سنائی ابو چپ چاپ امی کی لڑائی سنتے رہے میں بڑی تھی اور لاڈلی بھی تھی دو دن گزر گئے این واپس نہ آیا یہ نہیں کہاں چلا گیا امی تھی کہ ابو سے لڑائی کرتی رہتی تھی ان کی لڑائی دن بدن بڑھتی جا رہی تھی۔

تین دن کے بعد این آگئے مگر وہ ہمارے گھر نہیں آئے تھے وہ صرف چاچو کے گھر گئے تھے جب امی کو پتہ چلا کہ این واپس آ گیا ہے تو امی نے پھر ابو سے لڑائی شروع کر دی پھر امی نے مجھے آواز دی کہ شاہین بنی ادھر آس وقت میں ساتویں کلاس میں تھی امی نے مجھے کہا بیٹا تم کاغذ اور پنسل لاؤ میں لے آئی امی نے مجھے کہا کہ بیٹا این کو ایک رکا لکھو کہ تم کیوں ناراض ہو کیوں ہمارے گھر نہیں آتے ہو میری امی کو پڑھنا لکھنا نہیں آتا تھا میں نے جو لکھا اس کی تحریر کچھ یوں تھی۔

اسلام علیکم۔ این انکل جی آپ ہمارے گھر کیوں نہیں آتے پلیز آپ ہمارے گھر آئیں نہ آپ کے آنے کی وجہ سے امی اور ابو میں بہت لڑائی ہوئی ہے جس سے میں اور میرا بھائی بہت پریشان ہیں آپ کی بیٹی شاہین۔

امی نے مجھ کی میرے کہنے پر رکا لکھا ہے مگر امی کو نہیں پتہ تھا کہ میں نے اپنی طرف سے لکھا ہے دوسرے دن این چاچو کے گھر میں آیا ہوا تھا میں چھٹی کے وقت چاچو کے گھر چلی گئی این کو دیکھ کر بہت خوش ہوئی اپنے بیک سے وہ رکا نکال کر اور موند دیکھ کر این انکل کو دے دیا این انکل کی عمر چونتیس سال کا تھا قد سانولا رنگ تھا ابو کا کزن تھا میں انکل یوں بولتی تھی دو دن گزر گئے انکل ہمارے گھر نہیں آئے میں دل میں پریشان ہوئی کہ شاید این انکل اور بھی ناراض ہو گئے ہوں گے امی مجھ سے بار بار پوچھتی کہ تم نے کیا لکھا تھا کہ میں نے کہا کہ دینی امی جو بس یہی لکھا کہ این آپ یوں نہیں آتے ہمارے گھر آؤ بات کیا ہے پلیز

ہمارے گھر آؤ میں ایک بار آپ سے بات کرنا چاہتی ہوں یوں امی کو ٹال دیتی اور امی کو کہتی میں نے رکا آپ کی طرف سے لکھا تھا اسی طرح جھوٹ یہ جھوٹ بولتی آخر ہمارے گھر میں کیا ہونے والا تھا معلوم نہیں تھا اتوار کے دن ایک دن این انکل ہمارے گھر آگئے میں گھر میں ہی تھی این انکل کو دیکھ کر خوشی ہوئی مگر آگے کیا ہونے والا تھا کچھ معلوم نہیں تھا شام کا ٹائم تھا کہ این انکل نے موند دیکھ کر مجھے ایک رکا دیا میں بہت پریشان ہو گئی میں نے خط کو چھپا کر رکھ دیا کھانا کھانے کے بعد امی اور ابو این انکل سے باتیں کرنے لگے بھائی باہر کھیلنے چلا گیا میں پڑھنے کے بہانے اندر جا کر بیک میں سے خط نکالا جو انکل نے مجھے دیا تھا وہ کھولا تو اس کی تحریر کچھ یوں تھی۔

اسلام علیکم جان سے پیاری میری جان شاہین آپ میری جان ہو میں آپ کی آنکھوں کا آپ کا دیوانہ ہو گیا ہوں اور آج کے بعد مجھے انکل نہ کہنا چاہیو میں مر جاؤں گا میرے خطوط کا جواب پیار سے دینا ورنہ میں خود کشی کر لوں گا میری پیاری شاہین۔

میں نے خط پڑھا اور پریشان ہو گئی کہ مصیبت میں پڑ گئی ہوں میں نے خط کو بیک میں رکھا مگر ساری رات پریشان رہی اگلے دن میں سکول چلی گئی میرا موڈ آف تھا میں نے ناشتہ بھی نہیں کیا تھا جب سکول گئی تو میری ایک ہی دوست تھی میں نے اس کو ساری بات بتائی اور خط اس کو پڑھا یا اس نے خط پڑھنے کے بعد جواب نہ دیا مگر میں نے بھی اس سے کوئی مشورہ نہ لیا مگر اس نے چھوٹی کے وقت کہا کہ شاہین تم پریشان نہ ہونا خدا خیر کرتے گا میں گھر آ گئی این گھر پر ہی تھا میں نے اس کی طرف دیکھا تاکہ نہ تھا اور نہ ہی اس نے کھانا کھایا این کو اندازہ ہو گیا اور وہ باہر جا گیا تھا دو گھنٹے بعد پھر گھر میں آیا اور مجھے ایک خط دے کر چلا گیا جس کی تحریر کچھ یوں تھی۔

پیاری شاہین آپ کی پیاری نظروں نے مجھے

نفرت سے جواب دے دیا ہے اگر تم نے مجھے کل اس ناٹم پیار کا جواب نہیں دیا تو میں قسم سے مر جاؤں گا کیونکہ میں زہر لے کر آیا ہوں کل اس ناٹم تک انتظار کروں گا۔

میں نے خط پڑھا اور پڑھ کر پھر پریشان ہو گئی گئے دن وہ سوہی رہا تھا کہ میں سکول چکی گئی تو خط پھر اپنی دوست کو پڑھایا دوست مجھ سے ناراض ہو گئی کہ تم کسی کی جان لے رہی ہو اگر وہ مر گیا تو اس کی ذمہ دار تم ہوں گی اور میں بھی پریشان ہو گئی میں نے اپنی دوست کو کہا کہ پلیز مجھ میں ہمت نہیں ہے تم کچھ کرو تو میری دوست نے مجھے خط لکھ کر دیا جس کی تحریر کچھ یوں تھی۔

جان سے پیارے این یوں اپنی جان کے دشمن بنے ہوئے ہو میں بھی آپ سے بہت پیار کرتی ہوں اور میں بہت پڑھنا چاہتی ہوں ابھی بہت چھوٹی ہوں اس لیے ڈرتی ہوں آپ کی شاہین۔
میں نے وہ خط بیگ میں رکھ دیا اور کھر آئے ہی این کو اپنی طرف توجہ دیتے ہی خط دے دیا این تو جیسے پہلے سے ہی میرے خط کا منتظر تھا لے کر باہر چلا گیا جب اس نے خط پڑھا تو بہت خوش ہوا مگر میں ابھی بھی دل سے پریشان تھی کیونکہ میں ابھی ان چکروں میں نہیں پڑنا چاہتی تھی اس طرح پھر این خط بھیجتا رہا اس کے خطوط کا جواب میری دوست دیتی رہی کبھی کبھار میں خود بھی لکھ دیتی یوں کچھ ماہ گزر گئے این دن بدن میرے قریب ہوتا تھا نہ چاہتے ہوئے بھی چیت نہیں اس کی کیا خوبی تھی کہ میرے دل کو اچھی لگنے لگی تھی ہاں اس کی ایک خوبی تھی مجھے ضرور اچھی لگتی تھی وہ یہ کہ اس نے بھی اوپر نظر کر کے نہ دیکھا تھا صرف زمین پر نظر میں جمائے رکھتا تھا۔

ایک دن این نے خط لکھا جس میں لکھا تھا پیاری شاہین میں نیا گھر تمہارے لیے بنوا رہا ہوں اور میں آپ کا رشتہ گھر مکمل ہوئے ہی مانگ لوں گا اب

میں تمہارے بن نہیں رہ سکتا مر جاؤں گا اکیلا میں خط پڑھ کر بہت پریشان ہوئی کیونکہ میں ابھی ساتویں کلاس میں پڑھتی تھی ابھی شادی کے قابل بھی نہ تھی اور شادی بھی کرنا نہیں چاہتی تھی اگے دن پھر این ہمارے گھر آ گیا میں نے نظروں سے بات کی کہ این میں ابھی شادی نہیں کرنا چاہتی میں ابھی پڑھنا چاہتی ہوں لڑکیاں میرا مذاق بنا میں گے کی شاہین کی شادی ہو گئی ہے مگر این تو جیسے پہلے ہی جواب سوچ کر بیٹھا ہوا تھا اس نے اس نے بہت سارے وعدے قسمیں شادی کے بعد میں تمہیں سکول چھوڑ کر بھی آؤں گا لے کر بھی آؤں گا اور تمہاری زندگی کو جنت بنا دوں گا این نے اس کی ذات کی تم کھانی کہ میں کچھ نہ کہہ سکی کچھ دیر بعد این چلا گیا۔

کئی دن گزر گئے این آیا اور بولا کہ میں نے نیا گھر بنوا لیا ہے اور اب میں آپ کا رشتہ مانگنے امی کو بھیجوں گا پلیز مجھے آپ کے ساتھ کی ضرورت ہے اس طرح کچھ دن گزرے کہ این کی امی اور ابو میرا رشتہ مانگنے آ گئے میرے رشتے کا تو سن کر ان کی عمر نوٹ گئی کیونکہ میرے ابو نے بھی ایسا سوچا نہ تھا میرے ابو مجھ سے بہت پیار کرتے تھے میں ایک ہی بہن تھی وہ بھی لاڈلی سی تھی اور بہت ہی خوبصورت تھی میری آنکھیں بہت بڑی بڑی میں اتنی خوبصورت تھی کہ جو کوئی دیکھتا دیکھتا ہی رہ جاتا پورے خاندان میں میری خوبصورتی کا چرچہ تھا میرے ابو میرے رشتے کا سنتے ہی فوراً انکار کر دیا این کے ابو اور امی سن کر فوراً چلے گئے امی نے ابو سے بہت لڑائی کی اور کہہ کر اگر تم نے ان کو شاہین کا رشتہ نہیں دینا تو میں زہر کھالوں گی مر جاؤں گی ہمارے گھر میں قیامت آگئی امی نے مجھے بھی کہا کہ شاہین بیٹی این جیسا کوئی سلجھا ہوا بندہ نہیں ہے اسے ماضی کی غلطیوں نے اتنا سلجھا دیا ہے کہ وہ ساری زندگی تمہارے قدم چومے گا امی نے مجھے اپنے ساتھ مدید ملا لیا اور مجھے کہا کہ تم اپنے باپ کو

بار تو این سمجھ گیا اور شراب چھوڑ دی مگر پتہ نہیں اس کو میرے ابو سے اتنی نفرت کیوں تھی مگر مجھے اتنا ضرور پتا تھا کہ میرے ابو این کو میرا رشتہ نہیں دیتے تھے اس لیے اس میرے ابو سے نفرت کرتے تھے میں اگر میکے جاتی تو اس ناراض ہو جاتے اور میں ابو کو مال دیتی کہ میں آؤں گی میرے ابو بہت اچھے انسان تھے مجھ سے بہت پیار کرتے تھے ایسی طرح ہی دن گزرتے گئے اس شراب پینا چھوڑ دی مگر مجھے کہا کہ اگر تم ابو کے گھر جاتی تو میں پھر سے نشہ کرنے لگا میں ابو کے کے گھر نہیں جاتی تھی۔ ابو مجھے مل جاتے اور آنے کا کہتے تو میں ہمیشہ ہی طرح بال، جتی تھی۔

دن گزرتے گئے اس لیے میں مجھ دے بے حد پیار کرنے لگا تھا میں سو جاتی تو مجھے ٹھانیا نہیں کرتا تھا مجھے کھانا بنایا بھی اس نے ہی سکھایا تھا اور مجھے خوب پیار کرتا تھا میں اب اس کے پیار میں تھی جاتی تھی اور ایک سال بعد اللہ نے مجھے ایک پیاری بیٹی بنی سے نوازا دیا اپنی کم عمر میں میں ایک بیٹی کی ماں بن گئی ابھی اس کی دہائی میں میرے ابو سے عروج پر تھی اس نے میرے ابو کے خلاف میری امی کو اس قدر کیا کہ امی اس کے گھر آگئی اس طرح لڑائی اس قدر ہوئی گئی کہ ایک سال لڑ کر گیا میں ایک بیٹی کی ماں تھی میں ابو کے لیے بہت ترس گئی تھی مگر کیا کرنی ابو کے لیے صرف دعا کر سکتی تھی پھر میں تیرے بچے کی ماں بن گئی یوں دن گزرتے گئے اس دن زمین بیچنے لگا تھا میرے پاس تین بیٹیاں تھی اور ایک بیٹا تھا کہ اس نے ساری زمین بیچ دی تھی اور ہمیں شہر میں لے کر آ گیا میرے میکے میرا جانا بند کر دیا تھا میرے ابو کو ایک دن ہارٹ اٹیک ہوا اور وہ اس دنیا سے چل بسے تھے اس دن اس مجھے اور میرے بچوں کو لے کر خود گیا اور ساتھ ہی لے کر آ گیا اور مجھے بہت دکھ ہوا کہ زندگی ہر بار اتنا سخت کیوں آزماتی ہے۔

ابو کے بعد نوٹ سی دٹی تھی ابو فوت ہوئے تو۔

کہو کہ میرا رشتہ دے دو اگلے دن امی گھر میں نہ تھی لڑائی کر کے بمسایوں کے گھر چلی گئی تھی ابو بہت پریشان تھے ایسا لگ رہا تھا کہ ابو رو رہا ہو میں ہمت کر کے ابو کے پاس گئی اور کہا کہ ابو جی ہم سب کتنے پریشان ہیں نہ سون سے کھایا جاتا ہے نہ پیا جاتا ہے تو ابو پیاز آپ میرا رشتہ دو دو این کو میں نے کہا ہی تھا کہ ابو نے رونا شروع کر دیا اور کہا میری جان میری پیاری بیٹی تم ابھی بہت چھوٹی ہو مگر میں ابو کو مٹا ہی لیا ابو مان گئے مگر رونے بہت تھے کچھ دنوں بعد میرا رشتہ ہو گیا اس کے ساتھ اور شادی کی تاریخ رکھی گئی دن گزرتے رہے میرا جینز تیار ہو رہا تھا کچھ دنوں بعد میرا جینز تیار ہو گیا اور سہ سال پہنچ دیا گیا اور اگلے دن میری بارات آئی تھی وہ دن بھی آسپا بارات آگئی اور میری رخصتی کا ٹائم آ گیا میں بہت روئی تھی مجھ سے ابو کا حال دیکھنا نہیں چاہتا تھا ابو کا حال بہت برا ہو گیا تھا ابو بہت روئے تھے جب میری شادی ہوئی میرا بڑا بھائی چار سال کا تھا چھوٹا تین سال کا تھا اور سب سے چھوٹا دیکھ نہ سکا تھا۔

میں رخصت ہو گئی مجھے اس کے نیوں گھر میں دلہن بنا کر لایا گیا تھا میں دلہن تو بنی بیٹھی تھی مگر مجھے ابھی تک پتہ نہیں تھا کہ شادی کیا ہوتی ہے میں اپنے بیڈ پر بیٹھی کہ کرا خالی تھا اس کمرے میں داخل ہوا میرے پاس بیٹھ گیا مجھے منہ دکھائی آگئی وہی اور کھانا آ گیا اس نے اور میں نے کھانا کھایا میں نظریں جھکا کر بیٹھی تھی اور وہ ڈھیر ساری پیاز پھر کی باتیں کر کے چلا گیا میں بیڈ پر بیٹھی تھی تھک گئی تھی دس بجے کا ٹائم تھا کہ اس کمرے میں داخل ہوا اس کا چلیہ بے حد خوفناک تھا اس نے جی بھر کے شراب پی لی تھی میرے لاکھ منہ کرنے کے باوجود وہی اس نے خوب ذلیل کیا یوں ہی دن گزرتے گئے اس دن کو بہت پیار جتنا تھا اور رات کو جب شراب پی لیتا سب کچھ بھول جاتا تھا میں نے تنگ آ کر امی کو بتایا اور امی نے سمجھایا ایک

کے میری خواہش کو پورا کیا جائے گا کیونکہ میں
میں نے سو فیصد میں سے دس فیصد یقین کے ساتھ
لکھی ہے نیز میرے اعتماد کو بحال رکھنا۔

غزل
کچھ یادیں ہیں ان لمحوں کی
جن لمحوں میں ہم ساتھ رہے
خوشیوں سے بھرے جذبات رہے
اک عمر گزاری ہے ہم نے
جہاں روتے ہوئے بھی ہنستے تھے
کچھ ہنستے تھے کچھ سنتے تھے
ہم روزِ صبح جب اٹھتے تھے
تو سب کے چہرے کھلتے تھے
پر لطف وہ منظر ہوتا تھا
سب مل کر باتیں کرتے تھے
ہم سوچ کے گنتا ہنستے تھے
وہ گونج ہماری ہنسی کی
اب ایک پرانی پار بنی
یہ باتیں ہیں ان لمحوں کی
جن میں لمحوں میں ہم ساتھ رہے
شاہد اقبال چٹوکی

شعر

(۱) دل میں خدا کا ہونا لازمی نہیں ہے۔ اقبال
سجدوں میں پڑے رہتے سے جنت نہیں ملتی
(۲) پلکوں کی حد کو توڑ کر داس میں آگرا
اک آنسو میرے صبر کی توہین کر گیا
(۳) بھر دے اک اک موتی خوشیوں کا اس

کی زندگی میں۔ یارب
کل بھر بھی جائے نوٹ کر تو خوشیاں اس کے
قدموں میں ہوں

شاہد اقبال چٹوکی

کے بعد این نے امی سے دشمنی شروع کر دی اور مجھے
کہا کہ تم نے ایسے جانا ہے تو پھر بھی میرے گھر میں
نہیں آ سکتی اب میرے پاس چار بچے بیٹیاں اور ایک
بیٹا تھا این میرے پاس بھی نہیں آیا جو زمین بیچی تھی
اس کو دس سال اور عیاشی میں ح کھلایا اور اپنے آوارہ
دوستوں کو کھلایا این میرے گھر میں آنکھوں کے
سامنے غیر لڑکیوں کے لے کر آتا ہے بیٹھک میں
دروازہ بند کر لیتا ہے میں اپنے ہاتھوں سے ان کو کھانا
بنا کر دیتی ہوں میرا سب کچھ ختم ہو چکا ہے میں اکیلی
اس دنی میں رہتی ہوں زمین رہی نہ کار و بار بایں
امید لے کر بیٹھی ہوں کہ میری بیٹیاں اور بیٹا پڑھ لکھ
جائیں تو ان کی زندگی سنو رہی ہے میری آج بڑی
بٹی 9th می پڑھ رہی ہے چھوٹی بٹی 8th کلاس میں
ہے اور چھوٹی 7th میں ہے اور چوتھے نمبر والی چھٹی
کلاس میں ہے اور بیٹا فور کلاس میں ہے اب میرے
بھائی جوان ہیں بچوں کی فیس وغیرہ وہ پہنچاتے ہیں
این اتنا کہتا ہے کہ اپنا خرچہ نہالیتا ہے میرے بچوں
کے قرآن مجید پڑھ لیے ہیں آج میری عمر عمر پچیس
سال ہے اور میری بیٹی بھی جوان ہے مجھے کوئی اناج
دیکھتے تو ماننا نہیں کہ میری شادی ہوئی ہے یا نہیں
میں پانچ تا نتم نماز پڑھتی ہوں ایک بیوہ کی طرح زندگی
گزر رہی ہوں۔

قارئین آپ کو کیا لگتا ہے کہ مجھے کیا کرنا چاہیے
میں ٹھیک کر رہی ہوں یا غلط میں کبھی بھی بہت ٹھیک
جانی ہوں میرے جینے کو جی نہیں کرتا این نے بھی
میرے ساتھ وہ ظلم کیے ہیں کہ مردوں سے نفرت ہو گئی
ہے تو پلیز آپ بتائیں اور میرے اور میری اولاد کے
لیے دعا کریں میرے بچے خدا نے بہت خوبصورت
بنائے ہیں ان کی قسمت میں میری طرح بد صورت
بنائی ہے پلیز پلیز میری حوصلہ افزائی ضرور کرنا۔

تو قارئین امید ہے کہ میری دوست کی کہانی
آپ کو بہت پسند آئی ہوگی مجھے امید ہے کہ سچ کو شائع

تنہائیاں

— تحریر۔ امدار علی عباس۔ میرپور خاص۔

شہزادہ بھائی۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
آج پھر میں ایک اور کہانی کے ساتھ آپ کی دھکی کہانیوں کے مجموعے میں حاضر دے رہا ہوں امید ہے کہ آپ ضرور جگہ عنایت فرمائیں گے میں اپنے ایک دوسرے کے اصرار پر یہ کہانی لکھ رہا ہوں امید ہے ضرور منظور ہو جائے گی۔ میں نے اس کہانی کا نام۔ تنہائیاں۔ رکھا ہے امید ہے سب کو پسند آئے گی۔
اور میں قارئین کا شکر گزار رہوں کہ وہ میری تحریر کو پسند کرتے ہیں اور مجھے اور مجھے لکھنے کا موقع فراہم کرتے ہیں اس دعا کے ساتھ کہ جواب عرض دن بدن ترقی کی طرف گامزن رہے آمین۔
ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا اسٹریڈم دار نہیں ہوگا۔

بھائی میں نے جب آرمی کو چھوڑا تو اس وقت میری مجبوری تھی کہ میں اپنے والدین کا اکلوتا اور لاڈلا بیٹا تھا میرے والدین کو کون سہارا دیتا اور ابو رنار مٹ کے بعد اکثر بیمار رہتے تھے ان کی خواہش تھی کہ میری اور مقدس کی شادی جلد ہو جائے مقدس میری کزن کا نام ہے اور تایا جان کی سب سے بڑی بیٹی اس کے علاوہ اس کی بہن فضا اور ایک بھائی حادی سے مقدس اپنی تعلیم مکمل کرنا چاہتی تھی میری اور مقدس کی نمٹنی بچپن سے ہوئی تھی اب وہ بی اے کر رہی تھی حادی میٹرک کر کے کالج میں داخل ہو چکا تھا اور فضا نے ابھی میٹرک کے امتحان دینے تھے تایا جان کی بھی یہ خواہش تھی کہ مقدس اپنی تعلیم مکمل کر لے اور پھر اس کی شادی کی جائے۔

ایک دن ہماری اور ان کی فیملی شادی پر سندھ جا رہے تھے کہ راستے میں گاڑی کا ایکسڈنٹ ہو گیا جس سے ان کی فیملی میں مقدس اور ہماری فیملی میں بی بی بچا تھا باقی سب کے سب اللہ کو پیارے ہو گئے تھے

لمحات مسافر ہیں غیب راہ گزار دے
گم نام ہوئے جاتے ہیں صدیوں میں اتر کے
دو دن نہیں مل پاتے تو ہوتی ہے تمنا
یہ کہانی میرے پیارے دوست عباس کی ہے
اور مجھے ساتھ آرمی میں بھرتی ہوا تھا اور آج
دو سال کے بعد سوئس چھوڑ کر چلا گیا ہے پانچ سال
بعد ہماری ملاقات ہوئی ہے اور آج جب میں نے
عباس کو دیکھا تو اپنی آنکھوں پر یقین ہی نہیں ہوا کہ یہ
وہی عباس ہے وقت نے عباس کو برباد ہی نہیں
تنہائیوں کی دلدل میں ایسا پھینک دیا کہ وہ اب نکلنا
بھی چاہے تو اب اس لیے ناممکن ہے عباس کی
دستاب اس کی زبانی سنئے ہیں۔

کسی نے رکھے ہیں دعاؤں میں چراغ
جل رہے ہیں جو ہواؤں میں چراغ
کیا ہو اگر راستے تاریک ہیں
ہم نے بھی باندھے ہیں پاؤں میں چراغ

اصل کاغذات دے دو ورنہ اچھا نہیں ہوگا میں نے عامر کو مکان کے کاغذات دے کر ہمیشہ کے لیے پنجاب سے رشتہ ہی ختم کر دیا جب میری اپنی لڑن نے وفاتیں کی تو یہ پتھر اور اینٹوں کے مکان کیا کروں گا میں اب اپنی زندگی کی تنہائی میں گم صم رہتا ہوں مقدس نے ایسا کیوں کیا یہ ہی سوال میرے دل و دماغ پر گردش کرتا ہے آخر مقدس کو کی چیز کی تھی مجھے میرے سوال کا جواب تو نہیں ملا۔ ہاں ایک دن رات تک میرے پاس میری ایک دوست نازی سے بات ہوئی نازی یہ ہسپتال میں نرس تھی اور ہماری دوستی کب پیار میں بدل گئی یہ کسی نہیں چلا ورتے تھے ہی دیکھتے ہم نے شادی کر لی اور یہی زندگی میں بھی خوشیاں لوٹ آئیں میں نے مقدس کو بھلا دیا اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک پیارا سا بیٹا دیا جس کا نام میں نے مظفر رکھا ہے وقت کرتا نہیں اپنی رفقا سے جتنا جتنا ہے پھر اللہ نے مجھے ایک پیاری سی بیٹی دی جس کا نام میں نے حمیرا رکھا ہے حمیرا اے بیٹا! بونے کے بیس من بجھ کر نازی یہ مجھے چھوڑ گئی اور ہمیشہ کے لیے اس دنیا سے چلی گئی ہے یہ دو چھوٹے چھوٹے بچے ہیں مظفر اور حمیرا میرا سب بچہ ہیں اور میں سو سو شادی اس لیے نہیں کرتا چاہتا کہ سو بیٹی ماں میرے بچوں کی زندگی برباد کر دے گی۔ یار! تو ہی بتا کہ میں کیا کروں میں نے تو تجھے اپنی کہانی سنا دی ہے اور تیری سروس کسی جا رہی ہے اور شادی کی یا نہیں۔ پس یار میری زندگی میں ایک ایسی لڑکی ہے جو پہلے سے شادی شدہ ہے اور مگر اس نے مجھے ابھی بتایا ہے چند دن پہلے۔ ایم عباس نام ہے اس کا اور وہ بھیرے اور میں تو اس کے عشق میں گرفتار ہوں دعا کرتیں کہ مل جائے۔ ہاں یار دعا ہے کہ وہ تجھے مل جائے اور ہاں دوست جو تیرے مظفر اور حمیرا کو ماں کا پیار دے سکے خدا آپ کو ایسی کوئی لڑکی دے آمین۔۔۔ پھر میں اپنی ہی سوچوں میں تھا کہ ایک اور دوست آیا جس کو میں نے پریشان

اس طرح ہی ہماری بربادی شروع ہوئی تھی مقدس کو وحید نامی لڑکے سے پیار ہو گیا تھا وحید ایک فراڈی لڑکا تھا مقدس کسی طرح اس کے چکر میں پھنس گئی تھی یہ تو مقدس کی بد نصیبی تھی وحید نے مقدس سے شادی کا وعدہ کیا اور اس کو گھر سے بھاگ کر اپنے ساتھ لے گیا مقدس کی ساری دولت اپنے نام کر کے سب کچھ بچ کر وہ بیرونی چلا گیا اور مقدس اب در بدر کی ٹھوکریں کھا رہی تھی میں نے بہت تلاش کیا مگر مجھے وہ نہیں ملی میں نے بہت ڈھونڈا مگر مجھے کوئی بھی فائدہ نہیں ہوا ایک دن مقدس خود ہی ہمارے گھر لوٹ آئی اور بہت زور زور سے رونے لگی۔ پھر مقدس نے مجھے اپنی کہانی سنائی اور اس کے ساتھ وحید نے کیا کیا میں نے مقدس کو حوصلہ دیا اور میں اس کمینے کو ضرور تلاش کر کے رہوں گا اس کی اتنی بری حالت کروں گا کہ اس کی آنے والی تسلیں بھی یاد رہیں گی۔ اب تم چپ ہو جاؤ اور میں ہوں نہ تمہارے ساتھ آخر اچھا خون اپنا ہی ہوتا ہے مقدس سب بھول جاؤ اور میں تم سے شادی کرنے پر تیار ہوں پھر اس طرح ہماری شادی ہو گئی اور تین سال گزرنے کے بعد بھی ہمیں کوئی اولاد نہ ہوئی مگر پھر میں مایوس نہیں ہوا مقدس وحید کو بھول چکی تھی ہماری زندگی بہت اچھی گزر رہی تھی مقدس نے مجھے دھوکہ دیا تھا اور ایک لڑکے کے چکر میں پھنس گئی اور میں نے بہت کہا مگر وہ مانی اور طلاق کے لیے ضد کرتی رہی جب میں نے طلاق دے دی تو اس نے دوسرے طریقے سے طلاق لے لی اور اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئی اس نے عامر سے شادی کر لی میں اپنی تنہائیوں سے تنگ آ کر کراچی چلا گیا اور کراچی میں ہی شفقت ہو گیا مقدس اور عامر پنجاب میں ہی تھے عامر نے مقدس سے اپنی زمین اور وہ گھر جو میرا تھا اپنے نام کر دیا اور اس کو طلاق دے دی اور اب مقدس دوسری بار بھی طلاق لینے کے بعد کہاں جانی ہے اس نے خود کشی کر لی عامر جو مجھے نوٹس بھیجتا رہا کہ

دیکھا اور اس کی پریشانی کا سبب پوچھا تو اس نے کچھ یوں بتایا۔

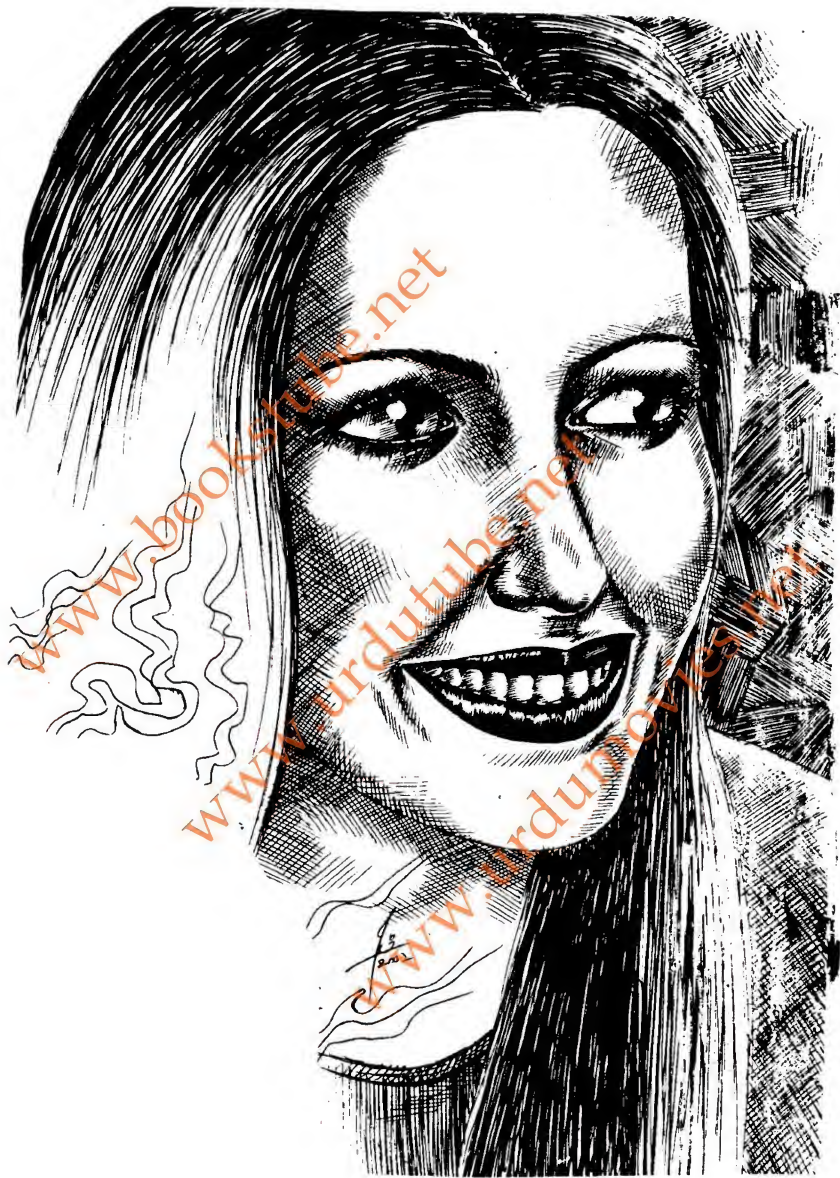
بدلہ وفا کا دیئے بڑی سادگی سے ہم
تم ہم سے روکھ جاؤ گے تو زندگی سے ہم
کتنی ہے عمر ساری تخیوں کے درمیاں
کچھ نئی ہے سوچ میں کچھ رنجوں کے درمیاں
میں کھڑا ہوں ایک مدت سے کسی کا منتظر

خنگ بیڑوں کی طرح ان موسموں کے درمیاں
میرا نام صائم ہے اور میں بی اسے کر رہا ہوں
میری اور نائلہ کی ملاقات ہسپتال میں ہوئی تھی اور پھر
ہماری دوستی ہو گئی ہماری دوستی کو دو سال گزر گئے ہیں
مگر ہم شرم میں ہی جو ہسپتال میں ملے تھے اس کے
بعد ہماری ونی ملاقات نہیں ہوئی آج دو ماہ بعد جب
نائلہ کا فون آیا تو وہ صرف روئے جا رہی تھی اسنے
دونوں کے بعد آج کال کی ہے اور نائلہ صرف رورہی
ہے آخر بات کیا ہے مجھے کچھ بتاتی کیوں نہیں ہو صائم
آج اس نے غیرت نے میرا سب کچھ لوٹ لیا ہے اور
مجھے برباد کر دیا ہے اور میری عزت کو داغدار کر دیا ہے
اور نے صائم میں اب جینا نہیں چاہتی ہوں تم اگر مجھے
انچاد دوست مانتے ہو تو آج سول ہسپتال میں دو بجے ملو
اگر تم نہیں آئے تو پھر کبھی بھی میری آواز نہیں سن
سکو گے صائم۔ مگر نائلہ میری بات تو سنو نائلہ نے فون
بند کر دیا ابھی صبح کے نو بجے تھے میں گوجرانوالہ میں تھا
اور گوجرانوالہ سے سیالکوٹ جانے میں کافی ٹائم لگ
جاتا ہے میں فوراً تیار ہو کر نکل پڑا اور بارہ بجے
سیالکوٹ آ گیا اور نائلہ کو فون کیا اس نے کال کاٹ کر
مجھے فون کیا اور پھر دو بجے ہماری ملاقات ہو گئی اب
بتاؤ نائلہ کیا بات ہوئی ہے اسے چاکل یوں کیا ہوا ہے۔
بس صائم میں آپ کو کیا بتاؤں میں ایک لڑکے سے
پیار لرتی تھی اور اس کو اپنا سب کچھ مانتی تھی مگر اس نے
مجھے دھوکہ دیا مجھے برباد کر دیا صائم ہوا کیا ہے مجھے
آرام سے تفصیل سے بتاؤ۔

ہاں صائم میں میٹرک میں پڑھتی تھی تو اس وقت
میں نے اپنے محلے کے ایک لڑکے کو بہت بے عزت
کر کے مارا تھا اس نے اپنے دوست کے ساتھ مل کر
مجھے برباد کر دیا غفلت اور احسان یہ دونوں میرے
محلے کے ہیں اور دونوں ہی دوست بھی ہیں مجھے
احسان اچھا لگتا تھا اور اس لیے ہماری دوستی کب پیار
میں بدل گئی پتہ ہی نہیں چلا تھا احسان نے بھی زندگی
بھر ساتھ نبھانے کے وعدے کیے تھے مجھ سے شادی
کرے گا یہ بھی وعدہ کیا تھا مگر اب کچھ بھی نہیں رہا
صائم ہاں یاد آگئے بتاؤ ہوا کیا ہے اور مجھے آرام سے
بتاؤ ہاں تو میں یہ بتا رہی تھی کہ احسان اور ہماری محبت کو
کافی عرصہ زندگی تھا ہم ہر روز فون پر بات بھی کرتے
تھے اور ملاقات بھی دوسرے یا تیسرے دن ہو جاتی
تھی احسان بہت اچھا لڑکا تھا اس نے کبھی کوئی غلط
بات نہ کی اور کل رات ہمارے محلے میں غفلت کی
شادی تھی سب گھر والے شادی میں گئے ہوئے تھے
احسان نے مجھے پیغام بھیجا کہ مجھے ملو کیونکہ میں
موبائل چھپا کر رکھی تھی تاکہ بھائیوں کو پتہ نہ چلے اسی
نے ایک چھوٹے بیچے کے ہاتھ بلوایا پر اکثر جہاں
ملتے تھے اس جگہ پرانی حویلی کے ساتھ جہاں ہمارے
کھیت تھے میں مگردن کو ملنا تو اور بات ہوئی مگردن کو
اسی طرح میں بھی اکیلی گھر سے نہیں نکلی تھی مجھے
احسان کی محبت نے مجبور کر دیا تھا اور میں چلی گئی
احسان پہلے ہی موجود تھا میں انتظار کر رہا تھا اور اس
نے کہا کہ نائلہ تیرے گھر والے کبھی بھی تیری مہر
شادی نہیں ہونے دیں گے اس لیے تو میرے ساتھ
بھاگ چل ہم دونوں مل کر یہ شہر چھوڑ دیں گے اور اپنی
دنیا ہوگی نائلہ تیری اور میری دنیا جہاں اور کوئی نہ ہوگا
نائلہ مجھے میری محبت کی قسم سے اندر پیار کرتی ہو تو چل
میرے ساتھ اور میں احسان کی باتوں میں آگئی اور وہ
مجھے کہاں لے جانے والا ہے مجھے کیا پتہ میں نے
احسان کا ہاتھ تھام لیا اور اپنے گھر کی دلیلیز آج پار کر

دئی یہ نہیں سوچا کہ میرے والدین کی عزت کا کیا ہوگا
میرے ابوسکول میں ہیڈ ماسٹر ہیں مگر کہتے ہیں کہ عشق
انداھا ہوتا ہے میں بھی احسان کے پیار میں اندھی ہو
گئی تھی اپنے والدین کے پرورش ان کا پیار محبت سب
کچھ بھول گئی تھی میں اب کیا بتاؤں صائمؑ آپ کو میں و
اب مرنا چاہتی ہوں۔

مارا اور پوچھا تو میں نے ان کو سب کچھ بتا دیا اب میری امی میری شادی کروانا چاہتی ہے وہ بھی جلد عظمت اور احسان مجھے راستے میں ملے اور یہی کہہ رہے تھے کہ ہم نے اپنا بدلہ لے لیا ہے اب میں مرنا چاہتی ہوں صائم یہ ہے میری کہانی اب میں چلتی ہوں مجھے شام ہے پہلے بنی گھر جانا ہے تحکب بے نائلہ تم گھر جاؤ میں کچھ کرتا ہوں میں نائلہ کی کہانی سن کر سوچوں میں گم ہو گیا کہ اس طرح بھی کوئی کرتا ہے ایک معصوم لڑکی کی زندگی برباد کر کے رکھ دی ان ظالموں نے خدا کو سزا ضرور دے گا گمراہ اب مجھے کیا کرنا ہے یہ سوچتے ہوئے میں گجراتوالہ کی طرف روانہ ہو گیا رات کو مجھے خبر ملی کہ نائلہ نے خودکشی کر لی اور نائلہ کا آخری بیج صائم تم اگر میرے دوست ہو تو ان دونوں سے بدلہ ضرور لینا تمہاری بد نصیب دوست نائلہ عظمت نے نائلہ سے بدلا لیا تھا اور اس کی زندگی برباد کی تھی اب میں نائلہ کا بدلہ لوں گا اور عظمت اور احسان سے لوں یہی سوچ رہا تھا کہ اب مجھے کیا کرنا ہے نائلہ کی زندگی کو ختم ہوگئی اب میں اس کے لیے کیا کر دوں۔



شہنشاہ نے ایک بیٹا جس کا نام اقبال تھا اور ایک بیٹی جس کا نام سلوار تھا لیکن شہنشاہ کی موت کے بعد اقبال بیٹے کی بیماری لگنے کے وجہ سے ایک سال بعد فوت ہو گیا تھا پھر محمد وسیم نے گاؤں کی ایک بہادر خاتون سے شادی کی جو گاؤں کی بہت امیر باپ کی بیٹی تھی اور بھائی بھی جس کا نام شمیم تھا۔

قارئین تعارف حضور اسامہ ہو گیا ہے لیکن جب تک کسی کہانی کا صحیح اندازہ اس کے کردار سے نہ ہو تو کہانی کا مزہ نہیں آتا کہ کون کس کردار میں سے ایس ایم وسیم محمد کے اور اس کے بیوی اور گھر والے ہی نہیں بلکہ پورا گاؤں اس کہانی کی زندگی کا ایک اہم حصہ ہیں یہ بتانا بے حسہ وری تھا۔

قارئین نور محمد کی باج اولا بیوی تھی دو بیٹیاں جس کے نام الانبہ اور رنعت تھیں تین بیٹے جنید اور صدام اور ساحل ایک کی پیدائش پاکستان میں ہوئی تھی جو گیارہ ستمبر کا صلیب کرک میں ہوئی جس کا نام ساحل اقبال رکھا گیا پورا گاؤں نور محمد سے پیار کرتا تھا کیونکہ وہ ایک شریف اور حیا والا انسان تھا وہ گاؤں کے بچے کی جی عزت کرتا تھا گاؤں کے ہر غم میں خوشی میں شام بولتا اس کا فرض تھا گاؤں والے تو شاید بنگلہ دیش کی وجہ سے ہی محبت کرتے تھے سب گناہوں والے بنگالی ماما کہہ کر پکارتے تھے بچے کی پیدائش پر گاؤں میں کافی شور مچا ہوا تھا اس کی قسم کی صدقے خیرات ہوئے گاؤں کا ہر باشندہ بنگالی ماما کو مبارک باد دے رہا تھا بنگالی ماما اس بچے کی پیدائش پر بہت خوش تھا زندگی سکون سے بسر کرتا تھا۔

قارئین گاؤں میں زیادہ فریب نہ وسیم ہی تھا پاسا تھا میں پڑوسی ویل مرحوم کا گھر تھا بہت خوشیاں بھی منانا اچھا نہیں ہوتا خوشیوں کی عمر بہت کم ہوئی ہے محکم بین وادہ بیاہرہ بنوری کا دن تھا گاؤں میں اس کی موت ہو گئی لیکن اس دن گاؤں کا ایک آدمی اس کا سامعہ نور تھا وہ فوت ہو گیا تھا۔

قارئین یہاں یہ بات بھی بتانا چلوں کہ اس علاقے میں خصوصاً اس کرک کے علاقے میں جب کسی کی موت ہوتی ہے تو اسی دن جنازے کے بعد ثواب کی نیت سے مردوں کے پچھلے خیرات کرتے ہیں وہ زمانہ لکڑیاں جلا کر عورتیں روٹیاں پکایا کرتی تھی آج کا دور تو کیس کا دور ہے لیکن اس گاؤں کا یہ رواج تھا کہ گاؤں کی خصوصاً عورتیں جو روٹی پکانے کی ماہر تھیں جانی تھیں وہ اس گھر میں رات جا کر پھر رات کے دوسرے پہر اٹھ کر روٹیاں پکانا شروع کر دیتی تھیں لوگوں کے آنے اور ختم ہونے تک روٹیاں پکاتی تھیں کیونکہ گاؤں کی عزت کا سوال ہوتا تھا اس دور میں سب ایک دوسرے کا بہت خیال رکھتے تھے دکھ درد بانٹتے تھے دوسروں کی عزت کا بھی خیال رکھتے تھے۔ خیر نور محمد کی بیوی بھی اس رات میں تھیں ساحل کو اٹھا کر اس گھر میں اتھاں فوتی بیوی تھی وہاں روٹی پکانے کی غرض سے رات سے اٹھ کر تھی ماما اس گھر میں روٹیاں پکائے۔ یاد دہانی عورتوں کا کام تھا۔ اٹھا سکے وہاں کام کرنے میں مصروف ہو گئی۔

قارئین پھر اچانک ایک دن یوں ہوا کہ نور محمد اپنے اہل خانہ کے ساتھ ایک رات سوئے ہوئے تھے کہ اچانک سب کو بھانپ گیا ہوا کن لوگوں نے ان پر حملہ کر دیا کہ صبح سب کے سب ہی گہری غیند ہو گئے تھے ان کے بوزھے ماس باج بھی نہیں بچ پائے تھے جہاں تک بچ گاؤں میں تھلک بچ گیا تھا وہاں ساحل اور اسکی ماں بھی ماس میں اپنی زندگیوں میں غم تھے تھے گاؤں کی عورتوں کو بھی پتہ چلا سب ایک دوسرے کے کانوں میں سرگوشیاں کرنے لگیں اچانک ایک عورت آئی ماس نے نور محمد کی بیوی کو گلے کیا اور حضور ادا دکھتے ہوا کہ وہی خیریت کی بات نہیں ہے مجھ سے چھپا جا رہا ہے اتنے میں ان کے پڑوسی کی عورت آئی اس نے بھی بی بی سارا کے کان میں چھپو کہا اور وہ اچانک چیخ پڑی لیکن حوصلہ نہیں ہارا اس وقت خدا نے نبی کی

رہا تھا، سنو! بہت اچھا تھا لیکن ساحل شیعہ کی بھی تھا ساحل نے پھر یہاں سے میسرک کیا چہ ساتھ ہی کاج برائیف جی کاج میں ایف ایسی ہی اتنے تیرہوں سے پاس کیا گھر میں سب بہت خوش تھے اس کی عیسیٰ زندگی تھی۔

وہیم محمد کے چھ بیٹے تھے وہ بیٹیاں تھیں میں پہلے بھی بتا چکا ہوں لیکن ساحل کی تابش کے ساتھ بہت گہری دوستی بہنوں میں بھی بہت اتھے طریقے سے رہتا تھا ساحل کو پیارا لگتا تھا سب نے دل کی گہرائیوں سے بھائی مانا ہوا تھا ماں باپ نے بیٹا مانا تھا ساحل بہت خوبصورت تھا پانچ فٹ گیارہ انچ قد کا مالک تھا اس کی آنکھیں بہت پیاری تھیں خوبصورت سارے جسم تھا اس کے چہرے کے گال پھر کالا اس کے حسن کی مثال تھا وہ تین کا نشان بہت ہی پیارا تھا کافی لوگ مرتے تھے بہت ہی نازک بڑھا ہوا تھا باں و سیم محمد نے مارا بھی بہت تھا حتیٰ کہ بی بی بہت ہی تھی اس کے فائدے کے لیے اور اس کی زندگی کو اچھا کرنے کے لیے ایس ایم صاحب کی قحی میں تو کوئی شک نہیں تھا اب و سیم محمد کے بیٹے اپنے اس بھائی کے سامنے بیٹھتے تھے تو گاؤں کے لوگ ایک مثال کی مشہور کی تھی ایس ایم صاحب کی مثال بندہ ونکی ہے بچے بہت ڈرتے تھے اور جان سے۔ ایف ایس کی کے بعد ساحل کی پر جان کی تھم ہوئی وہ ایک سرکاری محکمے میں بھرتی ہو گیا و سیم محمد کے واپس گاؤں جانے کا ارادہ کیا۔

قارئین کافی وقت گزر گیا تھا و سیم محمد کو اندازہ تھا کہ اب خطہ نہیں سے و سیم محمد کے گھر میں بہت محبت تھی اور اتفاق میں کھانا کھاتے آپس میں بہن بھائیوں میں بہت اتفاق تھا بہت محبت کرتے تھے ایک دوسرے سے بہت خیال رکھتے تھے۔

و سیم محمد کو ایک سرکاری طور پر درس ملے گا پلاٹ ملا تھا وہ بھی لاہور میں و سیم محمد نے لاہور جانے کے

بجائے گاؤں جانا مناسب سمجھا اگر کوئی خطہ و سیم محمد کے گھر میں بھی گاؤں میں جات لیکن و سیم محمد نے گاؤں جانے کا فیصلہ کر لیا تھا پھر کچھ عرصہ بعد اپنے وطن واپس اپنے گاؤں میں آئے۔ لیکن قارئین و سیم محمد کے بیٹے اور بچے مدد پر فائز ہو گئے تھے ساحل بھی ایف ایس کی میں 641 نمبر لے کر بہت خوش تھا نوکری کرنے کا خواہش مند تھا۔

قارئین اگر دیکھا جائے تو لڑکا ہوا لڑکی اس وقت اپنا مستقبل خراب کر جاتے ہیں جب لڑکا یا لڑکی کو اس وقت میں جماعت میں ہوا گرفتار ہو جائے دودو کا اسوں میں عشق سے بچ جائے تو پھر ایف ایس کی میں اپنا مستقبل اس وقت ٹوڑ دیتے ہیں جب وہ عشق میں گرفتار ہو جائے مسئلہ بچے نے ان سار سالوں میں و سیم محمد کے دور کی وہ بچے کا چندر کا سوچا بھی نہیں اور پھر بورڈ کے سینیٹر کا اندازہ ہے کہ کو بھائی سے ایجوکیشن کے لحاظ سے سب سے بہت بڑا دنیا سے بھی تسلیم کیا ہے پھر اس بورڈ میں تعلیم حاصل کرنا ایک طرف پھر دوسری طرف محمد سلیم کو خوف ڈر پھر آپ ہی بتائیں کے کیا عشق کرنا آسان کام ہے نہیں ہرگز نہیں و سیم محمد نے بی بی فرض ہمیشہ نبھایا ہے اور اس کے بچے کا میاں ہو گئے ہیں سب اچھی نوکری پر فائز ہیں دانش آفیسر ہے اور نا اچھی انجینئر ہے متاثر اور ختم اقبال سرکاری اور چھوٹا بھائی عاتق تعلیم میں زیر تعلیم ہے ایک بی بی انجینئر دوسری بی بی لکھتے ہیں۔

کہانی کی طرف جیتے ہیں ہاں تو ایک ضرور بات یہ بھی تھی کہ و سیم محمد نے نادرا میں بھی ساحل کو اپنا بیٹا تسلیم کر لیا اور ہر طرح سے اسے اپنا بیٹا مان کر اس کو ماں کا درجہ ملا ساحل کو شروع سے ہی جہاز اڑانے کا بہت شوق تھا وہ اکثر کابندوں کے صفوں سے جہاز بنا کر بیچ سے چھوٹ کر مار کر دوا میں اڑایا کرتا تھا اس دوران جب گاؤں میں واپس کی آمد ہوئی کچھ عرصہ گزرنے کے بعد تھوڑا بہت پتہ بھی چلتا رہا کہ یہ لوگ

میرے اپنے نہیں ہیں۔
 قارئین حلاقے میں ایسے لوگ موجود ہوتے ہیں جو انتشار پیدا کر دیتے ہیں یا فطری شیطانی ذہن سے لوگ ہوتے ہیں جو بچے کو مختلف باتوں میں کرنے میں ہمدردی نہ کر کے کامیاب ہو جائے ہیں شاید چھوٹے ایسے ہی عناصر اس گاؤں میں بھی موجود تھے کیونکہ حالات اور وقت کے ساتھ لوگ بھی بدل جاتے ہیں کسی کی خوش دہی بھی نہیں جاتی اب تو ایسا دور ہے کہ ایک مسلمان کی خوشی ہو تو دوسرے مسلمان اس کی خوشی پھر انھوں کرتا ہے اس کی خوشی نہیں دیکھنا جانی حالانکہ اسلام میں ہے کہ اپنے ساتھی کی خوشی پر ناز کرنا بھی صدقہ ہے۔ ایک شام کو جب ساحل گھر آیا ساحل نے ماں کو کہا۔
 کہاں ہو ماں۔
 جی بیٹا کیا خوشیہ تھی تو ہے
 ہاں ماں خیر ہے اب تک ایک بات کہوں جانا
 کہ مجھے نہیں بولنا۔
 نہیں بیٹا ایک ماں بھی اپنے بیٹے سے جھوٹ نہیں بولتی ماں نے مسکراتے ہوئے کہا پوچھو بیٹا کیا بات ہے۔
 ماں میں وہ ہوں تو لوگ میرے کون ہو۔
 ماں نے بغیر جواب دینے سوچے بنا ساحل کو خوبصورت گال پر زور سے پھینک مارا ماں کے ہاتھ میں جتنا درد محسوس ہوا وہ ماں آج بھی اس درد کو یاد کر کے روتی ہے مانتے ہیں کہ ماں نے ساحل کو ہم نہیں پایا تھا لیکن جنم سے جنت تک کا راستہ بھی اس ماں نے ہی دکھایا تھا اس ماں ہی نے اس کے لیے بہت زخم اٹھائے تھے خاندان کو چھوڑ دیا تھا یہ سب کچھ ساحل تو نہیں جانتا تھا کاش کہ بتانے والے نے یہ راز اگر ساحل کو بتایا ہی ہوتا کم سے کم وہ اس ماں کی تکلیف بھی بتا دیتا تو تکلیف اس کی ماں نے اس کی خاطر اٹھائی تھی خیر کسی نے اس دن تو ساحل کو حقیقت کا یہ چل

ہی جائے گا جو آہستہ آہستہ وقت کے ساتھ گاؤں والے فطوری لوگ بتا رہے تھے چھپکے سے۔
 قارئین یقین کریں ماں نے پانچ دن تک ساحل سے بات نہیں کی تھی بولنا ترک کر دیا تھا پھر ساحل کو احساس ہوا کہ ماں مجھ سے ناراض ہے پھر معافی مانگی رات کے وقت جب سب کمرہ کی فینڈ سو رہے تھے تب آہستہ آہستہ جا کر ساحل نے ماں کی چار پانچ پر پاؤں کی طرف پیچھ کر ماں ایک دم بھی اصل کے لباس پہن کر ساتھ جوڑے ہوئے تھے معافی مانگ رہا تھا ساتھ میں رو بھی رہا تھا
 ماں نے جواب نہ دیا
 ماں نے کہا میں نے ایک شرط ہے کہ پہلے وعدہ کرو تم مانو گے۔
 ہاں ماں میں کیوں نہیں مانوں گا پولیس ماں میں وعدہ کرتا ہوں۔
 ماں نے کہا۔ ساحل جیسا اب تم زمینی میں کسی سے کوئی بات ایسی نہیں کرو گے نہ باپ سے نہ سے۔
 ماں نے کوئی ایسا سوال نہیں کر کے جو تم نے میرے ساتھ لیا تھا ورنہ میں تمہیں بھی حق نہیں بخشوں گی اور تم میرا حق کا منہ بھی نہیں دیکھ پاؤ گے۔
 نہیں ماں میرا تمہارے سوا کون ہے کوئی نہیں پھر کبھی یہ ظلم نہ کرنا۔
 سچ بولتی ساحل نے ناشیہ کیا پھر اچانک اس کی نظر میز پر پڑی اخبار اٹھائی ایک دیکھنے لگا کہ دیکھو ماں اخبار میں پی ایس ایف کی خبر تیا آئی ہیں وہ بھی پائلٹ کی۔
 ماں کو زور سے پکارا ماں میں نے کل جانا ہوگا میں بلائی کرنا چاہتا ہوں اگر تم اجازت دو
 ہاں بہانہ سو رہا تھا پلائی نہ
 ماں مجھے بھڑکی کے لیے پشور جانا ہوا
 نہیں تم ہمزائے نہیں جاؤ گے تمہارے ساتھ
 تابش جائے گا

سلیکشن سینٹر میں کاغذات جمع کیے اور دو دن تک وہاں تک گزارنے پرے کیونکہ پہلے رٹن ٹیسٹ پھر فیزیکل پھر میڈیکل کا مرحلہ تھا اور ان سب مرحلوں میں ساحل نے اچھی طرح کامیاب حاصل کی تھی پھر انٹیلی جنٹس سلیکٹ بھی ہوا سب مرحلوں میں گزرنے کے بعد دونوں بھائیوں کی واپسی ہوئی جب لہر آیا ہر وقت ماں سے کہتا کہ امی میرے لیے دعا کرنا کہ میں سلیکٹ ہو جاؤں ماں ہر بار یہی کہتی کہ ہاں بیٹا میں یہی تمہاری دعا کرتی ہوں کافی دن نزلے لیکن کچھ پتہ معلوم نہ ہو۔ کا کہ ٹرمیاں شروع ہو چکی تھیں اپنے پیٹھک میں لیٹا ہوا ساحل مڑے کی نیند کر رہا تھا کہ دانش کے ماموں وحید آئے وحید صاحب اچانک بٹک نیچر تھے وہ لیٹے آئے تھے اور ساحل کے ابو کو دیا کیونکہ وہ لیٹر ساحل نے ابو کے نام تھا جب لیٹر ساحل کے ابو نے کھولا تو نہ جانے کھجوں سے آنسو نکل رہے تھے ماموں وحید بھوکھا کہ کوئی پریشانی ہے وحید ماموں نے ابو سے کہا۔

کیا ہوا تم دو کیوں رہے ہو
کچھ نہیں یہ لیٹر اصل میں میرے لیے نہیں ہے
یہ تمہارے لیے آیا ہے۔۔۔۔۔

تمہیں۔۔۔۔۔ تمہیں۔۔۔۔۔ ادھر آؤ جذبات میں اونچی آواز میں کہا ساحل کی آنکھ بھی بیدار ہوئی تمہیں مبارک ہو تمہارا ساحل پائلٹ سلیکٹ ہو گیا ہے
خیر مبارک لیکن ساحل کیا تمہارا نہیں ہے ماں نے آسمان کی طرف دیکھ کر خدا کا شکر ادا کیا ویسے تم مذاق تو نہیں کر رہے ہو بھائی تم جی بتاؤ کہ کیا جج ہے وحید صاحب نے کہا۔

آج تک وہ سیم محمد کبھی جھوٹ نہیں بولا ہے مجھے یقین ہے تمہیں بھی یقین ہونا چاہئے ویسے سالے جی تم کیوں رو رہے تھے

نہیں سالے وہ آنسو خوشی کے آنسو تھے ہم نے ساحل کو کتنی مشکوں سے پالا ہے میری زندگی کی

ٹھیک ہے ماں جو آپ کا علم ہو گا لیکن ماں آخر میں سب بڑا ہونگا کہ میں گھر سے اکیلا نکلا کروں گا اگر میں بھرتی ہو گیا پھر بھی آپ کو میرے ساتھ میرا خیال ہے ایسا ہی چتا رہے گا۔

خیر ماں کی دعا میں لیں اور گھر کے اصولوں کے مطابق سب نے اکتے ہو کر ہاتھ اٹھا کر دعا کی سب کی دعاؤں میں رخصت ہوا دونوں بھائیوں نے ماں باپ کی دعا میں نہ اور گھر سے نکل پڑے ساحل پہلی بار نوکری کی فرس سے گھر سے نکلا تھا۔

قارئین جہاں سے اس گاؤں سے بازار کی طرف جانے کے لیے گاڑی ملتی ہے وہاں ایک قبرستان کا آخری کونا ہے جہاں پر گاؤں والوں نے اڑا سا بنایا ہوا تھا جہاں دو تین کاڑیاں بازار جانے کے لیے مل جاتی تھیں یہ اڑاؤ سیم نے گھر سے زیادہ دور نہیں تھا جب بھی وہ سیم محمد کی ٹیکس کا کوئی خرچ بھی یہاں سے گزرتا تھا تو وہ نور محمد کی قبر پر سید قرآن خوانی کرتے تھے وہ کرتے تھے بھی ان کی قبروں پر سے سیدھا نہیں گزرتے تھے لیکن اس دن بھی یہ دستور ساحل اور تابش نے ان قبروں پر دعا کی لیکن۔ قارئین آج تک ساحل کو حج نہیں ہوا تھا کہ یہ کن کی قبریں ہیں نور محمد کی قبروں پھر دعا کرنے کے بعد دونوں بھائی گاڑی میں سوار ہوئے لیکن تابش نے آج تابش کو آنکھوں میں پانی چمک رہا تھا شاید اس نے ساحل کے لیے دل میں درد دکھائے کہ وہ ہر بار ہمارے ساتھ اپنے اہل خانہ کے لیے دعا کرتے آتے ہیں لیکن آج تک سیم محمد نہیں پایا کہ یہ کون ہے اور ساحل آج جواب ہو گیا اور نوکری کی تلاش کے لیے گھر سے نکلا

ہمارے علاوہ اس کا کوئی نہیں ہے اس کی اپنی ماں نے بھی آج تک نہیں پوچھا تھا اپنی ماں سے ساحل آج تک بے خبر ہے ساحل آج بہت پیارا بھی لگ رہا تھا۔

قارئین جب پشاور پہنچ گئے تو وہاں ایگر ومنت

ماں بچ میں۔

ماں بیٹا یہ لیکر آیا ہے ماں نے لینہ دیا لینہ دیکھ کر یقین نہیں آ رہا تھا جھٹ ماں کے گلے لگ کر کیا اچھا مجھے چھوڑو باہر سب گھر والے تمہارے انتظار کر رہے ہیں فوراً باہر آیا

ابو ابو

لیکن اب تو نماز کے لیے کھڑا تھا نماز پڑھنے کے بعد ساحل کو مہار کہا ددی گلے لگا دیا اور ساحل سے کہا کہ مجھے تم پر فخر ہے تم نے میرا سہ اونچا کر دیا کافی حوصلہ اور اپنی کئی سب گھر والے بھی مہربان باد دے رہے تھے پھر ساحل نے وضو کیا نماز ادا کی رب کا شکر ادا کیا نماز کے دوران آج کافی دوسو سے آ رہے تھے کافی دفعہ نماز میں غلط ہوا۔

قارئین ساحل ایک شریف انسان تھا پانچ وقت کا نمازی تھا بچپن سے جس کی عزت کو بری نگاہ سے نہیں دیکھتا تھا اس کی شرافت کے چرچے پورے گاؤں میں تھے لیکن آج کی نماز نبی ہوئی تھی وہ نماز میں یقیناً نبی سوچ رہا تھا کہ میں کون ہوں یہ کون لوگ ہیں حقیقت کیا ہے میں پوچھ بھی نہیں سکتا اور میں نے ماں سے ایک رات وعدہ کیا تھا کہ میں بھی نہیں پوچھوں گا

ساحل کی ماں نے کہا آج تم نے کافی لمبی نماز پڑھی ہے بہت دیر لگا دی۔
نہیں ماں ایسی کوئی بات نہیں لیکن تم زیادہ خوش نہیں ہو تمہارا تو پائلٹ بننا ایک خواب تھا جواب پورا ہو گیا

میں ہر نماز میں ہر دعا میں تمہارے ارمانوں کی دعا کرتی ہوں خدا تمہارا ہر ارمان پورا کرے۔
ساحل نے کہا۔ میں جانتا ہوں ماں تم بہت عظیم ہو۔ میری دعا ہو تم چاہو میری جان بھی لے لو
ماں نے کہا۔ خبردار اگر تم نے پھر جان والہ کی بات کی تو ساحل کے منہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا

نہیں یہ میرے آرام کے دن میں نے اپنی زندگی ساحل کی زندگی کے لیے دن رات جاگ کر گزارے ہیں تمہینہ کے ساتھ کتنی لڑائی ہوئی ہیں میرے اور تمہینہ کے درمیان جدائی بھی ہوئی تھی لیکن آج اللہ تعالیٰ نے اتنی خوشی دی کہ میں سب غم بھول گیا ہوں کہتے ہیں کہ ہمیشہ بچوں کو حلال کھلاؤ تو اس کا صلہ ضرور ملتا ہے ساحل میرا پنا خون تو نہیں تھا لیکن پھر بھی ساحل سے اتنا ہی پیار کیا ہے جتنا اپنے بیٹے دانش سے لے کر چھوٹے بیٹے قاتب کو کیا ہے ہم نے کسی چیز کی کمی محسوس نہیں ہونے دی وہ سمجھ کر کافی جذباتی سے بول رہا تھا جذبات قابو سے باہر تھے۔

شاید ساحل جاگ رہا تھا آنکھیں ابو کی آواز سے کھل گئی تھیں جب وہ تمہینہ کو کہہ رہے تھے آج اس کو حقیقت کا بھی تصور اب بہت پیچ چل گیا تھا کہ ماں نے دروازہ کھولا ساحل فوراً آنکھیں جھپٹ موٹ بند کر دیں ماں سمجھ گئی ساحل سو رہا ہے چلو تھوڑی دیر بعد جب نماز کے لیے ساحل اٹھے گا تو میں خوشخبری دوں گی۔

قارئین وہ ساحل سے اتنا پیار کرتی تھی کہ اس کی خوشی کے لیے بھی ماں اس کی نیند کو ڈسٹ نہیں کرتا چاہتی تھی کہ بان ہو جاؤں اسی ماں پر جب پھر اذان ہوئی پہلا تمہینہ نماز اور شکر اٹانے کے نوافل ادا کیے پھر بعد میں ساحل کو اٹھانے کے لیے چلی گئی سب گھر والوں کو ساحل کے جانے کا شرت سے انتظار تھا ساحل جان بوجھ کر الٹا لیٹا ہوا تھا لیکن اپنی سوچوں میں ڈوبا ہوا تھا ماں نے آرام سے آواز دی

ساحل بیٹا اٹھ جاؤ نماز کا نام ہو گیا ہے۔
اچھا ماں تم جاؤ میں اٹھ جاؤں گا
نہیں اٹھو تمہارے لیے خوشخبری ہے۔
جی ماں کی خوشخبری سے جلدی بتاؤ
بیٹا تمہیں بہت بہت مبارک ہو تم پائلٹ
سیکٹ ہو گئے ہو

جنم لیا ہے آج شہید کا ضمیر مطمئن نہیں تھا لیکن وہ راز نہیں بتانا چاہتی تھی وہ ساحل کو دھجی نہیں کرن نہیں چاہتی تھی۔ شاید وہ نہیں بتانا چاہتی تھی کہ وہ اس کی اصلی ماں نہیں ہے حالانکہ چھ حقیقت کا اندازہ ساحل کو ہونی سیکھا تھا۔

ماں نے کہا جاؤ بیٹے اپنے نانی لوگوں کے گھر جاؤ ان کو اس خوشی کی اطلاع دے دو۔

قاریمن اس گاؤں میں ساحل کے پائلٹ سلیکشن کی خبر پورے گاؤں میں آگ کی طرح پھیل گئی کہ ایس ایم ویم محمد کا بیٹا ایک پائلٹ بن گیا ہے شاید اس گاؤں میں تو کیا پورے ضلع میں یہ پہلا پائلٹ تھا گاؤں کو ملن بھی ہوئی کافی لوگوں کو خوشی بھی ہوئی لیکن ہر محلے اور خوش ہونے والا ایس ایم ویم محمد کے گھر مبارک باد دینے کے لیے جاتے رہے اس خوش میں مٹھائی بھی تقسیم کی گئی مقررہ تاریخ جانے سے ایک دن پہلے ایس ایم صاحب نے خیرات کا پروگرام بنایا جن میں گاؤں کے سب ہی لوگوں نے شرکت کی خیرات میں بھی ایس ایم صاحب کا شملہ ادا کیا تھا ہر کوئی اس کو مبارک باد دے رہا تھا ہر بندہ ساحل کے لیے دعا گو تھا کیونکہ اس گاؤں کا ایک ستارہ پائلٹ بنے جا رہا تھا اس نے گاؤں کا نام روشن کر دیا گاؤں کے لوگوں نے کافی عزت دی ساحل اس گاؤں کا چمکتا ہوا ستارہ تھا۔

قاریمن کل ساحل کے جانے کا وقت ہوا ساحل کی ماں کا دل خفا تھا وہ کافی اداس تھی کیونکہ ساحل سے جدائی کا اس نے بھی سوچا بھی نہیں تھا وہ ساحل سے بے پناہ محبت کرتی تھی وہ روکنا چاہتی تھی لیکن اس کے روشن مستقبل کے لیے جدائی برداشت کرنا ایک مجبوری تھی اس نے زندگی کے اس بیچ پھر جانا تھا جو اس کا ارمان تھا اور کوئی خوش قسمت ماں ہی شاید ایسے خواب دیکھے کہ اس کا بیٹا پائلٹ بن جائے یہ تو دستور ہے دنیا والوں کا کہ کسی کو پائلٹ بنادیتی ہے کسی کو

میرے ساحل بیٹے آج تم مجھے وچن دو کہ ہمیشہ وفادار رہو گے افسر بن کر اپنے والدین کو کبھی بھول نہ جانا ماں تم بیٹی بات کر رہی ہو تمہاری گود سے جنم لیا۔ تمہارے پیٹ میں نو ماہ تک رہا ہوں باپ نے کتنی اچھی پرورش کی تم نے میرے لیے کتنے درد اٹھائے وہ سب مجھے یاد ہے۔ جو تم نے میرے لیے کیا میری پیدائش پر تم جسمانی درد اٹھایا ماں میں کیسے تمہارے درود کو بھول سکتا ہوں ماں تمہارا اپنا بھی کوہِ غرض نہیں ہو سکتا۔ حالانکہ یہ سب کچھ ساحل جان بوجھ کر کبھرا تھا دیکھنا چاہتا تھا کہ ماں آج حج بولتی ہے باراز کورازی رکھے گی ماں کی آنکھوں سے دریائے طرح آنسو نکل رہے تھے آنسو کی جگہ خون دیکھائی دے رہا تھا۔

ماں ترور رہی ہو۔ نہیں بیٹا۔ یہ خوشی کے آنسو ہیں۔

ماں تمہارے لیے ہر وہ کام کرے گی جس میں آپ کی عزت ہو ماں آج تمہاری آنکھوں کے آنسوؤں کی خوشبو آ رہی ہے واقعی وہ ساحل سے بہت پیار کرتی تھی۔

قاریمن گرام جب نبی پاک ﷺ کے دانت مبارک سے ہوئے قطرے زمین پر گرنے لگے تو اللہ تعالیٰ کو یہ نورا نہ ہوا کہ اس کے حبیب ﷺ کا خون زمین پر ایک قطرہ بھی برے تو اللہ تعالیٰ نے احد کے میدان میں ایک گلاب کا پودا وہاں اگایا خون زمین کے بجائے گلاب پر گرا پھر اسی گلاب سے نبی پاک ﷺ کے خون کی خوشبو آ گئی یہ خدا کی محبت تھی اپنے محبوب ﷺ سے اسی طرح ماں بھی جب اپنے کسی نخت جگر کے لیے آنسو بہاتی ہے تو اللہ تعالیٰ ماں کی آنکھوں کے آنسوؤں میں خوشبو بھردیتا ہے یہ تو وہی محسوس کرتا سکتا ہے جس نے زندگی میں ماں کا خیال رکھا ہو۔ ماں ذرا پہلی ہوئی تھی شاید آج شہید بنی سوچ رہی تھی کہ ساحل کیا جانتا ہے کہ اس نے کسی گود سے

سپاہی بنادیتی ہے۔ خیر ماں کی بدایات پر ساحل گاؤں کے ہر گھر پر ہفتی کے لیے کیا ساحل ہر کسی کو یہی کہتا تھا کہ میرے لیے دعا کرو میں کل جا رہا ہوں سب دوستوں سے ملا شام کو گھر لوٹ آیا ساحل لیکن ماں کی حالت بہت خراب تھی لیکن ساحل پر ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھی لیکن ساحل کوئی بچہ تو نہیں تھا کہ اپنی ماں کی مایوسی کو سمجھ نہ سکے شام کو ماں نے اپنے ہاتھ سے مرئی چاول پکائے سب نے ساحل کے ساتھ مل کر کھائے کھانا کھایا پونے رات بھی آگئی ساحل تو اپنے کمرے میں آگیا لیکن ماں ساری رات ساحل کی جدائی کے بارے میں سوچتی رہی نہ نائے کب آنکھ لگ گئی۔ خیر وقت بھی نہ رکتا نہیں ہے اگر وقت رکتا تو دنیا میں کسی کی موت نہ ہوتی وقت اگر رکتا تو دنیا میں موت جدائی نہ ہوتی کسی چیز کی پیدائش نہ ہوتی وقت کی بہت اہمیت ہے لیکن یہ یقین تھا کہ کل ساحل کو ماں سے جدا نہ ہونا پڑتا آخر صبح ہوئی اذان ہوئی ماں اٹھنا شروع کیا سب گھر والوں کو اٹھایا سب نے مل کر نائے کھائی اور سورج کی کرنیں نمودار ہوئی سورج آج ساحل کی جدائی کی ٹھیں اتنے میں تیار ہوا سامان وغیرہ کو شام سے پیک کیا تھا کافی سامان تھا جو وہم محمد نے لے کر دیا تھا جو دوران رینگ کینڈ ڈانی سامان استعمال کرتا ہے وہ چیز لے کر دی تھی جو ساحل کی ضرورت تھی اتنے میں ساحل کے پھر دوست بھی آگئے جن کے نام لکھنا ضروری سمجھوں گا۔ خالد عثمان۔ شبیر الرحمن محمد عمر۔ طاہر۔ مجاہد۔ آصف چٹاڑو۔ کرامت اللہ اس سے پہلے جو دوست ملاقات کے لیے آئے تھے ان میں سے عمر۔ زبیب۔ سعید نواز محمود۔ ماجد نیاز۔ رسول محمد۔ مدثر۔ اسرار۔ ذوالفقار۔ اقصیٰ عباسی۔ تیمور خان۔ زاہد بابا۔ راشد دل جیل۔ آصف۔ نجیب سندی۔ فیض محمد محسود۔ رحمانی ڈوز۔ گل محمد محسود۔ مہربان شاہ۔ عرفان عابد شہرہ۔ سخی۔ خان نعمان احمد خان نیاز۔ فرزند علی۔ ظہیر عباس

عابدین ویر۔ علی محمد محسود۔ اور شیر بکٹر۔ عین الرحمن۔ مہمان بھی تھے اور ساحل ان کے شمار دہی تھے بے پناہ محبت حاصل کی تھی اساتذہ سے جانے کو وقت آگیا سب نے مل کر اٹھنی دعا کی اور سامان اٹھا کر وٹولی کی شکل میں دھیسے دھیسے قدم آخر گھر سے نکل پڑا اچانک کسی کی موبائل میں گانے کی آواز آئی مسافر جانے والے بھی نہ لے کے آئے والے چلو ایک دوسرے کو گریں رہے۔ حوالے۔ قبرستان کا اڈا و اتنا دور تھا گازی کے گریس پہنچے شاید گازی ساحل کا انتظار ہی کر رہی تھی اس نے بھی کسی کو جدا امت نہ جدا کرنا بھی سے تو کسی ماں سے اس کا جینا جدا مت نہ کرنا۔

ساحل اپنے گھر والوں کے باری باری سب سے ملا ساحل اپنی بہن محمد سے بہت پرانے تھے وقت سے ملنے پر وہ دیا بھیا اپنا خیاں نہ بھانپتے رو تے ہوئے کہا ساحل کی نانی زیور جات صاحبہ تھیں ساحل کو رخصت کرنے کے لیے قبرستان اڈے آئی تھی قبرستان پر دعا کی اپنے ماں باپ کی قبروں پر سب سے آخر میں اس کا سامنا شہینہ ماں سے ہوا افس خدایا یہ کیا درد نے ماں میں تپا بنا جی تو نہیں کٹتا لیکن تمہارے لیے تمہاری خوشی کا خاطر میں ہر حال میں جینے کی کوشش کرتا رہوں گا ماں نے بھی کہا جینا میں تمہارے ناجی نہیں سکتی لیکن آنے کے انتظار میں جینے کی کوشش کروا لگی اپنا خیال رکھنا رینگ شوق سے کرنا خط لکھنے بنانا میں تمہارے خط کا ہر روز انتظار کروں گی اس وقت موبائل کی دنیا نہیں تھی۔ خطوں کا رواج تھا بس اس قدر افسر بنوے جس کی کہنے سے وہ آؤں گی اچھا ماں چتا ہوں ساحل بیوی کی سرور رہا تھا ماں چپ چاپ رو رہی تھی ساحل نے سر جھیکا یا ماں

قارئین کرام ساحل کی ٹریننگ شروع ہو گئی
ساحل فیصلہ کی طور پر بہت فتنہ تھا ہاگ دوڑ میں
سب سے آگے ہوتا ٹریننگ بہت شوق سے کرتا تھا۔
کافی لوگوں سے دوستیاں بھی ہوئیں وہاں سے ایک فی
میل پیچھے بھی جوا بھیڑنگ پر نہایا کرتی تھی جس
کا نام میڈم ٹینم تھا وہ بھی کرک کے رہنے والی تھی
اور ساحل کے ماضی کے بارے میں تھوڑا بہت جانتی
تھی ٹینم اس کا بہت خیال رکھتی تھیں یہاں پر یہ بھی کہہ
سکتے ہیں کہ وہ چچی ہوئی محبت حاصل کے ساتھ ضرور
کرتی تھی لیکن اظہار بھی نہیں کیا اور ایسے ہی شکر
اسانہ کا بھی رشتہ تھا اظہار کرنا سوانہ بن پیرا نہیں
ہوتا تھا خیر اس دوران ماں سے ملنے نہ جاتا رہا۔
ٹریننگ پر بھی لگ گیا تھا

ساحل کے دو سال کی ٹریننگ ختم ہونے والی تھی
گھر والے ایک ایک دن کا شدت سے کن کر
گزارتے تھے گھر والے بہت غمناک تھے کہ کچھ عرصہ
کے بعد ساحل پانچ بن جائے گا آخر وہ دن بھی
آگیا کہ اکیڈمی سے ایک لیٹر آیا جس کے اندر پانچ
وزیر کا رڈ بھی وصول ہونے لگا پانچ آؤٹ پورٹ
کے تھے لیکن گھر کا ہر بندہ جانے پر ضدی تھا لیکن تو
فوج کے فوج کے بھی اپنی پائیس ہوتی ہے کارڈ م تھے
گھر والے زیادہ تھے لیکن بہت مشکل سے یہ فیصلہ ہوا
کہ امی ابو معصود دانش رفعت بہن یہ ساحل کی حوصلہ
افزائی کے لیے اکیڈمی پانچ پر ریڈ دیکھنے جائیں گے
لیکن چھوٹے شائبہ کو بھی ساتھ لے گئے تھے چرواہا
میڈم ٹینم کے ذریعے اس کو مزید ایک کارڈ مل گیا تھا
ساحل بے تابی سے اپنے گھر والوں کا شدت سے
انتظار کر رہا تھا کہ اچانک دور سے اپنے ماں باپ
گھر والوں کو دیکھ کر دوڑنے پھیل کے ساتھ بٹ پانچ
کیا سب کو سلام کیا باپ بھائیوں کے گلے لگایا بہنوں
سے ہاتھ ملایا
کاش آج ساحل کی ماں سارہ بی بی زندہ ہوتی

نے مانتے پر پورے دیا پھر ہاتھ رکھ کر رخصت کیا ماں تو
ماں ہوئی ہے باپ ہے وہ اپنی ہوا پرانی ماں کی ہر درد
جانتی ہے جہاں تک کڑی دکھائی دے رہی تھی اس
وقت تک وہ دیاں کھڑی اس گاڑی کو دیکھ رہی تھی
اور آنسو بہا رہی تھی واپس پر نور محمد کی قبروں پر بھی دعا
کی بڑے دل سے گھر واپس آئی گھر واپس لگ رہا تھا
گھر کی لک رہا تھا گھر میں مذاق کون کرتا ساحل کی
ہر بات پر گھر والے ہنستے تھے ساحل کی باتیں سب کو
اچھی لگتی تھیں اللہ نے آواز بھی بہت پیاری دی تھی
لیکن آج گھر خالی خالی لگ رہا تھا۔ ساحل کے والد
وسیم محمد بھی سفر میں اس کو اکیڈمی تک چھوڑنے کے لیے
ساتھ تھے سارے راستے میں ساحل یہی سوچ رہا تھا
کہ میں کون ہوں یہ لوگ میرے لیے اتنا درد کیوں
اٹھاتے ہیں یہ باپ جو میرے ساتھ ہے یہ کیوں اتنا
خوش ہے یہ سب کیا ماجرہ ہے ہزاروں سوال اپنے
ساتھ کر رہا تھا لیکن کسی سے پوچھنے کی ہمت بھی نہیں
تھی اور نہ ہی پوچھنا چاہتا تھا کیونکہ کہنے کوئی غلط
نہ بتا دے میرا دل اس گھر سے ٹوٹ جائے جو میں کسی
بہن سے ایسا نہیں کرنا چاہتا تھا

پانچ ہنستے بعد ساحل اپنی منزل مقصود پر اپنی
پیاری اکیڈمی پہنچ گیا باپ نے کیپ میں انٹری
کروادی آخر میں باپ نے الوداعی ملاقات میں
ساحل کو کچھ نصیحت کی کہ بیٹے بھی بزدلی نہیں دکھانا
وہ سال کی ٹریننگ ختم ہونے کے بعد کرسی بین تمہارا
انتظار کر رہی ہوگی ٹریننگ نام ہی جتنی کا ہے۔ ٹریننگ
میں بھی کچھ ہمت بنانا اپنا خیال رکھنا یہ پھر پہلے سے
ہی قانونی فوج تھوڑے فوج کے اسلوں کو اچھی طرح
جانتا تھا ساحل سے کہا
اچھا ابھی آپ دعا کرنا خدا حافظ۔
باپ سے جدا ہونے کے بعد ٹریننگ کی طرف
بڑھا یہاں سے ایک نئی زندگی ایک نئے عزم کے
ساتھ شروع کی۔

اپنے بیٹے کو دیکھ پاتی یہ دیکھنا اس کا حقیقی حق تھا خیر یہ لوگ بھی حق میں اتنے ہی برابر ہیں شبنم سے آسمان کی طرف دیکھ کر صرف سوچا شبنم بھی گھر والوں سے ملی تھی۔ پریڈ کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا باقاعدہ تقریب شروع ہوگئی چاق وچوبند دستے ٹراؤنڈ میں لائے گئے گھر والوں کو تو ہر طرف ساحل ہی دکھائی دے رہا تھا پریڈ کے ہر ادھر تماشاخیوں نے خوب داد دی اپنے پیاروں کو ساحل نشاد کے طور پر نمودار ہوا جو پریڈ میں پریڈ مکمانڈر کے پیچھے اور پریڈ کیڈٹ کے آگے ہوتا ہے سب گھر والے ساحل کو بہت فخر کے ساتھ دیکھ رہے تھے سب تماشاخی بہت لطف اندوز ہو رہے تھے آخر میں پریڈ کا معائنہ کرنے کے لیے مہمان خصوصی آگئے پریڈ کا معائنہ کیا جوانوں سے ملک و قوم کی وفاداری کا حلف لیا پھر مہمان خصوصی نے تقریر کی کیڈٹ کی کارکردگی کو سراہا اور بہترین تین کیڈٹ کو انعام دیے جس میں ساحل کو میسٹ کیڈٹ کی اعزازی شمشیر تلوار دی گئی یہ منظر نہایت ہی دلکش تھا سب نے تالی بجا کر خوب داد وصول کی بعد میں پریڈ مارچ پاس کرتے ہوئے گراؤنڈ سے باہر نکل گئے اسی دوران اعلان ہوا کہ آنے والے مہمانوں کو خوش آمدید اور دوسری جانب مہمانوں کے لیے لی بڑیک کا انتظام کیا گیا ہے لی بڑیک کے ختم ہونے کے بعد اپنے کیڈٹ کو ساتھ لے جاسکتے ہیں اس اعلان سے سب خوش ہوئے تماشاخی نے پھر تالی بجا کر اعلان کرنے والے کو داد دی۔

ساحل ہمیں دور سے دکھائی دے رہا تھا کہ ہماری طرف آرہا ہے ہم بھی اسی انتظار میں تھے کہ ساحل کب آئے گا ساحل وردی میں بہت پیارا لگ رہا تھا آسمان میں چمکتے ستارے کی طرح لگ رہا تھا وہ دراز قد ساٹھ باؤ اپنی خوبصورتی کی وجہ سے کافی لوگوں کی نظروں کا مرکز ہو رہا تھا ہمیں اندازہ بھی لگ رہا تھا جب ہمارے قریب آگیا تو پہلے اس نے

ہوشیار کھڑے ہو کر پاؤں زمین پر مار کر بائیں ہاتھ سے سلوٹ کیا ابو نے بھی سلوٹ کا جواب سلوٹ مار کر دیا۔ پھر ایک قدم ہو کر ساحل کو گلے لگایا ابو کی آنکھوں سے آنسو روکنے کا نام نہیں لے رہے تھے پھر ساحل ایک قدم پیچھے ہٹ کر زور سے زمین پر پاؤں مار کر دائیں ہاتھ سے ماں کو سلوٹ کیا جیسے ایک سپاہی اپنے جرنل کو سلوٹ کرتا ہے ساحل نے بھی ماں کو اس جذبے کا سلوٹ کیا سلوٹ کو دو منٹ آنکھ کے ساتھ لگائے رکھا ساحل اور ماں کی آنکھوں سے ایسے آنسو آ رہے تھے کہ پیچھے ساتھ میں کھڑی شبنم میڈم بھی رو رہی تھیں پھر ماں ایک قدم آگے ہو کر اپنے بیٹے کا ہاتھ نیچے کر کے پیٹ ہاتھ کو بوسہ پھر بیٹے کے کالوں کو آنسو اپنی چادر سے ایک سرے سے صاف کئے پھر عصمہ سے ملا لیکن عصمہ نے کہا

بھیا ایک سلوٹ مجھے بھی نوکھ دو ناں

سب ہنس پڑے ساحل نے عصمہ کو بھی سلوٹ کیا آسمان کی طرف دیکھ کر پھر عصمہ نے کہا۔

آسمان باش ایک دفعہ پھر سب ہنس پڑے ساحل بھی ہنس پڑا عصمہ کو سر پر چکی دینی عصمہ بہت شیطان تھی لیکن ساحل کی میسٹ فریڈ بھی ماں کو شبنم میڈم کے ساتھ مصروف تھیں پھر میڈم شبنم نے کہا مبارک ہو ساحل پائلٹ بننے کا شکریہ میڈم آپ بہت اچھی ہیں شبنم کی آنکھیں بھیگ گئیں اور سب کو خدا حافظ کہا اس نے ایک بار پیار بھری نظروں سے ساحل کو دیکھا کیونکہ یہ آخر بار تھا ساحل کو دیکھنا شبنم جانتی تھی کہ پھر شاید ساحل کو کبھی نہ دیکھ سکے ساحل کچھ ہی دیر بعد اپنے گھر والوں کے ساتھ گاؤں کی طرف چل دیا۔

گاؤں پہنچے پر ساحل کے ماموں لوگ باقی گھر والے اور گاؤں کے دوست سب قبرستان میں اٹھنا ہو کر ساحل کا انتظار کر رہے تھے ہاتھوں میں ہار بھی پکڑے ہوئے تھے شبنم نے تو دھول والے کو بھی بلایا

بھائیوں کو یہ غیرت گوارا کر رہی تھی کہ ہمارے ساحل کو رشتہ نہیں دیتے تو یہ ہمارے انکل تو نہ ہوئے ناں سب بھائیوں نے انکار کر دیا بھائی بھی اسی ضد پر قائم تھے کہ ہمیں وجہ بتائی جائے وہ عزت دار آفیسر بھی ہے مرد بھی ہے تو پھر کیوں رشتہ نہیں دیتے لیکن عزت محمد نے یہ وجہ بتائی۔

یہ بنگالی کا خون ہے تمہارا اپنا بیٹا تو نہیں ہے میں اپنی بیٹی کسی کی اور کو نہیں دے سکتا
وسیم محمد کی آنکھیں بہت غصہ کی وجہ سے لال سرخ تھیں لیکن پھر بھائی کو کہا۔

تو میرا بڑا بھائی ہے آج تو شکل دکھادی ہے آج کے بعد میری شکل مرنے کے بعد بھی نہیں دیکھنا جو ساحل کو ہمارا خون نہیں ماننا اس کے ساتھ میرا ہر قسم کا رشتہ ختم کرنے کا اعلان ہے آج کے بعد میں بھول جاؤں گا کہ میرا بھی کوئی بڑا بھائی تھا

وسیم محمد کے ساتھ ہمیشہ رشتہ ختم کرنے کا جذبہ جاتی فیصلہ کر لیا ہمیشہ جذبات میں آکر غلط فیصلہ کرتا ہے کیونکہ اگر وہ محمد اپنے بھائی سے محبت کے ساتھ معاملہ طے کر لیتا تو کام بن جاتا شاید لیکن ساحل کی خاطر بھائی سے رشتہ ختم کر لیا۔ حالانکہ عزت محمد کی چھ بیٹیاں تھیں اور تین بیٹے تھے وسیم محمد کے سب بچوں کا حصہ بن سکتی تھیں لیکن شاید قدرت کو منظور نہ تھا رشتہ تو آسمانوں پر بننے میں عزت نور بھی کافی خود غرض انسان تھا اس نے اپنی بیٹی کی شادی گاؤں میں اس خاندان میں کروائی جس خاندان کی وسیم محمد سے دشمنی بھی تھی پھر ایسے لڑکے سے کروائی جو اپنا بیٹا خاندان کو دیکھ سکتا تھا لیکن رات کو نہیں دیکھ سکتا تھا آخر اپنا خون اپنا ہوتا ہے عزت محمد نے تو جان بوجھ کر وہاں شادی اس لیے کروائی کہ وہ اپنے بھائی کو جلا سکے اس آگ میں جلا یا جائے محمد وسیم اور خاندان والوں کو صرف یہ دکھ تھا کہ بے شک ہمیں زاہدہ کا رشتہ نہ دیتا لیکن کسی نابینا انسان کے ساتھ زاہدہ کی شادی کروانا

ہوا تھا آخر ساحل گاؤں پہنچ گیا سب نے پر جوش استقبال کیا ماں کے اشارے پر باپ کے قبروں پر دعا کی پھر گھر تک دھول کی تھاپ سے لایا گیا گھر میں گاؤں میں خوشی کا سماں تھا دوسرے دن وسیم محمد نے ایک بڑی خیرات کی گاؤں کے تمام لوگوں نے شرکت کی اب گاؤں والوں نے ساحل کو پائلٹ بولنا شروع کر دیا پندرہ دن کی پھٹی کے بعد ساحل نے اپنے سنے سفر کی طرف جانا تھا پندرہ دن بھی گزر گئے پتہ نہیں نہیں چلا کل اس نے اپنی پونٹ جانا تھا پھر سے گھر سے جدا ہونا تھا کل ماں کو کہا۔

ماں میرے لیے دعا کرنا میں بہت جلد لوٹ آؤں گا اور دعائیں بھی مجھے بھول نہ جانا میری سویٹ ماں پھر ماں مٹے بھی سو جاؤ گا کہ بیٹا ماں خدا حافظ۔ وہ دل ہی کیا جو تیرے ملنے کی دعا نہ کرے میں تجھے بھول کر زندہ رہوں خدا نہ کرے میری وہ دعا ہی قبول نہ کرے جس میں ایک ماں تیری دعا نہ کرے۔

قارئین ساحل کی پہلی پوسٹنگ پشاور میں ہوئی ساحل اپنی نئی جگہ پر کافی خوش تھا یہاں پر ایک اور بات بتانا چاہوں کہ محمد وسیم کا ایک بھائی جو ضلع کرک میں رہائش پذیر تھا جس کا نام عزت محمد تھا اس کی ایک بیٹی جس کا نام زاہدہ اور تھا جو بچپن سے ساحل کے نام تھیں لیکن عزت محمد کا مطالبہ تھا کہ وہ ساحل سے زاہدہ کے رشتے کا خواہش مند نہیں تھا وہ زاہدہ کی شادی دوسرے بیٹے سے کروانا چاہتا تھا جبکہ زاہدہ نور کو ہمیشہ ساحل پسند کرتا تھا ساحل نے چھپا ہوا چار ضرور کیا تھا بچپن سے یہ بات طے ہوئی تھی کہ زاہدہ کا رشتہ ساحل سے ہوگا ساحل بھی ہمیشہ یہی سمجھتا رہا کہ زاہدہ میری ہوگی ایک دن جب ساحل کے لیے رشتہ مانگا گیا تو انکل لوگوں نے صاف انکار کر کے سب کو حیران کر دیا لیکن وسیم محمد بھی بہت ضدی تھا وہ زاہدہ کا رشتہ کسی اور بیٹے سے نہیں کروانا چاہتا تھا اور نہ ہی ساحل کے

بھی جائز نہ تھا۔

ہماری بیٹی تو بیوہ ہو جائیگی ماں کچھ لوگوں نے ساحل پر پتہ نہیں کیا کیا لفظ بول دے لکھتا میرا گوارا نہیں کرتا جیسے گاؤں کے ماحول میں گندی سوچ رکھتے ہیں ایسے چند لوگ ہوتے ہیں پہلا دور اچھا تھا سب ایک دوسرے کے کام آتے درد خوشی میں ساتھ دیتے اب کا دور تو ماذن ہے ہر گھر پاکستان کا مالدار ہے لوگ استغنا مصروف ہیں کہ درد خوشی کے لیے وقت ہی نہیں ملتا اچھے لوگ بھی مل جاتے ہیں برے لوگ بھی مل جاتے ہیں وسم محمد نے بھی ان تمام لوگوں کے ساتھ مکمل یکساں کر دیا جس نے ساحل کی شان میں توہین کی تھی ساحل بھی جب اپنے باپ کی تصویر کو دیکھتا تو یہ گیت گنگنااتا تھا۔

میرے لیے تو کتنا درد اٹھاتا ہے

دیکھ کے تجھ کو دل کو میرے سینے میں آتا ہے

ماں کچھ ایسے لوگ بھی گاؤں میں تھے جو خود اگر امی ابو سے ساحل کے رشتہ کی بات کرتے لیکن ان لوگوں میں مسئلہ یہ تھا کہ وہ کبھی بڑھی نہ ہوتی تھیں اور ساحل کے والدین چاہتے تھے کہ کم سے کم میٹرک پاس ہونا کہ زندگی کے کسی موڑ میں ساحل کو شرمندہ نہ ہونا پڑے جس کی وجہ سے وسم محمد نہیں مانتا تھا خیر ساحل اپنی زندگی میں جس اپنی نوکری کر رہا تھا اسی دوران ملکی حالات بھی خراب تھے ساحل کی ایک پونٹ کو شمالی وزیرستان واند جانے کا حکم ملا اس سکاؤن میں ساحل بھی شامل تھا جو اندے آپریشن کا حصہ تھا ہر فلائٹ سے پہلے ساحل اپنی ماں سے وداع کر پرواز کرتا اس دن معمول کے مطابق ماں سے بات کی دعائی اور آپریشن کے لیے روانہ ہو گیا واند کا ٹھنڈا موسم ختم ہونے والا تھا گرمیاں شروع ہونے والی تھی اپریل مئی کا مہینہ تھا کچھ شریپند عناصر کی جیسے واند میں کافی حالات خراب تھے ہر طرف آرتھری فائز کی گولہ باری ہو رہی تھی ساحل جٹ طیارے سے واند میں مقیم شریپند عناصر کے ٹھکانے پر بمباری کر کے

قارئین ماحول میں وقت کے ساتھ تبدیلیاں ضرور آتی ہیں گاؤں کے لوگ اپنی اولاد کو ساحل کی مثال دیتے تھے آپ کو پہلے بھی بتا چکا ہوں کہ ساحل بچپن سے ہی بہت خوبصورت تھا پھر پائلٹ بھی تھا ایک شریف انسان ہنس مکھ انسان تھا ہمیشہ ہر دکھ کو اپنی مسکراہٹ میں چھپالیتا تھا ساحل اچھے بچے کی طرح ہر ماہ اپنی جب خرچ کے علاوہ باقی تمام پیسے خواہ اپنے ابو محمد وسم کو دیتا تھا گاؤں کا ہر انسان ساحل کی طرح اولاد کی تمنا کرتے تھے اچھا گاؤں میں بھی وقت کے ساتھ کچھ ایسے عناصر بھی پیدا ہوئے جو ساحل کو ذہنی ناچر ڈبل مائنڈ بنانے کی کوشش کرتے تھے ساحل مکمل طور پر جٹ طیارے وغیرہ کا ایک مختص پائلٹ بن چکا تھا ساحل کو اپنے انکل کے انکار کا صدمہ ضرور ہوا تھا دل ٹوٹ چکا تھا لیکن ساحل بہت ہمت والا انسان تھا اس کی ہمت کا اندازہ یہاں سے لگائیں کہ وہ یہ جانتے ہوئے بھی کہ میں ان کا اپنا بیٹا نہیں ہوں لیکن پھر بھی وہ گھر کے کسی فرد سے نہیں پوچھ سکا کیونکہ ماں سے وعدہ کیا تھا ہمیشہ صبر کیا ہمیشہ حوصلہ بلند رکھا ساحل ہمیشہ بننے والا انسان تھا مذاق عادت تھی مسکراتا اس کی فطری جمجوری تھی ہر دکھ درد کو اپنے سینے میں سماتا تھا کوئی یہ ثابت نہیں کر سکتا تھا کہ ساحل کو بھی دکھ یاد رہا ہو سکتا ہے یہ تو صرف خدا ہی جانتا تھا وسم محمد نے گاؤں میں مناسب رشتہ تلاش کرنے کی کوشش شروع کی کئی جگہ سے انکار ہوا جو اچھے رشتے تھے جو ساحل کی لائق بھی انکے گھر والے سوچ کا بعد انکار کر دیتے تھے انکار کی وجہ بھی یہ بتاتے کہ آپ کے اپنے بھائی نے ساحل کے لیے اپنی بیٹی کا رشتہ نہیں دیا کہ وہ تمہارا اپنا خون نہیں ہے تو ہم کیوں اس ذلت میں بڑ کر اپنی بیٹی ایسے شخص کو دیں کہ جس کا اس دنیا میں کوئی نہ ہو وقت کو بدلنے میں اتنی دیر تو نہیں لگتی پھر اگر ساحل کے دشمن آگے ساحل کو مار دیا تو

سین کو یاد کر رہا تھا پھر ساحل کا اسی جگہ ہر روز جانے کا معمول بن گیا لیکن لیکن سول کپڑوں کے لباس میں جاتا اس کو تلاش کرتا مایوس ہو کر واپس آ جاتا کاش ایک بار وہ شام پھر آ جائے کہ میں ایک نظر دیکھ سکوں ساحل کی بے تابی بڑھتی جا رہی تھی پھر اس نے ایک دوست اسد کو بھی بتائی

اس نے جواب میں کہا تم یہاں جنگ لڑنے آئے ہو عشق لڑانے نہیں آئے ہو پھر اپنے ماں باپ کا جو چوب ماں باپ کا احساس ساحل کو دلایا تو پھر ساحل تھوڑا سا سنبھل گیا لیکن جسے عشق ہو جائے وہ کبھی نہیں سمجھے خیر حالت قدرے بہتر ہونے کی وجہ سے سکاڈن کو واپسی جانے کا حکم ملا ساحل کو جب یہ بات معلوم ہوئی وہ بہت غمگین ہوا وہ اس شہر کو نہیں چھوڑنا چاہتا تھا یہ نہیں یوں سرکاری نوکری ہے جانا تو بڑے گا جب واند بازار سے جہاز گزرنے لگا تو ساحل کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اس کو لگ رہا تھا کہ وہ ہمیشہ کے لیے اس شہر کو چھوڑ رہا ہے۔ بس تھا ایک زندہ لاش تھا اس کا دل ہمیشہ اسے یاد کرتا رہا۔

قارئین اگر محبت سچی ہو تو ڈھونڈتے ڈھونڈتے خدا جس مل جاتا ہے لیکن ساحل بہت بار گیا تھا۔ پھر ساحل کے سکاڈن کو سیاہ جین کے محاز پر جانا پڑا کچھ عرصہ کے لیے وہاں تقریباً دو سال لگائے۔

گھر جب آیا تھا تو اس واقعہ کا ذکر اپنی بہن عصمہ سے کیا وہ اس دن بہت ہنس رہی تھی شاید اسے یقین نہیں ہو رہا تھا کہ بھائی بھی عشق و محبت سے واقف ہے پھر ہر وقت عصمہ بھائی کو بہت تنگ کرتی تھی لیکن بھائی کی محبت کے لیے دعا ضرور کرتی تھی ماں سے بھی کہتا تھا۔

ماں میں پانچ سال کے بعد شادی کروں گا ماں نے کہا ٹھیک ہے ہم پاگل ہیں جو یا گلوں کی طرح کسی شہزادی کو ڈھونڈ رہے ہیں ماں نے ناراض لہجہ میں کہا۔

اسکے کمپ کو اڑایا ساحل کے واند میں دن گزرتے گئے جولائی کا مہینہ تھا ساحل اپنی سرکاری گاڑی میں بیٹھ کر زیڈ این سی سے ایف کی کمپ کے گیٹ سے باہر بازار کی طرف نکلے ہی تھے کہ راستہ میں ایک لمبی کار جسے گنتی کہتے ہیں وہ نظر آ گئی ساحل کی نظر اس گاڑی پر پڑی جس میں ایک خاتون جس نے نقاب کیا ہوا تھا صرف آنکھیں دکھائی دے رہی تھیں گاڑی میں سوار تھیں ساحل نے شاید پہلی دفعہ کسی کی آنکھیں دیکھی وہ آنکھیں نہیں ایک مجرہ تھیں قدرت کا ایک عجیب کرشمہ تھا ایسا لگ رہا تھا کہ خدا نے اپنے ہاتھ سے یہ آنکھیں بنائی ہوں خاتون بالکل نا آشنا تھی اور نہ ہی ساحل کو دیکھا تھا خاتون بے خبر تھی کہ کوئی اس کی طرف بار بار دیکھ رہا ہے وہاں تنگ بازار میں کافی رش کی وجہ سے گاڑی تقریباً دن منٹ تک رکی رہی پھر آہستہ آہستہ ساحل کے قریب سے گزر گئی جہاں ساحل وردی پہنے کھڑا تھا شاید اس بار ایک نظر خاتون کی ساحل پر نظر پڑی ہوگی کیونکہ ساحل یونیفارم میں محسن کی مثال اپنی آپ ہی تھا مرد بھی اس کی توجہ کا مرکز بنے رہے شاید اس بازار میں پہلی دفعہ کوئی پانٹ آئیہو خاتون کی گاڑی گزرنی۔

سمندر تک پہنچ کر بھی سمندر سے پانی نہ لی سکا گزرنے والا تو گزر گیا گاڑی میں گانا بھی لگا ہوا تھا کہیں پیار ہو جائے گا۔ ساحل کی بنجانے کیوں اس کے گزرنے کے بعد جان نکل رہی تھی بہت اداس سا ہو گیا پھر بھی دیکھ نہ سکے گا آخر درہل کے ساتھ اپنے کمپ آ گیا جہاں وہ رہائش پذیر تھا بہت ڈسٹرب تھا شاید ساحل کو آج محبت ہو گئی تھی آج ساحل نے سوچا کہ محبت ایک پاکیزہ رشتہ سے محبت کے بغیر انسان کتنا ادھورا ہے محبت خدا تک پہنچنے کا ذریعہ ہے محبت ہی ایک جذبہ ہے محبت زندگی کی ضرورت ہے یعنی محبت کا حق سے محبت کرنا بھی انسان کا حق ہے پتہ نہیں ساحل کو کیا ہو گیا اور وہ پوری رات اس منظر

اوہو ماں۔ ماں میری۔ ماں تمہیں کیسے سمجھاؤں
اچھا ماں جب میں سیاہ چین سے واپس آ جاؤں گا پھر
جہاں تو چاہے میری شادی کر لینا۔

ماں مسکرا دی بہت بے شرم ہوتا ہوا مطلب میں
اچھی طرح جانتی ہوں ایک پچل دے ماری
عصمہ بہن تم مجھے یہ بتاؤ کہ میری کزن زاہدہ
نے ایسا کیوں کیا ہے وفا نگاری بزدلی۔

عصمہ نے کہا بھائی اس میں خدا کی بہتری ہوگی
تمہاری محبت اس بھی زیادہ مضبوط اور بہادر ہوگی یہ
میرا ایمان کہتا ہے۔

تمہارا کیا خیال ہے کہ مجھے میری محبت مل جائے
گی۔

خیال نہیں یقین ہے بھیانور ورطے کی اللہ تعالیٰ
محبت کرنے والوں کو کبھی جدا نہیں کرتا خدا نے بھی
اپنے رسول پاک ﷺ کے ساتھ محبت کی تھی تمہاری
محبت کا ملنا ممکن ہے لیکن ناممکن نہیں۔

اس دوران چھٹی بھی گزر گئی تھی ایک سال کا
عصمہ گزر گیا کہ وہ کہ پھر حالات خراب ہو گئے۔

حکومت نے جو جہازوں کو ایمر جنسی میں سیاہ چین
سے واندی طرف جانے کا حکم کیا جس میں ساحل کا
سکاؤن بھی شامل تھا واندی کی خبر ملتے ہی ساحل کی جان
میں تو جان آگئی خوشی مئی چند گھنٹے بعد وہاں سے

روانہ ہوئے اور واندی زینا میں اتارے تھوڑا ریسٹ کیا
قارئین میں یہاں یہ بتانا چوں کہ واندی کا موسم اکثر

خراب رہتا ہے سی خراب موسم کا فائدہ اٹھاتے ہوئے
ساحل خود گاڑی لے کر اسی جگہ چلا گیا لیکن وہاں پر تو

وہ جگہ ہی نہیں تھی جہاں پر اس نے اپنی محبوبہ کو دیکھا
اور چھوڑ کر گیا تھا کیونکہ وہاں وہ نقشہ ہی بدلا ہوا تھا اس

جگہ پر مکانات دکائیں بن گئے تھے روڈ کو دوسری
طرف منتقل کر دیا تھا آج اسے لگا کہ سب ختم ہو گیا ہے

اس کے آنسو نکل گئے اللہ تعالیٰ سے شکوہ کیا کہ میں کتنا
بد نصیب ہوں کہ آج تک خود کو بھی نہیں جان سکا کہ

میں کون ہوں اور میں نے زندگی میں پہلی بار محبت
شروع کی تھی تو نے وہ جگہ ہی ختم کر دی تو نے دل کے

ساتھ واپسی کا ارادہ کیا یہ تھا کہ تین اسی وقت شر
پسند لوگوں نے فائرنگ شروع کر دی حالات بہت

خراب ہو گئے تھے وہ جس گاڑی میں بازار گیا تھا وہ
گاڑی بھی حملے کا شکار ہوئی درانیور بھاگنے میں

کامیاب ہو گیا تھا گاڑی کی کافی زخمی حالت تھی لیکن
ساحل کو بازار میں ہی چھوڑ دیا ساحل وردی میں بھی تھا

شر پسندوں نے آواز دی ساحل کو کہ رک جاؤ ورنہ گولی
مار دی گے لیکن ساحل بالکل بازار کے مخالف سمت

بھاگ رہا تھا شر پسند بھی اس کے پیچھے بھاگ رہے
تھے انہوں نے پیچھے سے گولی بھی چلائی جو ساحل کی

ناٹک میں لگی لیکن زخم خون کی وجہ سے وہ زخم کی پرواہ
نہ کرتے ہوئے دیوانہ وار بھاگ رہا تھا لیکن وہ بازار

کے ایک ہسپتال میں گھس گیا ہسپتال میں عورتوں کا
کافی رش تھا وہ ساحل کو دیکھ کر چلائی کافی خوفزدہ

ہوئیں لیکن اس نے ایک ہی سانس میں سب ماجرہ
سمجھایا عورتوں نے اور ہسپتال کے عملے نے خوں کھا

ڈاندر آنے کو کہا ساحل کو محفوظ کمرے میں رکھ دیا
ڈاندر صلیب بھی آگئی وہ بھی اسے دیکھ کر پہلے تو ڈر گئی

پھر ایک طرف نے سب ماجرہ بتایا ڈاکٹر شاید کسی
ڈیپورٹی میس میں مصروف بھی تھیں لیکن اس نے کہا۔

اس کی وجہ سے ہم تکلیف میں پڑ سکتے ہیں
یہ بات سنتے ہی ساحل نے کہا۔

میڈم میں پانکٹ آفیسر ساحل اقبال ہوں میں
کسی ضروری کام سے بازار آیا تھا لیکن کچھ شر پسندوں

نے ہماری گاڑی پر حملہ کر دیا اب میری زندگی خطرے
میں ہے میں بھاگ بھاگ کر یہاں تک پہنچا ہوں

اب چاہے آپ جو سلوک کریں نجائے کیوں ڈاکٹر
صلیب و زنجیر آیا لیکن جب ساحل اس ڈاکٹر سے بات

کر رہا تھا آنکھیں میچے حیا میں بات کر کے زندگی کی
بھیک مانگ رہا تھا۔ ڈاکٹر فوراً کمرے سے باہر چلی گئی

ویسے ہی کیا یعنی دے تم یہاں محفوظ ہو کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں ہوگی تمہیں اس وقت تمہیں آرام کی ضرورت ہے تم آرام کرو او کے گڈ نائٹ صبح ملاقات ہوگی۔

اس کے جانے کے بعد ساحل پوری رات یہی سوچ رہا تھا کہ زندگی تو خدا کے ہاتھ میں ہے وہ جسے چاہے زندگی گے جسے چاہے زندگی لے لے تارین ساحل کی زندگی کا ایک اصول یہ تھا کہ وہ ہر عورت کو عزت کی نگاہ سے دیکھتا تھا اور یہ ڈاکٹر تو اس کے لیے فرشتے کی طرح تھی جس نے جان بھی بچائی اور علاج بھی کیا ساحل نے خدا کا شکر بھی ادا کیا۔

فادین ساحل نے کھڑکی کھولی شاید وہ باہر کے حالات کا اندازہ لگانا چاہتا تھا شاید وہ یہاں سے نکلنا چاہتا تھا کسی طرح یہ سوچ جانا چاہتا تھا اس کے یونٹ والے پریشان ہوں گے یہی سوچ رہا تھا کہ اس کی نظر نیچے کی طرف چلی گئی نیچے ایک گاڑی جا رہی تھی کہ اس نے زور سے سرس کو بلایا۔

سسر جلدی آؤ پلیز۔
وہ بھی جلدی سے آئی جی بھائی عابدہ نے کہا
سسر یہ نیچے گاڑی کسی کی ہے۔
اوہو ڈرو مت یہ ڈاکٹر باجی کے لیے آئی تھی باجی گھر چلی گئی ہے۔

یہ کون ڈاکٹر تھی۔
بھائی یہ وہی ڈاکٹر ہے جس نے آپ کی جان بچائی ہے۔
کیا کیا۔

ہاں جی یہی ڈاکٹر صاحب ہیں جو ابھی یہاں سے گئی ہیں تھوڑے ہی لمحے گزرے تھے کہ عابدہ کے موبائل پر کال آئی۔

عابدہ دیکھو مریض کا خیال رکھنا دوسرا انجکشن بھی لگا دینا اگر ٹانگ میں زیادہ درد ہو۔
او کے میم آپ بے فکر ہو جائیں۔

اگر کوئی یہاں آتا ہے کوئی کسی کو کچھ نہیں بتائے گا۔ اور اگر کوئی اس آدمی کے بارے میں پوچھتا بھی ہے کوئی تو کہنا کہ دوسری طرف آدمی بھاگ رہا تھا غلط راستہ بتا کر اس بندے کی ہر کوئی جان بچانے میں مدد کرے گا تھوڑی دیر بعد پانچ نقاب پوش لوگ ہسپتال میں گھس گئے اور رعب دار آواز میں کہا۔

وہ آدمی یہاں پر کسی نے ایک آدمی کو بھاگتے ہوئے دیکھا ہے

سب عورتوں نے کہا کہ ہاں اس طرف بھاگ رہا تھا وہ لوگ اس راستے کی طرف چل دیے۔

ڈاکٹر بہت بہت شکریہ تم نے میری جان بچائی ہے ساحل نے کہا۔

کوئی بات نہیں یہ ہماری انسانیت کا فرض تھا۔ اوہو یہ تمہیں تو خون بہہ رہا ہے عابدہ عابدہ جلدی کرو ٹریینٹ کا سامان لے آؤ ڈاکٹر نے پہلے نشے کا انجکشن لگایا پھر ٹریینٹ شروع کی جلدی خون رک گیا دوران ٹریینٹ کی ساحل کو آرام بھی آیا پھر ساحل کو دوسرے کمرے میں لے گیا جو بلانی منزل میں تھا شاید ساحل کو اوپر کمرے میں جانے کے لیے تکلیف ہو رہی تھی پھر ایک طرف عابدہ نے ہاتھ سے پڑا دوسری طرف ڈاکٹر صاحبہ نے خود ہاتھ سے پکڑ کر سہارا دیا اوپر لے جا کر فوراً گرم دودھ پلایا کھانے کے لیے بھی کچھ دیا کافی نام ہو گیا تھا پھر ڈاکٹر نے کہا۔

عابدہ اس کا خیال رکھنا صبح تک یہ یہی رہے گا۔ میں صبح تک کپڑوں کا بھی بندوبست کر لوں گی وردی میں بازار جانا مناسب نہیں ہوگا۔

ساحل نے ڈاکٹر کی طرف دوبارہ دیکھا وہ جا نے والی تھی ڈاکٹر ایک بار پھر تمہارا شکر یہ ادا کرتا ہوں تمہارا مجھ پر احسان ہے

ڈاکٹر نے کہا دیکھو تم مجھے بار بار شرمندہ مت کرو میں ایک ڈاکٹر ہوں یہ میرا فرض بننا ہے کہ میں کسی انسان کی جان بچاؤں سو مجھے جو اچھا لگا میں نے

اور میں عابدہ کو دیکھ کر بے حقا ہو گیا۔
ہیلو بھائی کیا ہوا آپ پریشان کیوں ہیں کوئی
مسئلہ ہو تو مجھے بتائیں۔

وہ مل گئی۔ ساحل کے منہ سے نکلا۔
کیا مطلب بھائی وہ مل گئی۔ عابدہ نے حیرانگی
سے پوچھا۔

نہیں نہیں کچھ نہیں۔ وہ زندگی مل گئی ہے یہی
سوچ رہا تھا تمہاری باجی کتنی اچھی ہے ساحل نے بات
کو بدلتے ہوئے کہا۔
ہاں بھائی وہ بہت اچھی ہیں۔

ویسے تمہاری باجی کا نام کیا ہے۔
ہماری باجی یہاں دانہ کی مشہور ڈاکٹر ہیں باجی کا
نام زدا ہے۔ زدا کے نام سے پورا دانہ جانتا ہے بہت
مشہور ڈاکٹر ہے یہاں پر اس سے زیادہ مشہور کوئی
ڈاکٹر نہیں ہے۔

ہاں وہ تو میرے زخم ٹھیک کرنے کے دوران
مجھے اندازہ ہوئی گیا کہ وہ بہت قابل ڈاکٹر ہیں تمہاری
باجی کے خاندان کیا کرتے ہیں بہت اونچے خاندان کی
لگتی ہیں عزت دار گھر ان سے لگتی ہیں یہ سوال جان
بو جھ کر کیا تھا تاکہ یہ لگا سکے کہ وہ شادی شدہ ہیں یا
غیر شادی شدہ۔

عابدہ ہنس پڑی۔ نہیں بھائی باجی کی شادی
نہیں ہوئی ہے اللہ کرے اس کو کوئی اچھا ہمسفر مل
جائے اچھا آپ آرام کریں آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں
ہے کافی خون بہہ چکا ہے وہ دروازہ بند کر کے چلی گئی
آرام تو میرا ٹھیک ہو گیا ہے زخمی پاؤں کے
ساتھ سیدھا تہجدے میں گر گیا اپنے رب سے معافی
مانگی اے اللہ تو ہی عظیم ہے تو ہی سب کچھ ہے میں نے
جو شکوہ کیا تھا وہ غلط تھا تو رحیم ہے تو کریم ہے مجھے شکوہ
کرنے پر معافی دے بے شک تو معاف کرنے والا
ہے۔

آپ بھی سمجھ گئے ہو گئے مجھ کو سمجھانے کے بعد

انسان کتنا مجبور ہوتا ہے دل لگانے کے بعد
ہم خود ہی دل لگاتے ہیں پھر اللہ سے شکوہ
کرتے ہیں صبر نہیں کرتے حالانکہ اللہ تعالیٰ ہر وقت
ہمیں صبر کی تلقین کرتا ہے خود پر یقین نہیں آ رہا تھا خیر
سو جانے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا کہ سو بھی
جاؤں گا یہی سوچ رہا تھا کہ صبح کب ہوگی میں کب ذرا
کو دیکھوں گا مجھے کیا کرنا چاہیے ایک طرف یونٹ کا
خوف بھی تھا دوسری طرف میری محبت بھی بہت
ذکر بے تھا خیر یہ سوچ لیا کہ میری جان بھی جائے میں
اسے دیکھ بٹائیں جاؤں گا ہر وقت گھڑی کی طرف
دیکھ رہا تھا کہ نامم جلدی جلدی گزر جائے محبت میں
زیادہ درد انتظار کا ہوتا ہے یہی سوچ رہا تھا کہ عابدہ پھر
آگئی اس نے کہا۔

بھائی جان ہمارے کمرے کا سیونچ بورڈ خراب
ہے میں اپنا موبائل یہاں چارج پر لگاتی ہوں۔
میں نے کہا او کے لگا لو۔

وہ موبائل کمرے میں لگا کر کمرے سے باہر چل
گئی میں فوراً بھاگ کر اس کے موبائل میں ریو کال
کے آپشن کو کھولا اس کا نمبر دیکھا میں نے نمبر فوراً یاد
کر لیا پھر دل پر لکھ لیا۔ نمبر بہت ہی آسان تھا پھر آرام
سے سو گیا پاؤں میں تکلیف بھی صبح جب اٹھا تو
ڈاکٹر زار آئی ہوئی تھیں۔

اسلام علیکم۔ کیا حال ہے طبیعت کیسی ہے رات
کیسی گزری کوئی تکلیف تو نہیں ہوئی میں نے ایک
نگاہ اس کے حسین چہرے پر ڈالی۔

ہم کو تو لوٹ لیا دل کے حسن والوں نے گورے
گورے گالوں نے۔ نہ پوچھو میری زرا کیسی تھی اگر
حسن کی تعریف کرنا شروع کر دوں تو تنھے جواب عرض
کے سارے صفحے ختم ہو جائیں گے تعریف چھوڑ دیتا
ہوں کیونکہ جواب عرض میں لکھنے کا حق دوسروں کا بھی
ہے۔

علیکم سلام ڈاکٹر میں پہلے سے بہت زیادہ بہتر

کا برقعہ بھی پہن لیا بہت عجیب لگ رہا تھا وہ دونوں ہنس پڑیں میں کافی شرمندہ ہوا لیکن مجھے زرا کا مسکراتا بہت اچھا لگا پھر میں نے کہا۔
ڈاکٹر اپنی فیس بتادو۔

میری اس بات پر زرا کے لہجے میں تھوڑا غصہ ضرور تھا اس نے کہا۔ مسٹر ساحل ہم ڈاکٹر ہیں بھی کاری نہیں ہیں کسی مریض کا ناجائز استعمال کریں یہ ہمارا فرض تھا پھر میں نے کہا۔

میں ایسے نہیں جاؤں گا۔ ہاں ڈاکٹر میرے پاس پیسے بھی نہیں ہیں لیکن آپ کو میری ایک چیز دینی ہوگی۔
وہ بولی۔ کیا۔

ساحل نے اپنے گٹے سے لاکٹ اتار دیا اور کہا میڈم تم کو یہ رکھنا ہوگا۔ وہ میں بہت ضدی ہوں اس نے بلاسوچے وہ جلدی سے لے لیا اور کہا۔

اب جاؤ نکل جاؤ تم باطل ہو۔
میں نے کہا تم بھی باطل ہو ایک ٹھیک انسان کو پاگل کہتی ہو۔ میں نہیں جاؤں گا۔

اف خدایا کس مصیبت سے واسطہ پڑ گیا ہے تم بہت اچھے ہو میری عزت کی خاطر جاؤ پیلیز۔
اوپر کے جاتا ہوں ڈاکٹر تمہارا شکر یہ دونوں نے

ایک دوسرے کی طرف دیکھا ساحل جاتے ہوئے ہاتھ ملانا چاہتا تھا لیکن ساحل کو لگا کہ شاید وہ ہاتھ نہ ملائے اور میری بے عزتی نہ کر دے وہ برقعہ پہن کر عابدہ کے پیچھے روانہ ہو گیا خدا حافظ ڈاکٹر۔

قارئین کرام ساحل کی زندگی کا مشکل ترین سفر تھا برقعہ والا بھی گرتا جاتا بھی کسی پتھر کے ساتھ ٹکرا جاتا بہت تکلیف کے ساتھ عابدہ کے پیچھے چل رہا تھا

پینے کی پانی کے گیسٹ پر خیریت سے پہنچ گیا۔ عابدہ کا شکریہ ادا کیا عابدہ واپس چلی گئی عابدہ سارے راستے میں ہنس رہی تھی عابدہ تمہاری ڈاکٹر اچھی بھی ہے ظالم بھی ہے خدا حافظ کہا اور پھر گیٹ والوں کو حقیقت

ہوں آپ کیسی ہیں۔
اوہو گند۔ میں ٹھیک ہوں اب تم کو یہاں سے جانا ہوگا میں تمہارے لیے کپڑے بھی لائی ہوں اور برقعہ بھی لائی ہوں تم جلدی سے یہ کپڑے پہنو پھر عابدہ نکالنے میں تمہاری مدد کرے گی۔

جی جی میں عورتوں کے کپڑے پہنوں گا اور یہ ٹوپی والا برقعہ پہنوں گا ہرگز نہیں تمہارا داماغ تو ٹھیک ہے میں نے ایک پل بھی نہیں سوچا کہ یہ میری محنت ہے مجھے ایسے جواب نہیں دینا چاہیے نہ جانے وہ مجھے کیوں اپنی اپنی لگ رہی تھی ایسا لگ رہا تھا کہ میں بچپن سے جانتا ہوں میں نے کہا کہ میری جان بھی جائے میں یہ کام نہیں کروں گا۔

وہ بولی۔ تمہیں تمہاری اس وردی کی قسم تمہیں تمہاری ماں کی قسم تمہیں ایسا کرنا ہوگا یہ میری مجبوری ہے اور تمہاری زندگی کے لیے جی آج یہ کرنا ایک مجبوری ہے پلیز انکار مت کرو میری عزت کا سوال ہے اگر تمہیں یہاں کسی نے دیکھ لیا تو میری عزت چلی جائے گی۔

اچھا اچھا چلو ٹھیک ہے لیکن میرا زخم درد کر رہا ہے تم اس کو چیک کرو اور دینی پٹی کرو تا کہ میں آسانی سے واپس جا سکوں ساحل کا مطلب اس کے جسم کو ہاتھ لگانا تھا کہ اس طرح زرا میری ٹانگ میں ہاتھ لگا دے۔ اس نے جی جلدی جلدی سے پٹی کھولی دوسری پٹی لگائی اور کہا۔

تم جب تک پہنچ جاؤ پھر دوبارہ کسی ڈاکٹر سے معائنہ کروانا۔ پٹی کھولتے وقت اس نے عابدہ کو یہ بھی کہا کہ سانب جب گرم ہو جائے پھر بد معاشی نہ کرنا ہے یہ بھی اب خطرے سے باہر ہے بد معاشی کر رہا ہے لیکن تم اس کو اس کی منزل کی طرف جلد پہنچا دو۔

اوکے باجی۔ آپ فکر مت کریں۔
پھر کیا تھا وہ کپڑے پہن لیے کپڑے بھی لال سرخ کٹر میں تھے اوپر سے پرانا گرین کپڑے والا ٹوپی

بتا کر اپنا تعارف کروایا اور گیٹ کے اندر چلے گئے۔
پھر فوراً ایمرٹس آگئی ہسپتال پہلے لے گئے وہاں بھی
طبعی معائنہ کیا میرے آفیسر صاحبان بھی آگئے مجھے
زندہ دیکھ کر سب خوش ہو گئے میں نے اپنے سفیر کو
سب صاف صاف بتا دیا۔

آفیسر نے کہا ہم نہ کرو میرے ہوتے ہوئے
تمہیں کچھ نہیں ہوگا پھر انکواری ہوئی مجھے پشاور لے
گئے وہاں کچھ عرصہ سی ایم ایچ میں زیر علاج رہا لیکن
گھر والوں کو بے خبر رکھا۔

ساحل کو نیلی آنکھوں سے محبت تو ہوگئی تھی پر
بہت سوچا کہ میں کیا کروں دھیان سب زرا کی طرف
تھا ساحل کا ایک دوست محمد ارشد عباسی جو کہ اس کی
زندگی کا بہترین دوست تھا جو بخیر گلوہ گل کا رہنے
والا تھا ساحل نے پہلی دفعہ اپنے دل کا راز اپنے
دوست کے ساتھ شیئر کیا تھا ارشد عباسی اسے اکثر تنگ
کرتا تھا کہ سبز آنکھوں والے بے وفا ہوئے ہیں کبھی
کہتا کہ سبز آنکھوں والے انسانوں کی نظر بہت ہلکی ہے
مجھے ڈر ہے کہ میں تمہیں نظر نہ لگ جائے اس پر ساحل
بہت برا بھلا کرتا کہتا تھا کہ زرا بے وفا ہو خطرناک ہو
نیلی آنکھیں ہوں۔ ظالم ہو جو بھی ہو لیکن ساحل کو تو
محبت ہوگئی ہے ناں۔

قارئین ارشد عباسی ولد خوشی محمدی واحد دوست
تھا جو ساحل کے ساتھ بہت غلطی اور محبت کرنے والا
تھا جب ساحل آٹھویں کلاس میں تھا تب ارشد کے
ساتھ دوستی ہوئی تھی جو تاحیات رہے یہ ہمیشہ ہوگی
دونوں کے درمیان بے پناہ محبت تھی ارشد بھی ساحل
کی طرح ایک سچا اور ایک عظیم انسان تھا پھر ساحل
نے ارشد کے ساتھ فون پر بات کرنا کم کر دیا تھا کیونکہ
ساحل نہیں چاہتا تھا کہ زرا کو کوئی مذاق میں بھی برائی
کرے لیکن ارشد کے مشورے سے سی ساحل نے زرا
کو کال کی تھی۔
بیلا اسلام علیکم۔

علیکم اسلام۔ جی آپ کون۔
جی جی میں سچ بتاؤں یا جھوٹ۔
دیکھیں لگتا ہے کہ آپ کا رانگ نمبر لگا ہے
نہیں نہیں زرا پلیز غلط نمبر نہیں ہے یہ بالکل
ٹھیک نمبر ہے میں ساحل بول رہا ہوں۔

تم ساحل ہو تم نے میرا نمبر کہاں سے لیا۔
اور بتاؤ کہ تم کیسے ہو۔
میں ٹھیک ہوں لیکن تمہاری وجہ سے مجھ پر حملہ ہوا
تم میری مجرم ہو میڈم۔

میری وجہ سے زرا نے پریشان لہجے میں کہا۔ وہ
کافی پریشان ہوئی۔ میری وجہ سے کیا مطلب۔
مطلب یہ کہ اس دن تم نے کہا تھا ناں کہ
تمہیں تمہاری ماں اور میری عزت کی قسم تم یہ کپڑے
پہن لو میں نے بھرم رکھا پلیز پہن لیے آج
میں تمہیں ماں کی قسم دیتا ہوں کہ تم کال اس وقت تک
ڈراپ نہیں کرو گی جب تک میں نہ بول۔

اوکے ٹھیک ہے بولو کیا کہنا ہے۔
پھر ساحل نے وہ ساری بات بتائی جو پہلے دن
سے ہوا تھا آخری دن پھر قسم ہوا زرا کی تو جان ہی نکل
گئی تھی یہ سب سن کر وہ بہت اداس ہوگئی تھی پھر اس
نے کہا۔

میں یہ سب نہیں جانتی تھی یہاں مجھے اتنا یاد ہے
کہ میں نے کسی کو یو پیغام میں دیکھا تھا لیکن کبھی ایسا
خیال سوچ بھی نہیں سکتی تھی اور جب آپ ہمارے
ہسپتال آئے میں نے اس وقت بھی نہیں پہچانا ساحل
نے اپنے سارے جذبات بیان کر دیئے پھر اس نے
کہا کہ میں تب بھی جذبات کی قدر کرتی ہوں آخر وہ
بھی انسان تھی اس کو یہ محبت کرنا اس کو تسلیم کرنا مجبوری
تھی پھر کال ڈراپ کر دی۔

قارئین کرام پھر یہاں سے ایک نئی زندگی
شروع ہوئی ہم ہر روز گفتگوں بات کرتے تھے وہ میرا
ہر وقت میرا حال پوچھتی تھی مجھے ایسے لگا کہ ایک نئی

زندگی مل گئی ہو میری زندگی میں خوشی آگئی۔

یہ دنیا تم کو دیتی ہے شریک تم نہیں ہوتی
کسی کے دور رہنے سے بھی محبت کم نہیں ہوتی

میں بہت جلد صحت یاب ہو گیا اس دوران
میری کسی دوست نے میرے گھر والوں کو اطلاع دی
تھی وہ فوراً مجھے دیکھنے چلے آئے وہ پریشان بھی تھے
پھر مجھ سے خفا بھی ہوئے کہ ہمیں انتقام تک نہیں کیا
پھر میں نے کہا۔

ماں میں نہیں پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا معاملہ
اتنا خطرناک نہیں تھا پھر میں گھر والوں کو وہ سارا واقعہ
سنایا وہ سب لوگ بہت حیران ہوئے پھر سب نے کہا
کہ ہم اس سچا کو دیکھنے ضرور جائیں گے کہ جس کی
وجہ سے ہمارے بچے کو زندگی ملی میں نے ماں کو
چھیڑتے ہوئے کہا۔

ماں اگر پسند آگئی تو ساتھ لے جاؤ

ماں مسکرائی اور ایک آنکھ ماردی میری ماں میری
بہترین دوست بھی تھی پھر اسی اور عصمہ ان کے گھر
شکریہ ادا کرنے کے لئے گئے تھے تحائف بھی لے کر
گئے تھے اور لے کر بھی آئے تھے زرا نے امی کے لیے
ایک چادر بھی خریدی تھی بہت مہنگی اور بہت ہی پیاری
چادر تھی یوں ہماری پاک محبت پروان چڑھتی کی دن
گزر رہے تھے محبت کافی مضبوط ہوئی تھی ایک
دوسرے کے بغیر جینے کا شہرہ بھی نہیں کر سکتے تھے
یہاں ایک بات بتاؤں کہ ہماری محبت سکول یا کالج
کے زمانے والوں کی طرح بالکل نہیں تھی جو ہر بات
پر قسمیں کھائیں یا جان دے دوں گا تمہاری خاطر
آسمان سے تارے تو زلوں گا تمہاری خاطر دینا سے
لوں گا میں خود کشی کروں گا میری موت کی تم زہ دار
ہوگی وغیرہ وغیرہ ہم دونوں کی محبت بہت سچی ہوئی
محبت اور عزت والی محبت تھی بچکانہ محبت نہیں تھی جو
ان محبت تھی ساتھ دینے ساتھ لینے والی ضرورتیں ہر
وقت خون پر بات بھی ضرور کرتے تھے لیکن مطلب کی

باتیں کرتے تھے کبھی بے ہودہ مذاق بھی نہیں کیا ہوگا
اس دوران زرا کچھ عرصہ کے لیے امریکہ چلی گئی تھی
کسی کورس کے سلسلہ میں وہاں سے بھی مجھے کال کرتی
تھی ہر روز تقریباً چھ ماہ کی جدائی ہوئی تھی تڑپ بھی
زرد دار تھی لیکن میرا کبھی ایک پرموشن کورس تھا دونوں
طرف مصروفیات زیادہ تھیں۔

چھ ماہ کی جدائی کے بعد آج وہ پاکستان آرہی
تھی میں بھی آمد سے پہلے اسلام آباد انٹرنیٹ پورٹ پر ٹائم
سے پہنچ گیا تھا شدت سے انتظار کر رہا تھا میں نے
ایک بھول بھی لیا تھا موقع ملتے ہی میں نے دیا تھا وہ
آج صبح سے زیادہ پیاری لگ رہی تھی گرین سوٹ
پہنا ہوا تھا ایک دوسرے کو سلام تو آنکھوں سے کیا تھا
بات کرنے کا موقع نہیں ملا تھا کیونکہ زرا کی فیملی آئی
ہوئی تھی۔

قارئین یہاں ایک بات بتانا چاہوں کہ میں نے
اسلام آباد میں اے ایس ایف پولیس کی ڈیوٹی آفیسر
اور پی آئی اے کے آفیسر سے اپنا تعارف کروا کر دل
کی بات بتائی تھی دونوں افسر بہت اچھے تھے انہوں
نے میرا ساتھ دیا میں جہاز کے گیٹ کے سامنے بیٹھا
ہو گیا سب سے پہلے زرا ہی اس فلائٹ سے اترتی تھی
پھر اس کا بھائی میں نے اس کے پیچھے پیچھے اس کی
گاڑی تک اس کے ساتھ سفر کیا لوگ لاؤنج سے نکل
رہے تھے میں بھی نکل رہا تھا وہاں پر کافی لوگوں نے یہ
ضرور سمجھا ہوگا کہ یہ بندہ بھی امریکہ کی فلائٹ میں آیا
ہے کسی کو کوئی شک نہیں ہوا تھا پھر وہ اسی جی ایل آئی
گاڑی میں بیٹھ گئی گاڑی میں سامان رکھا گاڑی روانہ
ہوئی میں فٹ تھک پرکھڑا دیکھ رہا تھا کہ پاس سے اس
کی گاڑی گزر گئی ایک گاڑی میں دو پتھر تھیک کرتے
ہوئے مجھے انکلیاں ہلاتی ہوئی دیکھائی دی میں
مسکرا دیا میں سمجھ گیا تھا کہ جانی تیرے کو بائے بائے
کر رہی ہے۔

اب میں مکمل فٹ تھا میں نے دوبارہ فلائٹ کرنا

شروع کردی پھر مجھے ایک دفعہ دانہ جانے کا حکم ملا میں نے اطلاع زرا کو دی وہ بہت ہی خوشی ہوئی اور میرا انتظار کرنے لگی میں ایک ہفتے بعد دوبارہ فلائٹ لے کر دانہ چلا گیا میں دانہ پہنچ کر سیدھا پہلے زرا سے ملنے اس کے ہسپتال چلا گیا وہاں ہسپتال میں بہت جھوم تھا مہمان کے لیے ایک الگ گیسٹ روم تھا میں وہاں تھوڑی دیر بیٹھا رہا پھر عابدہ آئی میرا حال پوچھا اس نے کہا۔

چور بھائی کیسے ہو لگتا ہے زخم ٹھیک نہیں ہوا اور علاج کے لیے پھر آئے ہو

اس نے طنزیہ کہا جس پر میں اور زرا مسکرا دیے قہقہہ لگا کیونکہ میں عابدہ کے سیل سے ہی زرا کا نمبر چوری کیا تھا پھر اس لیے مجھے اس نے چور بھائی کہا تھا جائے وغیرہ پی کہ تھوڑی دیر گپ لگائی کافی مزہ آرہا تھا لیکن ہسپتال میں رش بھی بہت تھا یہ کہ دانہ تھا کافی لوگ تھے ہسپتال میں مجھ لگا کہ مجھے اب جانا چاہیے میں نے اجازت طلب کی زرا نے کہا۔

جی تو نہیں کرتا لیکن مریض انتظار کر رہے ہیں مجبوری سے پہلی دفعہ ہم نے ہاتھ ملایا بھی ایک دوسرے کا ہاتھ جو اب بھی ہماری محبت کا پہلا وعدہ بھی تھا اور آخری وعدہ بھی تھا زرا نے ہاتھ پکڑ کر ہی کہا۔

سائل ہمیشہ ایک دوسرے کے گھروں کی عزت کی لاج رکھنا ہمارا پہلا فرض ہوگا کبھی ایک دوسرے کے گھروں کو تباہ نہیں کریں گے رش ہونا ہے ہو جائے نہیں ہونا ہے نہ ہورشتے ہمیشہ خدا ہی بناتا ہے لیکن کبھی کسی کے گھر تباہ نہیں کریں گے۔ زرا نے ہاتھ چھوڑا۔ سائل نے کہا اوس کے زرا بائے بائے خدا حافظ کمرے سے نکل گیا۔

قارئین کرام سائل کی آواز میں جتنا درد ہوتا تھا شاید ہی کسی کی آواز میں ایسا درد ہو سائل کی آواز بہت ہی پیاری سے سائل نے بھی اپنے گاؤں ایک فرشتے کی طرح زندگی گزار رہی ہے اس بات کا میں خود

شاید ہوں کہ سائل نے کبھی کسی لڑکی کی عزت کی طرف نہیں دیکھا وہ ہمیشہ عورتوں کی عزت کرتا تھا حالانکہ اس کی اپنی سگی ماں نے اس کے ساتھ غداری کر کے چھوڑ کر خلی کی تھی آج تک لاپتہ ہے قارئین یہاں پر آج زرا کے بارے میں بتانا ضروری سمجھتا ہوں۔ زرا کے والد فوج سے۔ میجر ریٹائرڈ تھے دو بیٹے لندن میں کاروبار کرتے تھے اپنا فانیو شمار ہوئے تھے

ایک بیٹی امریکہ میں ڈاکٹر تھی جبکہ دو بیٹے پاکستان میں ڈاکٹر تھے جبکہ دو بیٹیاں کراچی میں ڈاکٹر تھیں آسہ بانو اور فاطمہ مہناز بانو اور خود ڈاکٹر زرا دانہ کی مشہور ڈاکٹر تھی یہ لوگ چار بیٹیں چار بھائی تھے انکے ابو بھی بہت سخت آدمی تھے پوسے کا رواج بہت سخت ہوتا تھا صرف یہ لوگ خاندان میں نکلے پڑھے تھے ان کے باپ نے کافی ان پر محنت کی تھی سب اچھی پوسینوں پر تھے زرا سب سے چھوٹی تھی جو نیا شادی شدہ تھی باقی سب بہن بھائی شادی شدہ تھے زرا کی خوبصورتی کے بارے میں پہلے ہی میں نے لکھ دیا ہے کہ اگر حسن کی تعریف کرنا شروع کروں تو پہلے سے ہی کہانی کافی

ہی ہوگئی ہے حسن کی تعریف کرنا لکھوں تو جواب عرس کے منجھے ختم ہو جائیں گے لیکن حسن کی تعریف نہیں ختم ہو سکے گی خیر تھوڑا بتا ہی دیتا ہوں کہ زرا کیسے تھی بہت لمبا قد تھا بہت ہی گھنے بالی جسکی لمبائی پانچ فٹ تک اندازہ تھا گرین آنکھیں تھیں وائٹ گورالال سرخ رنگ تھا چھوٹی چھوٹی انگلیاں تھیں سمارٹ جسم تھا کپڑے اتنے منجھے استعمال کرتی تھی کہ میں نے جب بھی اس سے سوٹ کا پوچھا تو ہر سوٹ کی دس ہزار سے کم قیمت نہیں بتائی۔ پھر خوبصورت جسم کے ساتھ خوبصورت کپڑے بھی ہوں آپ خود ہی اندازہ لگا لیں کہ وہ کیسی لگتی ہوگی لیکن سائل کو آنکھوں سے پیار ہوا تھا اسی حسن تو اس کی قسمت میں تھا اس دوران سائل کی پرورش بھی ہوگئی تھی پھر زرا نے سائل کے لیے ویڈیو کار کھنے میں لے کر دی تھی اور سائل نے

زرا کو دوسونے کے نکلن خرید کر دیئے تھے زرا بہت عزت دار لڑکی تھی بہت وفادار لڑکی تھی اس کی روح میں صرف وفا کی خوشبو ہوا کرتی تھی زرا میں شرم و حیا کی کمی نہیں تھی ہمیشہ پانچ وقت کی نماز ہی تھی جب سے ساحل کے ساتھ محبت ہوئی تھی ساحل کے لیے ہر نماز میں اللہ تعالیٰ سے ساحل کی سلامتی کے لیے استیصال سجدہ لگا کر دعا کرتی تھی محبت کو دو سال گزر گئے تھے یہ محبت صرف چار لوگ ہی جانتے تھے ساحل زرا کا بڑا اور عصمہ وقت کافی گزر گیا تھا محبت میں دونوں عاشق مطمئن تھے خوش تھے ایک دن رات کو وانہ کے حالات بہت خراب ہو گئے فوراً حکومت کی طرف سے ایک جگہ پر بمباری کرنے کا حکم ملا کہ ساحل کا سکاؤن تیار ہوا لیکن فلائٹ میں تھوڑا تاخیر تھا ساحل نے سوچا کہ اپنی جان سے بات کر لوں اور اپنا ٹک اپریشن پر جانے سے آگاہ کر دوں

بیسوز رانیہ پورہ بابے

تمہارا انتظار کر رہی ہوں کہ کب کال کر دو گے
اجنبیاں تم دعا کر دو کہ میں ایک مشن پر جا رہا ہوں
لوٹ کر پھر آپ سے رابطہ ہوگا زندگی رہی عید کے بعد
منگنی کا پروگرام بنائیں گے تم گھر والوں کو راضی کرنا
میرے گھر والے بھی انکار نہیں کریں گے وہ
مجھ سے بہت پیار کرتے ہیں بحر حال اپنا خیال رکھنا
انتظار کرنی رہنا جان مائے خدا حافظ۔

پھر نمائے کیا ہوا کہ ساحل علیحدہ بن گیا
اس کو آسمان کھا گیا تھا پھر زمین نکل گئی تھی کچھ بھی
اس کے بارے میں پتہ نہ چلا۔

ادھر اس صدمے سے بیوی بھی بیمار ہو گئی تھی
دن تک کے ڈی اے ہسپتال کرک میں ڈاکٹر رضوان
کے زیر علاج تھی عصمہ بھی بیمار ہو گئی دو ہفتے تک
گھر میں کسی کو چین نہیں آیا گھر ویران تھا خاموش تھا
گھر کی خوشیاں ختم ہو گئی تھیں محبت ختم ہو گئی باپ کا

شملہ سر سے گر گیا بہت سے سوال جنم دے رہی تھی ان
سے چیزوں کا قاتل صرف اور صرف ساحل تھا۔ وہ
ایک معصوم لڑکی کی محبت کا بھی قاتل تھا۔ وہاں زرا بھی
دن رات پانگوں کی طرح رورو کر بار حال کر دیا تھا
ڈھونڈنے کی بہت کوشش کی آخر ساحل کو زمین کھا گئی یا
آسمان زرا مکمل طور پر ٹوٹ چکی تھی کافی کمزور ہو چکی
تھی خوبصورت چہرہ غم کے مارے سانولہ پورا تھا زرا
نے ساحل کو تلاش کرنے کی ہر ممکن کوشش کی لیکن
سراغ تک بھی نہ مل سکا۔ نہ ہی عصمہ سے رابطہ
ہو رہا تھا زرا کو کیا پتہ تھا کہ عصمہ بہن بھی اس کی طرح
ٹوٹ چکی تھی آخر زرا نے وہی لقب اسے محبوب کو
دے ہی دیا کہ وہ بے وفایاں ہے وفا کے باز ہے
جیسا کہ بے وفائی میں پیارے پیارے لقب دئے
جاتے ہیں زرا کا بھی قصہ نہیں تھا۔ ایک حد تک وہ
ٹھیک تھی اس کا دل نہیں لگ رہا تھا وہ دل بہلانے کے
لیے پہلے ڈی آئی خان آئی پھر اسلام آباد سے اپنی
بہن کے ہاں امریکہ چلی گئی لیکن امریکہ میں بہت
بے تابی کے دن گزر رہی تھی وہاں بھی دل نہیں لگ
رہا تھا اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ زرا کی محبت کچھ تھی
وہ دن رات خدا کی ہر عبادت میں یہی دعا کرتی کہ
صرف میری ایک بار بات ہو جائے بہت
مدروسوں سے پیسے بھجوا کر دعا کرتی تھی اف یہ محبت بھی
اندھی ہوتی ہے نہ تو اپنی معصوم محبت کے لیے لوگوں کو
پیسے دے کر ہر فقیر ہر ضرورت مند سے دعا کرواتی
قارئین زرا ایک ایسے قوم سے تعلق رکھتی تھی کہ اس قوم
کا میں خود شائبہ ہوں کہ اس قوم میں غداری نہیں ہو سکتی
اس قوم کے مرد ہو یا عورتیں ان میں وفا کوٹ کوٹ کر
بھری ہوتی ہے آخر زرا لوامریکہ سے واپس آنا ہی چڑا
اس پاک ملک میں ہاں سے اپنی محبوب کو چھوڑ کر گئی تھی
وہ امریکہ سے دن میں سو بار ساحل کا نمبر ملاتی تھی
لیکن نمبر آف ملتا تھا پھر مایوس ہو جاتی پھر ملانا ہی
چھوڑ دیا جب وہ اسلام آباد انٹرپورٹ پہنچی تو اس کو

قدرت کا ایک اور کھیل کے زرا کو اس کے گاؤں اس کے ضلع سے گزر کر جانا تھا خدا یا یہ کیسی آگ ہے کہ جس آگ میں ہم جل کر رکھ بھی نہیں بن سکتے یا اس آگ میں جل کر مر جاتے یہ ایک ایسی آگ ہے کہ بغیر لکڑی بغیر اندھن کے جلدی ہے آگ کوئی بھی ہو کبھی سکون نہیں دیتی ہے گاڑی خوشحال گڑھ سے گزرتے ہوئے کو ہاٹ شہر میں داخل ہوئی جی چاہ رہا تھا کہ خوشحال گڑھ کے دریا میں جان دے دو لیکن جان اللہ کی امانت ہے۔

عشق آسان نہیں اتنا سمجھ لو ساحل ایک دریا ہے کہ جس سے تیر کر جاتا ہے وہاں سے کرک کی طرف گاڑی روانہ ہوئی گاڑی میں گانے بھی لگے ہوئے تھے نصرت فتح علی خان اپنے فن کا مظاہرہ اپنے گانے سے کر رہا تھا رونا جا ہوا نسوچی نہ آئے زرا مٹلین بھی شیشے کی طرف سر رکھ کر باہر کا نظارہ کر رہی تھی لاچی کے گزرتے ہوئے آگے ایک جگہ آتی ہے کہ یہ نام ہے یہاں سے گاڑی شکر درہ اور میانوالی کے لیے ٹرن کرتی ہے سیدھا روڈ کرک کی طرف جاتا ہے گاڑی کا رخ بھی کرک کی طرف تھا زرا کی دھڑکنیں تیز ہو رہی تھی جہاں بھی کرک کا بورڈ دیکھتی اس کو ساحل ہی نظر آتا تھا۔ کہا چیز ہے یہ محبت اس کی کوئی منزل بھی ہے یا نہیں ایک سلسلے ہوئی چنگاڑی ہے یہ محبت صرف دیوں کو جلانا چاہتی ہے آج زرا محسوس کر رہی تھی کہ وہ تنہا ہے دھیرے دھیرے آسوس کی نیلی آنکھوں کی دہلیز پر جمع ہونے لگے زرا صرف ساحل کی یادوں کے ساتھ سفر کر رہی تھی کبھی گلے میں لاکٹ کو ہاتھ لگائی یا پھر نکلن کو ہاتھ لگا کر اپنا ہاتھ چوری چوری ماں سے چوتی تھی۔

ہوں تو مسلم مگر جوش محبت میں اسے ساحل تیری نشانیوں کو پوجتی ہوں کافر کی طرح وہ گاڑی سے اترنا چاہتی تھی وہ یہی رہنا چاہتی تھی یہاں گھر بنانا چاہتی تھی وہ آگے نہیں جانا چاہتی

ساحل کی یاد نے بہت پاگل کر دیا تھا وہ بہت اداس تھی کیونکہ آخری بار جب وہ امریکہ سے آئی تھی تو ساحل نے جہاز کے دروازے میں پھول کے ساتھ استقبال کیا تھا لیکن آج ساحل نہیں تھا اس کی نیلی آنکھوں سے آنسو پک کر گر رہے تھے۔ اس نے جب جہاز سے اپنے قدم اتارے تو وہیں بیٹھ گئی اپنے ہاتھ اٹھائے اور دعا کی اے اللہ میں تیری پاک مٹی میں پھر واپس آگئی ہوں تیرا نام لے کر دعا شروع کرتی ہوں تو رحیم ہے رحیم ہے غفور ہے رحم کرنا تیری محبت ہے مجھے پاک مٹی کی قسم ساحل کا نمبر آکر وہاں سے میری ایک بار بات کروادے سب لوگ تماشہ کر رہے تھے کہ یہ کیسی لڑکی ہے پاکستان آکر رو رہی ہے جہاز میں بیٹھے مسافروں نے گھور گھور کر دیکھا پھر ایک عورت نے اسے اٹھایا یہ بوڑھی عورت تھی اس کو ساحل سمجھ کر گلے لگ گئی اس نے سلی دی اے لیکن دلایا کہ خدا تیری دعا قبول کرے گا چلو باہر تمہارے اپنے چہرے لیے آئے ہوں گے جاتے جاتے پھر نمبر ملایا میں باور آف مل رہا تھا مایوسی کے عالم میں موبائل کو پرس میں رکھ دیا بہت سداں مدد خدا۔ زرا کی آنکھوں میں آنسو آرہے تھے جب انسان کی ہمت ختم ہو جاتی ہے تو انسان اللہ سے شکوہ کرتا ہے زرا کی فیملی آئی تھی زرا کو لینے کے لیے زرا نے سب کو سلام کیا اسی گاڑی میں جی ایل آئی میں بیٹھ کر منزل کی طرف رواں ہو گئی لیکن کسی سے خاص بات نہیں کہ وہ والے یہی سمجھ رہے تھے کہ شاید تھکاوٹ ہے سفر شروع ہوا اسلام آباد سے وزیرستان کا۔

قارئین کرام جب زرا لوگوں کو روانہ سے اسلام آباد کے لیے آتا ہوتا تھا تو براستہ میانوالی سے شکر درہ یا پھر میانوالی نو پندی ہائی وے کی طرف سے جاتے لیکن اس دفعہ روڈ کی کنسٹرکشن کی وجہ سے وہ براستہ کو ہاٹ سے کرک بھڑوئی آئی خان پھر نانک چند والہ گول زام سے ہوتے ہوئے وائے پچھتا تھا اس دفعہ

کر رہی تھی کاش ساری عمر یہاں رک سکتی محبوب کے علاقے میں نماز ادا کی نفل بھی ادا کئے سفری نماز پڑھنے کے بعد ساحل کے لیے دلی دعا کی اتنے میں بہترین چائے آئی زرا جان بوجھ کر آہستہ آہستہ پی رہی تھی کہ تھوڑا نام زیادہ گزر جائے۔ یہاں بجائے کیوں اتنا دلی سکون محسوس کر رہی تھی آخر وہ کب تک یہاں انتظار کرتے کوئی فائدہ بھی نہ تھا بھائی کو جلدی بھی تھی کیونکہ رستہ ابھی کافی باقی تھا یہاں تھوڑا فریش ہونے کے بعد بھائی نے کہا۔

پلو تھاری کرو۔ زرا کے دل کو ایسا لگا کہ بھائی نے وار کرو یا زورا کے کہنے پر بھائی نے ہوٹل کی شاپ پر سے فریش گم نمکین نمکو پیس وغیرہ خرید لیے زرا یہ چیزیں ہمیشہ اپنے ہاں رکھنا چاہتی تھی وہ جو کچھ ہاتھ میں اٹھاتی تھی وہ ہزار کے نوٹ میں بند کی تھی سب چیزوں کو پرس میں رکھنا تھا کا اندازہ یہاں سے لگائیں کہ تھوڑی دیر گاڑی میں سفر کرنے کے بعد اس کی سویت ماننے کہا۔

زرا وہ نمکو کا ایک پیک مجھے دے دو تم نے کھانے کی بجائے پرس میں رکھی ہیں

اس نے کہا۔ ماں آگے کوئی دکان آئے گی پھر پوری دکان خرید کر دے دو گی لیکن یہ نمکونیں دے سکتی ہوں اس جواب سے گاڑی میں سب بہت حیران ہوئے اتنی سی بات کے لیے ماں کے ساتھ بدتمیزی کر ڈالی ماں پوچھنے کی ہمت بھی نہیں کر سکتی تھی کیونکہ زرا نے شکل ہی ایسی بنائی ہوئی تھی کہ سونل کر کے آئی ہو وہاں کرک میں سی این جی کی ہر تال بھی تھی پھر جب گاڑی گاندی چوک پہنچی وہاں وزیرستان پمپ سٹیشن گاڑی میں پٹرول ڈلوایا پٹرول کے مالک حاجی صاحب جان نے بھائی سے وزیرستان کا باشندہ ہونے کی نیت سے ہم سب کو چائے پلائی حاجی صاحب کے بیٹے حاجی سید خان نے بھی بھائی کے ساتھ خوشگوار ملاقات کی پھر گاڑی اپنی منزل کی طرف

تھی وہ اتر کر کرک کی مٹی کو لے کر چومنا چاہتی تھی کیونکہ اسی کرک میں وہ کسی ماں کی گود سے پیدا ہو کر میری جان بنا تھا یہ اس کا علاقہ ہے جہاں بھی اچھا گاؤں دیکھتی یہی ساحل کا ہوگا گھر یہی ساحل کا ہی گاؤں ہوگا ہر انسان ساحل کا رشتہ دار لگتا ہے وہ ان اجنبی لوگوں سے اتر کر پوچھنا چاہتی تھی کہ ساحل کہاں سے لیکن کیا کرتی بھائی کی عزت کی خاطر وہ کچھ بھی نہ کر سکی نہ ہی گاڑی کو روکنے کا کہہ سکتی تھی آخر کرک آ گیا وہ کرک جس میں زرا کی جانی نے منہ لیا تھا وہ کرک جس میں زرا کی جان رہتی تھی یہاں اسی وقت زرا کے بھائی جانو نے کہا۔

تھوڑا آگے جا کر گاڑی میں سی این جی ڈالوا لیتے ہیں نماز بھی پڑھ لیں گے کیا خیال ہے زرا۔ جی ہیبیاں وہاں بالکل چائے کا موڈ ہو رہا ہے سر میں درد سے زرا نے خوشی بھرے لہجے میں کہا زرا بہت خوشی ہوئی۔

اوکے آگے کوئی اچھا ہوٹل آئے گا۔ گاڑی روک دوں گا پہلے حبیب ہوٹل آیا لیکن وہاں سی این جی نہیں تھا اور ہوٹل بھی کوئی خاص نہیں تھا پھر تھوڑا آگے وہاں ایک چوک آتا ہے جس کو جیل چوک کا نام دیا ہے اس کے ساتھ وہی این جی پمپ بھی ہیں ایک مینڈی این جی پمپ اور دوسرا شاکری این جی پمپ ہے ان کے درمیان ایک خوبصورت ہوٹل وی آئی پی شاید ہوٹل اپنی شان کی علامت ہے جہاں پھر مسافروں کی بہت خدمت کی جاتی ہے اسی ہوٹل میں گاڑی نے بریک لگائی کرک کی زمین پر گاڑی سے اترتے ہوئی کرک کی دیواری نے پہلے اپنا گاڑی سے دایاں پاؤں اتارا اور ساتھ ہی کرک کی مٹی کو ہاتھ لگایا اور تھوڑی مٹی بھی لی پھر اپنے ہاتھ کو چوما کیونکہ اس کے محبوب کا ضلع تھا اپنی نظریں ادھر ادھر لگائی شاید وہ کہیں نظر آجائے لیکن زرا کو ساحل کہیں بھی نظر نہ آیا مایوس ضرور تھی لیکن اس ہوٹل میں کافی سکون محسوس

میرے خود آنسو آگئے۔ پھر دعا کے بعد اسے ہاتھ سے وہ لنگن اتار دئے جو ساحل نے پر مشن کے موقع پر تجھے میں دئے تھے زرا نے بہت پیار و آرام سے وہ لنگن اور نمک اور چسپل اور فریش مل گم اور ایک کالا جوڑا جو ساحل کو بہت اچھا لگتا تھا اسے برف کیس کے نیچے حصہ میں رکھ کر دفن دیا تاکہ ساحل کی کوئی چیز مجھے یاد نہ دلا سکے۔

زرا نے یہ بھی نہ سوچا کہ اے ساحل کون کہتا ہے انسانیوں کے فتنہ ہونے سے محبت ختم ہو جائے گی محبوب کے تجھے تو ظاہری نشانی ہیں ارے محبت تو دل سے کی جاتی ہے دفنانے سے کیا ہوتا ہے انسان ہر چیز کو ختم کر سکتا ہے، اتنے ہیں لیکن دل کو کہاں دفنایا جائے دیکھا جائے گا زمین ہم اکثر محبت میں سنسنے ہیں کہ محبت کرنا کوئی گناہ نہیں ہے محبت تو خدا نے بھی کی تھی اپنے رسول ﷺ کے ساتھ لیکن اگر اس پر زیادہ سوچا جائے تو ہم انسان بھول جاتے ہیں کہ ہمیں کس نے پیدا کیا ہے ہمیں کس نے یہ سب سچھ دیا ہے جس کے ہم لائق بھی نہیں ہیں ہم انسان لوگ یہ بھی بھول جاتے ہیں کہ اس دنیا میں ہماری کیا اوقات ہے یہ زندگی کتنے لمحوں کی ہے پوری دنیا میں عرش کا کائنات میں کوئی درندہ پرندہ انسان اپنی موت کا وقت اور لمحہ نہیں بتا سکتا پھر ہم کیوں اپنی محبت میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کو غماز کر کے ایک دوسرے کو مطمئن کرتے رہتے ہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے درمیان جو محبت تھی ہم اس کے ذرے کے بھی برابر نہیں ہیں اگر کوئی اس کی محبت کی برابری کرتا ہے تو میرے خیال میں وہ ہم میں سے نہیں ہو سکتا وہ کافر یا یہودی ہوگا کیا ہمیں اللہ یہ کہتا ہے کہ تم عشق کرو میرے علاوہ کسی دوسرے سے اللہ کہتا ہے کہ تم عشق میرے ساتھ کرو سکون نہ دوں تو کہو۔ تم میری طرف آؤ مجھ سے ہی عشق کرو تم سے میں عشق نہ کروں تو کہو لیکن ہم دنیا میں معمولی سے انسان کے ساتھ عشق

روانہ ہوگی پھر گھمیلے سے گزرتے ہوئے پی زو سے نرن کیا جو راستہ ٹانگ جاتا ہے پھر ٹانگ سے گول زام ڈیم سے گزرتے ہوئے اپنے آبائی علاقے دانہ پہنچ گئے خیر خیریت کے ساتھ۔ گھر پہنچنے کے بعد سب گھر والوں نے زرا کا پر جوش استقبال کیا سب نے گلے لگا کر پیار کیا لیکن زرا تو ایک بھوت کی طرح ٹل رہی تھی اس کو اپنے بھائی پر بھی غصہ آ رہا تھا کہ مجھے کرک سے کیوں لائے ہو بھائی کو بھی اپنے باپ کو بھی نفرت کی نگاہ سے دیکھ رہی تھی شاید مرد ذات سے نفرت ہوگئی ہو پھر رات کو وہ بہت روئی اللہ سے شکوہ کیا آخر زرا نے بارمان لی کیونکہ اس کے پاس ساحل کو تلاش کرنے کا کوئی حل نہیں تھا اگر وہ گھر میں کسی کے ساتھ شیر کرتی تو بہت بدنامی اور بے عزتی ہوتی اور مشکلات پیدا ہو جاتی وہ بھی نہیں چاہتی تھی کہ اس کی وجہ سے گھر کی بے عزتی ہو جائے اس نے آخر بڑی مشکل سے فیصلہ کر ہی لیا کہ جو ہر عاشق اپنے عشق میں ناکام ہونے کے بعد کرتا ہے جیسا کہ میں مگر بھی بھی بھول کر بھی بے فاکانام نہیں لوں گی بس ایک عجوبہ سمجھ کر بھول جاؤں گی کہ میری زندگی میں کوئی ساحل تھا ہی نہیں میں وعدہ کرتی ہوں پھر اس کا نام بھی نہیں لوں گی اسے اللہ تم ہی نے ملایا تھا تم ہی نے جدا کر دیا اسی میں میری بھلائی ہوگی ہر چیز کو تو مجھ سے بہتر سمجھتا ہے تو عظیم سے غفور ہے میرے گناہوں کو بخش دے مجھے ایک نئی زندگی عزم کے ساتھ جینے کی توفیق دے آمین اگر میں ساحل کو میرے سپرد کر لی ہوں ہمیشہ ساحل کا خیال رکھنا اس کی زندگی کی حفاظت کرنا کبھی اس کو رسوا مت کرنا اس کو ہمیشہ خوش رکھنا اگر اس کی زندگی کم پڑ جائے تو میری زندگی لے لینا اے خدا لیکن اس کو مرے نہیں دینا۔ میری عمر بھی اس کو لگا دے بے شک دعا قبول کرنے والا تو ہی ہے تیرے سوا کوئی شریک نہیں ہے مجھے ہمت دے میری دعا کو قبول و منظور کر۔ زرا اتنا رو رہی تھی کہ لکھتے وقت

کہہ دیتے ہیں پھر خدا کی خدائی بھی بھول جاتے ہیں لیکن پھر بھی ہمارا اللہ اپنے بندے سے ستر ماؤں سے بھی زیادہ محبت کرتا ہے وہ سچے انسانوں کو دنیا میں رسوا ہونے نہیں دیتا کیونکہ وہ بہت رحیم ہے ہم اس کے رحم کو سوچ بھی نہیں سکتے ہم ایک انسان سے محبت کر کے کتنا تڑپتے ہیں کتنا روتے ہیں اللہ تو ہر انسان سے محبت کرتا ہے لیکن ہم ایک انسان کی محبت میں گرفتار ہو کر اپنے پیارے خدا کو بھول جاتے ہیں جب ناکام ہو جاتے ہیں اپنے عشق میں پھر اللہ سے دعا میں مانگتے ہیں اللہ کی رحمت دیکھو وہ اوپر سے مسکرا دیتا ہے اللہ یہ بھی نہیں سوچتا کہ اس نے مجھ سے پیار کرنے کی بجائے کسی انسان سے پیار کیا ہے پھر اللہ تعالیٰ مسکرا کر اپنے بندے کی قدر کرتا ہے اللہ ہم سب کو اللہ سے پیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ پھر کہانی کی طرف واپس آتے ہیں۔

پھر زرا نے سونے کی بہت کوشش کی آنسو اتارنے لگے کہ آنسو ختم ہو گئے تھجائے کب آنکھ لگی ہوگی بج سے ایک نئی زندگی کی شروعات کی اپنی ماضی کی زندگی ہمیشہ کے لیے بھول رہی تھی زرا کو دنیا کے کاموں سے نفرت ہو گئی تھی پھر اپنا تاجر بھی سوات کے ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں کر لیا وہ اس شہر میں بھی نہیں رہنا چاہتی تھی جہاں ہر ساحل کی یادیں ہوں جہازوں کا شور سن کر پھر ساحل کی یادیں کی طرف متوجہ کر لیتی پھر آخر اپنے گھر والوں کو بھی ہمیشہ کے لیے چھوڑ کر واپس چلی گئی اپنی زندگی کو بہت مصروف رکھادوں تو ہسپتال جایا کر لیتی تھی ایک دو گھنٹے کے لیے رات کو اپنا ٹھکانہ کر لیتی وقت گزرتا گیا ساحل کا کچھ بھی پتہ نہیں چل رہا تھا کوئی بھی نہیں جانتا تھا کہ ساحل کہاں ہے کس قید میں ہے اس دوران عصمہ کا بھی آخری سال تھا یونیورسٹی کا اور اس کی صحت بھی کافی بیمار تھی اور آخری سال کے لیے بھائی یونیورسٹی گئے اپ کراچی میں داخلہ لیا تھا وہاں سے اسٹیشن زرا سے ملنے کے لیے ایک دوست

ذکیہ ناز کے ساتھ واپس چلی آئی ذکیہ ناز جو عصمہ کی بہت اچھی سیٹی تھی دونوں سہیلیوں نے واپس کا سفر کیا واپس پہنچنے کے بعد پتہ چلا کہ زرا ہمہ اہل خانہ یہاں سے سوات شفٹ ہو گئی ہے تقریباً تین ماں ہو گئے ہیں عصمہ اور ذکیہ ناز دونوں ماپوسی کے عالم میں واپس لوٹ آئیں بہن کی یہ کوشش صرف ساحل کے لیے تھی کیونکہ وہ اپنے بھائی سے بے پناہ محبت کرتی تھی سوات تو بہت بڑا علاقہ ہے وہاں تلاش کرنا ممکن تھا لیکن ناممکن بھی نہ تھا۔ لیکن دونوں سہیلیوں کا اکیلے جانا مناسب نہیں تھا اور گھر سے بھی ڈر تھا یونیورسٹی کا بھی ڈر تھا عصمہ سچھ کرنا چاہتی تھی لیکن کچھ نہ کر سکی بہت مجبوریاں تھیں نہ بھی بہت ہمت تھیں کہ عصمہ اور ذکیہ کا واپس جانا

قارئین کرام! وہ محل کا خاندان ٹوٹ چکا تھا ہر کوئی بیمار سا دکھائی دیتا تھا ساحل کی ماں روز بروز کمزور ہوتی جا رہی تھی بھائیوں کے بھی بہت کوشش کی لیکن ساحل کا کوئی بھی پتہ نہ چل سکا تھیں ماں ماں کے بھائیوں نے بھی ساحل کے معاملہ میں ساتھ نہ دیے کی قسم کھائی تھی کئی دفعہ بھائیوں سے بھگدائی ماں اپنے بھائیوں کے گھر جانا ترک کر دیا تھا ماں ضدی تھی۔

ہم کو تو اپنیوں نے لوٹا فیروں میں اتنا دم کہاں میری کشتی کی ڈوبی وہاں جہاں پانی کم تھا قارئین کرام ساحل کی ماں ساحل سے بہت زیادہ پیار کرتی تھی ساحل جب بے کم ہوا تھا ساحل کی ماں نے ہر دن روزہ رکھا ساحل کے لیے دعا کرتی حالانکہ پہلے تھمبہ بیگم اپنے فرض روزے بھی بہت مشکل سے رکھتی تھی تھمبہ کو پیاس بھی بہت لگتی تھی لیکن اس کے پیار میں پیاس کی بھی پروا نہیں تھی او اس وقت تک اپنے پالوں میں کتنی نہ گرنے اور روزے رکھنے کی قسم کھائی تھی جب تک وہ ساحل کو دیکھ نہ لیتی قارئین قربان ہو جاؤں ایسی ماں کی اپنے بیٹے سے

محبت میں آپ ہی اندازہ لگالیں۔ خدا کبھی ظالم نہیں ہو سکتا ہے نہ ہی ظلم کرتا ہے خدا کے ہر کام میں اس کا اپنا راز ہوتا ہے کد ابی اس بندے کو امتحان میں ڈالتا ہے جس کو اس سے زیادہ محبت ہوتی ہے قارئین کرام گیارہ ستمبر کی رات کے تین بجے کا نام تھا اور گیارہ ستمبر ہی ساحل کی پیدائش کا دن تھا کہ گھر کے موبائل پر کالی وصول ہوئی کال ماں نے بی امینڈ کی باقی سوئے ہوئے تھے ماں ہر روز دو بجے اٹھ جاتی تھی سحری بھی کرتی تھی تہجد کی نماز بھی پڑھتی تھی اور روزہ بھی رکھتی تھی اور دعا بھی کرتی تھی یہی ماں کا روز کا معمول تھا ازاں تک لمبی دعا کرتی تھی۔

ہیلو سلام علیکم۔

جی وٹیک سلام۔ جی کون بول رہا ہے۔

جی میں میں۔۔ میں ساحل۔

ساحل کا نام اور آواز سنتے ہی ایک دھڑکتے لے ساکن ہو گئی تھی موبائل اس کے ہاتھ سے گر گیا تھا ماں کو لگا ایک سپنا ہے لیکن پھر ہمت کر کے جلدی سنبھل گئی دوبارہ موبائل کو اٹھا یا مین پر گرنے کی وجہ سے موبائل کی بیٹری بھی نکل گئی تھی پھر موبائل میں بیٹری ڈال کر موبائل کو آن کیا آن ہوتے ہی دوبارہ کال آئی ساحل رونے لگی آواز میں کہہ رہا تھا

ماں میں تمہارا ساحل جوں ماں خدا کے لیے کال ڈراپ مت کرنا۔ خدا کے لیے مجھ سے بات کرو ساحل ایک ہی سانس میں بولتا جا رہا تھا ماں تمہیں میری قسم ایک پل کے لیے ایسا لگا کہ ماں کو دوبارہ فانی ہو گیا ہو جو اپنے ساحل کو بھولی نہیں کہہ رہی تھی ماں پلیر میرا اس دنیا میں تمہارے سوا کوئی بھی نہیں ہے ماں مجھ سے بات کرو ہیلو ماں کیا میں نے تمہاری گود سے جنم نہیں لیا کیا تم میری ماں نہیں ہو کیا میری ماں نہیں ہے۔ صرف ایک بار کہہ دو کہ تم میری ماں نہیں ہو تم میرا امروا ہونا نہ کھو گی یہ سب ماں کان کے ساتھ لگائے فون پر سن رہی تھی کہ اتنی زور سے

چلائی کہ گھر والے سب اٹھ گئے سامنے پڑوسی وکیل مرحوم کے گھر والے بھی آگئے کیا وہاں خوفزدہ تھے موبائل ہاتھ سے دوبارہ زمین پر گر گیا تھا جلدی ہوش میں اٹتا کہا کہ ساحل کی کال آئی کہہ رہا ہے میں آزاد ہو گیا ہوں۔ وسیم محمد نے دوبارہ موبائل آن کر کے ریو کال میں وہ بھر دیکھا فوراً اس پر بیک کال کی اس بار ابو نے بات کی ابو بھی رو دیئے شاید وہی باتیں جو ماں سے کی تھیں وہ بی باتیں ابو سے بھی کی ہوں گی ابو کے رونے کے انداز سے تو یہی لگ رہا تھا۔ لیکن مرد آخر مرد ہی جوتا ہے ہمت سے کام لیتے ہوئے بولے۔

بیٹا تم کہاں ہو۔

ابو میں پشاور میں بول صدر کے ساتھ شفیع

مارکیٹ میں کھڑا ہوں۔

تم وہی رہو میں دانش کو بھجواتا ہوں تمہارے پاس بس دس منٹ انتظار کرو ابو نے فوراً دانش بھائی کو ساحل کے متعلق آگاہ کیا دانش اپنے دو دوستوں شاہد اقبال اور مظہر اقبال کے ساتھ مقررہ جگہ پر پہنچے جہاں پر ساحل کھڑا تھا ساحل بہت ہی کمزور ہو چکا تھا داڑھی بڑی ہو چکی تھی دانش کو پہچان کر نامشکل ہو گیا تھا لیکن پھر جلدی گاڑی میں بیٹھا کراپنے کمرے میں لے کر آگئے اور گھر والوں کو اطلاع کر دی ساحل کو آرام کے لیے کمرے میں لے گئے پھر اچھڑا کر پہلے نانی نے بال شیو درست کی پھر دوبارہ دانش نے گھر کا نمبر ملایا ماں کی حالت خوشی کے مارے بہتر نہیں تھی وہ اسے دیکھنے کے بعد ہی بات کرنا چاہتی تھی گاؤں میں بھی یہ بات آگ کی طرح پھیل گئی گاؤں والوں کو ساحل کے آنے کا انتظار تھا کہ اسے دیکھ سکیں گھر میں تو خوشی آئی تھی لیکن گاؤں والوں کے عجیب تاثرات تھے۔

قارئین کرام انسان ہی غلطی کرتا ہے ناں تو یہ دیکھنے والے کیوں بھول جاتے ہیں کہ وہ ایک انسان ہی ہوگا لوگوں کی سوچوں پر حیرت ہوتی ہے لیکن

زندگی نے یہاں پر ایک نیا موڑ اختیار کر لیا شاید اقبال کے کہنے پر دانش نے ساحل کی یونٹ کو انفارم کیا ساحل آ گیا ہے وہ میرے پاس ہے کچھ عرصہ کل ساحل کو اغوا کیا گیا تھا کسی حد تک یونٹ کو انفارم کرنا قدرے بہتر تھا اور اس سے معاملے میں شاہد اقبال نے بہت ہمت کا ساتھ دیا تو ساحل کے سکاڈن کے ساتھ رابطہ ہوا انہوں نے کہا۔

ساحل کو ہمارے پاس بھیجی نوکری بچ جائے گی ہم اس کی مدد کرنے کو تیار ہیں لیکن یہ جس سکاڈن کا حصہ تھا وہ سکاڈن گوارڈ میں ہے ہم اس کو گوارڈ شفٹ کر سیں گے اگر تمہارے گھر والے اس سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں تو کوئی پابندی نہیں ہوگی اور ہم آپشیل تمہارے گھر والوں کو گوارڈ لے جائیں گے دانش نے فوراً ہاں کر دی کیونکہ دانش ایک سمجھدار انسان تھا وہ بہت جانتا تھا کہ اس میں ساحل کے لیے بہتری ہے اس کو ایسا ہی کرنا چاہیے تھا کہ انکے سکاڈن کے پاس لے جایا جائے اس نے ساحل کو بتائے بغیر ہی ساحل کو ان کے پاس لے گیا اور اسی دن ایک جہاز نے ساحل کو لے کر اپنا ساحل جہاز میں مسافر کی حیثیت سے بیٹھ گیا اور پہنچ گیا۔

تم کو خبر نہیں مگر ایک صدائے برباد کر دیا میرے چند دن کے پیار نے ادھر دانش اپنے محلے سے چھٹی لے کر چلا گیا یا لیکن گھر والے تو ساحل کے انتقال میں تھے دانش تو خالی ہاتھ تھا ساحل ساتھ میں نہ تھا ماں کی زندگی پھر ویران ہو رہی تھی ماں نے فوراً کہا۔

ساحل کہاں ہے۔ میں تمہیں سب سمجھا تا ہوں کل تمہیں اس سے ضرور ملاؤں گا یہ میرا وعدہ ہے ساحل کہہ رہا تھا کہ مجھے لینے کے لیے ماں خود آئے گی یاں کے علاوہ کسی کے ساتھ نہیں جائے گا ماں کو وقتی تسلی دی لیکن دانش نے ابو کو ساری بات بتادی۔ وہ

مسئلہ کو فوری سمجھ گیا اور دانش کو شاباش دی کہ تم نے بالکل ٹھیک کیا ہے تم نے عقل والا کام کیا ہے اس وقت تابش بھائی نے دانش بھائی کو کہا۔

بھیا ہم اس وقت تک گاؤں میں نہیں لائیں گے جب تک پوری دنیا کے سامنے اس کی بے گناہی ثابت نہ ہو جائے۔ اسی دن ماں نے ایک کبرا بھی صدقہ دیا تھا۔ جس دن ساحل کی کال آئی تھی پھر بھنا ہوا گوشت بھی رکھا تھا کہ کل ساحل آئے گا گوشت کھائے گا لیکن دانش نے کہا۔

ماں یہ گوشت ہم کل وہاں اکٹھے کر کھائیں گے ماں تو مان ہوتی ہے اس کو جھوٹے کی جلدی تھی کہ جلد جھجھ جائے تاکہ ساحل کو لیکر آسکوں ساری رات ایک لمحہ بھی ماں نہیں سوئی ساری رات اللہ کا شکر ادا کیا صبح ہو گئی سب نے نماز ادا کی گوشت پاٹ پاٹ میں ڈالا سب نے اکٹھے گھر سے بیٹھنے کی دعا کی ساحل کو لینے کے لیے ابو ای عصمہ اور دانش بھائی جا رہے تھے ٹھیک گیارہ بجے پشاور پہنچ گئے وہاں ساحل کے خاندان کو بہت معزز مہمان نوازی سے پہلے کی بریک کردائی پھر گوارڈ لے جانے کا حکم دیا۔ ماں نے اور عصمہ نے عجیب سی نظروں سے دانش کی طرف دیکھا دانش مسکرا دیا اور ہاتھ سے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ خوبصورت بیل کا بڑا چنڈ ہی لمحے میں اڑتا ہوا پشاور کے گنجان آباد علاقے سے گوارڈ پہنچا۔

قارئین کرام یہاں پر ایک ضروری بات بھی سمجھا دوں کہ ساحل نے جس گھر سے میں ملاقات کر نی تھی اپنے اہل خانہ کے ساتھ اس گھر سے میں جدید قسم کے کمرے نصب تھے جو تصویر کیسا تھا آواز ریکارڈ بھی کرتی تھی شاید ساحل اپنے اہل خانہ سے مل کر انکو کسی حقیقت سے آگاہ کر دے اور ہمیں بھی پتہ لگ جائے جب بیل کا پیر وہاں پر کھڑا ہوا جب دروازہ کھولا تو پہلے ساحل کی ماں گود میں باٹ پاٹ لیے ہوئے اتری پھر ابو پھر عصمہ پھر دانش اترے تھوڑی

آٹھ لویاں بھا بھی بچے کیسے ہیں گھر کیسا ہے
سب ویران ہے تمہارے بنا سائل بیٹا سب تم
کو یاد کرتے ہیں۔

ماں میں لکنا بد نصیب ہوں ماں میری وجہ سے تم
لوگ کتنے ذلیل ہوئے ہو میں خود کو بھی معاف نہیں
کروں گا۔

پاگل ہو تم ایسا نہیں کہتے۔ بد نصیب تو وہ لوگ
ہوتے ہیں جن کی مائیں نہیں ہوتی ہیں جو بچوں کے
لیے ان کی دعا کو وسیلہ ہوتی ہیں تمہاری ماں تو ہر روز
رب کے آگے روزے رکھ کر تمہارے لیے دعا کرتی تم
خوش نصیب ہو بننا ماں سائل کو ملی دے رہی تھی
ماں میرا جویسا ہے۔

قارئین کرام یہاں آپ حیران ہوں گے کہ یہ
سائل کا راجو کون ہے یہ کہاں سے آگیا حیران مت
ہوں سائل کو بچپن سے برندوں کو پالنا بہت اچھا
لگتا تھا ابھی بھی سائل کے گھر میں تین چلوں دو تیر
ایک کالا تیر پرندے موجود ہیں اور راجو اس کے کتے
کا نام ہے جو اس نے بچپن سے پال رکھا تھا وہ راجو کی
ہر بات سمجھتا تھا۔ سائل کا بہت وفادار تھا سائل
اور راجو بہت دوست تھے حالانکہ وسیم محمد سے کافی دفعہ
راجو کی وجہ سے بے عزت بھی ہونا پڑا سائل اپنی
جیب میں چھپا کر بھی روٹی لے کر جاتا تھا پھر راجو کو
کھلاتا تھا۔

ماں نے کہا ہاں بیٹا وہ بھی ٹھیک ہے تمہارے
انتظار میں بیٹھا ہوا ہے اس دن تمہاری گمشدگی کے بعد
راجو نے دو ہفتے تک ٹھیک طرح کھانا تک نہیں کھایا تھا
ہاں عصمہ تم کیسی ہو۔

جی بھیا۔ میں ٹھیک ہوں تمہاری یہ حالت ہم
سے دیکھ نہیں جا رہی آئی آل وے مس یو بھیا ہم کو
افسوس ہے کہ ہمارے ساتھ وہ طاقت نہیں تھی کہ ہم
آپ کو ڈھونڈ نکالے عصمہ کی آواز میں رونے کا درد
ضرور تھا لیکن حوصلہ سے بول رہی تھی پھر جھکی نظروں

درہی میں ایک گاڑی آئی چند ہی لمحوں میں ساحل کی
فیملی کو لے گئی وہ کہتے ہیں ناں کہ زندگی ہوتی ہے
تو ملاقات بھی کسی نہ کسی دن ہو ہی جاتی ہے ماں کو
ساحل سے ملنے کی شدت سے بے چینی کے عالم
میں پریشان کر رہی تھی آخر وہ دردناک وقت آ ہی گیا
کہ وہ دردناک منظر دیکھ کر ظالم بھی رورو کر برا حال
کر سکتا تھا جب ساحل کمرے میں داخل ہوا تو داخل
ہوتے ہی آوارہ پاگلوں کی طرح زور سے ماں کے
گلے لگا ماں نے ایک ایسی زوردار چیخ ماری وہاں
موجود تمام رہنے والے اس کمرے کے باہر جمع ہو گئے
ماں دیوانہ وار ساحل کے گالوں پر کس کر رہی تھی
جیسے کہ ایک ماں اپنے نخت بگر سے پیدائش کے بعد
کرتی ہے ایک خوبی منظر کی طرح بگ لگ رہا تھا
عصمہ بھی رورہی تھی وسیم محمد بھی دانش بھی رورہا تھا
سب کی آنکھوں سے آنسو نکل رہے تھے ماں بیٹے کا یہ
منظر دیکھ کر باقی لوگ بھی رورہے تھے ماں بالکل
بد ہوش ہو گئی تھی ساحل کی ماں بہت حوصلہ والی خاتون
تھی اگر ساحل نہ رو پڑا شاید ماں نہ روٹی۔ پھر باپ
سے آنکھیں میچ کر گئے گلے ملا ساحل کو لگتا تھا کہ یہ
باپ میری وجہ سے بہت بے عزت ہوا ساحل نے
ایک بار بھی ابو کو نہیں دیکھا آنکھیں میچے ہی رہیں پھر
عصمہ کو گلے لگایا پھر دانش سے ملا ماں سے ملوانے کا
ایک اہم کردار دانش اور شاد بھائی کا بھی تھا پھر ماں
نے ساحل کو اپنے ہاتھ سے گوشت کھلایا اسی وقت
ایک سنیر آفسر آیا باقی لوگوں کو اپنے اپنے کمروں
میں جانے کو کہا جو لوگ ساحل کی ماں کی چیخ سے منع
ہو گئے تھے پھر کمرہ بند ہو گیا ڈیڑھ گھنٹہ ملاقات ہوئی
پھر ساحل کی بیٹھوس اوپر کر کے اس کا جسم دیکھا کہ جسم
پر کتنے زخم کے نشانات ہیں ساحل حد سے زیادہ
گمزدگ رہا تھا

ماں تم کیسی ہو۔

جی رہی ہوں بیٹا۔

سے ابو کی طرف متوجہ ہوا

ابو آپ کیسے ہیں۔

ابو نے دھیمی آواز میں کہا۔ میں ٹھیک ہوں
ساتھ ہی رو دیا۔

جانتا ہوں کہ میری وجہ سے آپ لوگ بہت
پریشان ہوئے ابوجان میں تم سب کا کا مجرم ضرور
ہوں اگر تم لوگوں نے مجھے کوئی سزا نہیں دی تو میں خود
کو سزا دوں گا میں نے وہ سزا سوچی ہوئی ہے۔

ماں نے فوراً کہا انسو سے تمہاری اس سوچ پر
کہ تم بھی ایسی بات کر سکتے ہو۔ اگر تم نے خود کو سزا دی
تو یہ ماں تجھے بھی اپنا حق نہیں بخشے گی ماں باپ کا دل
نرم ہوتا ہے وہ ظالم نہیں ہوتے کہ وہ اولاد کی غلطی
معاف نہ کر سکے انسان سے یہی غلطی ہوتی ہے زندگی
میں انسان کو کافی نشیب و فراز کیلئے کھینچے ہوئے ہیں دکھ
درد مصیبت زندگی کا ایک حصہ ہوتی ہیں زندگی ان
چیزوں کو فرض سمجھتی ہے۔

ماں تجھ میں نہیں آتا کہ کہاں سے شروع کروں
کہاں پر ختم کروں ماں میں صرف اتنا ہی کہوں گا کہ
میں نے یہ سب کچھ اپنی محبت کی خاطر کیا۔

ماں باپ دونوں نے ایک ساتھ کہا۔ کیا محبت
کی خاطر۔

جیران ہو گئے۔

کیا مطلب۔

ماں میں شمالی وزیرستان میں ذرا سے محبت
کی تھی جس نے میری جان بچائی تھی جس کے گھر تم
لوگ بھی شکر یہ کے لیے گئے تھے ماں ہم نے ایک
دوسرے کے ساتھ وعدے کئے تھے کہ ہمیشہ ایک
دوسرے کی عزت کریں گے کبھی کسی کے گھر کو تباہ نہیں
کریں گے پاکیزہ محبت تھی ہماری۔ پھر اس نے تمام
کہانی سنائی اور رو دیا۔ میں ذرا کے متعلق کچھ بھی
نہیں جانتا ہوں کہ اب وہ کہاں ہے کیسی ہوگی شاید
بے وفا مجھ کو بھول ہی گئی ہوگی پھر ساحل نے آنکھیں

اٹھا کر ابو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ آپ کی قسم یہ ہی
سچ ہے پھر وہ سیم نے کہا۔

میں مجھے تمہارے سچ بولنے میں کوئی شک
نہیں ہے لیکن تم اتنا بتاؤ کہ میری اور شمیم کی خاطر کیا
کر سکتے ہو ساحل نے جواب دیا۔

یہ سوال ماں باپ پوچھنا نہیں کرتے آپ حکم
کریں جیسے آپ کا حکم ہوگا میں ویسا ہی کروں گا ابو
آپ کا ساحل ماں باپ کے کسی حکم کو ماننے وقت سوچ
کا انتظار بھی نہیں کرتا آپ جلدی سے مجھے سزا بتادیں
پھر راجہ محمد نے شمیم کو باہر جانے کو کہا دونوں نکل گئے
ساتھ میں دانش بھی نکل گیا ساحل نے جلدی سے
عصمہ کو کہا۔

بہن کیا تم ذرا کے بارے میں کوئی علم رکھتی ہو وہ
کیسی ہے کہیں رابطہ تو نہیں ہوا۔

ماں بھائی میں نے رابطہ کیا تھا وہ ٹھیک ہے میں
اس سے ملی بھی تھی وہ تم سے بہت پیار کرتی ہے اس
نے کہا کہ میں ہمیشہ اس کا انتظار کروں گی عصمہ نے
جان بوجھ کر بھائی کو جھوٹی تسلی دی حالانکہ عصمہ جانتی
تھی کہ وہ تو اپنے شہر میں ہی نہیں ہے شاید کبھی مل نہ
سکے لیکن بھائی کا دل رکھنا بہت ضروری تھا اور بھائی وہ
تمہارے پیار میں پاگل ہے۔

کیا وہ مجھے بے وفا سمجھتی ہے۔

نہیں بھائی اس نے کہا کہ جدائی بھی محبت ہے
دیکھو بھائی اللہ تعالیٰ مجھے آسمان میں رہتا تھا رسول
پاک ﷺ زمین میں میں جدائی تو یہ۔ کچھ ہی لمحے
بعد ہی ابو بھائی اندر آ گئے اور کہا۔

تم کو مجھ سے وعدہ کرنا ہوگا۔

جی ابو میں وعدہ کرتا ہوں آپ کا ہر حکم مانوں گا
وسیم نے کہا۔ جب تم رہا ہو جاؤ گے تو اس لڑکی کا
نام نہیں لو گے کوئی تعلق نہیں رکھو گے۔

ساحل نے ماں کی طرف دیکھا ماں نے بھی
دیکھ کر آنکھیں میچنے کر لیں کیونکہ بچے کو جب زیادہ

تکلیف ہوتی ہے تو وہ پہلے ماں ہی کو دیکھتا ہے ساحل نے آنکھوں سے آنسو گرائے اور کہا۔

ابو جان تم سب کے لیے میری ایک تو کیا میری ہزاروں خلیں قربان میں اس کے بغیر رہ تو نہیں سکتا لیکن آپ کی خوشیوں کی خاطر ہر کوشش کرونگا ساحل کی زندگی لٹ چکی تھی وہ بے جان ہو گیا خواہشات کی یلغار انسان کو کمزور کر دیتی ہے اگر بلند حوصلہ انسان کے ہاتھ میں ہو تو مٹی بھی سونا بن جاتی ہے ماں کے دل میں بہت درد تھا اسے یقین تھا کہ ساحل کا دل ٹوٹ چکا ہے وہ او اس کیوں ہے وہ ساحل کا دکھ بھی نہیں دیکھ سکتی تھی ایک ماں اپنی اولاد کی تکمیل کے لیے

ہزاروں دروں پر دستک دے ڈالتی ہے چاہے بھوک ملے یا نہ ملے ہکان نہیں ہوتی چاہے کسی غفلت شہنشاہ کی ماں ہی کیوں نہ ہو ہر حال میں ماں کو بھیگ مانگنا پڑتی ہے خدا نے بلا وجہ ماں کے قدموں میں جنت نہیں رکھی پھر تھوڑی گپ شپ لگا کر ساحل نے ماں سے کہا۔

ماں تم اس چادر میں بہت خوبصورت لگتی ہو ماں سمجھ گئی کہ یہ چادر تو مجھے زرا نہ دی تھی ماں کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے آنسو تک تک کر کے گر رہے تھے ماں نے ان کے آفیسر سے کہا کیا ہم ساحل کو لے جاسکتے ہیں۔

آفیسر نے جواب دیا انشاء اللہ کچھ دن بعد آجائے گا آپ فکر مت کریں انکو جلد ہیج دیا جائے گا آپ بس دعا کریں۔

ماں نے کہا بیٹے فکر مت کرو میں دعا کروں گی دانش نے کہا ماں ہمیں جانا ہے ایک بار پھر جدائی آگئی سب گلے ملے آنسوؤں کی دھن پر ایک دوسرے کو خدا حافظ کہا عصمہ آخر میں نکل رہی تھی بھائی کے ساتھ پانچ منٹ کھڑی رہی۔

بھائی میں جانتی ہوں کہ تم ایک ٹوٹے ہوئے انسان ہو لیکن تمہاری طرح وہ بھی ٹوٹی ہوئی ہوگی جو

اپنی زندگی بنا پیار کے بیت رہی ہوگی اس کو بھی تمہارے سہارے کی ضرورت ہے مجھے یقین ہے کہ وہ تمہارا ہمیشہ انتظار کرے گی تم نے اس کی عزت کی لاج رکھتے ہوئے کتنے دکھ سہے شاید تمہارا جیسا پیار زمانے میں کسی نے کیا ہو۔ ابو کی بات کو تم دل پر مت لینا جب تک تمہاری بہن زندہ ہے میرے جیتے جی تمہاری محبت کو کوئی جد انہیں کر سکتا اب حالات ناساز ہیں بعد میں سب بہتر ہو جائیگا زمانے کی قسم تجھے اور زرا کو میں نے ملانے کی قسم کھائی ہے۔ ساحل کی آنکھوں سے رم بھگم برسات کی طرح آنسو نکل رہے تھے کہ آواز آئی۔

عصمہ جلدی آؤ تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔

بھائی آئی۔ اوکے بھائی۔ ہاتھ ملا کر خدا حافظ کہا ساحل باہر برآمد ہے میں آگیا اور بیلی کا پٹر کو دیکھ رہا تھا دونوں طرف سسکیوں کی دھن اور آنسوؤں کی دعاؤں نے ایک دوسرے کو الوداع کہا بیلی کا پٹر اڑ رہا تھا ساحل کے سامنے خواب کی طرح ہوا میں بہت دور چلا گیا۔ ساحل سب خواب سمجھ رہا تھا پھر دینا

کے لوگوں نے ساحل کو پونٹ کے کواٹر میں بند کر دیا۔ ساحل کی پچھ دیر بعد انکوارری شروع ہو گئی لیکن اس کو خاندان کے ساتھ رابطہ کی اجازت تھی ساحل کمزور ہو گیا تھا بجائے کتنی لکھنوں سے گزرا تھا۔

عصمہ بھائی کی محبت کے لیے کافی پریشان تھی اس کا یونیورسٹی میں بھی دل نہیں لگ رہا تھا وہ زرا کو ہر چال میں تلاش کرنا چاہتی تھی اس کو حقیقت بتانا چاہتی تھی عصمہ تو وادہ بھی گئی تھی اب اس نے سوچ لیا کہ سوات بھی جاؤں گی لیکن وہ سوات کسی کے ساتھ جائے کون ہے مدد کرنے والا آخر بہت سوچ بچار کے بعد اس نے سارا معاملہ حسینہ سے ڈسکس کیا وہ بھی اس نیک کام کرنے کے لیے تیار ہو گئی وہ اس کی روم میٹ بھی تھی کلاس فیلو بھی تھی وہ روپڑی ساحل کے لیے۔

قارئین یہ تو جج ہے ناکہ عورت کا دل کتنا نرم ہوتا ہے حسینہ نے کہا۔

میں اور میرے گھروالے بھی تمہاری مدد کریں گے حسینہ کا تعلق کے پی کے کے ضلع مردان سے تھا حسینہ نے اپنے منگیتر جس کا نام فیاض تھا جو سرکاری ملازم بھی تھا اس کے ساتھ ڈسکس کیا۔

اس نے کہا۔ غم نہ کرو میں بھی تلاش کرنے میں مدد کروں گا حسینہ بھی فیاض تھا کہ ساتھ محبت کے دور سے گزری تھی وہ دونوں محبت کی قدر کرتے تھے اور پھر ساحل جیسی محبت کے لیے کوئی بھی قدم اٹھانے کے لیے تیار تھے یہ تو پھر ایک تلاش تھی پروگرام طے ہوا وہ سندھ سے سرحد میں زرا کی تلاش کے لیے نکل گئے پہلے حسینہ چار لوگ اپنی کار میں سوار ہو کر زرا کی تلاش میں نکل گئے سوات پنجے کے بعد پورے ہسپتال چیک کئے لیکن زرا کا سراغ نہ لگ سکا۔ ایک جگہ سے انفارمیشن ملی کہ اس نے نوکری چھوڑ دی ہے مگر فلاں کمپلیکس میں ایک ڈاکٹر صرف رات کو کلینک کرتی ہے اب یہ معلوم نہیں کہ وہ زرا ہے یا کوئی اور پھر حسینہ کے ساتھ مشورہ کیا۔

اب لیٹ دیے بھی ہو چکے ہیں اور دور سے آئے بھی ہیں تو کیوں نہ یہ آخری کوشش بھی کر لیں حسینہ نے بھال سے عصمہ کی بات کی تو بھائیوں نے کہا کہ ہم اس وقت ڈھونڈتے رہیں گے جب تک عصمہ بن نہیں کہتی کہ کس کرتے ہیں ہماری پرواہ مت کریں چلو اس طرف چلتے ہیں

گاڑی کا رخ اس طرف کر دیا گیا۔ وہ کلینک منیجر کو یہ طرف تھا تقریباً پانچا لیس منٹ کا فہ تھا ہمیں اس نے یہ بھی کہا تھا کہ وہ شام کو آٹھ بجے کلینک آتی ہے۔ صبح چھ بجے واپس جاتی ہے پچھلے تیس سالوں سے کلینک چلائی ہے بہت کا سیاب ڈاکٹر ہے ڈھونڈنے سے تو خدا بھی مل جاتا ہے تقریباً ہم دس بجے اس مطلوبہ کلینک پہنچ گئے وہاں بہت رش تھا عورتوں کا

ہجوم زیادہ تھا۔

عصمہ دیوانہ وار کار سے اتری سیدھا رہنمیش پر بیٹھے لڑکے جس کا نام جمال تھا اس سے پوچھا۔ بھائی ڈاکٹر آئی ہیں اس نے کہا۔

وہ تو ہر روز چھ بجے آ جاتی ہیں۔

اس ڈاکٹر کا نام کیا ہے

اس نے کہا جی ڈاکٹر زرا نام ہے۔

نام سنئے ہی عصمہ خوش ہو گئی آنکھیں نیم ہو گئیں خوشی سے جمال کو ہزار کا نوٹ تھما دیا اور کہا ہمیں ڈاکٹر سے ملو

جمال نے کہا۔ مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا کہ آپ نے مجھے ہزار روپے بھی دے دیئے ہیں وہ بھی صرف ڈاکٹر سے ملنے کے لیے جبکہ میڈم کی فیس تین سو روپے ہیں اور وہ بہت اچھی ہیں وہ بغیر پیسوں کے بھی مریض مل سکتی ہیں آپ اپنے پیسے لیں اپنے پاس رکھیں شاید جمال لینا نہیں چاہتا تھا۔

عصہ نے کہا مجھے پرچی بنا دیں۔

پھر تین سو روپے دیئے۔

جی آپ کا نام۔

حسینہ۔

حسینہ عصمہ کی زبانی اپنا نام سن کر حیران رہ گئی کہ اس نے میرا نام کیوں لیا ہے لیکن عصمہ نے کاہ پریشان مت ہو میں اس لیے تمہارا نام لکھوایا ہے کہ وہ میرا نام جانتی ہے ایسا نہ ہو کہ وہ بھائی سے نفرت کی وجہ سے ہم سے منہ لے کر تو اس لیے آپ کا نام لکھوایا ہے اس پر حسینہ مسکرا دی۔ عصمہ فیاض تھا بھائی کو آواز دی بھیا وہ کار میں جو قرآن رکھا ہے وہ پلیز لے آؤ فیاض فوراً کار سے قرآن نکال کر لے آیا۔ شکریہ بھائی پھر قرآن آگے سینے کے ساتھ پکڑ کر اپنے نمبر پر بچھ گئی اس کا نمبر آنے والا تھا دل کی دھڑکنیں تیز ہو رہی تھیں آخر کافی انتظار کے بعد نمبر لگ گیا تھا۔ جب اندر عصمہ گئی تو سامنے منہ پر اس کا فہ ہوا پردے حیا میں

بیٹھی ہوئی ڈاکٹر اور کوئی نہیں تھی وہی ڈاکٹر تھیں جس کی برسوں سے ہمیں تلاش تھیں عصمہ نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اسے پہلے دیکھا یقین ہو گیا کہ یہی ڈاکٹر زرا ہے حسینہ نے بھی عصمہ کی آنکھوں کو سمجھ لیا تھا اسلام علیکم۔

جی ویکم اسلام۔ آئیں بیٹھیں۔ جی بتائیں کیا مسئلہ ہے۔ وہ کیا جانے کہ عصمہ کو کیا ہوا تھا عصمہ نے نقاب کیا ہوا تھا زرا کیا جانے یہ میری ہی کون ہے۔ جی کچھ نہیں۔ ساتھ ہی عصمہ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔

جی بہن آپ روکیوں رہی ہیں اور آپ نے سینے کے ساتھ قرآن بھی پکڑا ہے اور قرآن کو پکڑ کر رونا اس پر آنسو گرانا گناہ ہے آپ ایسے ہی بتائیں کیا مسئلہ ہے۔ پلیز پلیز میں ڈاکٹر ہوں تمہاری تکلیف کو دور کرنا میرا فرض ہے چلو بتاؤ کیا مسئلہ ہے۔ پھر زرا نے اس کے ساتھ موجود حسینہ کو کہا کہ آپ ہی بتائیں کیا کہ کیا ہوا ہے مخاطب ہو کر کہا لیکن حسینہ بھی اداس تھی۔

جی جی یہ خود ہی بتائیں گی۔ چلو بولو ناں حسینہ نے عصمہ کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

جی ڈاکٹر صاحبہ میں نے آپ سے کچھ پوچھنا ہے اور کچھ بتانا ہے عصمہ نے کہا۔

جی میں مطلب سمجھ گئی ہوں آرہی ہوں ڈاکٹر نے کہا چلو بتائیں ڈاکٹر نے کرسی پر بیٹھ کر فیک لگائی۔ نقاب پوش لڑکی کی طرف پور طرح متوجہ ہوئی دونوں اس کے بغل میں بیٹھ گئیں۔

ڈاکٹر صاحبہ مجھے آپ یہ بتائیں کہ آپ ساحل اقبال کو جانتی ہیں ساحل کا نام سنتے ہی اس کا رنگ زرد ہو گیا اس کی ٹیلی آنکھیں لال سرخ ہو گئیں ایک دم کرسی کی فیک سے آگے ہو کر نیبل کی طرف ہو کر آگے ہاتھ رکھے اور کہا۔

لڑکی تم ہوش میں تو ہو تم مجھ سے کیا کہہ رہی ہو

اور تم کس بے وفا انسان کا نام لے رہی ہو اس بے وفا کا نام جو دولت کا لالچی ہو وہ جو محبت کے نام پر داغ ہو دھوکے باز تھا اور میں کس بے وفا دھوکے باز کو نہیں جانتی ہوں۔ اور تم کون ہونی ہو تمہاری ہمت کیسی ہونی مجھے یہ بات کرنے کی اپنا چہرہ دکھاؤ نقاب نیچے کر دو پھر اس نے خود ہی کرسی سے اٹھ کر اس کا نقاب نیچے کی طرف کیا وہ حیران نظروں سے عصمہ کو دیکھنے لگی۔

عصمہ تم۔ اور یہاں۔ کس نے یہ جگہ بتائی ہے تم کو میرے تو نام کا بورڈ بھی یہاں نہیں لگا ہوا ہے۔ تم یہاں کیسے پہنچ گئی۔ اور تم روکیوں رہی ہو ساحل ٹھیک تو ہے ناں۔ آخر محبت پھر محبت ہونی ہے۔ آخر ساحل کی خیریت پوچھ رہی تھی سچ ہے کہ محبت بھی مر نہیں سکتی اور اپنی محبت کو کوئی بھول نہیں سکتا محبت نام ہی محبت کا ہے عصمہ کو دونوں بازوؤں سے پکڑ کر زور زور سے جھٹلایا بتاؤ ساحل کیس اے پھر عصمہ نے کہا

محبت کے نام پر داغ تم ہو ہے وفا تم ہو دھوکہ بھی تم ہی نے دیا ہے تم نے ایسے انسان کے لیے دھوکے باز لفظ استعمال کیا ہے جس نے تمہاری عزت کی خاطر پورے خاندان کو بے عزت کیا سالوں سے جیل کی سلاخوں کے پیچھے سے نوکری تک قربان کر دی مانتے ہیں کہ تم نے آٹھ لاکھ روپے مہنگی ترین کار خرید کر تم نے اسے لالچی کو دی اس نے تمہاری عزت کی خاطر آج تک کی جگہ تمہارا نام تک نہیں لیا اگر میں اپنی زرا کا نام لوں تو زرا کی عزت خراب ہو جائے گی وہ بدنام ہو جائے گی جان بھی جائے گھر بے عزت ہو جائے گا خاندان بے عزت ہوتا ہے میرا ہو جائے لیکن زرا کی عزت کبھی خراب نہیں دیکھ سکتا اسی سوچ سے وہ چپ چاپ سرا بھگت رہا تھا قصور انا تھا کہ تم جیسی بے وفا خود غرض لڑکی سے پیار کیا تھا دل سے پیار لیا تھا۔ زرا تم نے ہی اس سے وعدہ لیا تھا کہ ایک دوسرے کی عزت کا خیال رکھیں گے کبھی ایک دوسرے کے گھر تباہ نہیں کریں گے جواب دو میری

بات کا۔

زرانے کہا۔ ہاں مگر وہ ٹھیک سے کہیں اور ایسی بھی کوئی سی مجبوری تھی ایسا بھی کیا ہو گیا تھا مجھے بتایا تک نہیں ہے میں نے کہاں کہاں نہیں ڈھونڈا اس کو ہر جگہ تلاش کیا ساحل کو زمین کھا گئی تھی یا آسمان۔ پلیز تم مجھے بتاؤ یہ سب کیسے ہوا مجھے بتاؤ گی یا میری جان نکالو گی تمہیں اس قرآن کا واسطہ ہے۔

ہاں ضرور بتاؤ گی یہ قرآن اسی لیے ساتھ لائی ہوں کہاں پر ہاتھ رکھ کر تمہیں یہ یقین دلا سکوں کہ ساحل بھیا تمہارا مجرم نہیں ہے بلکہ تم اس کی مجرم ہو کر رہ گئی ہو۔ مجھے تم پر بھروسہ ہے قرآن پاک کی بے عزتی مت کرو لاؤ مجھے دو پھر زرانے قرآن پاک اس سے لیا اور اوپر رکھ دیا لیکن عصمہ اٹھ گئی اس الماری کی طرف کھڑی ہو گئی اور زرا بھی اس کے پیچھے کھڑی ہو گئی جبکہ حسینہ کرسی پر بیٹھی رہی تھی۔

باقی اس دن آپ سے آخری ملاقات کے بعد بھائی کو آپ کے علاقے کو تباہ کرنے کا حکم ملا تھا آپ نے اسے بتایا ہوگا کہ آپ کے گھر کے ساتھ کوئی مسجد تھی اسی علاقے میں شہر پسندوں نے پناہ لے رکھی تھی اس وجہ سے اس علاقے کو تباہ کرنے کا حکم دیا گیا تھا لیکن ساحل نے ایسا نہ کیا اس نے جان بوجھ کر نشانے غلط لگائے وہ نہیں چاہتا تھا کہ تمہارا گھر تباہ ہو جائے کیونکہ تم اس کی محبت تھی اس کا ضمیر گوارا نہ کیا کہ وہ اپنی جان کا گھر تباہ کرے بس یہی اس کی غلطی تھی کہ اس نے تمہارے گھر کو پچانے کے لیے اس علاقے کو تباہ نہ کیا جس کی سزا اس کو بہت بڑی ملی۔ اس کو گرفتار کر لیا گیا۔ پھر بھیا کا کچھ پتہ نہیں چل سکا کون کیا جانتا تھا کہ بھائی غدار نہیں ہے بلکہ وفادار ہے پھر میری ماں پر فحاش کا حملہ ہوا اور ساحل کی اپنی ماں بھی نہیں ہے زرانے دھیسے لہجے میں کہا۔

ماں کہاں ہے۔

عصمہ نے ایک گہری سانس لی اور کہا آج یہ

بھی سچ بتا دیتی ہوں ساحل نہ ہمارا خون ہے اور نہ ہی کوئی ہم سے اس کا رشتہ ہے۔ لیکن ہم نے ان کی پرورش کی میرے والدین نے بچوں سے زیادہ اس کی پرورش کا خیال رکھا بھیا ایک بنگالی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا وہ بنگالی سے کسی دشمنی کی غرض سے پاکستان ہجرت کر کے آئے تھے پھر میرے ابو نے گاؤں میں پناہ دی ایک رات دشمنوں نے ان کے گھر پر حملہ کر دیا اور ایک ہی خاندان کے نو افراد کو موت کے گھاٹ اتار دیا صرف ساحل اور اس کی ماں اس وجہ سے زندہ بچ گئی کہ اس کی ماں اور تھا ساحل کو اٹھائے کسی کے گھر میں مدد کی غرض سے روٹیاں پکانے لگی تھی گاؤں میں جنازہ ہوا تھا اس کے پیچھے خیرات کر رہے تھے تو گاؤں میں جو باہر عورتیں تھیں وہ اس گھر میں رات لے کر جاتی تھیں پھر رات کو اٹھ کر صبح تک روٹیاں پکاتی تھیں پھر اس واقعے کے تین دن بعد ساحل کی ماں نے ساحل کو میری امی کے حوالے کر دیا اور اتنا کہا کہ میں شام کو واپس آ جاؤ گی تم اس کا خیال رکھنا لیکن صدیاں بیت گئیں وہ پھر نہیں آئی پھر میرے والدین نے ساحل بھیا کو جوان کیا والدین نے محبت دی ہمیشہ پیار کیا ہاں امی اور ابو کے درمیان ساحل کی وجہ سے جدائی بی آئی ابو نے امی کو کہا تم نے کیوں لیا ہے اگر دشمن کو یہ چل گیا کہ نور محمد کی اولاد زندہ ہے کسی دن ہمارے گھر آجائیں گے ہم سب کو قتل کر دیں گے پھر امی واپس آ گئی ابو نے اس خوف سے گاؤں کو خیر یاد کہہ دیا ہم کراچی چلے گئے پھر ساحل نے جوانی زندگی اور سکول کالج کی زندگی کراچی میں گزاری پھر آخر ایک دن وہ بھی آ گیا کہ وہ پائلٹ بن گیا پھر تم سے محبت ہو گئی تمہاری محبت ہم سب سے غدار کی اور پھر میری ماں اپنے بیٹے کی رہائی کی بجائی کے لیے پچھلے دو سالوں سے روزے رکھ کر دن رات دعائیں مانگتی رہی اور اس کی بہن نے تمہیں تلاش کرنے کے لیے واہ کارخ کیا وہاں سے پتہ چلا کہ میڈم کا تہاولہ

سوات میں ہو گیا ہے پھر تمہیں تلاش کرتے کرتے
سوات بھی پہنچ گئیں آخر تم مل گئیں۔ وہ کہتے ہیں کہ۔

ہر چیز مل جاتی ہے دعا سے
کسی نہ کسی دل میں جاؤ گی خدا کی دعا سے

اور تم نے ساحل کا نام سنتے ہی بوجھا کہہ دیا یہی
ہے سچ اور جس کے آگے قرآن پڑھا ہو وہ انسان بھی
جھوٹ نہیں بولتا باقی ابھی مجھ سے کوئی غلطی ہو گئی ہو تو
معاف کرنا آؤ حسینہ چلتے ہیں ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

قرآن اٹھاتے ہوئے عصمہ نے کہا۔ اچھا باجی
خدا حافظ۔

قارئین کرام زرا برہنہ بے ہوشی کا دورہ بڑ گیا تھا
اس کی آنکھوں سے دریائی طرح آنسوؤں کی لڑیاں
بہہ رہی تھیں عصمہ نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو ایک کر زرا
کو اٹھایا اس کا سر اپنی گود میں رکھا عصمہ کے آنسو زرا
کے گالوں پر گر رہے تھے پھر راسے بھیگی آنکھیں
کھولیں پھر عصمہ کے پاؤں میں سر رکھ کر معافی مانگی
باجی یہ کیا کر رہی ہو انٹوپلیز پھر ایک دوسرے کے
گلے لگ گئیں۔

عصمہ اب میری بھی سنو ساحل نے مجھے عید
کے بعد کہا کہ رشتے کے لیے گھر والوں کو بھیجوں گا
ٹھیک عید دو ماہ باقی تھے میرے ساتھ وعدہ کیا لیکن
ساحل دو ماہ تو کیا پورے دو سال تک نہیں آیا عید بھی
گزر گئی میں ہانگولی کی طرح بل پل انتظار کرتی رہی
پھر میں اس کی یادوں کی دینا سے واپس سوات آ گئی
یہاں آ کر اپنے آپ کو بہت مصروف کر لیا۔ رات کو
کلنک کرتی دن کو نیند کی چار گولیاں کھا کر آرام کرتی
تھی ہر روز نیند کی گولیاں استعمال کرتی تھی ساحل سے
جدائی میں میرا برا حال تھا میں کرک کی منی لیے جو ایک
چھوٹے سے شاپر میں بندھی مجھے ساحل کی قسم میں
بہت بے جان ہو گئی تھی ایک زندہ لاش ایک زندہ لاش
یہی تھی آج تم نے جان ڈال دی میری روح واپس
آ گئی ہاں میں مجرم ہوں اپنے ساحل کی۔

باہر مریضوں کا شور بھی ہو رہا تھا جمال اندر آ گیا
وہ حیران نظروں سے دیکھ رہا تھا کہ باجی کرسی کی
بجائے قالین پر بیٹھی ہے وہ ڈر سا گیا آخر ماہرہ کیا ہے
باجی کی حالت ٹھیک نہیں ہے پھر جمال کے آنے سے
باجی نے اپنا دوپٹہ درست کیا اور عصمہ کو اپنا نمبر دیا
اور عصمہ کا ممبر بھی لے لیا۔ پھر خوش لہجے میں ساحل کا
پوچھا۔

اب وہ کہاں ہے میں اسے ملنا چاہتی ہوں میں
اس کی مجرم ہوں میں نادان تھی اگر وہ مجھے معاف بھی
کرے گا میں خود کو معاف کبھی نہیں کروں گی۔

عصمہ نے کہا کہ آپ کا ملنا بہت ہی مشکل ہے وہ
اب کوارنٹین میں ہے جب فیصلہ ہو جائے گا پھر رہا
ہو جائے گا آپ سے بات ضرور کرے گا وہ آج بھی تم
سے بہت محبت کرتا ہے میرے ہوتے ہوئے تم دونوں
کو کوئی بھی جدا نہیں کر سکتا میں نے تم اور ساحل کو
ملانے کی قسم کھائی ہے اب تم اس کے لیے دعا کرو کہ وہ
جلد رہا ہو جائے۔

عصمہ تمہیں پتہ نہیں کہ میں نے ساحل کے
لیے کیا کچھ نہیں کیا مجھ پر اس کے بنا کیسے دن گزرے
تس خانہ کعبہ بھی گئی اس کی سلامتی کے لیے وہاں بھی
دعا کی باقی میں تمہیں فون پر بتاؤں گی

باجی ہمیں دیر ہو رہی ہے ہمیں جانا چاہیے
باجی نے کہا ایک بات کہوں مانو گی وعدہ کرو
ہاں باجی بولو۔

پھر باجی نے اپنے پس سے ایک لاکھ روپے
نقد نکالے اور کہا عصمہ میں نے یہ قسم کھائی تھی کہ جو
بھی مجھے ساحل کی خبر دے گا میں پچاس ہزار روپے
انعام دوں گی اب اس انعام کی حقدار تم ہو صرف تم۔
اور باجی پچاس ہزار اس کے لیے میری طرف سے
سامان لینا پلیز لے لو اس نے عصمہ کا ہاتھ پکڑا
پیدے رکھ دیئے عصمہ کا ہاتھ اوپر سے بند کر دیا۔
عصمہ نے ممکن دل سے لے تو لیے لیکن باجی کو خفا

وہ ہماری بات ضرور مانیں گے ہاں اگر ساحل ضد کرتا ہے کہ رشتہ لے کر چلو میں رشتہ لے کر چلا بھی جاؤں گا لیکن ہزاروں سوال انھیں گے اور وہیم محمد بھی جھوٹ نہیں بولے گا۔ میں سب سچ سچ بتاؤں گا پھر رشتہ بھی نہیں دے گے اس لڑکی کی بھی زندگی ختم کر دیں گے کیوں نہ ہم دونوں کو الگ کر دیں دونوں کی زندگیاں بچ جائیں گی۔ وہ بھی کسی کی بیٹی ہے اس کی زندگی اگر ساحل کی وجہ سے چلی جائے پھر اس کا ذمہ دار کون ہوگا۔ اس قوم میں محبت کا رواج گویا کا بندھن ہے پھر دونوں نے فیصلہ کر کے ساحل کو حکم دیا کہ وہ ذرا سے کوئی حلق نہ رکھے یہ راز تھا میاں بیوی کے درمیان پھر وہیم محمد نے ساحل کے حق میں جوا سے اچھا لگا دیا سو چاہی ساحل کو کہا جو اس کو اچھا لگا۔

زندگی میں تم لوگوں نے اچھے انسان بہت دیکھے ہوں گے بہت برے انسان بھی دیکھے ہوں گے ظالم انسان بھی دیکھے ہوں گے اور رحم دل انسان بھی دیکھے ہوں گے۔ صرف آپ تمام جواب عرض پڑھنے والے مجھے یہ بتائیں کہ وہیم محمد کو دنیا کی نظر سے دیکھے میرے خیال میں ہر انسان یہ دعا کرتا ہوگا دل میں کہ ہر کسی کو تمہیں جیسی ماں وہیم محمد جیسا باپ عصمہ جیسی بہن ساحل جیسا بھائی ساحل جیسا بیٹا ساحل جیسا پیارا اللہ تعالیٰ ہر کسی کو نصیب کرے۔

قارئین گرام اس کہانی کا اصل مقصد یہ بھی ہے کہ ساحل کی ماں کے بارے میں اگر کسی کو علم ہو یا تھوڑا بہت بھی جانتا ہو یا ای عورت کے متعلق سنا ہو یا کسی ایسی عورت کے بارے میں جانتے ہوں کہ یہ عورت کچھ بتاتی نہیں ہے آپ کو لگتا ہو کہ یہ ساحل کی ماں ہو سکتی ہے تو ہمیں ضرور اطلاع کریں ایک جواب عرض کی بدولت اگر ساحل کو ماں اور ماں کو ساحل مل جائے تو سارہ کرڈٹ جواب عرض کو جائزہ اس کی ماں کو تلاش کرنے میں مدد بھی کریں دعا تھی کریں کہ ماں زندہ ہو اور اس کا سراغ مل جائے ماں واپس آگئی

بھی نہیں کرنا چاہتی تھی اور حسینہ کو بھی دس ہزار دیئے زبردستی دے کر دونوں کو خوب گلے لگا کر رخصت کیا زرا بہت دسرب تھی اس کو ساحل کی یاد پاگل کر رہی تھی اس کے دل میں تڑپ بھی دل میں عجب سادہ تھا پھر قارئین پھر کسی مریض کو چیک نہیں کیا طبیعت خراب ہے کہ بھانے گھر چلی گئی سب سے پہلے وہی لاکٹ پہن لیا پھر ننگن سے لیس کر کے ہاتھ میں پہن لیے صبح تک اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور اسے ساتھ بائیں کر رہی تھی خود کو ہی برا بھلا کہہ رہی تھی خود کو بے وفا کہتی عشق میں برا حال تھا خیر عصمہ لوگ بھی رات کے چار بجے واپس مردان پہنچ گئے تھے اگلی صبح حسینہ اور حسینہ کے گھر والوں کا شکر یہ ادا کیا اور فلائٹ بک کرائی اس کے ذریعے کراچی پھر حیدر آباد پہنچ گئی۔ عصمہ سکون کے دن گزارنے وہ بہت خوش تھی دو مذہب دو دلاؤں کو ٹوٹی ہوئی محبت کو پھر سے جوڑ دیا تھا پھر زرا ہر روز عصمہ کو دن میں پچاس بار کال کرتی راستے میں زرا کی باتیں یاد کر کے عصمہ کے دل میں بہت ترس آ جاتا لیکن زرا پھر سے جوان ہوئی جان میں طاقت واپس آگئی تھی زندگی حسین ہو گئی تھی زرا اسے ملنے کے لیے بے تاب ہے لیکن وہاں تو وہیم محمد نے ساحل کو قتل ختم کرنے کا حکم دیا ہے سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ساحل قید سے رہا ہو جائے گا تو کوری بحال ہو جائے گی قید کے بعد محبت کر پائے گا کیا ان کے والدین مان جائیں گے کیا زرا کے گھر والے مان جائیں گے وہیم محمد نے بیوی کے ساتھ مل کر تعلق ختم کرنے کو کہا تھا یہ کیا راز تھا یہ کیا بات تھی۔

قارئین اس کا جواب یہ ہے کہ اس کی اصل وجہ یہ تھی کہ وہیم محمد نے اپنی بیوی کو کہا اس باتو یہ زندہ بچ گیا ہے لیکن مجھے ڈر ہے اس بات کا یہ کہ جس قوم سے یہ لڑکی تعلق رکھتی ہے وہ سخت لوگ ہیں اور ساحل کی لاش کے ٹکڑے بھی نہیں ملیں گے پھر ساری زندگی ہم روتے رہیں گے ہمیں ساحل کی زندگی سے پیار ہے

نئے عزم کے ساتھ شروع کرے تاکہ اس کی قابلیت قوم و ملک کے کام آجائے قارئین کہانی یہاں ختم نہیں ہوئی ہے ہاں قارئین کرام اگر تو ساحل کے ساتھ ہمدردی اور دلی محبت رکھتا ہو یا ملنا چاہتا ہو تو میرے ایڈریس پر رابطہ کر سکتا ہے یا فون کر سکتا ہے۔ قارئین کرام پریشان نہ ہوں بری کہانی ختم نہیں ہوئی ہے میری دوسری کہانی کے آنے کا انتظار کریں اگر کوئی انسان زرا اور ساحل کو پیغام دینا چاہے تو مجھے صرف ایک منیج کر دیں اور زرا سے رابطے کے لیے صرف منیج ہی منیج کر سکتی ہیں یا زرا سے بات کرنا چاہتی ہیں تو وہ صرف مجھ سے رابطہ کر کے نمبر لے سکتی ہیں کوئی مشورہ دینا چاہتا ہو تو یاد دکرنا چاہتا ہو تو موجودہ نمبروں پر رابطہ کر سکتے ہیں۔ جذبات اور اظہار کر سکتے ہیں قارئین آپ لوگوں کو میری کہانی کیسی لگی یہ میری پہلی کہانی تھی جس نے بہت تھکا ہے مجھے لکھنے میں اتنا مزہ آیا کہ ختم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا لکھتے ہوئے کئی دفعہ آنسو آئے اگر میری وہ ہے یا میرے قلم کی وجہ سے کسی کے آنسو آئے ہوں تو لاری آئے ہوں گے اس کہانی کو پڑھنے کے بعد میں یقین ہے کہتا ہوں کہ جس انسان کے اندر دل ہو وہ ضرور ساحل کے لیے رویا ہوگا۔ انشاء اللہ آگے پھر ساحل کی داستان سناؤں گا جب وہ رہا ہو جائے گا اس کی زندگی کے بارے میں ضرور لکھوں گا دعا ہے کہ ساحل کو اور اس کے گھر والوں کو خدا صبر کی توفیق دے۔ قارئین میں جس جگہ کام کرتا ہوں وہاں موبائل کام نہیں کرتا لیکن جب چھٹی آتا ہوں تو کام کرتا ہے پریشان نہ ہونا آخر میں جواب عرض کے عاشقوں کو محبت بھرا سلام پورے جواب عرض کے لیے یہی پیغام ہے کہ ہمیشہ قوم و ملک کے وفادار ہو۔

فون- 0301.3333093

فون- 0321.2841305

تو ساحل کی زندگی کو چار چاند لگ جائیں گے ہاں ساحل اپنی ماں سے بہت نفرت کرتا ہے لیکن ماں کے مل جانے پر محبت میں نفرت بدل جائے گی ساحل کو ماں سے صرف ایک جواب چاہیے جب وہ پیدا ہوا تھا اس کا وزن صرف دو کلو تھا کیا وہ مجھے اپنے ساتھ نہیں لے جاسکتی تھی پھر مجھے چھوڑ کر ایک بار بھی میرا حال نہ پوچھ سکی۔ وہ میری ماں نہیں ہو سکتی تو وقتی جذباتی ہیں کاش ایک بار اس کی ماں اپنے بیٹے کو دیکھنے آجائے کہ اس کا بیٹا کس حال میں جی رہا ہے ساحل کہتا ہے کہ ماں اگر لوٹ آئے وہ اس کو معاف کر دے گا پہلے ساحل یہی کہتا تھا کہ ہمیشہ کے لیے میری ماں مر گئی ہوئی دل کو انتظار تو نہ کرنا پڑتا ماں تو میری یہ والی ہے کہ بنا جنم دیئے مجھے کتنا پیار کرتی ہے اندازہ ہے میرے لیے دنیا میں کتنا درد اٹھاتی ہے

قارئین کرام بہت دعا کریں کہ ساحل کو اس کی ماں مل جائے وہ جہاں بھی ہو اچھی ہو خوش ہو اور واپس ساحل کے پاس لوٹ آئے ہمیں یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ انشاء اللہ جواب عرض کے وسیلے سے ساحل کو ماں سے ضرور ملوائے گا جواب عرض پوری دنیا میں پڑھا جاتا ہے خدا تو اپنے بندے سے ستر ماؤں سے بھی زیادہ محبت کرتا ہے خدا ماں تو نہیں رکھتا لیکن ہر ماں کو خدا نے اتنی محبت دی ہے کہ اس کے قدموں تلے جنت کا درجہ دیا ہے اللہ تعالیٰ ساحل اور ساحل کی ماں کا حامی و ناصر ہو آئیے ہم سب عہد کریں کہ ساحل اور زرا کے لیے دعا کریں کہ ان کے نصیب اچھے ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ ساحل کی بے عزتی کو عزت میں تبدیل کر دے قارئین کرام ساحل اب بھی قید ہے دلی دعا ہے کہ وہ رہا ہو جائے اس کی نوکری بحال ہو جائے ساحل اور ساحل کے خاندان کی زندگیاں واپس آجائیں ہر نماز کے بعد ہر عبادت میں ساحل کے لیے دعا کریں کہ اس کے نصیب اچھے ہو جائیں نوکری بحال ہو جائے وہ اپنی نوکری ایک

اپریل 2015

جواب عرض 171

بکھری زندگی عزت کی قربانی

اجڑ گیا ہنستا بستا گھر

--تحریر۔ شوکت علی انجم۔ سکھیکی منڈی۔--

شہزادہ بھائی۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
آج میں پھر ایک دھبی داستاں لے کر حاضری دینے آیا ہوں میں نے اس کا نام۔ اجڑ گیا ہنستا بستا گھر۔ رکھا ہے امید ہے کہ سب چاہنے والوں کو پسند آئے گی یہ کہانی میرے ایک دوست کی ہے جس کو میں نے لفظوں کا رنگ دے کر آپ سب کی محفل میں پیش کی ہے بعض اوقات انسان سوچتا کچھ ہے اور نقد پر کے سامنے تدبیر نہیں چلتی انسان کا اٹھا ہوا ایک قدم زندگی برباد کر دیتا ہے۔ اور حالت یکدم انسان کو آسمان سے زمین پر گرا دیتے ہیں اور انسان بے بس ہو جاتا ہے اور کچھ بھی نہیں کر پاتا۔
ادارہ جواب عرض کی پائیگی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی۔ اس کا ادارہ یا راسخرو ذمہ دار نہیں ہوگا۔

لگا اتار دیا کہ اس کی آنکھوں سے آنسو ختم ہو گئے
میں نے بھی اس کو چپ نہ کر لیا تاکہ وہ رو کر اپنے
دل کا بوجھ ہلکا کر لے جب وہ خود ہی رو رو کر چپ
ہو تو میں نے پوچھا علی دوست کیا حالت تمہاری
ہے لمبے لمبے ڈھنگے بال بڑی ہوئی شیو پیٹھے ہوئے
کپڑے سیا کا لارنگ اندر دھنسی ہوئی آنکھیں مجھے تو
یقین ہی نہیں ہو رہا تھا کہ تم وہ علی ہو جو آج سے پانچ
چھ سال پہلے تھے آخر مجھے بھی تو بتاؤ کہ کیا ہوا ہے
جس نے تمہاری یہ حالت کر دی ہے میرے بار بار
اصرار کرنے پر وہ خاموشی میں کھو گیا اس نے مجھے بتایا

پاگل ای اوئے پاگل ہی بچوں کے زور دار شور
نے مجھے چونکا دیا تھا بچوں کی آواز پر میں
فور گیٹ پر پہنچا تو دیکھا کہ چھوٹے چھوٹے بچے
ایک آدمی کو مار رہے تھے اور بچوں ہاتھوں میں پتھر
کے ٹکڑے تھے میں نے دیکھا کہ اس آدمی کا چہرہ ابو
سے لہو بھان ہو چکا تھا اس کے سر سے لہو ٹپک رہا تھا
اور اس کے گالوں پر بھی زخم کے نشان تھے۔

میں نے جب اس آدمی کو اٹھایا جو کہ زخموں کی
بہت سی چوٹیں لگنے پر زمین پر لیٹ گیا تھا اس کے
چہرے کو کپڑے سے صاف کیا تو میری آنکھیں کھلی
کی کھلی رہ گئی میرے سامنے میرا دوست علی تھا
میرے بچپن کا دوست میں نے علی کو اٹھایا اور اپنے
گھر کے اندر لے گیا آتے ہی بے ہوش ہو گیا میں
نے فوراً ڈاکٹر کو بلا دیا ڈاکٹر نے آتے ہی اس کو چیک
کیا اور ڈراپ وغیرہ لگائی اور میڈیسن دی اور چلا
گیا بڑی مشکل سے اس کو ہوش آیا جب اس نے
مجھے اپنے سامنے دیکھا تو میرے گلے لگ کر رونے

آپ کو یاد ہوگا جب تم میں ایک ہی سکول میں
پڑھتے تھے اور ایک ہی کلاس کے سٹوڈنٹ تھے واقعی
میں ہی ہم دونوں کی دوستی بھی بے مثال تھی اور ہم
گلے بھائیوں کی طرح تھے عام کسی کو پتہ بھی نہ تھا کہ
ہم دونوں دوست ہیں یا سگے بھائی ہم دونوں اچھے
ہی پرائمری اور منڈل اور پھر سینئر ایئر امتحان پاس کیا

اپریل 2015

جواب عرض 172

اجڑ گیا ہنستا بستا گھر



تھا اور ایک بیٹا تھا اس بار جب علی چھٹی گز انے گھر آیا تو امی بہن کے لیے بہت سارے گفٹ لایا اس بار پندرہ دن کی چھٹی لے کر آیا تھا یوں ہی علی بیرونی گیٹ سے گھر میں داخل ہوا تو گھر میں اپنی بہن کے ساتھ ایک اجنبی لڑکی کو باتیں کرتے دیکھا جب اجنبی نے نگاہ اٹھا کر دیکھا علی کی طرف تو علی اس کو دیکھتا ہی رہ گیا بے چاند زمین پر آگیا تھا جسے آسمان کی مورت راستہ بھول کر ہمارے گھر آ گئی ہو وہ پرستان کی بری محسوس ہو رہی تھی پہلی ہی نظر میں علی کے دل کو گھٹا ل کر دیا وہ آنکھیں جھپکنا ہی بھول گیا۔

بھیا ابو بھیا۔ نازیہ کی آواز نے علی کو چونکا دیا کیا بات ہے بھیا تو کُری سے آئے ہوں اس سلام دعا اور نہ مجھے پیار دیا ہے میں کچھ کہے بغیر آگے بڑھ گیا مجھے ماں بھی دکھائی نہیں دے رہی تھی ارے نازیہ کی کہاں ہے میں نے آواز دی اتنے میں نازیہ بھی میرے پاس اندر آ چکی تھی ہاں بھیا اب بتاؤ کیا بات ہے میں نے کہا امی کہاں ہے نازیہ بولی وہ کسی کام کے لیے پڑوس میں گئی ہیں اتنے میں مجھے باہر امی جان کی آواز سنائی دی امی نے مجھے آگے بڑھ کر کھلے لگایا اور پیار کیا خیرت دریافت کرنے کے بعد کہنے لگی

نازیہ جلدی سے بھیا کے لیے دودھ کا گلاس لاؤ اور چائے بناؤ۔ رہنے دو نازیہ چائے میں بناتی ہوں اجنبی لڑکی نے نازیہ سے بولا ارے او نازیہ کی بیٹی مجھے بھی تو پتا چلے کہ مہمان کون ہیں پہلے اس کو کبھی نہیں دیکھا نازیہ بولی یہ خالہ رشیدہ کی بیٹی ہے کنول ہے اور یہ ہمارے ہاں یہاں سلائی کڑھائی سیکھے آتی ہے اب یہ دو تین ماں ادھر ہی رہے گی اومائی گاڈ میں سے کن کر بڑی اور اتنی جلدی

اس کے بعد ہم دونوں کے راستے جدا ہو گئے میرے ماں باپ کو اتنی ہمت نہ تھی کہ مجھے اور تعلیم دلوا سکتے جب کہ علی کی والدہ نے اسے مزید تعلیم دلوانے کے لیے اسے گورنمنٹ کالج میں داخل کرا دیا میں آپ کو بتا دوں کہ میرا اور علی کا گھر لاہور سرگودھا روڈ پر تھا میرے اور علی کے گھر کے درمیان چار پانچ دکانوں کا فاصلہ تھا علی کے گھر والوں میں اس کی والدہ اور اس کی بہن نازیہ بھی جب کہ والد صاحب تین سال پہلے ہی وفات پا چکے تھے علی نے بی اسے پاس کر لیا تھا اور پھر مینٹک کے شعبے میں داخلہ لے لیا میں سے ایف اے مکمل کر کے تعلیم کو چھوڑ دیا کیوں کہ میں اپنے ماں باپ کا سہارا بننا چاہتا تھا میں اپنا کام ایمانداری سے کرنے لگا علی ایک ڈپلومہ کرنے کے بعد انک انرجی محکمہ اسلام آباد میں نوکری کر لی کافی اچھی جاب تھی ہر ہفتے کے بعد واپس گھر آنا اس کے معمول میں شامل تھا نوکری ملے چھ ماہ کا عرصہ گزر گیا تھا علی چاہتا تھا کہ اگر سرکاری کوارٹر ملے تو میں اپنی ماں بہن کو بھی اسلام آباد بلا لوں لیکن یہ کرنا ابھی مشکل ہو رہا تھا۔

اب علی کی والدہ کو اپنی بہولانے کی فکر بڑھ گئی تھی وہ جلد سے جلدی کی دہن لانا چاہتی تھی علی کی ایک خالہ بھی رشیدہ جو کہ پنڈی بھٹیاں رہتی تھی اس کی ایک بی بی بھی تھی جس کا نام کنول تھا ایک اس کا بیٹا تھا جس کا نام برہو تھا خالہ رشیدہ علی کی امی کی والدہ کی طرف سے تھی لیکن دونوں کی ایک ماں نہیں تھی یعنی کہ ماں کی طرف سے سگی بہنیں نہیں تھیں اس لیے ایک دوسرے کے گھر میں آنا جانا بھی ذرا کم تھا یوں سمجھیں نہ ہونے کے برابر تھا صرف غم خوشی میں ایک دوسرے کے پاس آیا جایا کرتے تھے۔

علی کی ایک چھوٹی سی سگی وہ بھی اسی محلے میں رہتی تھی جس محلے میں علی اور میں رہتے تھے جس کا نام شازیہ تھا اس کی ایک بی بی بھی تھی جس کا نام فرزانہ

گھر آئے ہوئے آج چھٹان دن تھا دل کی بات ابھی تک نہیں کر سکا تھا۔

میں خاموشی سے اس کا دیدار سے آنکھوں کی پیار بھاتا رہا لیکن بھتا اس کو دیکھتا پیاس آنکھوں کی اور بڑھ جاتی میں نے اپنی بہن نازیہ کو ہمراہ بنانے کا فیصلہ کر لیا لیکن پھر درگیا کہ بھلا وہ کیا سوچے گی لیکن اب تو میری برداشت کی بھی حد ہو گئی تھی میں دل کے ہاتھوں مجبور تھا۔

اتنے قریب آ کے بھی کیا جانے کس لیے کچرا مٹی آپ ہیں کچھ مٹی ہیں ہم ہیں میں نے ناز کو طعنے دے بلایا اور نازیہ تم سے ایک بات کرنا چاہتا ہوں مجھے تمہاری مدد کی ضرورت ہے بھیا بھلا کون سی ایسی بات ہے جس میں میری مدد کی ضرورت ہے

دیکھو نازو میں کنول کو اپنے دل میں بسا چکا ہوں جب کنول کو دیکھا میرے دل کا قرار مل گیا اس کے بغیر زندگی گزرنے کا تصور ہی نہیں کر سکتا اس کو تیری بھائی بنانا چاہتا ہوں اس کو دل کا حال بتانے سے ڈرتا ہوں کہیں وہ براندہ مان جائے پلیز نازو۔

تم ہی جانو۔ نازیہ نے لا پرواہی سے کندھے اچکا دیئے مجھے جواب دیا میں نے کہا نہیں نازو پلیز پلیز میری مدد کرو میری حالت پر رحم کرو اچھا بھیا آپ کی درخواست منظور ہے کنول سے بات کروں گی لیکن اچھی بات تو یہ ہے کہ تم ایک خط لکھ کر مجھے دو اور میں اس کو خط دے دوں گی اور زبانی بھی کہہ دوں گی۔

یہ ٹھیک ہے نازو میں ابھی خط لکھتا ہوں تم اس کو دے دینا۔ میں نے ایک خط اس کو لکھ دیا۔ مائی ڈیر میرے دل کی ملکہ کنول اسلام علیکم جب سے آپ کو دیکھا ہے میرا دل میرا نہیں

جوان ہو جائے گی اس کو میں نے بچپن میں اس کے شہر میں دیکھا تھا جب میں ایک گاڑی پر وہاں گیا تھا یہ بڑی ہو کر اتنی خوبصورت ہو جائے گی یہ تو میں نے خواب میں بھی نہیں سوچا تھا دل میں یادوں کی طرح آنکھ میں آنسو کی طرح

تم میرے پاس رہو پھول میں خوشبو کی طرح انہی کی باتوں میں مصروف تھے کہ کنول چائے بنا کر لے آئی جب اس نے مجھے چائے پیش کی تو میرے ہاتھوں کی انگلیاں اس کے ہاتھوں سے ٹکرائیں میرا دل چیخ اٹھا اس کے ہاتھوں کی خوشبو واقعی میرے ہاتھوں سے آنے لگی دل کرتا کہ یہ وقت ختم جائے اور یہ میرے سامنے بیٹھی رہے اور میں اس کا دیدار کرتا رہوں اور اپنی دل کی پیاس بجھاتا رہوں جب سے کنول کے چہرے کی زیارت کی تھی میرے دل کے اندر ایک عجیب سے بے چینی تھی میرے جسم کا حصہ حصہ دل دماغ اور آنکھیں اس کو دیکھنے کے لیے بے قرار تھیں

وہ رات میں نے بستر پر کروٹیں بدل بدل کر گزار دی سادی ذات اس کا خوبصورت چاند سا چہرہ میری آنکھوں کے سامنے رہا محض آنکھیں ہلکا سا کالج سفید دانت موتیوں کی طرح چمکدار صراحی دار گردن کنول جیسی آواز سر و قد مرض کے اس میں وہ تمام صفات موجود تھیں جو کہ ایک آئیڈل میں ہوتی ہیں وہ قدرت کی ایک کارگیری کا ایک عظیم شاہکار تھی اس میں کوئی کمی نہ تھی اس کو اللہ نے فرستے اپنے ہاتھوں سے تراش کر اس میں روح پھونک دی تھی میں نے شکر ادا کیا کہ جب صبح نمودار ہوئی میرے دل نے تو پہلی ہی نظر میں اسے اپنے دل کی ملکہ مان لیا تھا لیکن میرے جذبات سے کنول بے خبر تھی جس وقت اس کے سامنے جاتا تو زبان پر تالا لگ جاتا اس نے بات کرنے کی ہمت نہ رہتی مجھے

اجڑ گیا ہنستا ہنستا گھر

اپریل 2015

رہا میرے دل میں تم سا گئی ہو میں پہلی ہی نظر میں
آپ کو اپنا دل دے بیٹھا ہوں۔ اب یہ دل تیرے
نام کا ورد کرتا ہے دھڑکتا ہے اگر تم نہ ملی تو میرا جینا
مشکل ہو جائے گا میں زندگی بھر تم سے پیار کرتا
رہوں گا میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں وہ پیار
دوں گا جو تم تصور بھی نہیں کر سکتی ہو پلیر میری بات کا
مان رکھ لینا محبت کا جواب محبت سے ہی دینا میں
تمہاری محبت کا بھکاری ہوں فقط تمہارا اعلیٰ کنول۔۔

خط لکھ کر میں نے نازیہ کو دے دیا اور اس نے
کنول کو دے دیا لیکن میرا دل انجانے خوف سے
دھڑکنے لگا رہ رہ کر دل میں خیال آتا کہ کہیں وہ برا
نہ مان لے پتہ نہیں وہ کیا سمجھے گی وہ رات میں نے
کانٹوں پر لیٹے ہوئے گزاری رات بھر مجھے نیند نہیں
آ سکی صبح جب میں اپنے کمرے سے نکلا تو میری
آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں

میرے لعل کیا بات ہے۔ ماں کی آواز نے
مجھے اپنی طرف متوجہ کیا

ایمی جان کوئی بات نہیں ہے میں ٹھیک ہوں سر
میں درد تھا اس لیے رات کو ٹھیک سے سویا نہیں

چلو بھیا تیرا ہاتھ دھو لو میں ناشتہ لگاتی ہوں
جب میں کھانا کھا کر ہاتھ روم سے نکلا تو ناشتہ لگ
چکا تھا لیکن میرا دل برا ہے چین ہو رہا تھا

بھیا کیا بات ہے ناشتہ ٹھیک طرح سے نہیں کر
رہے ہو نازیہ میرے نزدیک آتے ہوئے بولی

نازیہ نے تم نے خط کنول کو دے دیا تھا اور ساتھ
ہدایت بھی کر دی تھی کہ اس کو راز میں رکھو اور
جواب بھی دے نا یہ مجھے ڈر لگ رہا ہے۔

بھیا سب ٹھیک ہو جائے گا
اتنے میں کنول کڑھائی سلامتی کے سکول جا
چکی تھی میں نے تھوڑا سا ناشتہ کیا اور اٹھ کر کسی کام
سے باہر نکل گیا میری واپسی تقریباً ایک بجے دن کو
ہوئی۔

ہمارے محلے میں ایک گھر فونکی ہو گئی اس لیے
ایمی جان ان کے گھر جا چکی تھیں اور میرے واپس
آنے سے پہلے کنول آ گئی تھی جوں ہی میں گھر میں
داخل ہوا میں سیدھا اپنے کمرے میں گیا کیونکہ میں
نے دیکھ یا تھا کہ کنول کا خوبصورت چہرہ مر جھپایا ہوا
تھا جو اس بات کی نشاندہی کر رہا تھا کہ اس کو شاید
میری بات بری لگی تھی اس نے نازیہ کے سامنے
مجھے صاف انکار کر دیا جب مجھے اس بات کا علم ہوا تو

میرے پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی میری تو
جیسے جان ہی نکل گئی ہو میرے لیے رشتوں کی لائن
لگی ہوئی تھی لیکن میں نے ابھی تک حامی نہیں بھری
تھی میری چھوٹی نے کئی بار شتہ دینے کی کوشش کی
تھا پتہ نہیں کیوں میری آنکھوں نے جب کنول کو
دیکھا تو دل نے اسے پسند کر لیا تھا مجھے تو پورا یقین
تھا کہ کنول میری محبت کا جواب محبت سے دے گی

میرے پاس نوکری تھی میری شکل صورت اچھی تھی
عزت تھی دولت تھی شہرت سب کچھ تو میرے پاس

تھا انسان کو اور کیا چاہئے ان حالات میں کنول کے
انکار نے میرا دل توڑ دیا تھا میں تو سوچ بھی نہیں سکتا

تھا کہ وہ بچوں صاف جواب دے دے گی سب کچھ
میری سوچ کے مخالف ہو رہا تھا آج سکول سے چھٹی
تھی میں نے دل میں تہیہ کر لیا کہ کچھ بھی ہو جائے

میں آج کنول سے خود اپنے سامنے بات کروں گا۔
ایمی جان پھر مرگ والے گھر میں جا چکی تھی ہ

دونوں کمرے میں بیٹھی تھی آپس میں باتیں کر رہی
تھی میں نے موقع غنیمت جانا اور فوراً ان کے
کمرے کی طرف گیا میرے کھنگارنے پر وہ دونوں

میری طرف متوجہ ہوئیں
بھیا آپ یہاں۔

کیوں میں یہاں نہیں آ سکتا کیا میرے اوپر
ادھر آنے پر پابندی ہے کیا میں اس گھر کا فرد نہیں
ہوں

نہیں بھیا ایسی بات نہیں ہے
ایسی ویسی بات کو چھوڑ دو جاؤ میرے لیے گرم
گرم چائے بنا کر لاؤ سرسیر درد ہو رہا ہے
نازیہ سمجھ گئی کنول تم یہاں بیٹھو میں تھوڑی دیر
میں چائے بنا کر لاتا ہوں کنول نے بھی نازیہ کے
ساتھ باہر جانے کی کوشش کی لیکن میں نے خود اس کو
روک لیا۔
م بیٹھو کنول تم سے ایک ضروری بات کرنا چاہتا
ہوں وہ وہاں ہی بیٹھ گئی تھی۔ دیکھو کنول میں نے
آپ کو کیا عرض کیا ہے؟
دیا مجھے پتہ نہیں کہ تم نے ایسا کیوں کیا میں آپ کو
صاف بتا دوں جس دن سے تم کو دیکھا ہے تم میرے
دل میں سما چکی۔

ہو نہ دن میں سکون ہے نہ رات اچھی لگتی ہے
تیرا ہی خیال تیری ہی بات اچھی لگتی ہے
میں زندگی کے آخری دم تک تم سے پیار کرتا
رہوں گا اور تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں اگر تو نے
انکار کر دیا تو میں ساری زندگی شادی نہیں کروں گا یہ
میرا تم سے وعدہ ہے ہاں اگر تم کسی اور سے پیار کرنی
ہو یا کسی سے بیاہ لیا ہے یا پھر کسی سے شادی کرنا
چاہتی ہو تو میں تم کو مجبور نہیں کروں گا۔

کنول بول نہیں علی ایسی کوئی بات نہیں ہے
میں نے کسی سے پیار نہیں کیا اور نہ ہی ان فضول
باتوں کے لیے فارغ ہوں یہ پیار محبت سب کچھ
زندگی کا روگ ہے ساری زندگی تڑپ تڑپ کر
گزر رہی ہے بہتر ہے کہ انسان کسی سے پیار نہ
کرے کیونکہ یہ ظالم اور بے حس دنیا پیار کرنے
والوں کے لئے نہیں دیتی اس لیے میں گھٹ گھٹ کر
نہیں جینا چاہتی اور میں ایسا کوئی قدم نہیں اٹھاؤں
کی گی جس سے میری اور میرے ماں باپ کی بے
عزت ہو یا بدنامی ہو میری شادی وہاں ہو گی جہاں
میرے والدین چاہیں گے جوڑے آسمانوں پر بننے

میں میں جانتی ہوں کہ تمہاری نوکری اچھی ہے شکل
صورت اچھی ہے اور اللہ کا دیا ہوا سب کچھ ہے
تمہارے پاس لیکن میں ان فضول کاموں سے دور
ہی رہنا چاہتی ہوں میری شادی جس سے ہو گی وہ
ہی میرا آئیڈیل ہوگا میں اپنے والدین کے اعتماد کو
بھیس نہیں پہنچاؤں گی اگر واقعی ہی تم مجھ سے پیار
کرتے ہو اور شادی کرنا چاہتے ہو تو اپنی امی کو بھیج دو
میرا رشتہ مانگنے کے لیے میرے والدین نے ہاں کر
دی تو مجھ کو کوئی اعتراض نہیں ہے

نہیں کہہ سکتے کہ اس بات پر کہ
عزت اور بھی بڑھ گئی تھی وہ خوبصورت شکل ہونے
سے ساتھ خوب سیرت بھی تھی اس کے خیالات کتنے
پاکیزہ تھے۔ میں اس بات پر فخر محسوس کر رہا تھا کہ
میرے دل نے خوب انتخاب کیا ہے اسنے میں
نازیہ چائے لے کر آگئی تو ہماری باتوں کا سلسلہ
منقطع ہو گیا میں بھی فیکٹری میں جہاں پر کام کرتا
تھا خط کے ذریعے اکثر خیر خیریت ہوتی تھی اب
جب علی کا خط ملا کہ میں نے شادی کے لیے ایک
لڑکی کو منتخب کیا ہے تو مجھے بھی دلی خوشی ہوئی میں نے
بھی علی کو خط لکھا کہ شادی کے لیے کسی بھی چیز کی
ضرورت ہو تو مجھے ضرور بتانا دو تین سالوں میں اللہ
کے فضل و کرم سے میں نے کافی پیسے اکٹھے کر لیے
تھے اسی دوران اپنی بہن کی شادی بھی کر دی اب
مجھے بھی اپنی شادی کرنے کی فکر تھی میری ماں بھی جلد
سے جلد میری شادی کرنا چاہتی ہیں میں نے بھی
ماں سے وعدہ کیا کہ اس دفعہ چھٹی آیا تو ضرور شادی
کر لوں گا میری پندرہ دن کی چھٹی گزر گئی میں واپس
آ گیا میرا دل نہیں لگ رہا تھا مجھے نہیں چاہتا تھا کہ کام
کروں میرا تین من کنول کی جدائی میں جلنے لگا دل
کرتا ابھی اڑ کر اپنی کنول کے پاس چلا جاؤں۔

یہ دن میں نے بڑی مشقت سے گزارا ہے
ایک دن میں گھر کا رخ کیا اس دفعہ کنول بھی اپنے

ہے اور گندہ ہے اور ایک جیسے کا بھی کام نہیں کرتا میں
ایسے ٹھٹھوکا اپنی بیٹی کا رشتہ کیسے دوں رشیدہ بولی تو پھر
بہن میری طرف سے انکار ہے

رشیدہ نے علی کی امی کو جواب دے دیا امی
جان کو پتہ تھا کہ رشیدہ کا بیٹا ہے کار ہے کوئی کام تو وہ
نہیں کرتا تو ایسے آدمی کے ساتھ امی اپنی بیٹی کا رشتہ
کسے طے کر دیتی خالد رشیدہ سے امی جواب لے
کر گھر آ گئی مجھے بھی تمام باتوں کا پتہ چلا گیا میں بھی
ایک ہفتہ کے چھٹی لے کر گھر آ گیا اگر امی جان
سے بات سنی تو امی جان نے کہا۔

اس میں پریشان ہونے والی کون سے بات
ہے جب رشیدہ کے بیٹے پر ذمہ داری کا بوجھ پڑ
جائے گا تو وہ خود بخود ہی کمائے لگے گا آپ آپ امی
نازیہ کا رشتہ خالد رشیدہ کو دے دو۔

امی جان بولی۔ میں نہیں بنانا نہیں اپنی بیٹی کو
میں دوزخ میں نہیں پھینک سکتی
امی جان وہ آپ کی بہن کا بیٹا ہے اگر ہم کا
خیال نہیں کریں گے تو کون کرے گا

امی بولی تو اپنی بہن نازیہ سے بات کر لو
جب میں نے نازیہ سے بات کی تو نازیہ نے
صاف انکار کر دیا کہ نازیہ نے امی جان کو بتا دیا کہ
میں کسی اور لڑکے سے پیار کرتی ہوں جب میں نے
یہ بات سنی تو میں نے نازیہ کو بالوں سے پکڑ کر بہت
پٹائی کی بے نیابت تم شادی سے پہلے کسی غیر مرد
سے پیار کرتے ہو امی جان نے بڑی مشکل سے
نازیہ کی جان چھڑائی اور امی کہنے لگی

علی بیٹا وہ تو کوئی غیر لڑکا نہیں ہے آپ کی
پھوپھو کا بیٹا ہے اگر ان کا رشتہ ہو جائے تو کوئی حرج
نہیں ہے

نہیں امی جان اس کی شادی میری مرضی سے
ہوگی اگر نازیہ نے انکار کر دیا تو میں اپنی جان دے
دوں گا

گھر چلی گئی تھی میری ساری محنت پر پانی پھر گیا تھا
جس کے لیے میں آیا تھا اس کا دیدار بھی نہ کر سکا بحر
حال میں نے اپنے دل کی حالت امی کو بتادی کہ
میں کنول سے شادی کرنا چاہتا ہوں آپ امی جا کر
کنول کے والدین سے بات کریں۔

امی بولی بیٹا آپ کی پھوپھو نے کئی بار اپنی بیٹی
کا رشتہ کہا ہے اور تمہاری پھوپھو کیا کہے گی اس سے
میری بیٹی کا رشتہ نہیں لیا۔

علی بولا امی جان میں صرف اور صرف کنول
سے ہی شادی کروں گا۔

امی بولی ٹھیک ہے بیٹا کنول کے والدین سے
بات کروں گی۔

دوسرے دن ہی اس کی امی دن کے دو بجے
کنول ہمارے گھر میں آ گئی اس کو دیکھ کر میری جان
میں جان آ گئی کنول کی امی اس کو چھوڑنے آئی تھی
اس نے گلے شکوے آتے ہی شروع کر دیئے۔

تم بیٹا علی ہمارے گھر کا چکر ہی نہیں لگاتا آتے
جائے رہا کرو

ٹھیک ہے آنٹی اس دفعہ ضرور آؤں گا
میں ہی اٹھا اور گھر سے تیار ہو کر اسلام آباد اپنی
نوکری پر چلا گیا دو دن کے بعد امی جان کنول کی امی
کے پاس گئیں رشتہ مانگنے بہن رشیدہ میں تم سے رشتہ
اپنے بیٹے علی کے لیے کنول کا رشتہ مانگنے آئی ہوں
امید ہے کہ آپ مجھے خالی ہاتھ نہیں لٹاؤ گی ہمیں اس
رشتے پر کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن بہن تم تو جانتی ہو
کہ کنول سے اس کا بوا بھائی اس کی شادی نہیں ہوئی
اس کی تو بھی شادی کرنی ہے اگر اس کے لیے کوئی
رشتہ نہ ملے تو ہم کنول کا رشتہ دے کر اس کا رشتہ لیں
گے ہمیں یہ مجبوری ہے ہاں اگر تم رشتہ ہمیں دے دو
نازیہ کا تو ہم کنول کا رشتہ ہمیں دے دیں گے ہم کو
کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔

بہن رشیدہ تم تو جانتی ہو کہ تمہارا لڑکا آوارہ

بیٹک بھیا مجھے مار دیں کنول کے بھائی سے شادی نہیں کروں گی۔

مجھے نازیہ کے انکار سے کنول دور ہوتی دکھائی دے رہی تھی مجھے پتہ تھا کہ اگر نازیہ نے کنول کے بھائی سے شادی نہ کی تو پھر کنول کا رشتہ نہیں ملے گا تمہیں ہر صورت میں کنول کو حاصل کرنا چاہتا ہوں میں نے بڑی کوششوں اور منتوں سے بہن کو منانے کی کوشش کی لیکن اس کی بھی ایک ہی ضد تھی کہ میں نے بہن کو قرآن پاک کا واسطہ دیا کہ مان جاؤ۔

بھیا مجھے لال جوزے میں میرے ارماتوں کا خون کر کے میری حسرتوں کا جنازہ نکال کر کنول کے بھائی کی ڈولی میں بٹھا دینا لیکن میں قرآن پاک کے واسطے رو کر کہ نہیں سکتی کیونکہ یہ تو دونوں جہاں کا سردار ہے اللہ کی آخری کتاب ہے اس لیے میری جان بھی حاضر ہے مجھے کنول کی محبت سے اتنا اندھا کر دیا تھا کہ مجھے دنیا کی کوئی بیوٹ نہ تھی مجھے کنول کے علاوہ کوئی اور نہ سنا دیتا تھا نہ دکھاتا تھا۔

دل کو تیری یادوں میں بسا رکھا ہے

نیند کو میرے سپنوں میں بچا رکھا ہے

مسکرا کر ملتا ہوں تو ہر ایک سے

دل میں روتا ہوں مگر شکلوں کو چھپا کر رکھا ہے میں بے حس اور خود غرض ہو گیا تھا نازیہ میں نے اپنی محبت حاصل کرنے سے لیے نازیہ کی محبت کو بھی داؤ پر لگا دیا شادی کا دن آ گیا نازیہ بہن دلہن بنی ڈولی میں بیٹھنے لگی تو اس نے مجھے کہا

بھیا آج ماہل اور بھیا کے گھر سے جا رہی ہوں اور مر جاؤں گی اور دوبارہ اس دلیز پر قدم نہیں رکھوں گی اللہ تم کو سارے زمانے کی خوشیاں دے آپ نے تو میری زندگی میں زہر گھول دیا ہے میں اسے اپنے مقدر کا لکھا سمجھ کر قبول کر لوں گی تم کو تمہاری کنول مبارک ہو آج میری سہاگ رات تھی بڑی خوشی کی رات تھی جس کو چاہا وہ دلہن بن کر

میرے سامنے بیٹھی تھی ہم دونوں کے مسرت لمحات تھے میں نے جس کو پسند کیا تھا اس کو حاصل کر لیا تھا صبح ولیمہ تھا ویسے والے دن ہم نازیہ کو لینے گئے تو اس پر کیا گزری۔

جب کنول کا بھائی کمرے میں آیا تو نازیہ شرم و حیا سے سکڑ گئی اس نے چہرے پر حیا کی سرفی پھیل گئی اب وہ جیسا بھی تھا اس کا محازی خدا تھا اس کے جذبات میں بل چل چکے لیکن اس کو ساری باتوں پر مایوسی اس وقت ہوئی جب کنول کے بھائی نے نازیہ سے کہا۔

مجھے تم سے کوئی غرض نہیں ہے تم جہاں رہو یا اپنے سینے رہو مجھے اسے سے کوئی فرق نہیں پڑتا سچی بات تو یہ ہے کہ میں تیرے قابل ہی نہیں ہوں میں تم کو حق زوجیت نہیں دے سکتا بوری کی حسرتوں کو پورا نہیں کر سکتا میرے بس کی بات نہیں ہے نازیہ پر یہ جراثیم ہم بن کر گرے اس کی حسرتوں کا رہا سہا جنازہ بھی نکل گیا اس کو پوری زمین گھومتی ہوئی نظر آنے لگی اور رات بہت زیادہ روئی اپنے نصیبوں کو کوئی رہی تو لڑکیاں اس سے طرح طرح کے مذاق کر رہی تھیں وہ تو جیسے اس کو چیب سگ لگ گئی تھی وہ کسی کو کیا بتاتی کہ اس کی ساری زندگی میں اس کے بھائی نے زہر گھول دیا ہے اس کو اپنے بھیا پر بھی غصہ آ رہا تھا اور کنول کے بھائی کو بھی افیون چرس اور شراب نوشی نے کنول کے بھائی کو بیکار کر دیا تھا۔

نازیہ آگ گولہ ہو رہی تھی جب کنول کا بھائی عورت کے قتل نہیں تھا تو اس نے گھر والوں کو کیوں نہیں بتایا میری زندگی کو اجیرن کیوں بنا دیا ہے شادی کے ایک ہی ماہ بعد میں نے ایک کو اتر لیا کنول بھی اسے پاس اسلام آباد بلا لیا اب ہمارے لیے ہر رات شب رات اور ہر دن عید کا دن ہوتا تھا ہم دونوں بہت خوش تھے ہم بھی کبھی کبھار اپنے گاؤں میں گھر کا چکر لگالیا کرتے تھے۔

تم الزام تراشی کر رہے ہو میری بے عزتی کر رہے ہو تم کو شرم آنی چاہئے مجھ پر الزام لگاتے ہوئے میں تیری اجازت کے بغیر آج تک اس دبلیز سے قدم بھی باہر نہیں رکھا

زیادہ تر غرر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے ابھی اور اسی وقت جاؤ اور مجھے پیسے لا کر دو

نازیہ نے اس کو اللہ کا واسطہ دیا لیکن وہ نہ مانا اس نے زبردستی نازیہ کو گھر سے نکال دیا نازیہ روتی ہوئی کہاں جاتی آخر کار اس نے ماں کی دبلیز پر قدم رکھا جب مجھے اس بات کا علم ہوا تو میں نے کنول کو ساتھ لیا اور گھر آیا اس نے نازیہ سے معافی مانگی بھیا کی طرف سے میں تم سے معافی مانگتی ہوں میں جب میں گھر آیا تو بہن نے انہیں کرمانا بھی مجھے گوارہ نہ کیا وہ مجھ سے بہت ناراض تھی اس کا حق بھی بننا تھا کیونکہ اس کو میں نے دوزخ میں دھکیل دیا تھا۔

میں نے والدہ سے ساری بات کا پتہ کیا میں نے پھر بھی نازیہ کو سمجھانے کی کوشش کی ضرور نازیہ سے کوئی غلطی ہوئی ہوگی کنول ان دنوں امید ہے ابھی اب اس کو سیلے ہی چھوڑنا تھا میں نے کنول اور امی کو اور نازیہ کو سسرال بھیجا تا کہ ان کو کچھ سمجھائے لیکن کنول کے بھائی نے صاف انکار کر دیا۔

اب نازیہ میں گھر میں کبھی نہیں آئے گی کیونکہ اس کے پھنٹھک نہیں ہیں اور کسی لڑکے سے پیار کرتی سے میں کسی ایسی لڑکی کو اپنے گھر میں نہیں رکھ سکتا اتنا کچھ ہونے کے باوجود جی میں نے کنول سے کوئی بات نہ کی یوں سمجھ لیں کہ میں بے غیرت بن گیا بھائی تو بہنوں کے لیے سایہ ہوتے ہیں لیکن میں بہت خود غرض تھا بہن کے آنسوؤں نے مجھے بھی کچھ سونے پر مجبور کر دیا میرے اندر کا ضمیر جاگ گیا تھا میں نے خود جا کر کنول کے بھائی کو سمجھایا کہ وہ پاس ہے اس کو اپنے ساتھ رکھ لو ورنہ میں تیری بہن کو بھی چھوڑ جاؤں گا اور یاد رکھنا کہ آج کے بعد

ایک سال کو ملے جاتے یہ سال نازیہ ایک دفعہ مینے نہ آئی جب بھی دل کرتا ہم ہی اس کو ملے جاتے یہ سال اس نے انگاروں پر لیتے ہوئے گزارا لیکن شکایت کا ایک حرف بھی زبان پر نہ لائی شکایت کرتی بھی تو کس سے اس کے بھائی بھائی سے میں نے خود اس کو دوزخ میں دھکیل دیا تھا جو ظلم کنول کے بھائی نے نازیہ پر کیے وہ نازیہ ہی تھی جو برداشت کرتی رہی بات بات پر بھگڑا کر نا کنول کے بھائی کا معمول بن گیا تھا شادی کرنے کے بعد اس کے معمول میں کوئی فرق نہیں آیا تھا۔

ایک دن تو اس نے نازیہ کو مارنے کی حد کر دی کنول کے بھائی کو کنفر کرنے کے لیے پیسوں کی ضرورت تھی اس نے نازیہ سے پیسے مانگے تمہارے پاس پیسے ہیں وہ مجھے دو لیکن وہ دو میں نے لگا دیئے ہیں تو جاؤ اپنی ماں سے لا کر دو یا اپنے بھائی سے لا کر دو

تم کو پتہ ہے کہ میں مینے نہیں جاتی اور نہ ہی اب پیسوں کے لیے جاؤں گی چلو پیسوں کے لیے نہیں جاتا تو اپنے عاشق کے لیے چلی جاؤ اس سے مل لینا وہ تمہاری جدائی میں تڑپ رہا ہوگا بے غیرت کہی کیا تم سمجھتی ہو مجھے تمہاری لڑتو توں کا پتہ نہیں ہے تم شادی سے پہلے جو کل لٹھالی رہی ہو مجھے سب کچھ پتہ ہے تمہارے والدین کر دیتے

یہ الزام سن کر میری روح کانپ اٹھی پتہ ہیں اس کو کس نے ورغلا یا تھا کس نے اس کے کان بھر دیئے تھے صرف اپنے شوہر کی خاطر اس نے ماں اور بھیا کو بھی چھوڑ دیا تھا اور اس کے پاک دامن پر تہمت لگا رہا تھا۔ شادی کے بعد اس کو مجازی خدا بنا کر اس کی عبادت کی تھی یہ الزام سن کر نازیہ بھی بھوکی شیرنی کی طرح دھمازی

بعد تیسرے دن کنول کی بیٹی زنب کو سخت بخار ہو وہ اللہ کو بیماری ہو گئی میری بیٹی مجھ سے دور چلی گئی۔

ایک طرف بہن کے گھر اجڑنے کا غم اور دوسری طرف بیٹی کی موت کا غم اب مجھے اپنی خود غرضی کا پورا پورا احساس ہو چکا تھا میں ان لمحات کو اپنے آپ کا مزہ دار سمجھنے لگی تھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ میرے سسرال والے اتنے ظالم ہو جائیں گے اب مجھے اپنی غلطی کا احساس ہونے لگا تھا حالات کو سدھانے کی بہت کوشش کی لیکن حالات مزید خراب ہوتے گئے اب دونوں طرف معاملہ طلاق تک پہنچ گیا تھا نازیہ کی حالت دیکھ کر میری ماں کی طبیعت خراب رہنے لگی امی کو دل کا مرض لگ چکا تھا ان کا بہت علاج کمر دیا لیکن وہ ہم کو چھوڑ کر وہاں سے چلی گئی جہاں سے بھی کوئی واپس نہیں آیا

اب تو میری دنیا اجڑ چکی تھی میری بہن مجھ سے روٹھ گئی تھی امی کے ہوتے ہوئے مجھے کسی چیز کی فکر نہ تھی اب تو مجھے ہر طرف ہی فکر تھی اب تو جوان بہن گھر میں آچکی تھی نوکری پر بھی جانے تو دل نہیں دیتا تھا اب میں حقیقت میں اپنے آپ کو اکیلا سمجھنے لگا تھا سسرال غیر حاضری کی وجہ سے نوکری سے بھی جواب ل گیا جب میں اپنی بہن کو گھر میں دیکھتا تو اپنے سارے پرانے زخم پھر سے ہرے ہو جاتے ہیں ساری پریشانیوں کی وجہ میں تھا۔

میری بہن کی ہونٹوں کی ہنسی مذاق کیا کرتی تھی اب تو بہن مجھ سے بولنا بھی وارہ نہ کرتی تھی مجھے افسوس ہوتا تھا کہ میں نے اتنی بڑی غلطی کیوں کی کہ نازیہ کا رشتہ چھو بیٹھو نہ ملنے سے ہم سے روٹھ گئی تھی میں نے نازیہ کے ارمانوں کا خون کیا تھا لیکن اب کسا فائدہ جب میں نے نازیہ کو دیکھا تو میرے دل کا خون کھول اٹھتا اور جسم جوش مارنے لگتا اپنے آپ کو کوئی ستارہ بتا میری حالت بھی نازیہ سے مختلف نہ تھی نازیہ کے چہرے کی رنگت زرد پڑ چکی تھی جیسے وہ

میری بہن پر ظلم کیا تو مجھ سے باکوئی نہ ہوگا یاد رکھنا اب تمہارے کردار ہی دونوں خاندانوں کی عزت بانی رہے گی اگر تم چاہتے ہو کہ تمہاری بہن کا گھر آباد رہے تو تم ٹھیک ہو جاؤ آج کے بعد جو سلوک تم میری بہن سے کرو گے وہ سلوک میں تمہاری بہن سے کروں گا

میری دھمکی کا ان پر گہرا اثر ہوا اور تین ماہ کا عرصہ بغیر لڑائی کے گزر گیا۔ کنول کو اللہ نے خوبصورت سی بیٹی سے نوازہ جس کا نام زنب رکھا گیا نہ ب کی پیدائش پر ملی بہت خوش تھا چار ماہ کے بعد میری والدہ کنول کی بیٹی کو واپس گھر لانے کے لیے گئی تو انہوں نے کنول کو میری امی کے ساتھ بھیجے سے انکار کر دیا آئی رشیدہ کہنے لگی

اگر لے جانا ہے تو اپنی بیٹی نازیہ کو ساتھ لے جاؤ جس نے ناولاد ہوئی ہے ناں اولاد کی امید ہے ہم نے ان کی بہت منتیں کی کہ اولاد اللہ کے ہاتھ میں ہے اس میں نازیہ کا کیا قصور ہے لیکن وہ تو بیٹھ کر ہر چکے تھے کنول نے بھی اپنی ماں اور بھائی کو بہت سمجھایا کہ آپ ایسا ظلم نہ کریں اس میں انسان کیا کر سکتا ہے کیوں میرا بھی گھر برباد کر رہے ہو جب کہ بے غیرت یا تم نہیں چاہتی کہ میرے بھائی کی بھی اولاد ہو لیکن اس ہاتھ میں سے بھی خواب پورا نہ ہوگا یہ بچہ پیدا کرنے کے قابل نہیں ہے۔

اب نازیہ یہ بھی ایسٹن کی طرح پھٹ گئی بڑی چالاک ہو مجھے تم قصور وار بنا رہی ہو اور کبھی اپنے گریبان میں بھی جھانکا ہے دیکھا کہ تمہارا بیٹا بیوی کا حق پورا نہیں کر سکتا تم نے تو حد کر دی ہے اب میں چھینچ کر سب کو بتاؤں گی کہ اس کا بیٹا نہ مرد ہے اور نہ بچہ پیدا کرنے کے قابل ہے جب نہ چاہو کمینہ جاؤ اچھی اور اسی وقت نکل جاؤ طلاق تم کو پہنچ جائے گی نازیہ یہ اپنا سب کچھ لٹا کر اپنی ماں کے دربار میں لوٹ آئی تھی نازیہ کے واپس آنے کے

اجڑ گیا ہنستا ہنستا گھر

اپریل 2015

میرا دوست ٹھیک ہونا چاہیے جتنے بھی پیسے لگیں میں دوں کو کوئی بات نہیں۔

تین دن ہو چکے تھے لیکن علی کی حالت ویسی ہی تھی رات کو میں گھر آ جاتا اور دن کو علی کے پاس آ جاتا ایک رات تین بجے ٹیلی فون آیا دوسری طرف دے ہسپتال سے ڈاکٹر بول رہا تھا ڈاکٹر بولا بھائی شوکت علی کی حالت بہت خراب ہے ابھی ہی آ جاؤ

میں نے مونٹر سائیکل پکڑی اور ہسپتال پہنچا تو میرا دوست بھی ہمیں چھوڑ کر اپنی ماں اور بہن کے پاس جا چکا تھا میری چیخ نکل گئی اور میں علی کی باڈی سے لپک کر بہت رو دیا تھا اور پھر میں نے اس کے ذہن کا انتظام کیا اور میں واپس چھٹی گزرنے کے بعد کام پر چلا گیا اور دن رات سوچتا ہوں کہ ایک بنستا بستا گھر علی کی خود غرضی سے جدہ سے اجڑ گیا اور مٹ گیا تمام قارئین سے پتہ چلے گا کہ وہ علی اور اس کے خاندان کے لیے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور قبر کے عذاب سے نجات عطا فرمائے آمین اس کے ساتھ ہی تمام قارئین سے اپیل کی جاتی ہے کہ ایسے پیار سے دور رہی کہیں ایسا نہ ہو کہ جس طرح علی کے ساتھ علی کے گھر کا صفہ ہستی مٹ گیا کہیں آپ بھی اسی طرح کا شکار نہ بن جائیں جس طرح علی کے سرسرا والے پتھر دل لوگ تھے اس طرح کے کوئی اور نہ ہو

اس درد بھری جی کہانی کو لکھتے ہوئے نبھانے میری آنکھوں سے آنسو گرے جب میں لکھتے بیٹھا تو مجھے دنیا کی کوئی ہوش نہ رہی اور میرے ہاتھوں سے قلم بھی گر پڑتا بہت مشکل سے میں نے یہ کہانی پوری کی ہے اس کی ضرورت کسی قریبی شمارے میں جگہ دے کر قارئین کو ایک سبق حاصل کروائیں۔ اس کہانی سے کسی ایک نے بھی سبق حاصل کیا تو

صدیوں سے بیمار نظر آتی تھی اب کبھی کبھار نازیہ مجھ سے تھوڑی سی بات کر لیتی۔

ایک دن ہماری رہی سہی بات اور امیدیں بھی ختم ہو گئیں کنول کے بھائی نے نازیہ کو طلاق بیچ دی اور کنول کی طلاق کا مطالبہ کیا جب نازیہ نے اپنی طلاق کے کاغذات دیکھے تو بے ہوش ہو گئی جب نازیہ کو ہوش آیا تو اس کی دنیا لٹ کی تھی اب کا ذہنی توازن بگڑ چکا تھا اس کے کون کون سے کناہ کی اور کس بات کی سزا ملی اس بات کی سزا مل رہی تھی کہ وہ میری بہن ہے جس نے اپنی زندگی میری خاطر دو پر لگا دی تھی مجھ سے بڑا بد نصیب بھائی پھر کوئی اور ہو گا میں نے نازیہ کا بہت علاج کروایا لیکن اس کو کینسر ہو گیا تھا اس کینسر نے ہی مجھ سے میری بہن چھین لی بہن بھی امی کے پاس چلی گئی اب اس دن میں بہت رو دیا تھا چلا یا تھا لیکن میری فریاد کسی نے نہ سنی کوئی سننے والا نہ تھا کیونکہ میں نے خود اپنے پاؤں پر کھڑا مارا تھا۔ لوگوں کی باتوں سے میرے جگر کو چھلنی کر دیا تھا سب لوگ مجھے قصور وار ٹھہرا رہے تھے میں نے بھی کنول کو طلاق دے دی انہوں نے شکر کیا کہ وہ تو جیسے ہی اس انتظار میں تھے وہ کنول کی شادی کی اور سے کرنا چاہتے تھے بچی کی وفات اور ماں اور بہن کی موت نے مجھے نیم پاگل کر دیا تھا ہر رات میری بہن اور میری ماں خواب میں آتی اور کہتی کہ تم ہم تینوں کے قاتل ہو ہم تم کو کبھی بھی معاف نہیں کریں گے۔

اس دن سے میں ان گلیوں میں چکر لگا رہا ہوں اس کے ساتھ ہی وہ زار و قطار رونے لگا میں نے اس دن علی کو ہسپتال میں داخل کر دیا میرا تو وہ بے بسی و استہسا کا یہ واقعہ سن کر نہ جانے میری آنکھوں سے آنسو گرے اور میرے پیروں سے زمین نکل گئی تھی میں ہر روز ہسپتال آتا میں نے یہ قیمت پورا کر کے کہا۔

رحم

انڈیا کے صوبہ بنگال کے مشہور تاریخی ضلع بھنور کے
قدیم عظیم مشہور قصبہ منڈا اور کے محلے شاہ ولایت میں زمیندار
گنا سوسائٹی کے سپروائزر سید ناظم علی ترمذی کے صاحبزادے
سید قیصر علی ترمذی ملازم کے فوٹی اے نے اپنے چھوٹے بھائی
سید سکندر علی ترمذی کو بتایا۔ میں نے دو شادیاں کیں۔ دونوں
بیویاں سید اقبال فاطمہ ہیڈ مسٹریس گرلز اسکول اور دوسری سیدہ
طاہرہ بیگم مرگئیں۔ اب بتاؤ میں کیا کروں؟ چھوٹے بھائی
سید سکندر علی ترمذی نے برجستہ جواب دیا۔ عورت ذات پر رحم
کرو۔

☆..... یونیورسٹی ڈاکٹر واجد گھنوی۔ کراچی

وہ شخص قیامت تھا

۔ تحریر۔ محمد اشرف۔ نکانہ صاحب۔

شہزادہ بھائی۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
پیارے قارئین آج میں آپ کے سامنے ایک ایسی داستان سنائے گا۔ جس کا ایک لفظ حقیقت پر مبنی ہے اور ہمارے معاشرے میں ایسی داستانیں روزِ جنم لیتی ہیں مگر ہم کبھی دیکھ نہیں پاتے کبھی محسوس نہیں کر پاتے ایک ایسی ہی داستان جس کو پڑھ کر آپ کو ضرور احساس ہوتا کہ اب اس دور میں محبت کا نام بدنام ہو گیا ہے اس محبت کے نام پر کتنے جرم رفر ہوتے ہیں آئیے میرے ساتھ آپ کو ایک ایسی داستان سناتا ہوں جس کا نام میں نے۔ وہ شخص قیامت تھا رکھا ہے۔ یہ سنواری تمام محبت کرنے والوں کو بہت پسند آئے گی۔ میں اپنے چاہنے والوں کو سلام پیش کرتا ہوں اور ان کا مشکور ہیں کہ میری تحریروں کو پسند کرتے ہیں
دارہ جواب عرض کی پابسی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت شخص اتفاق ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

امیری غریبی نہیں دیکھی جاتی بس اتنا چاہتا ہے کہ انسان جس سے محبت ہے بس وہ شخص اس کا ہوا سی سے بات کرے اسی کی بات کرے اسی کے تذکرے کرے انسان کو جب کسی سے محبت ہو جاتی ہے تو چہرے کوئی چیز نظر نہیں آتی صرف اور صرف اس انسان کی صورت نظر آتی ہے جس سے انسان محبت کرتا ہے محبت تو ایک پاک جذبہ ہے اس میں ملاوٹ۔ جھوٹ۔ بے ایمانی سے مگر آج اسی سے ہوس کے دور میں ایسا لگتا ہے کہ جیسے کوئی کسی سے محبت نہیں کرتا سارے لوگ ہوس اور حسن کے پوچا رہے ہیں آج کی محبت کیسی ہے ایک انسان کی نچالنے لگی ہستی تھیں چل رہی ہوتی ہیں اور وہ ہر بار ہر شخص سے یہی جھوٹ بولتا ہے کہ تم میری پہلی محبت ہو تم میری جان ہو تم سے میری زندگی ہے تم میری راتوں کی نیند ہو تم میرے خوابوں کی تعبیر ہو میرا جیون سانس ہی ہو تم میری دلکشی تم ہو یہ وہ باتیں ہی یہ وہ الفاظ ہیں جو آج ہر دوسرا انسان بولتا ہے۔

ہر شب اسے ملنے کی عادت سی ہوئی
اسے ملتے ملتے مجھے محبت سی ہوئی
خود کو تباہ سنوار کے رکھنے کا شوق تھا
پتھر اپنے آپ سے وحشت سی ہوئی
وہ پتھر انو پتھر بل سے کسی سے ہم
کا چُچ کا دل کو ثاقبا قیامت سی ہوئی
وہ شخص محبت تھا محبت رہتا
وہ بچھڑا تو دل پہ قیامت سے ہوئی
ایک خوبصورت سی حقیقت ہے کہ انسان کو محبت ہو جاتی ہے محبت کی نہیں جاتی یہ وہ جذبہ ہے جو خود بھڑک اٹھتا ہے کایا نہیں جاتا اور یہ بھی حقیقت ہے کہ انسان مٹی زندگی میں محبت ہو جائے گا کا وقت ضرور آتا ہے محبت ہو جانے کے لیے کسی موسم اور خوبصورتی کی ضرورت نہیں ہوتی کیونکہ محبت کا کوئی ٹائم نہیں ہے کہ کب کس انسان کو کہاں کس سے محبت ہو جائے محبت میں رنگ نسل۔ ذات پات

اپریل 2015

جواب عرض 184

وہ شخص قیامت تھا



جواب عرض 185

اپنی محبت سے مجھے انفسوس ہوتا ہے کہ جب محبت کرنے والے آپس میں جھوٹ بولتے ہیں اگر کوئی کسی کی محبت کا بھرم نہیں رکھتا تو کم از کم اس کو بتاتا تو دے کہ میں تم سے محبت نہیں کرتا اور نہ ہی آپ کو کسی غلط فہمی میں رکھ سکتا ہوں آج کل کی لڑکیاں لڑکے پتا نہیں کیوں سمجھتی پاتے کہ محبت ہے کیا۔

کیا فون پر بات کرنے سے محبت ہو جاتی ہے ایسا محبت۔ محبت نہیں ہوتی صرف اور صرف ذاکہ ہوتی ہے دھوکہ ہوتی ہے جھوٹ ہوتی ہے۔ آج کل ہر کوئی محبت محبت تو کرتا ہے مگر محبت نہیں کرتا سب جھوٹ بولتے ہیں۔

پیارے قارئین آج میں آپ کے سامنے ایک ایسی داستان سنانے لگا ہوں جس کا ایک ایک لفظ حقیقت پر مبنی ہے اور ہمارے معاشرے میں ایسی داستانیں روز جنم لیتی ہیں مگر ہم بھی دیکھ نہیں پاتے کبھی محسوس نہیں کر پاتے ایک ایسی ہی داستان جس کو پڑھ کر آپ کو ضرور احساس ہوتا کہ اب اس دور میں محبت کا نام بدنام ہو گیا ہے اس محبت کے نام پر کتنے جرم رتق ہوئے ہیں۔ آئیے میرے ساتھ آپ کو ایک ایسی داستان سناں ہوں جس کا نام میں نے وہ شخص قیامت تھار لکھا ہے۔

بے دعایا، بے حرف دعایا، دہائیں میرے نعمات کو اے از نو یاد نہیں میں پاگل ہوں دریا بے دستک دی ہے میں وہ مسائل ہوں جس کو صبر پایا نہیں آؤ ایک سجدہ کریں عالم مدہوشی میں لوگ سمجھتے ہیں کہ ساغر کو خدا پایا نہیں زندگی بھر مسلسل کی طرح کافی ہے جانے کس جرم کی پائی ہے سڑہ یاد نہیں میں کب سے آنکھ میں آنسو سجائے پھرتا ہوں سنا تھا کہ اس کو گینگمنوں کو جتو ہے بہت۔ میرا تعلق شمع نکانہ صاحب کی ایک تحصیل پنکلی

سے ہے پہلے میں نے بہت عرصہ پہلے لاہور کی سڑکوں گلیوں اور بازاروں میں گزرا لاہور کی ایدیں اور باتیں ہمیشہ میرے ساتھ ہیں اور میرے ساتھ رہیں گی۔ پھر میں لاہور شہر سے کسی شخص نے ایسا دور دیا کہ لاہور شہر کو چھوڑ کر میں ہمیشہ کے لیے اپنے شہر نکانہ صاحب آ گیا اور میں ایک سرکاری ملازم ہوں نکانہ صاحب میں نکانہ صاحب سے میرا گاؤں میرا گھر تقریباً مائیں کلومیٹر ہے میں روز آتا ہوں اور روز شام کو واپس چلا جاتا ہوں آپ لوگ میری تحریروں کو اکثر پڑھتے تو رہتے ہیں کیونکہ میں ایک شاعر ہوں راسخ ہوں روز میرا سامنا بہت سے لوگوں سے ہوتا رہتا تھا میں ہمیشہ اسی تلاش میں رہتا تھا کہ کوئی نئی بات ملے کوئی نئی سنوری ملے اس سے میں جس گاڑی سے واپس آتا تھا وہ گاڑی اکثر ایک شاپ پہ آکر کھڑی ہو جاتی تھی اس شاپ بوٹی یہ تو سواری اترتی اور نہ ہی سواری ہوتی تھی مگر پھر بھی بس روز شاپ کرنی تھی ایک دن دیکھا تو ایک نوجوان شخص جس کی حالت دیوانوں جیسی تھی جس کی حالت فقیروں جیسی تھی وہ روز بس سے آگے آ جاتا تھا اور مجبوراً اس کو رکنا پڑتا تھا اور پھر ایک شخص ایک شخص اس کو آگے سے ہٹاتا اور پھر گاڑی چلتی۔

یہ روز کا کام تھا اس دیوانے فقیر کا جس کی وجہ سے بس روک لی جاتی تھی آج موسم بہت خوبصورت تھا گرمیوں کی وہ خوبصورت شام تھی میں واپس آنے کے لیے گاڑی میں سواری ہوا تو آہستہ آہستہ گاڑی چلنا شروع کیا شہر سے نکلتے ہی گاڑی میں میوزک چل پڑا میڈم نوراجہاں کا گیت یہ تو وہی جگہ ہے گزرے تھے ہم جہاں سے یہ تھے اس گیت کے بول میں اپنی سیٹ کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھا کھڑکی سے باہر موسم جو اجوائے کر رہا تھا کہ آج پھر اچانک گاڑی رگ رگی اور گاڑی رگ رگی تھی کہ پھر اسی فقیر اور دیوانے ایک پتھر اٹھا کر مجھے مارا جس کھڑکی میں میں بیٹھا تھا پتھر سیدھا

میرے بازو پر لگا لوگ فقیر کو پکڑ کر مارنے لگے میں نے روکا کہ اس کو نہ مارو میں نے بازو پہ پتی باندھ لی اور گاڑی میں بیٹھ گیا۔

دوسرے دن پھر وہی شخص وہاں سے پتھر لے کر کھڑا تھا میں اس دن گاڑی سے اتر گیا اور اس پاگل شخص کے پاس چلا گیا اور میں نے اسے سے بات کرنا چاہی مگر وہ مجھے دور سے آتا ہوا دیکھ کر بھاگنے لگا اس کو شاید اس بات کا ڈر تھا کہ میں اس کو ماروں گا وہ ایک جگہ پر رک گیا اور میں نے اس کو بڑے پیار سے کہا آپ ایسا کیوں کرتے ہو کیا آپ واقع میں پاگل ہیں کہ ایسا جان بوجھ کر کرتے ہو۔

آخر آپ کی دیوانگی کے پیچھے کیا راز ہے کیا وجہ سے آپ کی ایسی حالت کیوں ہے پہلے تو اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کی برسات جاری ہوئی اور پھر اس نے ایک لمبی ٹھنڈی آنکھ بھری۔

آپ کون ہیں اور کیا کریں گے میری زندگی اور میری دیوانگی جان کر میں نے کہا میں ایک رائٹر ہوں اور میں آپ کی کہانی پوری دنیا میں سب کو بتاؤں گا پھر تم مجھے اپنی داستان تو بتاؤ کہ تم ایسی حالت کس کی وجہ سے ہو کیا آپ کی زندگی میں کوئی ایسا واقعہ پیش آیا کہ تم ایسے ہو گئے ہو اگر سننا چاہتے ہو تو سنو دوستو اس فقیر نے مجھے اپنی داستان کچھ یوں سنائی آئیے آپ بھی میرے ساتھ ہیں۔

آج پھر شہر میں آئینے نوٹیں گے

آج پھر شہر میں دیوانہ نظر آیا ہے

میرا نام شاہ زیب ہے اور میں لاہور میں رہتا تھا ہماری بہت ہی خوبصورت فیملی تھی ہم بہت خوش حال تھے ہم سکول کے کالج تک پہنچ گیا میری فیملی مجھ سے بہت پیار کرتی تھی کیونکہ میں گھر میں سب سے چھوٹا تھا ہمارا کاروبار تھا اور ایک مارکیٹ دوکانوں کی ہماری تھی زندگی بہت ہی خوبصورت گزر رہی تھی میرے چاروں جانب خوشیاں ہی خوشیاں تھی مجھے

صرف اور اپنی تعلیم پر توجہ دینی تھی کیونکہ تعلیم حاصل کرنے کا بہت شوق تھا میری زندگی میں ایک ایسا موڑ آیا کہ میرا سب کچھ تباہ ہو گیا رہا وہو گیا میری زندگی جو بہت پیاری تھی اجڑ گئی ہو کچھ یوں کہ نکانہ صاحب میں ایک بہت بڑا میلہ لگتا تھا میرے چند دوست جو نکانہ میں رہتے تھے انہوں نے مجھ سے کہ اکہ شاہ زیب آؤ اس بار آپ ہمارے ساتھ ہمارے شہر میں چلو آپ کو میلہ دکھاتے ہیں۔

میں بھی سیلوں وغیرہ پر نہیں جاتا تھا اور نہ ہی مجھے ایسے باجول کا شوق تھا مگر دوستوں کی ناراضگی مجھے گوارہ نہ تھی اس لیے میں نے ہائی بھری اور یوں ہم چند دوست نکانہ صاحب بننے کھیلنے مسکراتے ایک دوسرے کو مذاق کرتے ہوئے نکانہ شہر پہنچ گئے۔

ہم تیرے شہر میں آئے ہیں مسافر کی طرح

اک بار ملاقات کا موقع دے دے

ہمارا دوست جو ہمارے ساتھ کالج میں پڑھتا تھا اس کا نام حسین رضا تھا اور ہم چند دوست حسین رضا کے گھر میں آکر ٹھہرے حسین رضا کے گھر والوں نے ہم سب کی بہت عزت کی اور احترام دیا ہماری بہت خدمت کی اور پھر پورے شہر نکانہ کی سیر کروائی بہت مزہ آیا ہم کو پھر وہ میلہ ہم نے دیکھا کچھ بات سے ساتے نکانہ شہر میں لوگوں کا اتارش تھا کہ تل دھرنے کی جگہ نہ تھی ہر طرف لوگ ہی لوگ کلیوں میں بازاروں میں دکانوں پر پارک میں ہر جگہ ایک رات ہم شہر میں ایسے ہی پھر رہے تھے کہ ایک لڑکی سے ٹکرو گئی یعنی وہ لڑکی مجھ سے ٹکرائی۔

اس نے سوچی بھی کی مگر وہ خوبصورت اور سنہرا اتنی تھی کہ قیامت تھی دل چاہ رہا تھا کہ لڑکی مجھ سے بار بار ٹکرائے مجھے آج تک کوئی لڑکی پسند نہیں آئی تھی مگر وہ لڑکی کیوں اتنی پسند آئی مجھے خود بھی معلوم نہ تھا بس میں اس کو دیکھتا ہی رہ گیا اس نے مجھ سے سوچی کی اور اس کے ساتھ اس کی امی جان بھی تھی اس نے

ایا تھا آپ سے بات کر کے بہت اچھا لگے مجھے اور آپ سے بات کر کے بھی بہت اچھا لگا نادیہ نے میرے سوال کا جواب بڑے پیار سے دیا۔

پھر دوسرے دن ہم لاہور واپس آگئے مگر میرا دل نہیں لگ رہا تھا پھر آہستہ آہستہ ہماری فون پر کھٹکھٹوں لمبی باتیں ہونے لگی ساری ساری تار گزر جاتی تھی فون پر باتیں کرتے کرتے نادیہ بہت خوبصورت تھی اور دلکش باتیں کرتی تھی وہ ایسی پیاری باتیں کرتی تھی کہ اس کی باتوں پر آنکھیں بند کر کے یقین کرنے کو دل کرتا تھا اور پھر ایک دن نادیہ نے مجھ سے ہمشاہ زیب میں نے لاہور آتا ہے مجھ سے ملو گے مجھے اور ملنا چاہتے تھیں نے فوراً ہاں کر دی اور کہا جی ضرور دل میں محبت کا ایک طوفان تھا دل گر رہا تھا کہ ابھی اسے وہ آجائے وہیں اس سے پہلی ملاقات کروں بہت تیاری کی ان کے سامنے کھڑے ہو کر انہما محبت کے ایسے اداکاری کی یہ بات کہوں گا وہ بات کہوں گا ساری باتیں جی جی اور میں بہت اچھے اور خوبصورت انداز میں تیار ہوا تھا پیٹ اور کوٹ ٹائی لگائی اور گاڑی لے کر نادیہ کا انتظار کرنے لگا نادیہ جیسے ہی آئی وہ بھی کسی گاڑی پہ سی آئی تھی وہ منظر یہی آنکھوں میں ہمیشہ کے لیے بیٹھ گیا تھا جب نادیہ بہت ہی خوبصورت سی ساڑھی میں میرے سامنے آئی اونچا قد لمبے لمبے بال اور خوبصورتی اور دلکشی کا ایک شہکار لگ رہی تھی سلام دعا ہوا اور آہستہ آہستہ چلتے ہوئے ہم ایک ریسٹورنٹ میں داخل ہوئے ٹیبل ملے سے میں نے بک کروایا ہوا تھا ہم اٹھنے سامنے تھے چکی بار کسی لڑکی کو اتنا قریب سے اور اتنی محبت سے دیکھا تھا میں نے نادیہ سے اپنی محبت کا اظہار چھ یوں کیا۔

تم نے جو پہن رکھا ہے
بہت اوزاروں یہ لہنگا ہے
تمہارا حسن تو انمول ہے
تمہارا حسن تو مہنگا ہے

جی سوری کی میں نے کہا کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے پلیز آپ سوری کر کے مجھے شرمندہ نہ کریں شہر میں اتنی بھیڑ ہے رش ہے ایسا تو ہو جاتا ہے وہ جاتے ہوئے ہمیں اپنا کارڈ دے گئیں کہ کبھی اگر ناظم ملے تو بھی بات کر لینا وہ تو چلی گئیں مگر میرے ہوش اڑ گئے تھے ایسا لگتا جیسے وہ میرا دل بھی اپنے ساتھ ہی لے گئی ہوں میری ساری دنیا بھی اس کی محبت ہو پھر جب کچھ ہوش سنبھلے تو دیکھا اس کا نام نادیہ تھا اور وہ ایک پرائیویٹ سکول میں پرنسپل تھیں یوں کہنے کہ وہ ایک سکول کو چلا رہی تھی اس کے گاڑی کے اوپر اس کا نام بھی اور ساتھ سکول کا نام اور ایڈریس اور آفس کا نمبر اور ایڈریس لکھا ہوا تھا اور پھر مجھ سے نہ رہا گیا اور میں نے دھڑکتے ہوئے دل دے بہت کر کے دل پر بہت بڑا حوصلہ رکھ کر میں نے نادیہ کو فون کر دیا آگے سے بہت ہی خوبصورت آواز میں نادیہ نے کہا کون؟

میں نے کہا جس سے بھیجیں بازار میں نکل ہوئی تھی اور جس کو آپ نے اپنی عنایتیں کے لیے کارڈ بھی دیا تھا شاہ زیب بول رہا ہوں۔
جی جی شاہ زیب صاحب میں نے آپ کو پہچان لیا ہے شاہ زیب صاحب پورہ یقین تھا کہ آپ مجھے فون کریں گے۔

جو ہم تھا شاید وہ مکمل کر دہ سکتا ہوگا
مگر یقین سے کہ وہ شب بھر سو نہ سکا ہوگا
لرزتے سے ہاتھ غلٹتے دھری سانسوں کی
وہ خشک پھولوں کو کہاں تک پروہ سکا ہوگا
میں نے کہا میڈیم جی ویسے ہی دل چاہا کہ آپ
سے بات کروں تو فون کر دیا پھر نادیہ نے مجھ سے
پوچھا کہ شاہ زیب صاحب آپ کہاں رہتے ہیں
میں نے بتایا کہ میں لاہور میں رہتا ہوں ہمارا
اپنا کاروبار ہے اور میں بی اے کر رہا ہوں ادھر اپنے
دوستوں کے ساتھ میلہ دیکھنے آیا تھا اور راستے میں
آپ مل گئیں نادیہ جی شاید میں آپ کے لیے سی ادھ

تمہیں کس بد بخت نے کہا تھا

کہ اس کو پہن لو

اگر میری جان تم کو

تمہارے دشمنوں کی نظر لگ گئی تو

میں کس کو لڑام دوں گا

تم تو عام دے لباس میں بھی

بہت خاص لگی ہو

یا قوت و زور و الماس لگتی ہو

تمہیں کیا ضرورت ہے

اس طرح کی آرائش کی

تمہارا حسن تمہاری یہ جوانی

تو قیر بڑھاتے ہیں

زیبائش کی

آئندہ سے تم ایسا مت کرنا

میری جان تم چیز نہیں ہو

نمائش کی

کوئی بھولی سی نشانی ہم یہ لکھیں گے

مجھے بھی پہلی نظر میں تم سے محبت ہو گئی تھی اس

لیے آپ سے جان بوجھ کر ٹکرائی تھی میں اور جان بوجھ

کر آپ کو کارڈ دیا تھا کہ آپ مجھے فون کرکیں میں کافی

دیر سے آپ کو اس رات دیکھتی رہی تھی۔

اس لیے میں تم سے ٹکرائی اور آج آپ کے

پاس ہوں آپ کی آنکھوں کے سامنے میں آپ کی

محبت کی قدر کرتی ہوں اور آپ کے سچے جذبات کا

احترام کرتی ہوں ہم نے بہت ساری باتیں کی مستقبل

کے خواب دیکھے ساتھ جینے مرنے کی قسمیں کھائیں

اور پھر نادیہ نے کہا اب سے بچھڑنے کو دل تو نہیں کرتا

مگر مجھے کچھ شاپنگ کرنی ہے اس لیے میں نے کہا چلو

اکھٹی شاپنگ کرتے ہیں اور یوں ہم نے اکھٹی شاپنگ

کی میں نے نادیہ کو بہت ساری شاپنگ کروائی

اور یوں ہماری پہلی ملاقات ختم ہوئی رات کو فون پر

روز بات ہوئی تھی۔

ایک دن میں نے نادیہ کو پوز کر دیا نادیہ بہت

خوش ہوئی پھر ہماری اکثر ملاقاتیں ہونے لگی

دوسرے تیسرے دن روز ہماری ملاقاتیں ہوتی میں

نے اس کو اپنی محبت دی کہ اپنا سارا جیون اس کے نام

کر دیا اس کو ہر بار اپنی شاپنگ کروائی کہ وہ خوش ہو

جاتی ایک دفعہ تو میں نے اس کے ساتھ اپنا ایک آدمی

بھیجا جو شاپنگ کا سامان اس کے گھر تک چھوڑ کر آیا تھا

پھر ایک دن نادیہ نے کہا شہ زب سے مجھے کچھ جیسوں کی

ضرورت ہے میں آپ کو لوٹا دوں گی میں نے کہا کسی

باتیں کرتی وہ تم میری محبت ہو اور میرا سب کچھ تمہارا

ہے میں نے اس کو دو لاکھ کا چیک دیا پھر آہستہ آہستہ

اس کی محبت میں تبدیلی آنے لگی وہ مجھ سے ملتی تھی تو

اس کی حرکتیں بدلنے لگی پہلے جب ہم ملتے تھے تو اس

کی باتوں میں یا کیڑگی کا رنگ نمایا ہوتا تھا مگر اب وہ

کچھ بدل سی گئی تھی اس کی محبت میں ہوس کا رنگ اند آ یا

تھا وہ ایسا چاہتی تھی کہ میں اس سے اپنے جسم کی پیاس

نادیہ جی میری زندگی میں آنے والی پہلی لڑکی

ہو مجھے آپ سے پہلی ہی نظر میں پیار ہو گیا تھا اور اب

مجھے راتوں کو نیند نہیں آتی صرف آپ کے خواب آتے

میں میری نیندوں میں تم ہو میرے خوابوں میں تم ہو

اب تم میری زندگی ہو مجھے تم سے محبت ہے اور میری

محبت ایک لازوال محبت ہے تم میری پہلی محبت ہو اس

سے میں نے ہمیشہ آپ کے ساتھ رہنا چاہوں گا۔

امید ہے کہ آپ میری محبت کا جہم رکھیں گے

کیونکہ میں نے آپ کی آنکھوں میں اپنی محبت کا عکس

دیکھا ہے اور پھر نادیہ نے میرے ہاتھ پہ ہاتھ رکھ کر

کہا شہ زب۔

جبر کے موسموں کی کہانہ ہم نہ لکھیں گے

کوئی بھی بات پہلے سے پرانی ہم نہ لکھیں گے

نکٹھرتے سرد موسم تو سدا دل ہی دکھائیں گے

بکھرتے دنوں کی زبانی ہم نہ لکھیں گے

یہ بس ایک شام جو تمہارے ساتھ گزری ہے

بجھاؤں مگر میں نے کبھی ایسا سوچا نہ تھا آہستہ آہستہ اس کی باتوں میں محبت میں تبدیلی آنے لگی وہ مجھ سے بدلنے لگی میں نے کہا نادیہ تم مجھ سے دور دور ہوئی جا رہی ہو۔

بہت قریب آتے جا رہے ہو

پھڑکنے کا ارادہ کر لیا ہے کیا

وہ اتنا بدل چکی تھی کہ میرا فون بھی نہیں سنتی تھی

اور اکثر اس کا فون دوسری کال پر مصروف ہوتا تھا اور میں نے اس کو ایک دن کہا کہ میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں پہلے تو وہ بہت خوش ہوئی مگر پھر کہا شاہ زیب صاحب آپ کہاں اور میں ہم کہاں آپ کے گھر والے کبھی نہیں مانیں گے میں نے گھر والوں سے بات کی مگر وہ نہ مانیں میں نے نادیہ سے کہا اگر گھر والے نہیں بھی مانے تو میں تم سے شادی کرتا ہوں تم نے شادی کے لیے تیار ہو کر اس دن کے بعد نادیہ کی کچھ خبر نہ لی مجھے۔

میں روز فون کرتا تھا مگر فون بند ہوتا تھا کی دن ہو گئے ہیں اس کا مجھ سے رابطہ نہیں ہوا میں دیوانے کی طرح رہنے لگا کچھ نہ کھانے کو دل کرتا نہ پینے کو بس لب یہ ایک ہی طرف ایک اور بات تھی کہ نادیہ اور جب چمچ پتہ - چلا تو میں سیدھا زندگانہ صاحب آگیا جہاں سے رہتے ہوئے دوستوں سے پوچھا کہ نادیہ کی کچھ خبر ہے تو مجھے بہت سارے لوگوں نے بتایا کہ تم کس نادیہ کا پوچھتے ہو پھر میں نے ان کو بتایا تو ان کی باتیں سن کر میرا دماغ پھٹنے لگا دل چاہا کہ ابھی خود کشی کر لوں وہاں کے چند دوستوں نے بتایا ہوا ہے تو بہت غریب سی لڑکی تھی اور ایک سکول میں چمچر تھی مگر خوبصورت بہت بھی اپنی خوبصورتی کا بہت فائدہ اٹھاتی تھی وہ خوبصورت لوگوں سے ایسے ہی کرتی تھی اور اس کا تو لوگوں کو اپنی محبت اور خوبصورتی کے جال میں پھنسا کر دونوں ہاتھوں سے لوٹنا تھا نجانے اس شہر میں اس کی محبت کے کتنے فتنے مشہور ہیں پھر مجھے

میرے دوستوں نے اس کا گھر دکھایا ایک عام سا گھر تھا جتنے میسے میں نے اس کو دیئے تھے ان سے تو ایک بہت اچھا گھر خریدی سکتی تھی مگر بعد میں پتا چلا کہ وہ یہ گھر بھی بیچ کر چلی گئی ہے اور پھر یوں مجھے ایک دو لوں نے اس کی بہت بہت غلط باتیں بتائیں اور تصویریں بھی دکھائیں ہیں اور ایک شخص نے بتایا کہ اس کی شادی بھی ہوئی تھی اس کا ایک بچہ بھی تھا مگر وہ سب کچھ چھوڑ کر لوگوں سے ایسے جھوٹے ڈرامے کر کے محبت کے جال میں پھنسا کر ایسے لوگوں سے بہت ساری دولت کماتا مگر ایک چل گئی ہے وہاں سے بھی مجھے پتا چلا کہ نادیہ کی تحریریں ہی ایسی تھیں وہ پہلے کسی اور شہر میں رہتی تھی کچھ عرصہ پہلے وہ جہاں آئی تھی وہ اکثر خوبصورت لڑکیوں کو اور اچھی گاڑی والے لڑکوں کو کسی نہ کسی طرح سے لٹا جاتی تھی یہ اس کا کسی کو اپنی طرف قائل کرنے اپنا شائل تھا۔

مجھے بہت افسوس ہوا کہ نادیہ اس قسم کی لڑکی تھی اتنی غلط لڑکی تھی اتنی بے حس ہر جانی بے وفا تھی مجھے کبھی اتنا احساس تک نہ تھا کہ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں نادیہ نے مجھے صرف ایک مذاق کے طور پر لیا تھا مجھے ابھی بھی لوگوں کی کئی بات پر یقین نہیں ہو رہا تھا مجھے ایسا لگتا تھا سب لوگ جھوٹ بول رہے ہیں۔ میری محبت چکی تھی میری چاہت چکی تھی میری عقیدت اعلیٰ تھی مگر جو جی تھا وہ تو جی تھا کیونکہ سطر سے انکار نہیں کیا جاسکتا تھا میری محبت مجھے بھوکہ دے چکی تھی میری محبت مجھ سے بچھڑ چکی تھی میں ایک دیوانہ بن چکا تھا کتنے خوبصورت دلکش انداز سے نادیہ نے میرے ساتھ محبت کا ڈرامہ کیا تھا میں سوچتی نہیں سکتا تھا کہ میرے ساتھ نادیہ اس حد تک میرے ساتھ ایسا کرتے گی میری سوچ میں بھی نہیں تھا میں اکثر سوچتا تھا کہ شاید محبت میں ہی کمی تھی۔

پلکوں پر چائے ہوئے زخموں کے ٹکینے

گزریں گے کسی روز تیرے شہر سے ہم بھی

ایک عمر جسے ذہن نے پوجا ہے بہر طور
محسن وہ ستم کش خدا بھی تھا ستم بھی
اک لمحہ دن لینے دے انغوش سکوں میں
اے گردش حالات کسی موڑ پہ تھم بھی

مجھے اس بات کو دکھ نہیں تھا کہ میرے بہت
سارے پیسے وہ لے کر چلی گئی تھی مجھے صرف اور صرف
اس بات کا افسوس تھا کہ میری پہلی محبت تھی وہ اتنی
کمزور محبت تھی میری اتنے کمزور جذبات تھے میرے
مجھے اپنے آپ پر افسوس ہوتا تھا کہ کاش میں ایسا کر
لیتا وہ مجھ سے ڈرامہ کرتی رہی مگر میں نے نادیہ سے
حقیقی محبت کی تھی کوئی ملاوٹ یا بناوٹ نہ تھی میرے ملنے
میں اور باتوں میں کوئی فرق نہیں تھا میری باتوں میں
میری چاہتوں میں کوئی ملاوٹ نہ تھی کوئی بناوٹ نہیں
تھی میرے دل سے میرے دل سے نادیہ کی صورت
نکلتی ہی نہیں ہے ہر وقت دل کرتا تھا کہ نادیہ کی باتیں
ہوں نادیہ کی یادیں ہوں اسی کے تذکرے ہوں میری
آنکھوں سے نادیہ کی صورت کسی وقت بھی نہ بنے
میرے چاروں جانب صرف اور صرف نادیہ کی
پرچھائیاں تھیں۔

میرے خراج کا دشمن میری گواہی دے
کہ تیرا نام بھی لیتا ہوں میں دعا کی طرح
ہزار ہائیں دنیا نے جس کی مجھ کو
میں آدمی تھا مگر چپ رہا خدا کی طرح

میرا دل نہیں کرتا تھا کہ کوئی کام کرموں میں سچ
میں پاگل ہو گیا تھا گھر والے بہت دفعہ آئے مجھے لینے
کے مگر میری حالت پھر سے ویسی کی ویسی ہو جاتی تھی
اور میں گھر سے بھاگ کر یہاں آ جاتا تھا اور پھر
گھر والے بھی تنگ آ گئے انہوں نے مجھے میرے حال
پر چھوڑ دیا اور میں یہاں اس شہر میں جہاں سے نادیہ
کی یادیں ابستہ تھیں میں ادھر ہی رہتا تھا اگر کوئی کھانا
دے دیتا تو لے لیتا ورنہ نہ دے نہ بھوکا ہی اس شہر کی گلیوں
میں بازاروں میں فٹ پاتھ پر رات گزار لیتا اب تو

میری نادیہ کے عشق میں ایسی حالت ہو گئی ہے شہر کے
لوگ کلی کے بچے مجھے پتہ مارتے تھے اور سارے لوگ
مجھے پاگل دیوانہ کہتے ہیں اس کو تلاش کر رہا ہوں وہ
جیسے بچہ بھی میری محبت تھی اور میری محبت ہے وہ جہاں
بھی ہے میرا دل ضرور کہتا ہے ہے ایک دن ضرور ملوث
کر آئے گی میں اس دن کا انتظار کر رہا ہوں اور کرتا
رہوں گا۔ میری محبت میری نادیہ مجھے آنکر گلے لگائے
گی اور کہے گی کہ شاہ زیب مجھے سے غلطی ہو گئی ہے
مجھے معاف کر دو وہ مجھ سے معافی مانگ کر ساری غلطی
کا اظہار کرے گی کہ میں آپ کے ساتھ زیادتی کرتی
رہی تھی آپ کے بچے میری قدر نہیں کی میں نے
آپ کے ساتھ مداف کیا بلکہ مجھے معاف کر دو اور میں
اس کو اتنا ہی کہوں گا۔

میری جان ہوا کیا ہے
ذرا سامان نوتا ہے
ذرا سی مسکراہٹ ہی روٹھی ہے
کچھ خواب ہی تو گھر سے ہیں
کچھ خواب ہی تو نونے ہیں
کچھ خوابوں کی کرچیاں تو ہوتی ہیں

میری جان ہوا کیا ہے
کچھ وقت کی باتیں کرتے کرتے
کچھ وقت ہی تو روٹھا ہے
میرے دل کی دنیا ویران تو ہے
مگر اس میں تم ہی تو ہو جانا
میری جان مجھے تم سے محبت ہے

چاہت ہے
عقیدت ہے
میری جان بھی نچا رہے
تیرے پر جانا
بس ایک بار کہہ دو
مجھے تم سے محبت ہے
مجھے تم سے محبت تھی

کسی کے قریب میں گزریں میرے پہ حسین

شائیں

سب یاد بن کر رہ گئے یاد آنے والے
اس شہر کی روشنیاں جھلملا رہی ہیں
گہرہ نینداؤزہ کے سو گئے ہیں زمانے والے
اعمال کے بنا کوئی نہیں ہے کار ساز دنیا
بھول ہی جایا کرتے ہیں دعائیں مانگنے والے
زخمی کر گیا انگلیاں کا بچ کا وہ جام
اور مسکرا رہے ہیں منظر دل دکھانے والے
وقاص انجم جزا والہ فیصل آباد

غزل

تو نے بھی تو مجھے ٹوٹ کو جا نہیں ہوتا
تو درد تیری آنکھوں میں بھر آ نہیں ہوتا
تیرے بنا محفل بھی ہوتا ہوں میں تنہا
تنہائیوں میں بھی مگر تنہا نہیں ہوتا
تم کو بھی بد نصیبیوں میں کر لیا شامل
تیری صدا پر کاش میں لوٹا نہیں ہوتا
میری طرح سے آپ کو ڈرے کوئی درد نہ
چہرہ یوں آسوں سے ملیا نہیں ہوتا
جس وقت سوچتا ہوں میں تیرے بنا خود کو
اے جان جاں اس وقت میں پورا نہیں ہوتا
چاہت ہے ہر ارشتہ بہاروں سے بنا دوں
میں جیسا چاہتا ہوں کیوں ویسا نہیں ہوتا
تیمم میں نہ اترتی یہ اداسیاں اگر
میں درد کے بازارت میں رسوا نہیں ہوتا

قطعہ

ہم جھوٹی تسلیوں کو قرار نہیں کہتے
جو درد کو نہ سمجھے اسے بار نہیں کہتے
سمجھے گا بھلا کوئی کیسے میری چاہت کو
جسموں کی محبت کو ہم پیار نہیں کہتے

دین محمد جتوئی بولان بلوچستان

مجھے تم سے محبت رہے گی

جی قارئین یہ تھا میرے ساتھ پیش آنے والا
واقعے کے پیچھے ایک نچی داستاں جب سے لوگوں نے
اس کو مارنا شروع کیا ہے وہ بھی لوگوں کو مارتا ہے تاکہ
کوئی اس کو نہ مارے کبھی ہوش میں ہوتا ہے تو کبھی
مد ہوش ہوتا ہے کچھ پتہ نہیں چلتا اس کو اس وجہ سے
اس نے مجھے زور سے پتھر مارا تھا اور ہر بس کو روک کر
اس کے سامنے آتا ہے کہ شاید اس میں نادیہ ہو میں
نے اس سے کہا کہ آؤ میں آپ کو کھانا بھی دوں گا آپ
کے پکڑے بھی نئے دوں گا یہ کیا دیوانگی بنا رکھی ہے
کیوں ایسا کر رہے ہو اس نے کہا بس صرف انتظار
ہے تو نادیہ کا ہے اور دوسرا انتظار رہے گا موت کا مجھے
اب کسی سے کچھ نہیں کہنا وہ اب بھی اپنی محبت نادیہ کا
انتظار کر رہا ہے ابھی اپنا گھبراہٹ وار سچ کچھ چھوڑ
کر اس دنیا سے منہ موڑ کر صرف انتظار کر رہا ہوں تو
نادیہ کا اور میرا تمام قارئین اور سے التماس ہے کہ اگر
آپ کسی نادیہ نام کی لڑکی کو جانتے ہیں تو ضرور میرے
لوں پر فون کر کے بتا دینا اور اگر نادیہ کہیں پر یہ کہاں
پڑھے تو ضرور مجھ سے رابطہ کرے اگر مجھ سے رابطہ نہ
ہو بھی ہو تو پتہ چلے گا یہ شہر میں ایک بار آجائے اپنے عاشق
اپنے چاہنے والے اپنے چاہنے والے کا اپنے محبوب کا
حال ضرور دیکھ لے شاید اس کو فرار آ جائے۔

اگر کسی کو یقین نہ آئے تو میرے پاس آئے وہ
فقیر وہ دیوانہ وہ مجنوں وہ عاشق میں آپ کو دکھا دوں گا
آخر میں آپ لوگوں کی رائے کا انتظار رہے گا اس
شعر کے ساتھ اجازت چاہتا ہوں۔

میں نے سوچا تو ہر ایک سنگ پر بندہ تھا
میں نے دیکھا میرے سر پر بھی دستار نہ تھی

غزل

کب آتے ہیں پھر لوٹ کر جانے والے
ٹوٹ ہی جاتے ہیں ستارے جگمگانے والے

گلدستہ

اچھی باتیں

☆ پہلوئیں۔۔ اسلام پاک
☆ لاؤ کے نہیں۔۔ انشاء اللہ
☆ بائے بائے نہیں۔۔ فی امان
☆ تھینک یونیس۔۔ جزاک اللہ
☆ گریٹ نہیں۔۔ ماشاء اللہ
☆ آئی ایم فائن نہیں۔۔ الحمد للہ
☆ زبردست نہیں۔۔ سبحان اللہ
☆ شہداء اقبال چٹوکی

ماں

☆ موت کی آغوش میں تھک کر سو
جانی۔۔ ماں پھر نہیں جا کر تھوڑا
سا آرام پاتی ہے مائے روح کے
رشتوں کی رہ گہرائی تو دیکھو چوٹ
لگتی ہے تو ہمیشہ بچائی یہ ماں نہیں
ماکتی ہے کچھ بھی وہ اپنے لیے
بچوں کے دامن پھیلاتی ہے ماں
پیار کہتے ہیں ممتا چیز ہے کیا کوئی
ان بچوں سے جا کر پوچھتے جن
بچوں کی نگر جانی ہے ماں۔۔
☆ بہت سلی کوٹلی

اچھی باتیں

☆ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو کچھ دیا
ہے اس میں سب سے بہتر خوش
خفاقی ہے
☆ سب سے اچھا انسان وہ ہے

☆ جس سے دوسروں کو فائدہ پہنچے۔
☆ انسان بہتری کی دعا مانگنے
سے کبھی نہیں اکتاتا۔
☆ جس انسان نے خدا کی حدود
سے باہر قدم رکھا اس نے اپنے
ہی اوپر ظلم کیا۔

☆ مومن وہ ہے جس سے لوگوں
کو اپنی جان و مال کا اندیشہ نہ ہو۔
☆ مجھے اندیشہ ہے کہ شیطان
میں بے دلوں میں سے میرے
مخالف بنی برا خیال نہ ڈال دے
☆ کوئی نہیں جانتا کہ کل قیامت
کے دن کیا انجام ہوگا۔

☆ باپ کا انتقام لینے نہیں لیا
جاسکتا۔
☆ جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے وہ
انتقام نہیں لیا کرتا۔
☆ غریبوں کے ساتھ دینی رکھ
اور امیروں کی مجلس سے دور رہو۔

☆ جو امیروں کے دروازے پر آیا
فتنہ میں پڑا اور جس قدر اس کے
نزدیک بولا اتنا ہی خدا سے دور ہوا
☆ خوش کلامی بہت کی اور بد
کلامی دوخ کی نشانی ہے
☆ وعدہ کرنا قرض ہے یہی جس
طرح قرض ادا کرنا فرض ہے اسی
طرح ہی وعدہ پورا کرنا بھی
ضروری ہے۔

☆ حق تعالیٰ اللہ سے جنت سے اور
لوگوں سے قریب ہے مگر دوخ
سے دور ہے۔
☆ عقل مند بولنے سے پہلے
سوچتا ہے اور بے وقوف بولنے
کے بعد

☆ تنظیم محاسن ڈوگر سوال
الطیفہ

☆ ایک ڈرائیور جس جنت تیز چلا رہا
تھا اچانک ڈرائیور نے زور زور
سے ہنسانا شروع کر دیا لوگوں نے
ہنسنے کی وجہ پوچھی تو وہ ہلکلکھا کہ
گنہگار میں تو یہ سوچ کر ہنسا ہوں
کہ جب پاگل خانے کے ڈاکٹر کو
علم ہوگا کہ میں پاگل خانے سے
بھاگا ہوں تو کتنا مزہ آئے گا۔

☆ ایک مالدار جو جوان سے بھکاری
سے پوچھا سادہ بات کہاتے ہیں
پچھلے سال آپ نے دس روپے
دیئے اس کے بعد پانچ روپے
دینے لگے اور اب صرف ایک
روپیہ دینے لگے بولو تو جوان کہنے
لگا بھئی پچھلے سال میری شادی
ہوئی تھی اب میں دو بچوں کا باپ
ہوں بھکاری سوچ کر بولا اچھا
آج کل میرے دو روپے سے

اے اللہ

اے اللہ تو اسے علم غیب اور مخلوق پر اپنی قدرت کی بدولت مجھے زندہ رکھ جب تک تو سمجھتا ہے کہ میرے لیے زندہ رہنا بہتر ہے اور مجھے موت سے جب تک تو سمجھتا ہے کہ میرے لیے موت بہتر ہے اے اللہ اور میں غیب اور حاضر میں تجھ سے ڈرتے رہنے کا سوال کرتا ہوں رضا مندی اور غضب کی حالت میں حق بات کہنے کی توفیق دے دیتا ہوں محتاجی اور غنی میں میانداری کا سوال کرتا ہوں نہ تم ہونے والی نعمت مانگتا ہوں نہ منقطع ہونے والی آنکھوں کی ٹھنڈک مانگتا ہوں تقدیر کے فیصلے پر راضی رہنے کا سوال کرتا ہوں موت کے بعد اچھی زندگی کا طلبگار ہوں تیرے چہرے کی طرف دیکھنے کی لذت کا آرزومند ہوں تیری ملاقات کا شوق رکھتا ہوں بغیر کسی نقصان پہنچانے والی تاکید کرتا ہوں اور بغیر گمراہ کرنے والے فتنے کے اور اتنے اللہ تو ہم کو ایمان کی زینت سے مزین کر دے اور ہم کو ہدایت یافتہ لوگوں کا رہنما بنادے آمین۔

مسکراہٹیں

ایک سرورسورپے والے فوت کا نمبر اپنے موبائل سے ڈائل کر رہا

☆ گفتگو چاندی ہے اور خاموش رہنا سونا۔

☆ تمہارا اپنے بھائی سے ملنا بھی صدقہ جاریہ ہے۔

☆ درود پاک پڑھنے والے کو آخرت میں تاج پہنایا جائے گا۔

☆ عاجز انسان ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا دوست ہوتا ہے۔

☆ اخلاق ایک ایسی چیز ہے اس میں کوئی خرچ نہیں ہوتا۔

☆ مسکراہٹ ایک ایسا پھول ہے جو کبھی نہیں مرجھاتا۔

☆ موت اک بے خبر ساتھی ہے جو جانیدار اور جاگیریں مت بناؤ وہ تمہارے ہو کر رہ جائیں گے۔

☆ انسان کی شخصیت کا اندازہ محفل اور سخنرمان پر ہوتا ہے۔

☆ احساس کی دولت ہر کسی کو میسر نہیں ہوتی ہے۔

☆ آنسو اس وقت مقدس ہوتا ہے جب دوسرے کے دکھ میں بہتا ہے۔

☆ کسی دوست کو بار بار مت آریاؤ ہو سکتا ہے وہ کسی مجبوری سے یہ بات آپ کی آزمائش پر پورا نہ اتر سکے۔

☆ اچھا دوست جتنی بار روٹھے اسے مٹا لو کیونکہ ایسا وقت بار بار نہیں ملتا۔

سید ہمر از مظفر آباد

اپنے بچوں کی پرورش کر رہے ہو ڈر پوک

اک آدمی نے اماں کیا میری سائیکل جس کسی نے چالی ہے

شام تک واپس کر دے تو میں وہی کروں گا جو میرے والد جی نے

کیا تھا شام تک ایک آدمی نے سائیکل لا کر دے دی اور پوچھا

کہ آپ کے ابو جی نے کیا کیا تھا تو اس آدمی نے کہا کہ دوسری

سائیکل خرید لی تھی۔ مسکرائیں

ایک دیہاتی کا گدھا گم ہو گیا وہ ڈھونڈ ڈھونڈ کر تنگ آ گیا تو ایک

درخت پر چڑھ گیا اتنے میں درخت کے نیچے ایک لڑکی اور

ایک لڑکا آئے بیٹھ گئے لڑکا لڑکی سے کہنے لگا تمہاری آنکھیں اتنی خوبصورت ہیں کہ ان میں مجھے

سارا جہان نظر آتا ہے دیہاتی فوراً بولا یار میرا گدھا گم ہو گیا ہے وہ

دیکھ کر بتاؤ کہ کہاں ہے سید ہمر از مظفر آباد

اچھی باتیں

☆ ہر شرمیلی انسان حسن سے زیادہ ہوتی ہے۔

☆ رونا دل کو روشن کرتا ہے ہر دنیا میں سب سے خطرناک

غصہ جاتی ہے۔ ہر کسی کا دل نہ دکھاؤ کیونکہ تم بھی دل رکتے ہو۔

تہ ایک اور پنجابی نے پوچھا کہ آپ کیا کر رہے ہیں تو اس نے کہا کہ چیک کر رہا ہوں کہ قائد اعظم تو مر گیا اس کی تم کون استعمال کر رہے۔

ایر اوپلی عرف ندیم عباس
اچھی بات

ایک بزرگ نے دیوار پر بڑا سا سفید کاغذ لگایا اور اس پر ایک کالے ماکر کا نقطہ لگا دیا پھر سامنے بیٹھے ہوئے لوگوں سے پوچھا کہ یہ تمہیں کیا نظر آ رہا ہے لوگوں نے کہا کہ کالہ نقطہ بزرگ نے لگا دیا کہ کمال سے اتنا بڑا کاغذ نظر نہیں آتا اور ایک چھوٹا سا نقطہ نظر آ گیا ہے یہی حال سے سب لوگوں کا کسی کی ساری زندگی کی اچھائیاں نظر نہیں آتیں اور کسی کی ایک برائی بھی نظر آ جاتی ہے ذرا غور کرو قارئین یہ ایک چھوٹی سی مگر بہت کام کی بات ہے۔

ایر اوپلی عرف ندیم عباس

فرمان حضرت علی

اگر تمہارے اعمال اور کردار سے اللہ کی مخلوق خوش ہے تو سمجھ لو کہ تمہارا رب تم سے راضی ہے۔ دو چیزیں ایسی ہیں جن کے لیے خون کے آنسو بھی رویا جائے تو تم سے جوانی کی موت اور دوسری اچھے دوست کی جدائی۔ جانور خواہش اور فرشتے میں عقل

ہوتی ہے مگر انسان میں دونوں ہوتی ہیں اگر عقل دباے تو جانور اور اگر خواہش دباے تو فرشتہ۔

سلام دنیا کا سب سے خوبصورت پودا ہے محبت کا ہوتا ہے اور جو دلوں میں اگایا جاتا ہے۔

گڑیا جودری سے نور

حضرت علیؓ کی نصیحت

ایک شخص حضرت علیؓ کے پاس آیا اور اپنی ضرورت پیش کی حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تو جائز نہیں وہ اپنے مقصد میں ناکام ہوا اور غضبناک ہو کر چل دیا حضرت عمرؓ نے اسے بلایا اور اسے خیال ہوا کہ شاید اب ان کی رائے بدل گئی ہے اب میری ضرورت پوری ہو جائے گی وہ واپس آیا تو حضرت عمرؓ نے اسے فرمایا جب دنیا کی کسی چیز کو دیکھو وہ تم کو پسند آئے تو موت کو یاد کر لیا کرو اس سے چیز کی وقت ختم ہو جائے گی اور جب دنیا کی کسی چیز سے تمہیں تم ملے تو تب بھی موت کو یاد کر لیا کرو اس سے وہ تم کا ہو جائے گا جاؤ یہ نصیحت اس چیز سے بہتر ہے جس کا تم مطالبہ کیا کرتے ہو۔

ابراہیم رائس گلومینڈی

سہرے اقوال

گناہ سے ہر وقت بچو یا خصوص تنہائی میں گناہ سے بچو کیونکہ اس گناہ کا گواہ خود اللہ ہوگا۔

رزق کے پیچھے انا ایمان خراب نہ کرو دیکھا کہ روزی انسان کو ایسا تلاش کرتی ہے جیسے مرنے والے کو موت۔

اپنی زبان کی تیزگی اس ماں پر مت آزماؤ جس نے تمہیں بولنا سیکھایا۔

لفظ انسان کے غلام ہوتے ہیں مگر بولنے سے پہلے اور بولنے کے بعد انسان اپنے لفظوں کا محتاج ہو جاتا ہے۔

نوشہ کرو کہ دنیا تم سے نہ رہے گی تنگدستی جب تک پانی میں تیرتی ہے تو خوب تیرتی ہے لیکن جب پانی تنگدستی میں آتا ہے تو وہ ڈوب جاتی ہے۔

خضر حیات علیہ السلام

آئینہ

آئینہ جلتی ہے تو زمانے بھری میاں اسے اندر سمو لیتی ہے اور اٹھتی ہے تو راہگیروں کو بھی گلزار بنادیتی ہے کھلتی ہے تو زمانے بھر کے رازوں کو کھول دیتی ہے دہشتی ہے تو سمندر کی گہرائیوں سے موتی نکال لیتی ہے سحرانی ہے تو کائنات کی ساری معصومیت اسے اندر سمو لیتی ہے روتی ہے تو عرش معلیٰ کو بابا دیتی ہے بندہ ہوتی ہے تو دنیا بھر کے سکھ اسے اندر سمو لیتی ہے جتنی ہے تو دنیا کے غم کو سہہ جاتی ہے۔

ایم ناصر جونیہ چوک میترا

زندگی

زندگی کپی میزنی وہ فائل سے جو ایک نہ ایک دن ذلیل ہو جائے گی۔
زندگی کا کھلاڑی ایک نہ ایک دن ضرور غرور اخیل کے ہاتھوں کلین بولڈ ہوگا۔

زندگی وہ خون لائن ہے جو ایک دن ضرور رکت جائے گی۔
زندگی وہ کرنٹ ہے جس کا فیوز ایک منظر و راز جائے گا۔
خضر حیات مجھے تو لایا نہ اچھل

اقوال و روایتیں

ایک شخص نے کسی سے پوچھا کہ کون ہے۔

اس نے جواب دیا ہو میں جس کو ہمارے پیارے نبی ﷺ نے لگا جس نے بانئیں لاکھ مربع میل غیر مسلم کے علاقے پر اسلام کا جھنڈا لہرایا جس کے لیے نبی پاک ﷺ نے فرمایا اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ میں ہوتا جس کے دلچیز کر شیطان نے راستے بدل لیتا تھا۔

جس کی بہادری پر یہودی یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ اگر تم نے دس سال حکومت کرتا تو پوری دنیا پر اسلام کی حکومت ہوتی۔
انا شاہد محمود خضر حیات روڑا اچھل

اچھی بات

ہم اپنی زبان کی محتاس سے لوگوں کے دل جیت لو

ہم اپنے والدین کا اس طرح خیال رکھو جس طرح انہوں نے بچپن میں ہمارا رکھا تھا۔
ہم جو ہم دن بھر سوچتے ہیں وہ بی بن جاتے ہیں اس لیے اپنی سوچ کو بلند رکھو۔

ہم جس دن انسان اپنے اندر چھپی صلاحیتوں کو جان لیتا ہے اس دن سے ہی کامیابی اس کا مقدر بن جاتی ہیں۔
سمیع خان لید

ذرا مسکرائیے

ایک شخص تمام دن اپنی بکری کو تلاش کرتا رہا مگر ہمیشہ نہ ملی راست کو نہ کھنک نہ گھر لوٹا وہ دیکھا کہ بکری گھنا ٹوپ اندر چبے رہی ایک کونے میں کھڑی تھی اس شخص کو بہت غصہ آیا اور پھر اس نے بکری کو ذبح کر دیا گوشت کھا بھی کھایا اور محلے والوں کو بھلایا جب صبح اٹھ کر دیکھا تو بکری ایک کونے میں کھڑی تھی مگر کتا غائب تھا

میدان الجبار رومی چوبنگ لاہور

کام کی بات

وقت سے پہلے ہی اپنی بات کی کوئی قدر نہیں کرتا انسان جو مانا ہو تو اس کی سوچ بڑی ہوتی چاہئے انسان کو بڑا ہونے میں وقت درکار ہوتا ہے لیکن سوچ کبھی بھی بڑی نہیں ہو سکتی۔

فریم شہزاد آزاد کشمیر

بے قراری

ہم انسان تھکے نادان ہوتے ہیں جب تک دل کا قرار اپنے قابو میں ہوتا ہے ہم اسے منانے کے لیے بھرے ہیں ہیرا تختی ہوئی نگاہ ایک ہی منزل ہوتی ہے کوئی دلبر کوئی محبوب اور جب وہی دلبر سے ہمارا سکون قرار لے اڑتا ہے تو پھر ہم اس کی یاد دہانی دیتے ہیں۔

سہری باتیں

چاندنی آسمان اور میرے پر بھی اعتبار نہ کرو کیونکہ جو چھپتی میں آجائے وہ لازمی ختم ہو جائیگی۔

ہم وہ لوگ کسی کے نہیں ہوتے جو دوست اور رشتے کو لباس کی چرچ بدلتے رہتے ہیں۔

ہم اگر تم سے کوئی پوچھے بتاؤ زندگی کیا ہے تو پتیلی پہ ذرا سی خاک رکھنا اور اڑا دینا۔

ہم اس چراغ کی طرح دیو بادشاہ کے محل میں بھی اتنی ہی روشنی دیتا ہے جتنی کسی عریب کی جھونپڑی میں۔ ہمارا آپ کے پاس دینے کے لیے کچھ نہ ہو تو اپنے ہونٹوں کی مسکراہٹ تجا لہر یقیناً یہ تحفہ ہر چیز اے قیمتی ہے۔

عبدل الجبار رومی انصاری چوبنگ

کردار

انسان کا کردار گلاب کی مانند ہوتا ہے اگر ایک بار شاخ سے ٹوٹ

جائے تو دوبارہ جڑ نہیں سکتا جب تک چھون شاخ سے جڑا رہتا ہے تب تک اس میں رنگ اور خوشبو وجود رکھتی ہے جو اس کے حسن و سحر میں اضافہ کرتی ہے مگر جب وہ شاخ سے جدا ہو جاتا ہے تو رنگ و خوشبو کھو دیتا ہے اس طرح ہی انسانی کردار جب تک پاکیزہ اور سچا رہتا ہے تو دنیا کی چیزوں سے قیمتی ہوتا ہے لیکن جب وہ اپنی سچائی کھو دیتا ہے تو دنیا کی کم تر چیزوں سے ارازاں ہو جاتا ہے

بیانت کا میعار

ایک مرتبہ حضرت عمر فاروقؓ اپنے غلام کے ساتھ مدینہ منورہ میں رات کو گوشت کر رہے تھے کہ ایک مکان سے کچھ آوازیں سنیں ایک عورت اپنی لڑکی سے کہہ رہی تھی کہ دودھ میں تھوڑا سا پانی ملا دو لڑکی نے کہا کہ میرا المؤمنین نے کہا کہ دودھ میں پانی ملا کر فروخت کرو عورت نے کہا بی بی اب یہاں کوئی نہیں ہے تم دودھ میں پانی ملا دو لڑکی بولی اماں جان یہ بات دیانت کے خلاف ہے ہر روز تو ان اطاعت کی جائے اور غائبانہ خیانت یہ گفتگو سن کر حضرت عمر فاروقؓ بہت ہی متاثر ہوئے لڑکی دیانت داری اور اس کی حق گوئی پر خوش ہو کر بعد میں اپنے بیٹے عاصم کی اس سے شادی کر دی۔

خیانت علی کوئی



جن کا کوئی مرجاتا ہے ان کے پاس سوگ منانے کے لیے تو واضح جواز ہوتا ہے۔ لیکن ہولوگ اپنی ادا اس صورتوں کی کیا وضاحت پیش کریں جن کے زندہ بھی دوں جیسے ہیں۔

گناہ

جب کوئی بندہ گناہ کرتے وقت اپنے دروازے بند کرتا ہے پردے ڈال لیتا ہے اور مخلوق کی نافرمانی کرتا ہے تو حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے ابن آدم تو اپنی طرف دیکھنے والوں میں سب سے زیادہ مجھ ہی کو کمتر سمجھتا ہے مخلوق کے برابر بھی شر نہیں آئی

سیدہ امام علیؓ

کچھ رنگ کھڑے ہیں

☆ ہر خوبصورت چیز حاصل کرنے کی کوشش نہ کرو کیونکہ چاند تارے آسمان کی خوبصورتی کے لیے ہوتے دامن بھرنے کے لیے نہیں ہیں ☆ زندگی کی ان الجھنیں شرارتوں کو ہم کر دیتی ہے اور ہم تجھے ہیں کہ ہم بڑے ہو چکے ہیں۔ ☆ احساس کی بات ہے کہ جسم میں روح ہے تو آدمی اس سے

نہیں ڈرتا ہے اور جسم سے روح نکل جائے تو آدمی اس سے ڈرتا ہے حالانکہ مردہ آدمی تو کچھ بھی نہیں کر سکتا۔

☆ یہ سوچ کر نہیں کہ ہماری خواہشات پوری نہیں ہوتی بلکہ یہ سوچ کر کہ ہم بہت زیادہ گناہگار ہیں ہو سکتا ہے کہ گناہوں کے مالا سے نکلا کوئی آنسو تیری مغفرت کا سبب بن جائے اور تیری آخرت سنور جائے۔

سیدہ امام علیؓ کیوں

اقوال زریں

☆ اپنی فسی کو مٹا لو تو بلند ہو جاؤ گے کی عظمت کو بری نظر سے نہ دیکھو اس لیے کہ تو بھی عزت رکھتا ہے۔

☆ تکبر سے بچو اس لیے کہ یہ انسان کو فنا کرنے والی چیز ہے۔ ☆ اے انسان اگر کچھ بننا چاہتا ہے تو وقت کے ایک ایک لمحے کی قدر کر

☆ اتنے ست نہ بنو کہ وقت تمہیں قدموں تلے روند کر گزر جائے۔ ☆ والدین کی طرف پیار بھری نظروں سے دیکھنا بھی عبادت ہے

☆ عاجز ترین وہ شخص ہے جس کا کوئی دوست نہیں۔ وقت ایک خاموش سمندر ہے جو انسان کی ہر خواہش کو ختم کرتا ہے

☆ جن گناہوں سے رزق بند ہو جاتا ہے وہ زنا ہے۔
بنام مطلب جلوہ خوارانی

خوبصورت بات

ایک آرٹسٹ کو دل کی تصویر بنانے کو کہا گیا اس نے حسین گھر بنایا اور اس میں چھوٹا سا خوبصورت پیارا سا دروازہ لگایا جس کا لاک نہیں تھا کسی نے پوچھا کہ لاک کیوں نہیں لگایا تو آرٹسٹ نے خوبصورت جواب دیا کہ دل کا دروازہ اندر سے کھلا جاتا ہے باہر سے نہیں۔

سنہری باتیں

☆ اللہ کے بہترین بندے وہ ہیں جن کو دیکھ کر اللہ یاد آئے۔
☆ ایسوں کی کوئی بات بری لگے تو خاموش رہو اگر وہ اپنا سے تو سمجھ جائے گا اور اگر نہ سمجھے تو تم سمجھ لینا کہ وہ تمہارا اپنا نہیں۔

☆ کوئی بولی چیز کی بیوی یا نوٹے ہوئے لوگ ان کی سستی ہی محبت اور توجہ سے کیوں نہ ہوتا جائے وہ بھی پہلے جیسے نہیں رہتے پاتے ان میں بہت سے کامیاں اور نقاش رہ جاتے ہیں جو کبھی دور نہیں ہوتے۔

☆ محبت ایک لافانی جذبہ ہے جو زماں و مکاں کی قید سے آزاد ایک شوریدہ سر دریا کی مانند اپنی راہ میں آئی ہر رکاوٹ اور ہر شے کو بہا

کے لے جاتا ہے۔

محمد زہیر شاد ملتان

بات ہے سمجھنے کی

فتح خرگوش کے پیروں میں مردکی دماغ میں عورت کی زبان میں ہوتی ہے۔

ہر شے کی زکوٰۃ ہوتی ہے عقل کی زکوٰۃ نادانوں کی زبان میں ہوتی ہے۔

کسی کی مدد کرتے وقت اس کی چہرے کی جانب مت دیکھو اس کی شرمندہ آنکھیں تمہیں مغرور نہ کر دیں۔

ماضی بھی واپس نہیں آتا اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ہمارا مستقبل ہمیں کھوٹی ہوئی چیزیں واپس دے دیتا ہے۔

خدا سے اپنی خواہش پوری نہ کرنے کا رونا مت رو پہلے یہ دیکھ لو کہ کیا تم اس چیز کے قابل ہو یا نہیں۔

سیدہ الامام علی راولپنڈی

اچھی باتیں

☆ خوبصورتی علم و آداب میں ہوتی ہے لباس میں نہیں۔

☆ آنسو بہانا ہلکی روشن کر دیتا ہے حیا اور کم بولناخت کی نشانیاں ہیں

☆ زبان ایک خنجر ہے کس انسان کی زبانی اس کی کمزوری کو ظاہر

کرتی ہے کیوں کہ پانی سے نرم کوئی چیز نہیں ہوتی لیکن اس کی طاقت انسانوں چٹانوں کو زیرہ کر دیتی ہے۔

☆ آنسو کا ہر قطرہ دنیا کی ہر چیز سے مہنگا ہے لیکن کوئی اس کی قیمت اس وقت تک نہیں جان سکتا جب تک اس کی اپنی آنکھوں سے نہ نکلے۔

محمد عباس جانی اے ایس

تنبہائی

جانے کیوں لوگ تنہائی پسند نہیں کرتے ہیں لیکن مجھے تنہائی بہت پسند ہے کیونکہ یہ میرے دوست کا دیا ہوا ایک خوبصورت تحفہ ہے جسے میں بھی قبول نہیں کر سکتا تنہائی کا یادوں کے ساتھ بہت بڑا تعلق ہے کیونکہ تنہائی نہ ہوتی تو کوئی تنہا کو یاد ہی نہیں کرتا۔

☆ تنہائی عارفانہ لاک چٹن

بکریاں

☆ بکریاں باریں نے اسے دیکھا تو میرے اندر ایک عجیب سی کیفیت کے ہم ایسی کیفیت کہ جس کا کوئی نام نہیں تھا کوئی مقام نہیں تھا لیکن رفتہ رفتہ اس کیفیت نے اپنی مستقل جگہ بنانی شروع کر دی چاہے وہی جگہ کی جو کہ محبت سے محبت کرنے والوں کے درمیان ہوتی ہے اور انعام سے بے خبر انہیں دنیا کی ہر چیز

حسین نظر آتی ہے ایسا کیوں ہوتا ہے کیوں ہم چند لمحوں کی خوشی کی خاطر عمر بھر کے غم پالیتے ہیں بڑے بڑے خواب بنا لیتے ہیں کیوں آخر کیوں کبھی کسی نے نہیں سوچا عثمان غنی عارفِ نوال

حقیقتیں

☆ چاند کی چاندنی کے بغیر رات بیکار ہے اور تم کے بغیر ذہن بیکار ہے جس شخص میں برداشت نہیں ہے سمجھ لو اس میں صبر بھی نہیں ہے بلکہ مضبوط ایمان ہر مشکل کو آسان بنا دیتا ہے

☆ اگر کچھ سیکنا چاہتے ہو تو پھر ہر گھڑی ہر لمحہ ہر بل خشک رہو خوب صورتی اور بد صورتی کا معیار ہر آدمی کی عظمت پر ہے۔ جب تک کام کرتے وقت مذہب و ملت کا خیال مت چھو۔ ہاتھ پر چاند لکھ کر چاندنی کی امید ہے ہوتی ہے۔ پوری دنیا تمہارے فتح کی جا سکتی ہے مگر دل صرف محبت سے جیتے جاتے ہیں۔

☆ سمجھو بونے سے گونگا ہونا بہتر ہے۔ اتحاد و اتفاق جنگ یا باہمی جھگڑے کا مہلک نتیجہ ہے۔ عورت اور گھر لازم و ملزوم ہیں کوئی گھر وجود زن کے بغیر مکمل

نہیں پاسکتا اور کوئی بھی عورت گھر کے بغیر مکمل نہیں کھاسکتی۔ عورت گھر کا چار دیواری یا قید خانہ نہیں بھرتی بلکہ عورت گھر کو جنت تصور کرتی ہے جہاں اسے اطمینان و سکون ہوتا ہے۔

☆ ہر وہ عورت حسین دکھائی دیتی ہے جو گھر کے کام میں کھوئی ہوئی ہوئی ہے۔ عورت کے بغیر گھر جہنم جہنم گھر میں عورت نہیں وہ جہنم جہنم ہے۔

خلیل احمد ملک شدائی شریف

گلدستہ

☆ خواہشات کو دبانے اور مشاقت پر قابو پانے سے انسان کا کردار مضبوط ہوتا ہے۔ جہاں ہمیشہ سکون رکھنے چاہئے کیونکہ کچھ لوگ دستک کے قائل نہیں ہوتے اور صدا دیے بغیر ہی لوٹ جاتے ہیں۔

☆ بعض اوقات لفظوں سے زیادہ خاموشی میں وضاحت ہوتی ہے۔ جانے والا جب لوٹتا ہے تو بدل چکا ہوتا ہے پھر انتظار کرنے والا اسے مقام پر نہیں ہوتا۔ اگر کسی نے ہنستے ہوئے دیکھو تو یہ مت سوچو کہ اسے کوئی غم نہیں ہو سکتا کہ وہ اپنے غم کو چھپانے کے لیے ہنس رہا ہو۔

حرارِ رمضان احقر آباد

گلدستہ

☆ اوگ باری کے در سے کھانا تو چھوڑ دیتے ہیں مگر خدا سے در کے گناہ نہیں چھوڑتے۔ محفل میں اپنی زبان کی حفاظت کرو۔

☆ ہر ایک کی بات ضرور سنو مگر فیصلہ خود کرو۔

☆ اگر تم اس دنیا میں آنے کی مانند صاف و شفاف بھی بنا لو یہ دنیا تب بھی تمہیں نہیں چھوڑے گی۔

☆ اگر کسی کو دعا نہیں دے سکتے تو اسے بد دعا بھی مت دو۔

غصہ

☆ غصہ انسان کو آتا ہے تو حسبِ عادت یہ انسان کو حیوان بنا دیتا ہے اور چند منٹ تک ہوش و عاقل جاتے رہتے ہیں انسان غصہ میں بہت کچھ غلط بول دیتا ہے چند منٹ بعد یہ غصہ تو ختم ہو جاتا ہے مگر انسان کے لیے شرمندگی ہمیشہ کے لیے چھوڑ جاتا ہے۔

☆ غزوالہ شہنشاہ دنیا پور

پیاری ماں

☆ آج مجھے اپنی ماں کا پیار بہت ہی یاد آ رہا ہے آج میرا دل بہت ہی اداس ہو رہا ہے ماں کے بغیر جب کوئی مجھ پر دکھاتا ہے تو مجھے میری ماں یاد آتی ہے اور دکھ کے لمحوں میں ماں کے قدموں سے مجھے

جنت کی خوشبو آتی ہے۔

اور ماں تو رب کریم کی طرف سے
دی ہوئی ایک نعمت عطا کی ہوئی
ہیں۔

آج میں اپنی ماں کی یاد میں ہی
اس لفظ سے محروم ہوں آج اس
دنیا میں ہی مستولی اکیلا رہ گیا ہے
ماں کے بغیر زندگی ادھوری رہے
گی میں آج مستوفی سحر آؤں کی
راہوں میں بھٹک رہا ہے آج بھی
ماں کی یاد میں زندگی اکیلے ہی
گزار رہا ہوں۔

سرورِ اقبال اقبال مستورنی

لفظوں سے موتی

☆ اپنے اللہ کو نہ بتاؤ کہ مشکل کتنی
بڑی ہے بلکہ اپنی مشکل کو نہ بتاؤ کہ
میرا اللہ کتنا بڑا ہے

☆ دو دوسروں کے ساتھ ایسا سلوک
نہ کرو جس سے وہ دوسروں کے
ساتھ یہاں رویہ نہ ہو کہ میرے

☆ ہمیشہ یہ سوچ کر جو کہ میرے
اللہ نے جو کچھ مجھے دیا ہے وہ سب
اس کی رحمت ہے اگر وہ میرے

اعمال کے بدلے دیتا تو میرے
پاس آج کچھ بھی نہیں ہوتا۔

☆ ہمیشہ مانگتے رہو کیونکہ ممکن اور
ناممکن صرف تمہاری سوچ ہے اللہ
کے لیے تو کچھ بھی ناممکن نہیں ہے

کائنات میں جتنا جلدی رب
راضی ہوتا ہے کوئی بھی نہیں ہوتا۔

☆ جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے وہ

کبھی بدل نہیں لیتا۔

☆ بزرگوں کی محفل میں جہاں
جگہ ملے پیٹھ چایا کرو۔
شہر مانوں فتح جنگ۔

نعت رسول مقبول

جہاں میں اسلام پہنچانے والے

سچ کی رہ بتانے والے

کوئی ظلم کی رو نہ لے

ہر اک کو بتانے والے

مفلس و نادار ملا جو

اس کو سینے سے لگانے والے

محاجروں انتظار جو ٹھہرے

ان کو بھائی بنانے والے

محبوب خدا میں افضل

خیر الرسل کہلانے والے

محمد افضل الانساری جو ہنگ

کل اور آج

ذرا غور سے پڑھنا دوستو

کل۔ لوگ قح کو نماز کے لیے

اٹھتے تھے

آج۔ چائے کے لیے صبح

سویرے ہی اٹھتے ہیں۔

کل۔ لوگ صبح قرآن پاک کی

تلاوت کرتے تھے۔

آج صبح کو اٹھ کر موبائل اٹھاتے

ہیں اور ایسی ایم ایس پڑھتے ہیں

کل۔ لوگ دینی کے لیے محنت

کرتے تھے۔

آج۔ لوگ دولت کو حاصل کرنے

کے لیے محنت کرتے ہیں۔

کل۔ لوگ عبادت میں مصروف

رہتے تھے۔

آج۔ میوزک اور موزیک میں
مصروف رہتے ہیں۔
کل۔ عورت ٹھہر کی زینت تھی۔

آج۔ بازار اور درباروں کی

زینت ہے۔ آصف دکنی۔

ہنسنا منع ہے

۱۔ لڑکی: آج بہت پرانم ہو گئی ہے

امی نے مجھے تمہارے ساتھ

بانٹک پر بیٹھے دیکھ لیا تھا۔

لڑکا: مارا تو نہیں ہے نہیں امی نے

لڑکی نہیں مارا تو نہیں بس کا کرایا

واپس لے لیا ہے۔

۲۔ لڑکی: جانو کیا میں تمہارے

سپنوں میں بنی ہوں۔

لڑکا: نہیں تم میرے سپنوں میں

نہیں آتی ہو۔

لڑکی وہ کیوں۔

لڑکا کیونکہ میں روزانہ رات کو

ایت لکری پڑھ کر سوتا ہوں۔

۳۔ ایک لڑکا لڑکی فری میں

گھومنے گئے۔ لڑکا یہ پہاڑ ہے

جہاں انسان اپنا نام لے تو جواب

میں پھر اس کی اور کا نام آتا ہے۔

لڑکا زور سے اپنا نام لیتا ہے وہ اب

پہاڑ سے آواز آتی ہے۔ سیما۔

لڑکی یہ سن کر بہت خوش ہوتی ہے

پھر وہ لڑکی زور سے پکارتی ہے۔

سیما۔

پہاڑ سے آواز آتی ہے۔ اسد

عثمان۔ کاشف۔ ریحان۔

جواب عرض 200

گلدستہ

۔ باب۔ اور لڑکا سن کر بے ہوش ہو جاتا ہے۔

محمد آصف دہی شجاع آباد

امن

استاد۔ پاکستان میں امن کیوں نہیں قائم ہوتا۔

شاگرد۔ ہمارا جھنڈا ہی الٹا ہے۔

استاد۔ وہ کیسے۔

شاگرد۔ سفید رنگ امن کا ہوتا ہے اور ہر رنگ قوم کا ہوتا ہے۔

امن کو تو ہم نے ڈنڈا دیا ہوا ہے اور اگر یہی ڈنڈا ہم قوم کو دیتے تو آج امن ہوتا۔

اے ایم وقاص احمد لاہور

فکاریاں

ایک لڑکی نے لڑکے سے کہا کہ تم میرا کب تک ساتھ چاہتے ہو۔

لڑکا رو دیا اور اپنے آنسو کا ایک قطرہ دریائے سندھ میں گرا دیا اور کہا

کہ جب تک تم اس آنسو کو سمندر سے ڈھونڈ نہ لاؤ۔

اس پر سمندر بھی رو دیا اور بولا کہ اے لوگو تم اتنی فکاریاں کہاں

سے دیکھ کر آتے ہو۔

اے ایم وقاص احمد لاہور۔

زندگی

مس نے ساحل سمندر پر ایک بچے کو دیکھا جو ایک کشتی پر نظر

جمائے ہوئے ریت کے گھر وندے بنانے میں مشغول تھا

اچانک لہریں سی انھیں اور کشتی

ڈنگر گانے لگی بے چین صدا نہیں بلند ہوئی بچہ کھلکھلا کر ہنس پڑا اس

کے گالوں پر پڑنے والے ڈمپل دیکھ کر میں نے سوچا یہی تو زندگی

ہے۔ ستے میں ایک لہریں اٹھی اور گھر وندا بہہ گیا۔ بچے کی موٹی موٹی

آنکھوں میں اپنی کی لہریں اٹھ آئیں اور تنک میں نے سوچا کہ

نہیں زندگی تو یہ ہے۔

یاسر ملک مکان چنڈا انک

پھول

کسی نے پھول سے پوچھا کہ اے پھول مجھے یہ تو بتا تو کیوں کھلتا

رہا۔ تو نے تو دی سب کو خوشبو تجھے کیا ملتا رہا۔

پھول نے مسکرا کر کہا کہ ابھی تو نادان ہے جیون کے سچے پیار

سے ابھی تو اچان ہے دینے کے بدلے کچھ لینا یہ تو ایک کاروبار

ہے اور جو دے کر بھی پھول نہ مانگے وہ ہی تو سچا پیار ہے۔

یاسر ملک مکان چنڈا انک

انسان اور گدھا

ایک شریر طالب علم کو ذانتہ ہوئے استاد نے کہا کہ میں نے

گدھوں کو انسان بنا دیا ہے لیکن معلوم نہیں تمہارا ضمیر کس مٹی کا بنا

ہوا ہے قریب ہی سے گزرے ہوئے ایک مزدور نے سن لیا سمجھا

استاد صاحب گدھوں کو انسان بنانے کا گر جانتے ہیں وہ استاد

صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ ہم بہت ہی غریب

ہیں ہمارے پاس صرف ایک ہی گدھا ہے اگر آپ اس کو انسان بنا

دیں تو ہم آپ کے بہت شکر گزار رہیں گے۔ ہمارا بچہ لوگ آپ کو

بہت دعا میں گئے استاد صاحب سمجھ گئے اور کہا مرغا پھنس گیا ہے

کہنے لگے گدھا یہاں چھوڑ جاؤ اور مصالحت وغیرہ کہنے کا مطلب پانچ

سو روپے بھی۔ ایک ہفتے بعد تیار ہو جائے گا مزدور نے پانچ سو

روپے اور گدھا استاد صاحب کے حوالے کیا اور چلا گیا ایک ہفتہ بعد

آیا اور پوچھا کہ ہمارا انسان کہاں ہے استاد صاحب نے کہا صبر کرو

ابھی آجاتا ہے تھوڑی دیر بعد سامنے سے ایک سردار آگیا

استاد نے اشارہ کیا تو مزدور نے پچھلے سے جا کر اس کا کان پکڑ لیا

سردار نے لات ماری مزدور دو روٹیاں کر کر گرا جب ہوش سنبھالا تو بولا کہ

تمہاری صرف شکل بدلی ہے مادہ نہیں۔ محمد صفدر دہی گلستان

کالونی۔

حکایت

مولانا رومی رحمۃ علیہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ایک بار وضو

کے بعد موزے سننے کا قصد فرمایا لیکن دیکھا کہ اچانک آپ ﷺ

کا موزہ ایک عقاب اڑا کر لے گیا آپ ﷺ نے دیکھا کہ عقاب

جواب عرض 201

گلدستہ

نے موزے کا منہ زمین کی طرف
کیا ہوا ہے جس سے ایک سیاہ
مانبہ کرا اس عمل کے بعد عقاب
نے موزہ رسول اللہ ﷺ کی
خدمت میں پیش کر کے عرض کی یا
رسول اللہ ﷺ میں نے یہ ضرور
گستاخی کی تھی کہ اس کے اندر
سانپ لکھس ہوا تھا مجھے حق تعالیٰ
نے آپ ﷺ کی حفاظت پر معمور
فرمایا ورنہ میری کیا مجال کہ آپ
ﷺ کے حضور ایسی بے ادبی کرتا
حضور نبی کریم ﷺ نے اللہ
عزوجل کا شکر یہ ادا کیا اور فرمایا ہم
بنے جس حادثہ کو باعث صدمہ سمجھا
وہ دراصل وہا اور باعث رحمت تھا
عقاب نے عرض کیا کہ میں نے
ہوا میں اڑتے ہوئے موزے
شریف میں سانپ دیکھ لیا تھا تو یہ
جبرائیلؑ نہیں یا رسول اللہ ﷺ
آپ ﷺ ہی کے نور شریف اور
روشنی کا مظہر اور تمکس تھا
آپ ﷺ سراج منیر ہیں اگر کسی
دل کے اندھے کو نظر نہیں آتا تو یہ
اس کا اپنا قصور ہے کیونکہ تاریکی کا
تمکس تاریک ہی ہوتا ہے ایک
دکائیت میں زندگی کیسے ایک سبق
ہے کہ آئی ہوئی مصیبت کسی بڑی
مصیبت سے بچانے کا ذریعہ ہوتی
ہے اس لیے حالات کو سپرد اللہ ہی
رکھنا چاہئے۔

محمد صغیر دیکھی کراچی

ماں کیا ہے

ماں! چاند کی ٹھنڈک اور
دریاؤں کی روانی گلاب کے رنگ
شبہم کے آنسو موجوں کا جوش بلبل
کے نغمے زمین کی چمک سمندر کی
گہرائی چکوری کی تریب پھول کی
مہک کھشاش کی رنگی کونل کی کوک
جب ماں کو خدا نے بنایا تو فرشتوں
نے عرض کیا اسے مالک دو جہاں تو
نے تو نے ہمیں پی طرف سے کیا
شامل کیا ہے اللہ رب العزت نے
فرمایا۔

صرف ماں۔

ماں! کی محبت پھول سے
بھی زیادہ تازہ ہے۔

ماں! ایک پھول سے جو دنیا
کے کانٹے پینے کے باوجود منہ ستراتا
ہے۔

ماں! بے بغیر گھر ہونا لگتا
ہے۔

ماں! انسان کو سب سے
زیادہ پیار کرنیوالی ہیں۔

ماں! دکھوں کا دوا ہے ماں
کے بغیر گھر نامکمل ہے۔

ماں! کی دعا کا میاں کی کاراز
ہے۔

ماں! کسا یہ ٹھنڈی چٹاؤں
ہے۔

ماں کا بھی دل نہ دکھاؤ
ماسر مسکان جنہاں

میری پیاری امی جان

ماں۔ نہیں پیاری امی جان
تنبہ سے روح کو سکون ملتا ہے
دل میں ایسی مٹھاس محسوس ہوتی
ہے کہ ساری دنیا کی مٹھاس بھی
پھٹکی سی لگتی ہے امی جان کوئی بھی
ایک پل ایسا نہیں ہے جس وقت
آپ کو یاد میں کرتی میری امی جی
آپ تو میرے لیے خدا کا دوسرا
روپ ہیں آپ کے چہرے میں تو
اللہ تعالیٰ نے دنیا کے لیے اک
پیاری نظر پر بھی حج واجب کر دیا
ہے امی جان پھر جانے کیسے ہیں
وہ لوگ جو اپنی امی جان کے
موتے ہونے بھی خانہ کعبہ کے حج
سے محروم ہیں امی جان میں جب
بھی آپ کے لیے لکھتی ہوں تو
میرے ہاتھ یا میرا قلم چلتا ہی جاتا
ہے اور دنیا کی ہر رنگی برکت سب
پیاری سب روٹھیں سب باتیں سب
اخلاق سب کچھ پھیکا لگتا ہے امی
جان میں ہر وقت خدا سے دعا مانگتی
رہتی ہوں اور ہر نماز میں یہ ہی
پوچھتی ہوں یا اللہ میری امی جان
کو کب ٹھیک کرو گے کب صحت
یاب فرماؤ گے اپنی امی جان کی
مشکلاتوں کی پیاسی امی جان کی
دعاؤں کی طلبکار امی جان کی
خدمت کی آرزو مند امی جان میں
دیدار کی جھوکی امی جان کے
قدموں کی خاک۔

کشمش کر ن پتو کی

میں نے جواب عرض پڑھنا کیوں شروع کیا

اجڑ چکا تھا مٹ چکا تھا ممکن تھا سوچا کوئی سہارا ہونا چاہئے لاکھ کوشش کی مگر کوئی اپنا نہ ملا ایک دن محترم جواب عرض جی میری آنکھوں کے سامنے سے گزرا سوچا یہی تو ہے جو میرا ہو سکتا ہے میرا اپنا سو میں نے جواب عرض کو اپنا لیا مگر آج میرا یہ حال ہے کہ میری زندگی بن چکا ہے جس سے چھٹکارہ ہی نہیں بلکہ نہ ممکن ہے میری رات بوجھن ترقی کرے آمین سید ہراز مظفر آباد میں نے جواب عرض تب پڑھنا شروع کیا جب میں سہارا دن روتی رہتی تھی تو میں نے جواب عرض کا سہارا لیا اس لیے مجھے اس سے پیار ہو گیا ہے اب میں ہوں جواب عرض ہے میں نے بھی خود کو تنہا نہیں سمجھا دنیا کے ہر دھنسن کر سہہ لیتا ہوں کیوں کہ جواب عرض سن لیتا ہے اس نے مجھے حالات کا مقابلہ کرنا سکھایا دیا ریش لاہور میں نے جواب عرض تب پڑھنا شروع کیا جب مجھے میرے

آپ لکھنا چاہتے ہو تو آپ ہر مہینے لکھنا کریں میں تقریباً چھ ماہ لکھتا رہا تو پھر ایک رسالے میں میری غزل اور کالم روحانی ڈاک میں میری تحریر آگئی اس دن میری خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں رہا تھا اور اب جواب عرض کا دیوانہ ہو گیا ہوں محمد آفتاب شاد کوٹ ملک میں نے جواب عرض تب پڑھنا شروع کیا جب مجھے پیار میں بے وفائی ملی اور میں اکیلا ہی رہ گیا تھا جب میں نے جواب عرض پڑھا ہوں تو اپنا غم بھی بھول جاتا ہوں غلام حسین سیدی نئے خان میں نے جواب عرض اس لیے پڑھنا شروع کیا کہ مجھے ایک اچھے دوست کی ضرورت تھی اور اللہ نے میری دعا قبول کر لی اور مجھے ایک دوست دے دیا اور اب میں جواب عرض نہیں چھوڑتا ہوں کیونکہ مجھے جواب عرض سے پیار ہو گیا ہے محمد سلیم منو کوٹھارہ میں نے جواب عرض تب سے پڑھنا شروع کیا جب میرے دل میں درد تھا اور میرا سب کچھ

میں نے اس لیے جواب عرض شروع کیا کہ میرا بیسٹ فرینڈ نے مجھے جواب عرض گفت میں دیا تو مجھے بہت اچھا لگا تب میں آج تک میں ہر ماہ لیتا ہوں اور شوق سے پڑھتا ہوں ۔۔۔۔۔ شاہد اقبال پٹوکی میرے دل میں درد تھا مجھ میں جو کچھ تھا اجڑ چکا تھا مٹ جانا ممکن تھا سوچا کہ کوئی سہارا ہونا چاہئے لاکھ کوشش کی مگر کوئی اپنا نہ ملا ایک دن محترم جواب عرض میری آنکھ کے سامنے سے گزرا سوچا کہ یہی تو ہے جو میرا ہو سکتا ہے میرا اپنا میں نے جواب عرض کو اپنا لیا مگر آج میرا یہ حال ہے کہ میری زندگی بن چکا ہے جس سے چھٹکارہ ہی نہیں بلکہ نہ ممکن ہے میری رات بوجھن ترقی کرے آمین سید ہراز مظفر آباد میں نے جواب عرض پڑھنا شروع کیا تو جواب عرض میں کالم دکھ سکھ دیکھا تو میرا بھی دل چلنے لگا کہ میں بھی لکھوں پہلے سال تو میں یونہی پڑھتا رہا تو میری کڑن نے مجھے حوصلہ دیا کہ آفتاب بھائی اگر

کبھی رشتہ دار چھوڑ گئے تو میں نے
جواب عرض کا سہارا لیا اور ہر ماہ
اپنا ہر دکھ اسی کو سناتی ہوں
روینہ ناز لاہور

میں بیٹھا بہت ہی بوریٹ محسوس کر
رہا تھا اس وقت ایک لڑکی ایسے
جواب عرض میں مصروف تھی کہ
اسے کسی کی کوئی بھی خبر نہ تھی میں
نے اس سے لیکر پڑھا تو اچھا

تب سے آج تک کوئی ماہ ایسا نہیں
جس میں نے جواب عرض نہ خریدا
نہ
علینا کنول کشمیر

میں نے جواب عرض تب
پڑھنا شروع کیا جب میں اکیلا رہ
گیا تھا میری جان مجھے ہمیشہ
بیمشک کے لیے چھوڑ گئی پھر میں نے
جواب عرض کا سہارا لیا
فیضان قیصر راولپنڈی

لگاتار سے میں جواب عرض کا
دیوانہ محسن رضا لاہور

میں نے جواب عرض تب
پڑھنا شروع کیا جب میں اپنے
دوست کیساتھ شہر گیا اور اس نے
خریدہ میں نے اسے فضول خرچی

میں نے جواب عرض تب
پڑھنا شروع کیا جب مجھے میرا
پیار چھوڑ گیا تھا اور مجھے اس کی یاد
تکمر کرنے کے لیے کسی ایسی چیز کی
ضرورت تھی کہ جو مجھے اس کی یاد
سے غافل کر دے تو میں نے
جواب عرض کا سہارا لے لیا
صبا بنم

کبہ گروہاں چھوڑا اور خود آ گیا وہ
میرے پاس آیا اور بولا یہ دیکھ
یار یہ کہانی پڑھ کر میں بہت رویا
ہوں تو دوسرے دن میں نے بھی
جاکر لیا اور اس کے بعد بھی نہیں
چھوڑا
عمر حیات

میں نے جواب عرض اس
وقت پڑھنا شروع کیا جب میں
جون کے مہینے میں اتنا بڑا دن گزار
نہیں پاتی تھی تو سوچا کہ کوئی ایسا
ناول ہو جس کو پڑھنے سے میرا دل
خوش ہو جائے تو میں نے جواب
رضی پڑھنا شروع کر دیا
سونیا لاہور

میں نے جواب عرض تب
شروع کیا جب میں سہارا دن
اپنے ڈیرے پر بیٹھ بیٹھ کر تنگ
آ گیا تھا ایک دن شہر جا کر خریدہ
اور پڑھنا شروع کر دیا تب سے
میں ہوں اور میرا دوست جواب
عرض
عفتان راولپنڈی

کہتے ہیں جب کسی کا اعتماد
کیا جائے اور اس کے اعتماد کو توڑ دیا
ہو تو اس سے سرائی نہیں جاتا مگر
دنیا میں وہ رسوا ہونے کے بعد
زندہ ہی رہتا ہے اور آنسو ہی
آنسو بہتے ہیں پھر میں جواب
عرض کا سہارا لیا
سمیع اللہ

میں نے جواب عرض اس
وقت پڑھنا شروع کیا جب
میرے دوست کی تحریر آئی اور اس
نے مجھے دیکھا کہ وہ بیٹھو یار میرا
پسینہ رسالہ آ گیا اور میں نے
بھی لے لیا اس وقت سے آج
تک اس کا جنون نہیں گیا
طالب حسین کوٹ چباری

میں نے جواب عرض تب
پڑھنا شروع کیا جب میں ایک
دوست کو ملنے گئی تو اس کے پاس
بہت سارے جواب عرض تھے
اسے دیکھ کر مجھے بھی جنون ہوا اور

میں نے اپنی تنہائی دور
کرنے کے لیے جواب عرض کو
ہمیشہ کیلئے چن لیا اور یہ میری
بہترین دوست ہے میں اسے
بہت پیار کرتی ہوں اور اس کے بنا
مجھے اپنی زندگی ادھوری سی لگتی ہے

لیلی شیخوپورا

کمر کرنے کے لیے جواب عرض کو
آزمایا مگر میری ہر آزمائش پر یہ
پورا اتر اور اس نے مجھے ایک پیارا
سادہ دوست بھی دیا تھینکیوں آئی لو
جواب عرض
شاہد رفیق جبرائے کلاں

جواب عرس نے مجھے شاہد
جیسا دوست دیا اب میں نہ تو اسے
نہ اپنے پیارے دوست شاہد
قبال کو چھوڑ سکتا ہوں مجھے یہ

دو نوں جی بہت عزیز ہیں جواب
عرض تیرا شکریہ
عبدالباسط ہنجرائے کلاں

میں نے جواب عرس تب شروع کیا جب میں میں ہی تھا اور میں گیا تو وہاں اب بڑی کچھ سی اسے میرے جانے کا ذرا بھی احساس نہ ہوا تب میں نے مانا کہ یہ کوئی عام رسالہ نہیں ہے میں یہاں سے سیدھا بازار گیا اور لے

شہر و زاقمال پتوکی

میں نے جواب عرض یار کی
جدائی کے دکھ کم کرنے کے لیے
شروع کیا تو اللہ کا شکر ہے اب
میں خود کو بہت ریڈیکس محسوس کرتی

ہوں..... نورین المامور

جواب عرض میرا ایسا ساتھی
ہے کہ میں اسے اپنا ہر دکھ ساتھی
ہوں جب بھی کوئی پریشانی ہو
اسے ہی پڑھتی ہوں جہاں بھی
مٹیوں پہ میرے پاس ہی ہوتا ہے
میں نے بھی اس کا کوئی بھی پہنچ
فولڈ نہیں ہونے دیا اسے صاف
ستھرا رکھتی ہوں یہ مجھے بہت پیارا
ہے

مہک صدیق سرگودھا

میں نے جواب عرض کیا
 شروع کیا جب میرا دکھ مجھے اندر
 ہی اندر کھانے لگا اور ایک دن میں
 رہنے اسے چڑھا تو دل میں اتر گیا
 وہاں سے میرا درد کھ مجھ سے دور
 کر دیا تب سے آج تک میں نے
 اسے اس کے مجھے نہیں چھوڑا
 کا حزن خزانے کاں

عرض نے مجھے ایک ایسا سنا دیا
کہ میں اسے بھی جی نہیں چھوڑ
سکتی کیوں کہ اس کی وجہ سے تو مجھے
پیار کر نے والا ایک مہیا ملا ہے اور
اس نے ہم دونوں کو ملایا ہے
جواب عرض میری اور میرے
پیارے محبوب کی جان ہے
۔ فوزیہ شہزادی

میں نے بھی اپنے دکھ کم

میں نے جواب عرض جب پڑھنا شروع کیا جب میں سارا دن روتی رہتی تھی تو میں نے جواب عرض کا سہارا لیا اس لیے مجھے اس سے پیار ہو گیا ہے اب میں ہوں جواب عرض ہے میں نے کبھی بھی خود کو تباہ نہیں سمجھا دنیا کے ہر دکھن کمرسہ یعنی ہوں کیوں کہ جواب مرض سن لیتا ہے اس نے مجھے حالات کا مقابلہ کرنا سکھا

دیا
افریاض لاہور

میں نے جواب عرض اس وقت پہنچا شروع کیا جس میں جون نے اتنا بدادوں مختار نہیں پائی تھی تو وہی کہ کوئی ایسا ناول ہو جس کو پڑھتے ہوئے اس قدر دل خوش ہو جائے تو میں نے جواب عرض پڑھنا شروع کر دیا۔

میں نے جواب عرض تب
 پہنا شروع کیا جب میرا محبت
 میں لٹوایا پھر مجھے دوسری
 محبت جواب عرض کی۔ اب یہ
 میرے ساتھ دس سال سے محبت
 ہمارا ہے اور جواب عرض مجھے
 ہو کہ نہیں دے سکتا یہ میری سب
 خوشیاں سب غم بن گئیں۔ اب
 خوش ہوں
 شادمانی ہو جو کائنات میں۔

میری زندگی کی ڈائری

دانش کی ڈائری سے

محبت اتنی کسی سے کیا نہیں کرتے
پاہت اتنی کسی کو دنیا نہیں کرتے
بنا کر اسے کسی اور کا ہم سفر
اپنے ہاتھوں اپنا گلشن اجاڑا نہیں کرتے
زندگی میں مل کر جو جدا ہو جائیں
ایسے لوگوں کو پھر پکارا نہیں کرتے
بھلا دے اگر کوئی تیری چاہت کو
شکوہ ایسے لوگوں سے کیا نہیں کرتے
ٹوٹ کر بھول جاتے ہیں وہ لوگ دانش
پہلی محبت کو جوں سے بھلا یا نہیں کرتے

دانش مغل

سدف محمد کی ڈائری سے

جان زید ارے میں تمہیں
اپنی جان سے زیادہ چاہتا ہوں مگر
زید آپ نے یہ کیوں کہا کہ تم
دھوکہ باز ہو مطلب پرست ہو زید
میں مر جاؤنگا مگر تمہیں ہر لمحہ یاد
رکھونگا۔ ٹھیک ہے زید میں غریب
ہوں مگر مطلب پرست ہیں ہاں
زید آج ہمیں معلوم ہوا کیا چیز محبت
ہوتی ہے ارے تمہیں میں نے کون
سی خوشی دی تھی مگر زندگی بھر میری
ایک بات یاد کرتا میں تیرا تھا ہوں
اور ہمیشہ خدا کی قسم تیرا ہونگا
ارے میرے مقدور نے میرا ساتھ
نہیں دیا آپ سچ ہے میں ہی جھوٹا

ہوں۔ میری دعا ہے تو سدا
خوشیاں دیکھے آمین۔

سدف محمد بقاء، اوستہ
محمد

پرنس کی ڈائری سے

وہ زمانہ گزر گیا جب سینہ گلاب تھا
اب عطری بھی لگاؤں تو خوشبو کو بو نہیں ہے
آج موسم کافی دلخراش ہے
ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا میں چل رہی
ہیں چاروں طرف آسمان بادلوں
میں پینا ہوا ہے ایسا لگتا ہے کہ کسی
بھی وقت کوستان کے پہاڑوں پر
برف باری شروع ہو جائے ایسے
موسم میں اے جان آپ کی یاد
میرے معصوم دل کو بہت تنگ کر
رہی ہے اب تو مجھے بھول چکی ہوئی
مگر میں شاید آپ کو قیامت تک
نہیں بھول سکوں آپ نے جو راہ
مجھے دکھائی تھی اس پر چل رہا ہوں
یہ جانتے ہوئے کہ اس کی نہ کوئی
منزل ہے اور نہ ٹھکانہ پھر بھی چلتا جا
رہا ہوں میں اکیلا چل کر تنہا
گیا ہوں پلیز میرے ساتھ چلو اب
مجھے ڈر لگ رہا ہے ان خار دار

راہوں سے ان ٹھنیں راہوں سے
میں اکتا گیا ہوں پلیز میری منزل
مجھے دکھا دے میں کب یوں ہے
راہ چلوں گا ایسا نہ ہو کہ کہیں ٹھوکر
لگ کر وہی رہ جاؤں مجھے سنبھالو
ورنہ یہ راہی ہمیشہ کیلئے راہ سے
بھٹک جائے گا کیا میری قسمت میں
خوشی کی کوئی کرن نہیں ہے اگر ہے
تو اس کا انتظار کرنا پڑے گا رات
کے کک کر ڈھلے ہے دن تڑپ
تڑپ کر گزرتے ہیں کل بھی وجود
دکھوں پر مبنی تھا آج میں پہلو میں
دکھ ہی دکھ ہے نہ جانے کس امید پر
زندہ ہوں اور نہ جانے یہ مایوسی
کیوں ہے یہ مجھ سے نہیں لاترکتی
ہوئی فضاؤں سے پوچھو ہواؤں
سے پوچھو، اشک بھائی ہوئی شبنم
سے پوچھو، انگلی روندتی ہوئی گلیوں
سے پوچھو۔ تھر تھرتاتی ہوئی یہ
تھر تھرتاتی تھیں بتائی گی روتا ہوا
جواب عرض تمہیں سنائے گا مان
جاؤ میری جان کیوں مجھے دنیا کی
ٹھوکریں کھانے پر مجبور کرتی ہو
کیوں ان رنوں سے چور ان
آنکھوں کو رونے پر مجبور کرتی ہو
جاؤ اس سے پہلے کہ کچھ ہو جائے
صرف ایک بار تیرا چہرہ دیکھنا چاہتا
ہوں۔

آجاکر ابھی حلیط کا موسم نہیں گزرا
آجاکر ابھی برف پہاڑوں پر جمی ہے
خوشبو کے جزیروں سے تاروں کی صدوں
تک
اس کوستان میں سب کچھ ہے نقطہ تیری
کی

پرنس عبدالرحمن
کوہستان

سکون دے، آئین اور گاؤں
والوں سے گزارش ہے کہ کسی کے
بارے میں برا مت سوچیں کہیں
آپ کو ہی نقصان نہ ہوں دل کی
دنیا پر باد ہوئی الفت کے سہارے
نوٹ گئے جن کی خاطر جی رہے
تھے انسوں وہ دنیا ہی چھوڑ گئے۔

محمد اقبال رحمن

سیکسی بالا

بہار آ رہی ہے کجواں جا رہی ہے یہ
بہار یہ پھول کھیاں تو ان کیلئے کھلتے
ہیں جن کے دلبر پاس ہوں جن کی
سانسوں کے ساتھ وہ زندگی اسیر
رہے ہوں وہ بہار کیا بہار ہے جو
مر جھاتی ہوئی ہو۔

غلام حسین خرم
میانوالی

سانول کی ڈائری سے

زندگی میں انسان بہت اچھے
اور برے کام کرتا ہے ایک آزاد
زندگی گزارتا ہے زندگی کے ان
خوشگوار لمحوں میں جب کسی لڑکی
سے محبت ہو جاتی ہے تو ہر وقت ہر
لمحے اسی کے خیالوں میں کھویا رہتا
ہے ہر اچھے اور برے کام چھوڑ دیتا
ہے اک تنہا ہوتی ہے اک خواہش
ہوتی ہے صرف اس لڑکی کو پانے کی
اسے اپنی مسافر بنانے کی حال دل
سنانے کی کسی حسین دنیا میں لے
جانے کی جب اس سے دوستی ہو
جاتی ہے تو پھر ایک دوسرے کے
ساتھ جیسے رہنے کی قسمیں وعدے
کیے جاتے ہیں دن بہت حسین
جب غلام دنیا دیوار بن کر درمیان
آ جاتی ہے تو سرنے کو دل کرتا ہے
اس غلام دنیا کو ارے کو ہی چاہتا
ہے لڑکی بچاری ہے بس ہوتی ہے
نجور ہوتی ہے اگر گھر والوں سے
بغاوت کرنی ہے تو دنیا بدنام کر کے

خرم اعوان کی ڈائری سے

بہار بہار ہر دل و زباں پر
بہار کا چہرہ ہو رہا ہے لیکن وہ دل
وہ زبان کیا جانے کوئی بہار آ رہی
ہے کوئی خزاں جا رہی ہے جس دل
کا گلستان اجڑ چکا ہو اس گلستان
میں کیا پھول آئیں گے کیا گل
کھلیں گے کوئی کوئیاں چھوئیں
گی یہ تو کسی کو پتہ نہیں ہر دیکھنے والا
یہ بیج منٹ نہیں کر سکتا اندر بہار ہے
یا خزاں ہے اور اندر کی خزاں
انسان کو اس طرح کو کھوکھلا کر دیتی
ہے بظاہر تو وہ کلدی ثابت ہوتی
ہے لیکن اس وقت تک جب تک
اسے جھپٹے کوئی نہیں اگر کوئی
اسے جھپٹے تو وہ خود بخود دو
تکڑوں میں بہت جاتی ہے لیکن
انسان تو ہے ہی انسان یہ تو دو
تکڑوں میں بھی بہت بٹ سکتا وہ
بس اندر ہی اندر سے ختم ہو جاتا
ہے آخر اس کی بہار خزاں ایک ہو
جاتی ہے اسے پتہ نہیں ہوتا کہ کب

اقبال رحمن کی ڈائری سے

اپنی آنکھوں کے ابھی ایک سلا کر سوتا
تم میری یاد کا دھپ بھما کر سوتا
ناگ اور ناگوں کا ڈھسا دنیا
کی ہر تکلیف کا سنبہ والا یہ ناچنے پر
دکھ کا مقابلہ کر لیتا لیکن والد
صاحب (مرحوم) نے جب اس
سے منموڑ کر اگلی دنیا میں چلے گئے
جہاں سے ابھی تک کوئی واپس نہیں
آیا تو اس دیکھی کے دل کو اتنا دھکی کر
گیا اب دل کی مرلیش ہوں نہ کسی
کی میت کو کچھ سکتا نہ کسی کے
گہرے زخم کو کوئی بارہ دل کے
دور سے پڑ گئے اب ڈائریوں نے
کہا اب اگر سوچو گے یا پریشان ہو
گئے تو تم پر آخری حملہ ہوگا میں اب
خوش رہنے کی کوشش کرتا ہوں لیکن
کبھی کبھی والد صاحب کی یاد یا پھر
اپنے مقدر کے بارے میں سوچتا
ہوں کہیں اچھی ملازمت ہی مل
جاتی چلو خدا جو کرے گا بہتر ہوگا
اور میری تمام قارئین سے التماس
ہے میرے لئے دعا کریں خدا مجھے

جینا محال کر دیتی ہے زندگی ایک روگ بن کر رہ جاتی ہے انسان بے کار ہو جاتا ہے پریشان ہر وقت سوچوں میں گم۔ ہاں جس طرح آج کل میرا اپنا حال ہے کبھی کبھی میرے دل میں خیال آتا ہے کہ میں نے تم سے کیوں محبت کی، پھر خیال آتا ہے محبت کی نہیں جاتی محبت ہو جاتی ہے کاش تم مجھ سے نہ ملتی نہ میں تجھے دیکھتا نہ یہ دل تجھ کو دیتا نہ اپنی زندگی کو محبت کا روگ لگا تا کاش ایسا نہ ہوتا کاش۔

یہ کہہ بھری نگاہیں کہاں یہ ساتی
نئے
رام کہتے ہیں جسے یہ وہ شراب نہیں
ایم خالد محمود، سروٹ

ناصر خان کی ڈائری سے

ہمیری زندگی میں صرف ایک ہی نام ہے جو مجھے نے یہاں میں اس نام ہی پر پابندی رکھنے اپنے نام کی طرف یہ خواہشات اور خوب یہ بات ہیں ہے اس پوری کائنات میں اگر کوئی کہتا ہے تو بس ختم ہے اور کوئی نہیں اُتر میں اس کی تعریف کروں تو میری زندگی کم ہو گی میں تو اس چاند کی تعریف کبھی ختم نہیں ہوگی میں تو بس اتنا جانتا ہوں کہ اگر وہ ہے تو سب کچھ ہے وہ نہیں تو کچھ بھی نہیں اسے جاننے والے ہر گز ہی ہم تیری ہی پوجا کرتے ہیں تیری تصویر کو ہم تو

ہوتوں سے چوما کرتے ہیں۔
دل میں حسرت ہی نہ رہے ارمان بن کر
گھر پل کیلئے آ جا مہمان بن کر
ناصر خان لغاری، ڈی جی خان

کاشف علی کی ڈائری سے

قسمت نے دور بین کا مقدر میں بھی جدائی
آنکھوں میں آئے آنسو جب یہاں تہداری
آن
محبت پانے کا نہیں سہو دیے کا
نام ہے جب آدمی چاروں طرف
دیکھتا ہے محسوس کرتا ہے چلنا پھرتا
ہے تو اسے ایک چیز اس کے ہونے
کا احساس دلاتی ہے وہ ہوتی ہے
محبت بات کرنے کا طریقہ ہر آدمی
کو آتا ہے مگر ہمدردانہ لہجہ اختیار کیا
جائے تو بے ہمت کچھ تو نہیں بلکہ
کچھ نہ کچھ کسی نہ کسی کی محبت پر اثر
ضرور پڑتا ہے میری زندگی ایک
ایسی الجھن میں پھنس گئی ہے جس
سے پیچھے مڑنا مشکل ہے ایک
طرف دھڑکی کی لاج ہے دوسری
طرف خاندان کی عزت۔

کے کاش بھی ایسا ہوتا دول ہوتے بیٹے
اک کوٹ بھی جاتا مشق میں تو تکلیف نہ
ہوتی
میں

کاشف علی کنول، کھچی

راجہ ظہیر کی ڈائری سے

میری زندگی کی ڈائری پر
صرف ایک ہی نام ہے جو ابھی تک

زندہ ہے اور قیامت تک رہے گا
نصرت ہمارے پیارے کے دن
کھٹے اچھے تھے جب ہم ایک
دوسرے کو خط لکھتے تھے جس طرح
آج سے آٹھ سال پہلے میں تم سے
محبت کرتا تھا آج بھی اس سے
زیادہ محبت کرتا ہوں مگر افسوس کہ
ہر دفعہ کوشش کی تمہارے پاس
آنے کی مگر شاید اللہ کو منظور نہ تھا
لیکن نصرت میں تمہاری خبر ہر طرح
کی کرتا ہوں لیکن تجھے میری خبر نہیں
میری زندگی یہ دکھ ہو گا کہ تجھ کو پانہ
سکا ایک مہینہ پھر کہتا ہوں کہ خدا
کے واسطے خدا کے واسطے میرے
لیے دعا کرتا کہ میری نصرت
دو بارہ واپس آ جائے اگر میرے
لیے آپ میں سے کوئی بھی اللہ سے
دعا مانگتا ہے تو اللہ ضرور پوری
کرے گا میرے لیے دعا ضرور کرنا
سب کی مہربانی ہوگی جان سے
بیاری نصرت۔

راجہ ظہیر احمد، کنول

سحر شکیل کی ڈائری سے

انسان کی بیگنی راتوں میں
جب پھول کھلیں برساتوں میں
جب چھتریں سکھیاں باتوں میں
میںوں یادوں پتیاں آندھیاں نہیں
ایس آپ کے بغیر تو زندگی
گزارنا مشکل ہوگئی ہے میں نے تو
کبھی ایسا سوچا ہی نہیں تھا کہ وقت
ہم دونوں کو یوں جدا کر دے گا کہ

ہم ایک دوسرے کو دیکھنے کیلئے تڑپیں گے آپ مجھ سے اتنے دور چلے جائیں گے میں نے تو سوچا تھا کہ اگر ہم ایک نہ مگی ہو سکے پھر مگی ایک دوسرے سے ملنے رہیں گے مجھے تو جدائی کے مطلب کا بھی نہیں پتہ تھا لیکن وقت نے جس دن مجھے آپ سے دور کیا تو پتہ چلا کہ انسان جس سے محبت کرتا ہے اس کے بغیر کیسے سک سک کر زندگی گزارتا ہے ہر دن سولی پر اور ہر رات کانٹوں پر گزرتی ہے مجھے پتہ ہے آپ کا بھی یہی حال ہو گا لیکن ہم دونوں وقت کے ہاتھوں مجبور ہیں لیکن اس آپ تو مجھ سے ملنے بھی نہیں بھی ملنے ہی آیا کریں میں آپ کو رکھنے پر مجبور نہیں کروں گی کیونکہ آپ کا وقت بہت قیمتی ہے صرف اتنا ہوں گی کہ۔

سب کے چہروں میں مجھے تو آپ لگیں یہ جدائی مجھے تو غلاب لگے اس میری دعائیں آپ کے ساتھ ہیں آخر میں صرف اتنا ہوں گی۔

کوئی الزام لینا چاہتی ہوں میں تیرا نام لینا چاہتی ہوں نہیں دنیا تو نہ دے سدا جیون میں بس اک شام لینا چاہتی ہوں

سحر شکیل، سرگودھا
سیف الرحمن کی ڈائری
ایف آپ نے مجھے اس لئے

چھوڑ دیا ہے کہ میں ایک غریب تھا آپ نے اس لئے مجھے چھوڑ کر غیر کے ساتھ اپنا کھرو آباد کر لیا لیکن کچھ تو آپ نے اس غریب کے بارے میں بھی سوچا ہوتا تو صرف تمہارے ہی نام کی پوجا کرتا تھا جس نے آپ کو ایک وفا کی دیوی کا نام دیا تھا میں نے بھی سوچا بھی نہ تھا کہ آپ میرے ساتھ بے وفا کی کریں گی آج تو آپ بہت خوش ہو مجھے چھوڑ کر ایک دن ایسا بھی آئے گا جب تمہیں میری یاد ستائے گی پھر میں آپ کو بہت یاد آؤں لیکن اس وقت ہو سکتا ہے میں آپ کی دنیا میں نہ ہوں پھر آپ بہت روکی کوئی بھی تمہاری فریاد نہ سنے گا۔

میری اجڑی ہوئی دنیا بھانے کے لئے آ میری آنکھوں کی پیاس بجھانے کیلئے آ بڑی تسکین ملتی ہے تم سے مل کر نہیں دینی کسی روز میرا دل دکھانے کے لئے آ

سیف الرحمن زخمی، سیالکوٹ

ساغر وساوا کی ڈائری
میری زندگی میں صرف ایک لڑکی آئی جہاں بے وفا ہو گئی ہے میں نے چار سال تک اس پر بھروسہ کیا مگر افسوس اب وہ بھانے بنا کر منہ موڑ گئی اب تو وہ مجھ سے پیار کرنے کی بجائے نفرت کرنے لگی ہے میری تمام دوستوں سے

گزارش ہے کہ وہ کسی لڑکی سے بھی پیار نہ کریں یہ صرف دھوکہ ہے لڑکیاں مطلب نکال کر منہ موڑ لیتی ہیں بہر حال میری دھوکے باز لڑکیوں سے گزارش ہے کہ وہ کسی کی معصوم زندگی سے نہ ٹھیکیں اور دھوکہ دہی سے کام نہ لیں انہی لڑکیوں کی وجہ سے ہر کوئی پیار کرنے سے گھبراتا ہے پلیز ایسے نہ کریں ہر کوئی ایک جیسا نہیں ہوتا ہے کچھ اپنا اور کچھ دوسروں کا خیال کر لیں بس اتنا ہی کافی ہے اگر کوئی میری خبر پڑھے تو ان پر ضرور عمل کرے یہ میری باتیں صرف تحریر نہیں بلکہ حقیقت ہے

ساغر وساوا و ممراسی، بلوچستان

حاصل حسرت کی ڈائری
بارہ جون 2004ء کے دن میری ڈائری پر یہ تحریر درج ہوئی شام میری بات مجھے کی کوشش کرو ہم میں غلط فہمی ہے میں تم سے پانچ منٹ بات کرنا چاہتا ہوں پلیز ایسا نہیں کرو یہ سب کچھ کیا ہے میرے دوست کا قسم ہے میں نے تمہاری سبیل کو کبھی بری نگاہ سے نہیں دیکھا وہ میری روشنی تم مجھ کو سکھاتا ہے قصور ہوں میں صرف اور صرف تمہارا ہوں تم مجھ پر شک کر سکتی ہو میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا مجھے آگ میں نہ جلاؤں۔ میں بلوچستان میں

رہتا ہوں مگر یہ کاغذ کو سودی عرب
میں لکھ رہے تھے۔

حاصل حسرت، بلوچستان

حاصل حسرت کی ڈائری

عورت مگر کی زینت ہے۔
کینے آدمی کی پہچان ہے کہ وہ
عورت کی عزت نہیں کرتا۔ عورت
کائنات کی بیٹی ہے۔ جہاں عورت
کا احترام ہوتا ہے وہاں خدا بھی
خوش ہوتا ہے عورت بھی فریب
درد اور نہ ہی کبھی اسے دل بھانے
کا سامان سمجھو، عورت کو ہمیشہ
احترام کی نگاہ سے دیکھو، جس
عورت سے شادی کرنا وہ حسن
سیرت کے لئے کرنا وہ اس کا حقیقی
شوہر ہے۔

حاصل حسرت، بلوچستان

ایکس کی ڈائری سے

کی چیز کو خاص طور پر انسان
کو اپنی مجبوری نہ بناؤ کیونکہ انسانی
فطرت ہمیشہ سے ہی خود غرض رسی
ہے وہ تمہاری مجبوری سے فائدہ
اٹھائے گا جتنا تو کیا مرنا بھی مشکل
ہو جائے گا۔

حاصل حسرت، بلوچستان

راجہ شیراز کی ڈائری سے

قارئین کرام میں اپنی دلی
داستان نہ جانے کہاں سے شروع
کروں بہت لمبی داستان ہے مگر

مختصراً عرض خدمت ہے کبھی
میں سوچتا ہوں دنیا نے مجھے کیا دیا
صرف دکھ درد، میرے معصوم اور پا
ک خوابوں کو کچل دیا، بے رحم
اور سنگدل انسانوں نے میری بے
ضرر خواہشات کو پامال کیا، میرا
ہنسا ہنسا کھر بے درد لوگوں نے
اجاز دیا میرا سب کچھ لٹ گیا اب
بالکل بے سہارا ہوں مجھے حوصلہ کی
کافی ضرورت ہے میری روزے
انکائے گئے میرے تصوراتی مخلوق
کو زمین بوس کر دیا گیا میرے
گریبان کو تار کر دیا گیا۔ بالکل
بے تصور ہوں میں بے گناہ ہوں۔

اب تیل میں تپنے گناہی کی سزا
بھگت رہا ہوں۔ لاوارث ہوں،
اپنا کوئی بھی نہیں، خدا تعالیٰ کے سوا
میرا کوئی بھی نہیں اس ظالم سنسار
نے مجھے بہت درد دکھ دیا ہے اب
زندگی سے دل بیزار ہونے لگا ہے
بھلا میں جیوں بھی کس کیلئے کوئی ہو
جو مجھے زندہ رہنے کا سہارا دے
میری اصلاح کرے کبھی کبھی دل
میں خیال آتا ہے کہ خودکشی کر لوں،
زندگی جو اس نہیں آتی اس اجڑے
ہونے زندگان میں میرا کوئی پرسان
حال نہیں جہاں بھی دیکھتا ہوں
اپنے سے زیادہ دلی قیدیوں نظر
آتے ہیں بس سوچ رہا ہوں کون
بنے گا میرا سب کچھ.....!

**الطاف واجہ شیراز،
خضدار**

عبدالرؤف کی ڈائری

میری ڈائری کے ہر ورق پر
تیرا ہی نام ہے اور بار و فاکر
میرے مجبور صم تو تو سوچنی ہوگی کہ
میں تجھ سے جدا ہو کے خوش ہوں
قسم ہے صم مجھے تیرے پیار کی جو
کبھی کبھی یہ پاگل دل تیری یاد سے
غافل ہوا ہو، قسم ہے صم جو کسی میں
سکون کی نیند سو یا ہوں۔ مجھے غم
ہے صم تجھ پہ کہ تو نے مجھ سے سچا
پیار کیا صم تو بہت عظیم ہے کیا جو
ہم ایک نہ ہو سکے ہمارا دل تو، ایک
ہی ہے میرے خیال میں صم محبت
دو جسموں کا علم نہیں بلکہ دو دھوں
کا ملاپ ہے دراصل پیار نام ہی
قربانی کا ہے دیکھو صم اگر ہم اپنی
خوشیوں کی خاطر اپنے والدین کو
دکھ دیتے تو ہم کبھی جی سکتی۔
رہتے دوسروں کو خوشیاں دینا ہی
زندگی ہے اپنے لیے تو سب جیتے
ہیں مزا زندگی کا تب ہے کہ اوروں
کے لئے جیا جائے میرے صم مجھے
یاد رکھنا۔

عبدالرؤف مصی،

خوشاب

قطعہ

کیوں مٹاتی ہو یہ ریت کے محل
کل خود ہی ان کو ملاؤ گی
آج کہتی ہو عدنان سے پیار ہے
کل میرا نام تک بھول جاؤ گی
☆ ----- عدنان عارف - سکینا نوالہ

غزلیں نظمیں۔

وہ چھپ جاتی ہے کمرے میں
وہ کہتی ہے ہواؤں سے مرا جنوں کا ناطہ ہے
ہوا چلتے ہیں ساری گھڑیاں وہ بند کرتی ہے
وہ کہتی ہے ستارے اچھے گتے ہیں اگر کوئی
ستارہ آسمان سے ٹوٹ کر
سوائے زمین آتے ہوئے دیکھے
تو خوش ہوتی ہے یوں
جیسے کہ اس نے خواب کی تعمیر ہو پالی
وہ کہتی ہے پندوں سے
بڑا میں پیار کرتی ہوں
مگر بچروں میں ان کو
قید بھی کرتی ہے وہ ظالم
وہ کہتی ہے کہ خط لکھنے سے تو جاناں
محبت اور برص ہے
مگر وہ میرا خط لے لے ہی
ابو کو بتا دیتی ہے چپکے سے
وہ جس لمحے مجھے کہتی ہے
تم سے پیار سے جاناں
پریشانی کے ساگر میں مرا سن ڈوب جاتا ہے
کہ میرے ساتھ کیا ہو گا
مرا انجام کیا ہو گا
☆ محمد شہزاد راولپنڈی

اگر تم نے نہ ہوتے

اگر تم نے نہ ہوتے تو شاید ان آنکھوں
میں آنسو نہ ہوتے۔ اس دل کی کوئی تشنہ
ہوتی۔ اگر تم نے نہ ہوتے۔ نہ ڈر ہوتا
تم سے چھڑنے کا۔ نہ تم ہوتا تم سے جدائی
کا۔ زمین آسمان کی سی تھی دوری اپنے
درمیان۔ اگر تم نے نہ ہوتے۔ تیرے
بنا یوں جینا مشکل نہ ہوتا۔ لکھیں یوں
ہماری ٹیکسی نہ ہوتیں۔ کاش ایسا ہوتا کہ

آزماش کو۔ بڑے ہی صبر کے ساتھ
مل کر۔ گزاریں گے۔ اور کبھی بھی
زندگی کے کسی۔ موز پر اگر۔ ہمیں بھی
کسی۔ مشکل کا سامنا۔ کرنا پڑے۔
تو اس کو۔ کبھی بھی مشکل۔ نہیں لیں گے
اور زندگی ایک۔ ساتھ گزاریں گے
☆ ہارون الرشید۔ دارا کالامجراں

غزل

اداس جاگتی آنکھوں کے خواب لایا ہوں
میں پتروں میں چھپا کر گلاب لایا ہوں
جو ہو سکے تو تنہائیوں میں پڑھ لینا
تیرے واسطے دل کی کتاب لایا ہوں
وہ اک سوال جو تم نے کبھی نہیں پوچھا
سچا کے پگلوں میں اس کا جواب لایا ہوں
تجھ کو مجھ سے نہیں میری محبت سے گلہ ہوگا
لے دیکھ میں غلوں اسباب لایا ہوں
دل پہ لگے زخم تو کبھی مٹا چکا ہوں خضر
یہ تو روح کی چہلوں کا حساب لایا ہوں
☆ خضر اخلاق۔ علی

انجام

وہ کہتی ہے مجھے تلی کے رکھوں سے محبت ہے
مگر موصوم تنہائیوں کے یہ وہ نوح لیتی ہے
وہ کہتی ہے مجھے ہے
پیاد چہلوں اور خوشبوؤں سے
مگر اکڑ چکی دیتی ہے وہ پندوں سے ان کو
وہ کہتی ہے حنائی ہاتھ پیارے مجھ کو لگتے ہیں
مگر مہندی لگائے ہی
وہ دھو دیتی ہے ہاتھوں کو
وہ کہتی ہے بھلی گتی ہے ساون کی مجھے بارش
مگر بارش کے ہوتے ہی

جس طرح چاند کی سورج تک
انسان کی خدا تک۔ جس طرح دل کی
دھڑکن تک۔ تپلی کی پھولوں تک۔ جس
طرح عاشق کی عشق تک۔ شمع کی پروانے
تک۔ جس طرح پھولوں کی شبنم تک۔
زندگی کی موت تک۔ جس طرح پرندے
کی فریاد تک۔ ملن کی جدائی تک۔ جس
طرح سمندر کی لہروں تک۔ پھول کی
خوشبو تک۔ جس طرح آنکھوں کی
آنسوؤں تک۔ ہونٹ کی مسکراہٹ تک۔
☆ اورنگ زیب۔ سید پورہ

غزل

پاس آؤ اک التجا سن لو
پیاد ہے تم سے بے پناہ سن لو
اک شہی کو خدا سے مانگا ہے
جب بھی مانگی کوئی دعا سن لو
ابتدا عشق کی ہوئی تم سے
تم ہو چاہت کی التجا سن لو
بن تیرے ہی نہیں لکھیں گے ہم
لوٹ آؤ میری صد سن لو
دیکھ لو زندگی ادھوری ہے
نہ رہو اب جدا سن لو
تم صرف تم ہو زندگی میری
سچ ہے یہ سچ ہے باخدا سن لو
جہاں میں کوئی نہیں اب میرا
تم رہو گے میرے سدا سن لو
☆ محمد عابد رحیم ساجن۔ ڈھڈی تھل

زندگی اک آزمائش

آؤ کچھ دیر آرام کے ساتھ۔ چھڑ کر
حالات کے ساتھ۔ سمجھو تیریں
اور وعدہ کریں۔ کہ زندگی کی ہر

ملے نہ ہوتے

☆ ----- پر سید عبدالرحمن مجر-نیل لائچھ

غزل

کوئی چودھویں رات کا چاند بن کر
تہارے تصور میں آیا تو ہو گا
کسی سے تو کی ہو کی محبت تم نے
کسی کو گلے سے تو لگایا ہو گا
لبوں سے محبت کا جادو چگا کر
بھری بزم میں سب سے نظریں چرا کر
نگاہوں کی راہوں سے دل میں اتر کر
کسی نے تمہیں بھی چرایا تو ہو گا
کبھی آئینے سے نگاہیں ملا کر
جو بی ہوں گی پھر پر انگڑائیاں تم نے
تو گھیر کے تیری ان انگڑائیوں نے
تیرے حسن کو گلدایا تو ہو گا
☆ ----- محمد جمیل جانی-پشاور

قطعہ

خوشیوں کی آرزو میں مقدر بھی سو گئے
آندھی چلی کچھ ایسی کہ اپنے بھی کھو گئے
کیا خوب تھا تمہارا انداز دوستو!
بھروسہ ہی کر آئے تھے کاٹنے چھو گئے
☆ ----- انتحاب ایم غلیل-کرلیس

اوس اور آنسو

جھپٹکی رات میں اوس کے ہاتھ میں
میں نے رکھے ہیں آنسو کے ہونے بہت
میری آنکھوں میں آنسو نہ ہوتے
خند بے لکڑیوں کی میں سوتی بہت
سندر سے چنے پر دلتی بہت نرمی اوس
میں سردی اوس میں رات بھر میں
بھی خود کو جھپٹتی بہت تم مجھ کو نہ دکھو
کے جاتے ہیں کیوں میں روتی بہت
☆ ----- شہزاد-راولپنڈی

غزل

دل بہل جائے تو چھوڑ دیتے ہیں لوگ

کوئی اور مل جائے تو چھوڑ دیتے ہیں لوگ
چار دن کی چاند کی قدر کرنا دوستو
چاندنی دھل جائے تو چھوڑ دیتے ہیں لوگ
نہیں تو کھاتے ہیں لوگ صدا ساتھ بیٹے کی
ذہن بدل جائے تو چھوڑ دیتے ہیں لوگ
دن بدل جائے تو جذبات بدل جاتے ہیں
حالات بدل جائیں تو چھوڑ دیتے ہیں لوگ
☆ ----- خطر اخلاق-بٹلی

غزل

یہ زندگی ہم نے کر دی تیرے نام
کرتے ہیں ہم یاد تمہیں صبح شام
تیری پانہوں میں زندگی گزار دے
تیرے عشق میں ہونا چاہتے ہیں ہم
ہم نے کی تم سے دل ملی اسے مار
نہیں کی تم سے محبت عام
جس جگہ چاہو ہم چلے آئیں گے
آزما لو مجھو کر کوئی پیغام
ہم دنیا والوں سے نہیں ڈرتے
دیکھ میں گئے جو ہو گا انجام
میرا پیار میں اگر ہوتے ہیں دعوے
تاز اس دہی کو نہانا اب آپ کا ہے کام
☆ ----- تاری بھائی آرتھی-لیہ

آنسو

آنسو وہ عظیم ہیں جو خدا کے ڈر سے نکلیں
قدرت کے آگے آنسوؤں کے ڈھیر لگاتے
جادو کوئی تو آنسو اسے پسند آئے گا
کتنے حسین ہیں وہ آنسو جو کسی کی مصیبت پر
بہائے گئے ہوں سرت جب دل میں
سا جاتی ہے تو آنکھوں سے آنسو بن کر
کلکتی ہے سید دار کرموں نہ جاؤ کہیں
غریب کی رسی تکی امیر میں آنسو بن کر
آنکھوں سے نکلنے لگیں وہ آنسو بہترین
ہیں جو خدا کے حضور لگنا ہوں کی بخشش
کے لئے برائے جائیں

☆ ----- تاری بھائی آرتھی-لیہ

دل

دل شیشے سے نہیں بنتا
اگر بنتا تو ٹوٹنے کی آواز آتی
دل پتھر سے نہیں بنتا
اگر بنتا تو گرنے کی آواز آتی
دل مٹی سے نہیں بنتا
اگر بنتا تو بکھرنے کی آواز آتی
☆ ----- آمنہ-راولپنڈی

قطعہ

میری دھوکا بھری زندگی کو ویران کر گئی
میں نے دیکھ سوات خوشیوں سے انجان کر گئی
میں جس کی زندگی کے لئے مالک کج مشہ دعائیں
وہ میری ہی موت کا دیکھو سالان کر گئی
(وہی شاہ) حسن رضا-رکن سنی

بھی

بھی زد میں تیرے ہو گئے
کبھی دل نے تجھے منوا دیا
اس بکھش میں رہے سدا
تم نے یاد رکھا کے بھلا دیا
بھی بے بسی میں ہنس دیے
بھی ہنسی نے ہم کو رلا دیا
بھی چھوٹوں سے رہی دوستی اپنی
کبھی کانٹوں سے ہاتھ ملا لیا
بس اک کو اپنا نہ کر سکے
کبھی خود کو سب کا بنا دیا
یوں ہی دن گزار گئے پیار کے
تجھی اک خواب خود کو بنا لیا
جو خواب ابھرے آنکھوں میں
انہیں آنکھوں میں ہی سلا دیا
☆ ----- شامہ نور عرف شون-بہاولنگر

انتظار کی عادت نہیں جاتی

اک روز تھا تھا قلم نے ہاتھ میرا
میرے ہاتھوں سے تمہارے ہاتھ کی خوشبوئیں جانی
تم بہت پیار سے پکارتے تھے نام میرا
میرے کانوں سے تمہاری وہ آواز نہیں جانی
میں بلاتا بھی نہیں تھا اور تم طے آتے تھے
اب بلائے پر بھی میری آواز تم تک نہیں جاتی
بس پچھتے ہو تم میری کس نس میں ہو کی طرح
میری الفت تمہارے دل میں آ کر کیوں نہیں جاتی
میں جانتا ہوں یہ شہر یہ راستے تمہارے نہیں ہیں
پھر بھی میری آنکھوں سے انتظار کی عادت نہیں جاتی
☆ ----- حافظہ عبدالودید خان - بہاولنگر

سچ حقیقت

تم کو اک سچ حقیقت بھی بتا دیتے ہیں
جس کو یہ لوگ اکثر چھپا دیتے ہیں
تم نے کرتے ہوئے چوں کو تو دیکھا ہو گا
اپنی ہر سانس وہ مٹنی پر گمراہ دیتے ہیں
کیا خوب سنائیں بہاروں میں شجر کو
کڑی دھوپ میں اپنا آپ جلا دیتے ہیں
کتنے بے رحم ہجر ہیں سنے چوں کی خوشی میں
پیلے چوں کو خزاؤں میں گرا دیتے ہیں
اور جو گرتے ہیں قدموں میں شجر کے
لوگ انہی چوں کو چروں میں دبا دیتے ہیں
☆ ----- ثناء ماہود عرف شونوں - بہاولنگر

غزل

تیرے لب سے یوں مسکرانا اچھا لگتا ہے
بار بار نظر جھکنا اچھا لگتا ہے
مجھے معلوم ہے شکست نام سے سخت نفرت ہے
لیکن مجھے تم سے بار جاتا اچھا لگتا ہے
میں تمہیں اس لئے بار بار تنگ کرتا ہوں
تم روکھ جاؤ تو مجھے منانا اچھا لگتا ہے
☆ ----- بنیر سائول - واہ لینٹ

انتظار

بڑی آسانی سے دل لگائے جاتے ہیں

پر بڑے مشکل سے وعدے نبھائے جاتے ہیں
لے جاتی ہے محبت ان راہوں پر
جہاں دیے نہیں دل جلائے جاتے ہیں
☆ ----- ایم شہزاد سلیم خاں - سکھن کے

غزل

کانٹوں سی اس دنیا میں وہ پھولوں جیسی
جیون کی بھول بھلیوں میں وہ رستوں جیسی
اجلی اجلی مکی مکی مکی روشن روشن
میری سوچوں جیسی میرے ہمدیوں جیسی
جھلجھل کر تکی اترے دل آگہن میں
رات اندھیروں میں وہ چاند اجالوں جیسی
چمکی آنکھوں سے بھی اس کو دیکھتے رہنا
وہ خوابوں میں آنے والی پریوں جیسی
لو برساتی دو پہروں میں اس کی یادیں
غھنڈی کروں جیسی پلکے رنگوں جیسی
اک چہرہ پلٹا ہے میرے چاروں جانب
میں ہوں اور یہ دنیا ہے آئینوں جیسی
☆ ----- شہزاد سلطان کیف - الکویت

غزل

نہر ہی ہے خوب ان دونوں کی اک دہریے کے ساتھ
میرے انگلوں کا ہے رشتہ رات بھر کیے کے ساتھ
مجھ سے وہ منسوب ہے اور اس سے کی منسوب ہوں
جیسے اک کرہ بڑا ہو دوسرے کرے کے ساتھ
بے دھبائی میں گل آئی تھی اک دن گھر سے میں
جانے کیسے لٹ گیا رست تیرے رستے کے ساتھ
میں تو نہیں یہ سوچ کر لئے نہیں اس سے مٹی
دن بے آئے ہی زیبا ہے مجھے اس کا یقین
مجھ سے اک دم اٹلے گا وہ نئے رشتے کے ساتھ
☆ ----- شہزاد سلطان کیف - الکویت

کیا ہو تم

جو سانسوں کو ہلکا جائے وہ خیر ہو تم
جو آنکھوں کو نظر آئے وہ روشنی ہو تم
جو نیند میں آ جائے وہ سنا ہو تم
اٹھا کے ہاتھ جو مانگی وہ دعا ہو تم

ہر بل ساتھ رہے وہ سایہ ہو تم
جو دھڑک اٹھے وہ دل ہو تم
تمہیں کیا پتا کیا ہو تم
جو مجھے زندہ رکھے وہ زندگی ہو تم
☆ ----- تنویر احمر شائق - الکویت

غزل

نہ جانے وہ مجھے کیوں یہ صل دیتا ہے
خود ہی مناتا ہے خود ہی بھلا دیتا ہے
نہ چہن نہ آرام نہ سکون ہے مجھے
تا تو دے کس جرم کی سزا دیتا ہے
خود ہی کہتا ہے تیرا رونا اچھا نہیں لگتا
خود ہی بے رحمی سے زلا دیتا ہے
کیسے بھلا دوں اسے کہاں ہے یہ ممکن
عمر مجھ سے چھ چاہئے خود ہی کہتا ہے
لاکھ بار دعا موت کو اپنا لوں میرا
تادان خود ہی جیسے کی دعا دیتا ہے
☆ ----- سیدہ مرزا زین شیری - مظفر آباد

محبت

بھی زندگی کا نام ہے محبت
بھی موت کا پیغام ہے محبت
بھی محبت سے ملتی ہے خوشی
بھی غم کی شام ہے محبت
بھی دل کی جھلن ہے محبت
بھی دل کا آرام ہے محبت
بھی ہے محبت ملن کا روپ
بھی تنہائی کی شام ہے محبت
بھی ہے محبت شبہائی کی گھڑی
بھی رسوا کا انجام ہے محبت
☆ ----- جنید اقبال - انک

غزل

رجش ہی سہی دل ہی دکھانے کے لئے آ
آ پھر سے مجھے چھوڑ جانے کے لئے آ
کچھ تو میرے پندل محبت کا مجرم رکھ
تو بھی تو کسی روز مجھے سنانے کے لئے آ

فیض آتے ہیں رو عشق میں جوخت مقام
آنے والوں سے سوہم تو گزر جائیں گے
☆ محمد احمد رضا - صلاہ اللہ علیہ

غزل

یار جو بھی ملا دل جلا کر گیا
خاک میں میری ہستی ملا کر گیا
پیاں جی کی صدا میں بھٹا رہا
زہر قاتل مجھے وہ پلا کر گیا
ناز اسی کی وفا پر تھا مجھے مگر
تیر وہ بھی چلا کر گیا
ذھوٹتا تھا کبھی جو ہر گلی مجھے
آج وہ مجھے آنکھ بچا کر گیا
مانگتا تھا سہارا جو ہر دم مجھے
آج وہ مجھے بے سہارا کر گیا
نیند آغوش جس کی آنے لگی
دوست کی نیند مجھے ہی سلا کر گیا
آرزو جس مجھے کسی کی کریم بکینی
خواب دہی تو میرے منا کر گیا
یار جو بھی ملا دل جلا کر گیا
خاک میں میری ہستی ملا کر گیا
☆ کریم بکینی - سولی گیس فیلڈ

غزل

تیرے پیار پہ فخر ہے
اتنا کہ تیری سوچ بھی نہیں
تیری وفا میں تھا وہ دم کہ جھکتا پڑا مجھے
بڑے سخت مزاج تھے
ہم تجھ سے ملاقات سے پہلے
تیرے انداز میں میں تھا وہ دم جھکتا پڑا مجھے
تو وہ ہے جس نے اپنی ذات سے
زیادہ مجھ سے
تو وہ انسان جس پہ آنکھیں بند کر کے
مجدوسہ کرنا پڑا مجھے
شکوہ بھی نہیں خدا کے آگے
اس نے مجھے تم کو دے دیا کافی تھے

غزل

غرض کہ پڑی جبکہ پہلی نظر
نشاندہ ہوا تیر غم کا مجھ
پلک کام کرنے لگی تیر کا
کیا کاٹ ابرو نے شیر کا گل
غضب آنکھ شوخی میں تھی بے مثال
جہاں چوڑی بھول جائے غزال
غرض اس کی الفت اثر کر گئی
اس کی محبت میرے دل میں گھر کر گئی
☆ محمد شہباز گل - گوجرانوالہ

غزل

ہماری آنکھ میں کراہٹ بھرا آئے تو کیا ہوگا
گھدا ان کو سمجھ کر وہ بگڑ جائے تو کیا ہوگا
بھری محفل میں یاد رفتہ تنہا کر گئی اسے دل!
اگر تنہائیوں میں یہ چلی آئے تو کیا ہوگا
اب عادی ہو گئے ہیں اس قدر ہم بے نیازی کے
نہیں عادت اگر ان کی بدل جائے تو کیا ہوگا
بیشکی طرح پھر دل کو سمجھا کر چلے ہیں ہم
یہ ان کو دیکھ کر بے تاب ہو جائے تو کیا ہوگا
لیوں پر سانس لگتی ہے نظر ہے منتظر امتیاز
ہمارے بعد وہ تشریف لے لائے تو کیا ہوگا
☆ ایس امیاز احمد - کراچی

غزل

ہم مسافر یونہی مصروف سفر جائیں گے
بے نشان ہو گئے جب شہر تو گھر جائیں گے
کس قدر ہو گا یہاں مہر و وفا کا ماتم
ہم تیری یاد سے جس روز اتر جائیں گے
جو ہری بند کئے جاتے ہیں بازار سخن
ہم کسے بچے و گھر جائیں گے
نعت زیست کا یہ قرض چکے گا کیسے
لاکھ گھبرا کے یہ کہتے رہیں مر جائیں گے
شاید اپنا بھی کوئی بیت عدی خواں بن کر
ساتھ جائے گا میرے یار ہجر جائیں گے

اب تک دل خوش فہم کو ہے تجھ سے امیدیں
یہ آخری شمع بھی بجھانے کے لئے آ
تم جو کرتے تھے ہر وقت ہنسانے کی باتیں
آ آک بار تو مجھ کو دلانے کے لئے آ
چپے کہ جسیں آتے ہیں نہ آنے کے بہانے
ایسے ہی کسی روز نہ جانے کے لئے آ
☆ محمد منیر نذر - اسلامپورہ جبر

غزل

میں تجھی حیات سے گھبرا کے لی گیا
غم کی سیاہ رات سے گھبرا کے لی گیا
اتنی رقیق شے کوئی کیسے سمجھ سکے
بزدلوں کے واقعات سے گھبرا کے لی گیا
چھٹکے ہوئے تھے جام پریشاں تھی زلف یار
کچھ اسے حادثات سے گھبرا کے لی گیا
میں آدی ہوں کوئی فرشتہ نہیں حضور
میں آج اپنی ذات سے گھبرا کے لی گیا
دنیا سے حادثات ہے اک دردناک گیت
دنیا سے حادثات سے گھبرا کے لی گیا
کانٹنے کو خبر کاٹنے ہیں ان سے گلہ میری
پھلوں کی واردات سے گھبرا کے لی گیا
غیر وہ کہہ رہے تھے کہ لی لیجئے حضور
اُن کی لکڑاشارت سے گھبرا کے لی گیا
☆ محمد عمر انبث - ڈھوک ڈل

غزل

آ گیا میری آنکھ میں وہ خواب کی طرح
گزر رہی ہے ہر شب میری خواب کی طرح
میرے سامنے ہے وہ پھر ایسے گزرے آج
میں حرف درخیز ہوں اسے کتاب کی طرح
میں کیسے اسے اپنے دل سے پھر بھلا دوں
میری چاہت کو گھیرے ہے وہ گرداب کی طرح
لحہ در لہو اس کے احساس کی خوشبو منیکے
برس جائے وہ میرے جیون پر کتاب کی طرح
میں راہ وفا کے اس مقام پہ ہوں جاوید
کانٹے بھی گلے ملتے ہیں گلہب کی طرح
☆ محمد اسلام جاوید - فیصل آباد

خوشی اتنی تھی کہ تیرے قدموں کی خاک کو چومنا پڑا مجھے تیرا ہاتھ میرے ہاتھ میں ہے تیرا ساتھ میرے ساتھ ہے پھر بھی تجھ کو پانے کے لئے دنیا سے لڑنا پڑا مجھے

☆ ----- کرن-نواب شاہ

جہاں پر تم نہیں ہوتے

جہاں پر تم نہیں ہوتے دہاں نہ پھول کھلتے ہیں نہ ہی موسم بدلتے ہیں وہاں پر کچھ نہیں ہوتا جہاں پر تم نہیں ہوتے یہاں دیسے تو ہر سوغات آسانی سے ملتی ہے میرا بس دل نہیں لگتا جہاں پر تم نہیں ہوتے یہاں تو لوگ صد ہاں کو بھی لکھوں میں ہیں میرا اک پل نہیں لگتا جہاں پر تم نہیں ہوتے جب رونے کا وہ پوچھیں تو قصداً اتنا کہہ دیتا مجھے ہنساتا نہیں جہاں پر تم نہیں ہوتے

☆ ----- نازیہ ذوالفقار-کوٹ ادو

مجھے آواز دے لینا

جب کبھی آنکھ چلتی تو کبھی جب دل نہ سنبھلتا تو مجھے آواز دے لینا کبھی جب دور ہو کوئی بہت دور ہو کوئی کوئی آواز نہ دے تو مجھے آواز دے لینا کوئی آنسو نہ پونچھے تو کوئی ہنسنے سے روکے تو کوئی تم کو ستائے تو مجھے آواز دے لینا میں تیرے پاس ہوتا ہوں میں تیرے ساتھ رہتا ہوں مگر پھر بھی گذارش ہے مجھے آواز دے لینا مجھے آواز دے لینا

☆ ----- نازیہ راجپوت-کوٹ ادو

جانی سابیہ وال کے نام

اپنی باتوں میں میرے نام کے حوالے رکھنا

چلو تم پر یہ زندگی لٹا کر دیکھتے ہیں ☆ ----- عارف حسین-کوٹ ادو

غزل

سڑ میں شام ہونے تک تم میرے ساتھ رہے جاؤ
نا منظر ابھرنے تک تو میرے ساتھ رہے جاؤ
لبوروتی ہوئی آنکھیں تیرے قدموں سے لپکتی ہیں
میرے آنسو بھرنے تک تو میرے ساتھ رہے جاؤ
جنہیں معلوم ہے کچھ کو خزاؤں سے خوف آتا ہے
سو یہ موسم گزرنے تک تو میرے ساتھ رہے جاؤ
پھر اس کے بعد جب چاہو، جہاں چاہو چلے جانا
میری سانس کھرنے تک تو میرے ساتھ رہے جاؤ

☆ ----- اعجاز احمد-ننگران صاحب

محبت پھول جیسی

بہت برا ہوا، بھڑک لگتا ہے اپنا باز
کسی نے لونا ہے محبت کا حوالہ دے کر
تیرا نام لکھنے کی اجازت مجھ کی جب سے
کوئی بھی لفظ لکھتے ہوں تو آنکھیں جھپک جاتی ہیں
تمہاری دعاؤں سے مل جائے میرا محبوب شاہ
بس یہ سی سوچ کر مجھ کو دعاؤں میں یاد رکھنا
قدم رکھ کے کئے دھکتے پھولوں کو دیکھ کر
وہ اکثر مجھ سے کہتا تھا محبت پھول جیسی ہے

☆ ----- ملک ساجد علی ناز-پیک نمبر 511

”جواب عرض“ کے نام

یہ ڈائجسٹ ”جواب عرض“ ہے
ہماری کچھ اس طرح دوستوں سے عرض ہے
جواب عرض پڑھنا اب ہم پر قرض ہے
سب دوستوں پر ہی اس کا پڑھنا فرض ہے
لوگ تو پھولوں کی طلب کرتے ہیں اس جہاں میں
ہمیں بس دکھ صرف جواب عرض ہے
اس میں شکوہ شکایتیں ہیں

مجھ سے دور ہو تو خود کو سنبھالے رکھنا
لوگ پوچھیں گے کیوں پریشان ہو تم
کچھ لگاؤں سے کہنا کچھ زباں پہٹالے رکھنا
نہ کھوئے دینا میرے بیٹے لکھوں کو
میری یادوں کو بڑے پیار سے سنبھالے رکھنا
ایک دن تم لوٹ آؤ گے اتنا یقین ہے مجھ کو
میرے لئے کچھ وقت نکالے رکھنا
دل نے بڑی شدت سے چاہا ہے تم کو جانی
میرے لئے انداز وہی پرانے رکھنا

☆ ----- عارف حسین-کوٹ ادو

سنوتم لوٹ آؤں

وہ دیکھو چاند نکلا ہے ستارے جھلک رہے ہیں ہماری منتظر آنکھیں دعا میں باقی آنکھیں جنہیں ہی سوچتی آنکھیں جنہیں ہی ڈھونڈتی آنکھیں جنہیں واپس بلاتی ہیں یہ دل جب بھی دھڑکتا ہے تمہارا ہی نام لیتا ہے یہ آنسو جب بھی بہتے ہیں تمہارے دکھ میں بہتے ہیں یہ باتیں جب بھی ہوتی ہے جنہیں ہی یاد کرتی ہے خوش کوئی جب آئے تو تمہارے بن ادھوری ہے سنوتم لوٹ آؤ ناں!

☆ ----- احمد حسن عرضی خان-قبولہ شریف

غزل

زندگی کے خواب آنکھوں میں جا کر دیکھتے ہیں
چلو ہم کسی کو اپنا بنا کر دیکھتے ہیں
کیوں کر رشتوں سے اعتبار اٹھ گیا ہے
چلو بے نام رشتے بنا کر دیکھتے ہیں
زندگی آساں ہو جائے شاید ہماری
چلو ہاتھ کی لکیروں کو مٹا کر دیکھتے ہیں
اندھیری رات تو کسی صورت نکلتی نہیں
چلو کھر اپنا جلا کر دیکھتے ہیں
ہمیں معلوم ہے کہ تم نے ہمارا ہوتا نہیں

دوستوں کی عزتیں ہیں
اس کی زیر و زبر میں
زندگی کا سفر ہے پردہ کی
اپنے لئے یہ ہے کافی
کیوں کہ یہ "عجب عرش" ہے
☆ ----- کالو پردہ کی کٹی-کراچی

غزل

اے جان تمنا ترا چہ چاند نہ کریں گے
مر جائیں گے لیکن تجھ کو رسوا نہ کریں گے
ہونٹوں پہ لائیں گے نہ کبھی تیری کہانی
کر دیں گے تیرے بجز میں برباد جوانی
ٹوٹے ہوئے دل سے بھی شکوہ نہ کریں گے
ہم اپنا کوئی غم نہ دکھائیں گے جہاں کو
پر دل ابھی یاد تو سی لیں گے زبان کو
ہم راز محبت کو کبھی رسوا نہ کریں گے
دل میں تو رہے گا تیری یادوں کا لہر
لیں گے نہ کبھی نام کی محفل میں تیرا
بھول کر بھی تو ہیں تمنا نہ کریں گے
☆ ----- پرنس عبدالرحمن مجر-نین لانجھ

غزل

غم میں ڈوبی ہوئی کتنی کو کنار اکون دے گا
میرے ٹوٹے ہوئے دل کو سہارا اکون دے گا
عشق تو ست دلوں کو نصیب ہوتا ہے
نہ جانے اس پر نصیب کو سہارا اکون دے گا
اے خدار دک میری موت کو قسم اچھی دو رہے
ایک بار ملنے دو پھر موت بھی قبول ہے
اے نظر بھانے والے ذرا نظر اٹھا کر تو دیکھ
میں نے وفا تو نہیں ہوں ذرا آزما کر تو دیکھ
☆ ----- محفلان احوان-سر یا نوالہ

غزل

خزاں رسیدہ چمن کو بہار کرنا ہے
اسی لئے تو تیرا انتظار کرنا ہے
لگا کے شہر کی زمینوں میں خیر کے پودے
بلند ہم نے خودی کا وقار کرنا ہے

وہ جن کو منہ نہ لگا کسی نے بھول کے بھی
انہیں نصیب کے ماروں سے پیار کرنا ہے
تم اپنی چاندنی راتوں کو اپنے پاس رکھو
ہمارا کام ستارے شمار کرنا ہے
اگرچہ تیز ہواؤں کا سامنا ہے مگر
تیری لگن میں سمندر کو پار کرنا ہے
میری حیات سے خوشیاں نچوڑنے والے
تیری تلاش میں خود کو غبار کرنا ہے
حکیم سلیم اختر ملک بنس افضل شاہین-بہاولنگر

قطعات

تیری الفت کو کبھی ناکام نہ ہونے دیں گے
تیری محبت کو کبھی بدنام نہ ہونے دیں گے
میری زندگی میں سورج نکلے نہ نکلے
تیری زندگی میں کبھی شام نہ ہونے دیں گے
☆ -----
یارب تیری رحمت کا طلسمار ہوں میں
جو غم میں بیٹنے میں انہیں بھول بنا دے
لگے جائے گی ناصر میری مٹی بھی ٹھکانے
سرکار کے در کی مجھے دھول بنا دے
☆ ----- خواجہ سلیم دانش راجپوت-کلاچی

کہیں میں حوصلہ نہ چھوڑ بیٹھوں

میرے آگن میں آؤ۔۔۔ ٹوٹنے پڑے تو
دیکھو۔۔۔ میری سب کھڑکیوں پر پتھر کا کھر
جما ہوا ہے۔۔۔ میرے دروازوں کے بازو
تمہارے لوٹنے کی چاہ میں شل ہو گئے
ہیں۔۔۔ میرے گھر کے چراغوں کی ہر لو۔۔۔
درد میں ڈوبی ہوئی ہے۔۔۔ وہ دیکھو
میرے تڑپتے بین کرنے لگی ہے۔۔۔ میرے
تکلیف پھریں دھول دیکھو۔۔۔ میرے ہنسی کی
چادر ہے شکر کم میری پڑی ہے۔۔۔ وہ آتش
دان دیکھو کس طرح جوتا رکھا ہے۔۔۔ وہ
دیکھو رات کا کھانا پڑا ہے۔۔۔ دیکھو چائے
ٹھنڈی ہو گئی ہے۔۔۔ تمہارے خط کتابتیں
کارڈ تھخے۔۔۔ مجھ سے ملنے کی خواہش میں
میرے چاروں طرف کھمرے ہوئے

ہیں وہ اک تصویر میرے سامنے کم صم
پڑی ہے۔۔۔ وہ ایک کوئے میں حسرت تھک
کر سو گئی ہے۔۔۔ میرے بالوں میں فرقت
جڑ گئی ہے۔۔۔ میرے ہونٹوں سے چپ لپٹی
ہوئی ہے۔۔۔ تمہارا ہجر حد سے بڑھ چکا ہے
میں خود سے رابطے نہ توڑ بیٹھوں۔۔۔
کہیں میں حوصلہ نہ چھوڑ بیٹھوں
☆ ----- احمد حسن عرضی غازی-قبولہ شریف

قطعہ

اپنی تقدیر خفا ہو تو غزل لکھتے ہیں
جان جب تن سے جدا ہو تو غزل لکھتے ہیں
ایسے لوگوں سے جو خاموش سدا رہتے ہیں
بات آنکھوں سے ادا ہو تو غزل لکھتے ہیں
ہم تو ہم زہر بھی پی لیتے ہیں آزمانے کو
جب یہ زہنوں کی دوا ہو تو غزل لکھتے ہیں
☆ ----- شعیب اختر آسی-گلگت

غزل

سکون جاں کے لئے دعا کیے کروں؟
درد تو اس نے دیا ہے گلہ کیسے کروں؟
اکثر لوٹ آتا ہوں منزل سے یہ سوچ کر
کھل یہ سفر اس کے بن کیسے کروں؟
ہے کوئی میرے ہی ہاتھوں کی کیروں میں کی
اپنی تقدیر کا اس سے گلہ کیسے کروں؟
اب مناسب ہے یہی اس کو بھلا دوں
پر اپنی دوج جو جسم سے جدا کیسے کروں؟
سوچتا ہوں کہ میں ہی مر جاؤں
لیکن اس کو زمانے سے اکیلا کیسے کروں؟
☆ ----- حاجرہ غفور-لیہ

وعدہ کریں

آؤ دوستو! اک وعدہ کریں
نفرتیں مٹانے کا ارادہ کریں
محبتیں بڑھانے کا دعویٰ کریں
اس دنیا اک دوپے کا سہارا بنیں

چاہتوں مل کر ترانہ پڑھیں
ادھو دین کپنی پاکستان کا نام اعلیٰ کریں
☆ ----- دین محمد کئی ہوں - کراچی

بیچان

پیسے کی بیچان یہاں انسان کی قیمت کوئی نہیں
جنگ کے نکل جانے انسان ہستی میں کرتا محبت کوئی نہیں
بیوی، بہن، ماں بیٹی نہ کوئی پیسے کا سب رشتہ ہے
آنکھ کا آنسو خون جگر کا مٹی سے بھی سستا ہے
سب کا تیری جیب سے ناہی تیری ضرورت کوئی نہیں
شوخی گناہوں کی یہ منڈی میٹھا زہر جوانی ہے
☆ ----- قاضی ایوب خان - گاؤں باسیہ

قطعہ

جنت کے محلوں میں ہو محل آپ کا
خوابوں کی وادی میں ہو بحر آپ کا
ستاروں کے آنکھن میں ہو بحر آپ کا
دعا ہے سب سے خوبصورت ہو مقدر آپ کا
☆ ----- سردار عابد چغتائی - بانگ

قطعہ

تم نے مانو یہ حقیقت ہے
دوست انسان کی ضرورت ہے
کسی دن آؤ ہماری محفل میں
جان جاؤ گے زندگی کتنی خوبصورت ہے
☆ ----- ایم شہزاد سلیم خان - کھنکھن کے

سنو

سنو میری جان..... میں اپنی آنکھیں بند کرتا
ہوں..... تم اپ اپنی بات کہو..... کہ.....
میں تمہاری آنکھوں میں..... اپنے لئے ہے
رہی نہیں دیکھ سکتا..... بس حافظہ ستار..... تم
اپنا خیال رکھنا..... میرے لئے میرے پیار
کے لئے

☆ ----- انتخاب: شانی جان سدھ - پکوال

اب تم یاد آتے ہو
مجھے تم نے کتنا روکا تھا..... آنکھوں میں پٹنے

کھانے سے..... دل میں ارمان چگانے سے
مگر..... چاہاں..... دل پہ کسی کا زور نہیں
جذبہ محبت تو..... دل کا سور ہوتا ہے
جب بھی چاہے..... خوب تاج لیتا ہے
سرت کے پھول دان دیتا ہے..... پھر
کبھی لوگوں کے طعنے پہ..... گہری چپ
سادہ لیتا ہے..... غم سے ہمکنار کرتا ہے
اور..... پھر..... تم یاد آتے ہو زینہ الیس
تم نے کتنا روکا تھا..... یہ روگ لگانے
سے

☆ انتخاب: فاروق احمد شانی سدھ - پکوال

غزل

ایکے دکھ اٹھاتے ہو تم اچھا نہیں کرتے
ہمارا دل جلاتے ہو یہ تم اچھا نہیں کرتے
کہا بھی تھا محبت ہے محبت سے رہتے تو
بقا شا ہو بناتے ہو یہ تم اچھا نہیں کرتے
اٹھاتے ہو سر محفل ملک نیک تم لیکن
اٹھا کر جو کرتا ہے ہو یہ تم اچھا نہیں کرتے
کوئی جو پوچھے کہ رشتہ کیا ہے اب ان سے
تو نظروں کو جھکاتے ہو یہ تم اچھا نہیں کرتے
بکھر جائیں اندھیروں میں سہارا تم دیتے ہو
مگر پھر چھوڑ جاتے ہو یہ تم اچھا نہیں کرتے
آپ لوٹ آؤ کہ تم بن زندگی ادھوری ہے
دلا سے دے کہ نہیں آتے ہو یہ تم اچھا نہیں کرتے
دیکھوں کہ پیار سے بلایا ہے
جہیں تمہارے عارف دیوانے نے
اپنی دیوانی کو ستاتے ہو یہ تم اچھا نہیں کرتے
☆ ----- محمد عارف بروہی - حب

غزل

نا ہے وہ راتوں کو جاگتا ہے
اسے کہتا سوتے ہم بھی نہیں
نا ہے وہ چھپ چھپ کر روتا ہے
اسے کہتا ہنستے ہم بھی نہیں
نا ہے وہ مجھے بہت یاد کرتا ہے
اسے کہتا بھولے ہم بھی نہیں

نا ہے اس نے وفا کا دعویٰ کیا ہے
اسے کہتا ہے وفا ہم بھی نہیں
☆ ----- انور علی - ننڈوالہ یار

غزل

دھڑکن کو تیری یاد سے تحریک مل رہی ہے
چاہت اگر سزا ہے ہمیں تحریک مل رہی ہے
اُس در سے جو بھی لوٹ کے آیا تو در پڑا وہ
لگتا ہے آنسوؤں کی وہاں ہیکل مل رہی ہے
ہم نے تو بل صراط کے بارے میں سن رکھا تھا
بر راہ بال سے ہمیں بازیک مل رہی ہے
شاید کسی بھی لمحے مقابل ہوں اس کی نگاہیں
جو دور کی صدا تھی وہ نزدیک مل رہی ہے
جو جنگجو اٹھی تھی تجھے دیکھ کر خوشی سے
مٹ سے راہ وہ ہمیں بازیک مل رہی ہے
☆ ----- محمد افضل جواد - کالا باغ

اس کے قہقہے گونجنے لگے

میں مکمل طور پر بے بس ہوئی انگاروں نے
میرا سارا شیریں بچی کر دیا ترشول نے
کسر پوری کر دی مجھ سے اس درد کو سہا دو پھر

ہو گیا میری آنکھیں بند ہونے لگی جن
میں ایک ندامت تھی میں اپنے محسن کو نہ بچا
سکی لاشے میں میں نے ایک عجیب

منظر دیکھا وہی ترشول جس نے میری دم
کاٹ ڈالی تھی اسی ترشول کو انسان نے اٹھایا

اور آگے سے مل اڑتا ہوا ترشول کو بچاری
کے طلق کے آر پار کر دیا ایک بھیا تک جج
اس کے منہ سے نکلی وہ درد تک لکھتا ہوا گیا
اس کا سر زور سے دیوار سے ٹکرایا اور پھٹ گیا

پھر اسی انسان نے نہایت ہی تیزی سے
جھرے کو اٹھایا اور پگلی کی سی تیزی سے اس
پجاری کے دل کے آ پار کردیا ایک نہایت
ہی عیاںک پنج اس کے منہ سے نکلی اور اس
کے سارے غلام جمع ہو گئے وہ بھی چیخنے لگے
ان کی چیخوں سے دیوار دور تک کانپ اٹھے

میرے محسن انسان نے اسے موت کے
گھاٹ اتار دالا میں نے تیزی سے انسانی
جون بدلی میری ایک ٹانگ کٹ چکی تھی وہ
تیزی سے میری جانب آیا اور میرا سر اپنی گود
میں لے لیا۔ اظہار محبت

وہی اظہار کافی تھا..... جنہیں ان دکہا تھا
جو..... کرم سے پیار کرتے ہیں..... وہ لمبے
بھول کیوں بیٹھے..... وہ جملہ بھول کیوں
بیٹھے..... ابھی تجھ ہی مانگو گئے..... میری بے
لوٹ محبت کی..... جنہیں اب بار پھر سے وہ
..... محبت تائے شاید..... یہ جو تم روٹھ بیٹھے
ہو..... تمہاری کم نگاہی ہے..... جنہیں گر پیار
کرنا تھا..... ہمارے ساتھ چلنا تھا..... وہ
اک اظہار سن لیتے..... وہی اظہار کافی تھا
..... جنہیں ان دکہا جو کہ..... کرم سے
پیار کرتے ہیں

☆ محمد واجد انبند صدام

مزاج یار

نہ تیرا قرب نہ بادہ ہے کیا کیا جائے
پھر آج دکھ بھی زیادہ ہے کیا کیا جائے
بیس بھی عرض تنہا کا ڈھب نہیں آتا
مزاج یار بھی سادہ ہے کیا کیا جائے
کچھ اپنے دوست بھی ترش بدش پھرتے ہیں

کچھ اپنا دل بھی کشادہ ہے کیا کیا جائے
وہ مہربان ہے مگر دل کی حرص بھی کم ہو
طلب کرم سے زیادہ ہے کیا کیا جائے
نہ اس سے ترک تعلق کی بات کر پائیں
نہ ہمدردی کا ارادہ ہے کیا کیا جائے
سلوک یار سے دل ڈونے لگا ہے فراز
مگر یہ محفل اعداء ہے کیا کیا جائے
☆ ربنواز بھٹی۔ کنڈان شاپور

غزل

یادوں کے سب ادیب جلا کے بیٹھے ہیں
تیرے پیار میں خود کو بھلا کے بیٹھے ہیں
تیری خاطر ہم نے جہان مان کیا ہے
تیرے لئے گھر کو سجا کے بیٹھے ہیں
نگاہ..... جی ہوئی گھر کی دلیز جی
تیرے آنے کی آس لگا کے بیٹھے ہیں
کہتے ہیں لوگ کہ پتھر ہے میرا جلا
تیری یاد میں اس دل کو زلا کے بیٹھے ہیں
شب خزاں تو سنتی نظر آتی نہیں مظہر
تیری یاد میں خود کو لگا کے بیٹھے ہیں
☆ ایم مظہر نذیر۔ بالا کوٹ

حال دل

کچھ اور سوچنے کی ضرورت نہیں مجھے
تیرے سوا کسی سے محبت نہیں مجھے
تیرا سکی مجھے رات دن خیال
میں تجھ کو بھول جاؤں یہ طاقت نہیں مجھے
کل شب تمہاری یاد میں آنسو چٹک پڑے
اب کچھ اور سوچنے کی ضرورت نہیں مجھے
سکں کو ساؤں جا کے میں اپنا حال دل ضیافت
تم سے تو ہی کہہ دیا فرصت نہیں مجھے
☆ ضیافت علی۔ کوٹلی

ہم آج بھی تمہیں یاد کرتے ہیں

ہم آج بھی تمہیں یاد کرتے ہیں..... نکاح ہیں
منتظر رہتی ہیں..... ہزاروں خوابوں کو چٹکوں

پہچائے..... تمہارا انتظار کرتے ہیں..... ہم
تمہیں پیار کرتے ہیں..... ہم آج بھی
تمہیں یاد کرتے ہیں..... سادوں کی راتوں
میں..... تمہارا ہم سے جدا ہو جانا..... اور
آخری بار..... مٹنے کے کوئے سے..... حسرت
بھری نگاہ سے دیکھا..... ہم انہی لمحوں کی
بات کرتے ہیں..... ہم آج بھی تمہیں یاد
کرتے ہیں..... اس سے پہلے زندگی کی شام
ہو جائے..... اور تمہیں خبر ملے..... کہ رضا
تمہارا جہاں چھوڑ چلا..... تم مجھ سے بات بھی
نہ کر پاؤ..... خود ہو کے براہ تمہیں یاد کرتے
ہیں..... ہم آج بھی تمہیں یاد کرتے ہیں
☆ اے ڈی ناز۔ ساہیوال

میری پہلی محبت

درا سانم رکھ لینا میری پہلی محبت ہے
ستم تم سوئی کر کرنا میری پہلی محبت ہے
اگر جانے کی منہ ہے جو پہلے جاؤ مرن لو
جلدی لوٹ کے آنا میری پہلی محبت ہے
مگر کے خون سے لکھ کر مجھے پیغام بھیجا ہے
اک اک لفظ کو پڑھنا میری پہلی محبت ہے
من جاؤں گا دنیا سے مجھے دل سے منازت مرادی
سدا دل میں مجھے رکھنا میری پہلی محبت ہے
☆ علی نواز مزاری۔ گھوکی

کہہ دوں

یہ خوب کیا ہے رشت کیا ہے جہاں کی اصلی
..... سرشت کیا ہے..... بڑا مزہ ہو تمام
چہرے کر کوئی ہے نقاب کر دے..... کہو تو راز
..... حیات کہہ دوں حقیت کا نکات کہہ دوں.....
وہ بات کہہ دوں کہ پتروں کے جگر کو.....
آپ آب کر دے!

☆ محمد شہباز نکل۔ گوجرانوالہ

پست پرده اشعار

تیری مسکائی یہ آنکھیں تیری رشتہ راقمیت ہے
تو تم سے پیار کرتا ہوں تیرا کیا خیال ہے
☆ محمد اسماعیل آزاد کھرکھوہ

کرن لکھا ہے اس دل میں اثر جانے کے بعد
اس گل کی دوسری جانب کوئی راہ گز نہیں
☆ صدائیں صدا کیلا کے

عجب چراغ ہوں دن رات مل رہا ہوں ناز
میں تھک گیا ہوں اسے کہو کہ
☆ وہ اپنی سانسوں سے مجھ دے

☆ علی ناز - ڈھوک مراد

کتنے پاس اور کتنے دور ہیں ہم
خدا ہی جانتا ہے کہ کتنے مجبور ہیں ہم
☆ سزا یہ ہے کہ مل نہیں سکتے آپ سے

☆ گناہ یہ ہے کہ بے قصور ہیں ہم

☆ محمد لقمان اعوان - سریا نوالہ

حسرت میں یوں ترنا پڑے گا معلوم ہے تھا
چھڑ کر تجھ سے جینا پڑے گا معلوم ہے تھا
☆ محمد اسحاق نجم - سکھ پور

☆ کوئی ان سے جا کر ذرا پرس کہہ دیتا

☆ میں ہوا جہاں میں سوا تیری دوستی کے پیچھے

☆ پرسن عبدالرحمن نجم - لہرانہ محمد

☆ اس نے ہمیں بے سوچ کے انہوں کے جا سکے

☆ کہ یہ غریب لوگ ہیں عبت کے سوا کیا دے سکتے ہیں

☆ سکین منور علی - کوئٹہ

☆ آج اس کی یاد نے مجھے بہت دلائے غمخوار

☆ خنکی کش خود آنسوؤں میں ڈوب گیا ہوں

☆ الٹی بخش غمخوار بچ کر ان

☆ ہم امیدوں کی دنیا بسائے رہے

☆ وہ بھی پل پل ہمیں آزماتے رہے

☆ محبت نہیں مرنے کا موقع آیا فراز

☆ ہم ہر لمحے اور وہ مسکراتے رہے

☆ ----- سلیم خاں شہزاد افسان کے

محبت میں ایسی دل گلی لگاٹی شہزاد

جس کے لئے چھوڑ دیا زمانا سنے بے وفائی بھائی

☆ ----- ام شہزاد سلیم خاں افسان کے

محبت کرنی ہے تو اسے رب سے کرو فرماز

یہی کے مھلوں سے جسکی وفا ملا نہیں کرنی

☆ ----- محمد رمضان شاہد - چک فرما

بعد مرنے کے بھی چھوڑا اس نے دل جانا فرماز

رز چھیک جاتا ہے پھول ساتھ والی قبر ہ

☆ ----- محمد رمضان شاہد - چک فرما

مجھے تعلیم دی ہے میری فطرت نے بچپن سے

کوئی روئے و آسوپو دینا چاہئے دامن سے

☆ ----- محمد خورشید انجمنی - کوہاٹ

مرنے کے بعد بھی میری آنکھیں رہیں کھلی کی کھلی

نرا ناس عادت جو ہو کبھی تھی تیرے انتظار کی

☆ ----- سیدہ امرا ناز شمشیری - آزاد کشمیر

بہت مظلم ہوتا ہے عاشق اس زمانے میں

کر دین آنسوؤں سے دھتا ہے ہر باری جانے میں

☆ ----- میرا تو سر چھوڑ ڈالا کہ اپنے نے چنے سے

ہوئی تھی مجھ سے تھوڑی دوس اور جانے میں

☆ ----- عبدالنصیر خورشید احمد - شیرپور خواجہگان

ہم نے اپنے تھوہ پر کتنی اہرام کھینے آنے دیا

حرمے پڑاں سے چائے پیانی نام سے بانی نہیں مانگا

☆ ----- عبدالنصیر خورشید احمد - شیرپور خواجہگان

بچپن کی محبت کو دل سے نہ جدا کرنا

جب یاد میری آئے تو ملنے کی دعا کرنا

☆ ----- ریاض احمد چاٹھی - ملتان

خدا کرے تیری زندگی میں وہ بہار آئے

جو کبھی بھی خزاں سے ہم کنار نہ ہو

☆ ----- زہیر گل اہوان - ہلسٹ ٹوپی

خواباں اتنی تو نہیں ہم میں

کسی کے دل میں گھر کر جائیں
 پر بھلانا بھی آسان نہیں ہو گا
 ایسا کچھ ضرور کر جائیں گے
 ☆ ----- رائے جاوید کھل-خوشت عباس
 مت دے مجھے خوش رہنے کی دعاے ساقی
 میں خوشیاں رکھتا نہیں بانٹ دیتا ہوں
 ☆ ----- محمد ہارون قریچ پور ہزارہ
 زندگی جس کے دم سے ہے ناصر
 یاد اس کی غلاب جاں بھی ہے
 ☆ ----- شمرین آف عارف والد
 مت جا جاؤ کھ کی لکیروں پر اسے فرما
 مقتدر تو ان کا بھی ہوتا ہے جن کے ہاتھ نہیں ہوتے
 ☆ ----- مرتضیٰ عاشق - جگہ خرا
 رونے سے اگر سنور جاتے حالات کسی کے فنا
 تو ہم سے زیادہ کوئی خوش نصیب نہ ہوتا
 ☆ ----- عمران فنا - حذیم
 اب تو ان منزلوں کے کشاں بھی نہیں ملتے جاوید
 جن کے کبھی ہم مسافر ہوا کرتے تھے
 ☆ ----- جاوید اقبال جاوید انجکھہ - فیصل آباد
 وہ تو خدا ہے سو پوری کرے گا آرزو میری
 ملک تو چھروں سے بھی مرادیں پا لیتے ہیں
 ☆ ----- محمد ہارون قریچ پور ہزارہ
 تجھ کو خبر نہیں مگر ایک سادہ لوح کو
 برادر کر کے رکھ دیا تیرے دودن کے پیارنے
 ☆ ----- رابعہ فیصل مجید - کراچی
 کسی کے چھڑنے سے سر نہیں جاتا کوئی
 مگر زندگی کے انداز بدل جاتے ہیں
 ☆ ----- اویسی علی - رحم یار خان
 تجھے کیا خبر کہ میرے دل میں کیا ہے ساحل
 جو کروں بیان تو تجھے نیند سے غرت ہو جائے
 ☆ ----- نبیل ارشد - رحم یار خان

نہ ہو غم و راءے نازاں میرے الفت کی باتوں پہ
یہ دل میں داغ دلی کی تیری غافل نگاہوں سے
☆ شاد ولی اللہ - کہستان
دفا کی آواز کسی نے نہ سنے پہ بال عمران
زر پاس ہے تو برجائی سے بھی ٹھنڈی کسی کو
☆ ماحول - کواڑہ
میں نے چاہا تجھے تو نے چاہا کسی اور کو
خدا کرے تو چاہے مجھے وہ چاہے کسی اور کو
☆ ایم خالد دہلی - ملتان
تم راز کو راز ہی رکھتے تو اچھا تھا منزل
یوں چاہت کا بتا کر شہزاد کو مفرد کر دیا
☆ منزل حسین صدائے سکودال
بھلا نہ سکو مجھے بھول کر تم
میں اکثر جنہیں یاد آتا رہوں گا
☆ محمد افضل جواد - کالا باغ
رکھتے ہیں جو اردوں کے لیے پیار کا جہ
وہ لوگ ٹوٹ کر بھی ٹکھرائیں کرتے
☆ شفا اللہ فراز - میانوالی
وہ کتنا ہے بد نصیب ظفر فتن کے لیے
دو گنہ زمین بھی نہ ملی کوئے یار میں
☆ محمد خلیل بندھوڑ
سب مجھے ہی لگتے ہیں کہ تو اسے بھول جا
کوئی اسے کیوں نہیں کہہ دے مجھے یاد آیا کرے
☆ میان محمد عرف دہلی - انک
وہ بظاہر جو زمانے سے خدا لگتا ہے
ہنس کے بولے بھی تو دنیا سے جدا لگتا ہے
☆ محمد رشاد الیاس - فورٹ عباس
زندگی کی خطاؤں کو صاف کرنا اسے سناؤں
شاید کہ تیری زندگی میں ہم پھرتا آئیں بھی
☆ بشیر سانول - دادو کینٹ
اگر زندگی ہو تو تیرے سنگ ہو
اگر موت ہو تو تم سے پہلے
☆ فیاض احمد چانڈی - ملتان
خوشی میری تلاش میں ہوئی پھر تیری محسن
کبھی اسے میرا گھر نہ ملا تو کبھی اسے میرا گھر نہ ملے
☆ محمد افضل جواد - کالا باغ

یہ زندگی تو کسی اور کی بخشی ہوئی امانت ہے فراز
ہم تو صرف سانسوں کی رسم ادا کرتے ہیں
☆ شفا فراز - جلاپور
ملی جانے کا کبھی دل کو یقین رہتا ہے
سنا ہے وہ شہر کی انہی گلیوں میں رہتا ہے
☆ محمد افضل جواد - کالا باغ
وہ شخص جو بس چکا ہے میرے خوابوں خیالوں میں
میں اسے بھول جاؤں یہ میرے بس کی بات نہیں
☆ ارادینہ عامر - گوجرہ
ہم وہ بچے نہیں جو گر جائیں گے خزاں میں
ان آنکھوں سے کھدو کر اپنی وقاوت میں رہیں
☆ ایم وکیل عامر جٹ - ساہیوال
دوست ہوتے نہیں بھول جانے کے لیے
زندگی ملتی ہے دوست بنانے کے لیے
ہمیشہ دوستی رکھو گے تو اتنی خوشی دیں گے
کہ وقت نہ ملے گا آنسو بہانے کے لیے
☆ ایم وکیل عامر جٹ - ساہیوال
ہم نے جن کے لیے راہوں میں پھنپایا تھا ہرمان
آج ہم بے گیسے ہیں وہی ہمد وفا یاد نہیں
☆ محمد عمران بٹ - ڈھوک ڈل
اس کی روح سے محبت کی ہوئی اسے دوست
ورنہ اس بے وفا کو کب کے بھول جاتے
☆ محمد حسین نذر - گوجر خان
اگر محبت ہوتی تیرے جسم سے
تو تجھے دنیا سے جھین لے ہم
عشق تیری روح سے ہے
ایسے اس لیے خدا سے مانگتے ہیں
☆ رئیس مہد ام حسین - شی خان بیلہ
بارش بن کر برتی ہیں اسکی یادیں مجھ پر غالب
ذرا سوچ کر کٹا کٹا ہوتا ہوگا میری تہائی کا منظر
☆ رئیس ساجد کاوش - رحیم یار خان
چہرے کی اداسی سے ہی گھر آئے آنسو
دل کا سماں تو ابھی تم نے دیکھا ہی نہیں
☆ ارشد علی دشتاد - بورے والہ
مر جائیں جو صدا دیں کسی اور کو ہم
ہوٹ مہل جائیں جو پکاریں کسی اور کو ہم

نگاہ ہے نور ہو اور پھٹ جائے یہ سینہ
جو سینے سے لگیں کسی اور کو ہم
☆ شہباز اشرف دشتاد - فورٹ عباس
میں خدا کی نظر میں کیسے نہ گنہگار ہوتا دشتاد
کہ اب تو وہ جہدوں میں بھی یاد آنے لگے
☆ شہباز اشرف دشتاد - بہاولنگر
نہ جہم خریدتے نہ جاں خریدتے
اگر بازار سے ملتی تو ہم ماں خریدتے
☆ شہباز اشرف دشتاد - بہاولنگر
دل کا درد کبھی کم نہیں ہوتا کسی کو سنانے سے
ہوئی ہے بڑی تکلیف واصل جانے کے بعد
☆ ارشد علی دشتاد - بورے والہ
کتابوں سے دلیل دہاں یادوں کو سانسے رکھوں
وہ مجھ سے تو پوچھ بیٹھے ہیں محبت کس کو کہتے ہیں
☆ مسکین منور علی - ڈیرہ اللہ یار
ہزاروں منزل میں ہم ان کی ہزاروں کراہوں ہوں گے
نگاہیں تم کو صوبہ نہیں کی - ہانے تم کہاں ہو گے
☆ محمد سلیمان مہد افضل دشتاد - میانوالی
زندگی میں کچھ حادثے ایسے آتے ہیں فراز
انسان بچ تو جاتا ہے مگر زندہ نہیں رہتا
☆ انس علی گلاب ٹوبہ - ہری پور
سمندر کی کہانی کچھ نہیں ہے
نہ ہو ساحل تو پانی کچھ نہیں ہے
☆ جہتت میں جوانی کچھ نہیں ہے
☆ سہلی آغا - ہری پور
اتر کے دیکھ بھری دوستی کی گہرائیوں میں
سوچ میرے بارے میں رات کی تہائیوں میں
اگر ہو جائے میری دوستی کا یقین تو
پاؤں مجھے اپنی ہی پرچھائیوں میں
☆ رانا وارث اشرف عطاری - احمد نگر
یہ درد کے ٹکڑے ہیں اشعار نہیں
ہم کچھ کے دھماکوں میں زخموں کو پھوٹے ہیں
☆ جنید اقبال - انک
آج ٹوٹ کر اس کی یاد آتی تو آس پاس ہوا جنید
اتر جائیں دو لوگ دل میں جو بھلائے نہیں جاتے

☆ ----- جنید اقبال - ایک
لوگ اک بھول سے اظہارِ عبت کرتے ہیں غار
ہم نے بھولوں سے قبر کھائی اپنی قبر بھی وہ نہ مانے
☆ ----- ابن علیؓ ناز پر دیسی - ڈھوک مراد
غرض اگر شراب تک ہوتی تو نہ آتے
تیرے سے خانے میں دگی
یہ جو تیری نظروں کا جام ہے
گھیں اور سے نہیں ملتا
☆ ----- مایا محمد عرف دگی - ایک
جب آنسوؤں سے کھی میں نے اک کہانی
اک اور سندھ بن گیا اس دنیا میں
☆ ----- وقاص علی - ایک
ساقی تجھے اک تمویزی سی تکلیف تو ہوگی
سافر کو ذرا قہام لکھ پس سوچ رہا ہوں
☆ ----- محمد اسحاق انجم - کلنگ پور
ساری دنیا میں تھیم وہ اپنا وقت کرتا ہے سائر
صرف میری ذات کے لئے اس کو اک کہ نہیں ملتا
☆ ----- رئیس ارشد - خان بیلہ
تم مجھ کو چھوڑ گئے ہو کوئی نئی بات نہیں
سایہ بھی ساتھ چھوڑ جاتا ہے ہر شام کے بعد
☆ ----- محمد مسعود دگی - کراچی
ہوتی ہے بڑی ظالم یکطرفہ محبت بھی فراز
وہ یاد آتے ہیں پر یاد نہیں کرتے
☆ ----- ماحولوم - کرک
ذرا سی رنجش ہے نہ چھوڑ دیا کا دامن اظہر
عمر بیت جالی جالی دل کا رشتہ بنانے میں
☆ ----- اظہار اقبال - کوٹہر - بھکر
خوابوں کا قافلہ بھی عجیب ہی ہے بڑی
اکڑ ہیں سے گزرتا ہے دل جہاں رستہ نہیں ہوتا
☆ ----- بشری شکور - سمرہ ہٹی
بھول گئے مجھے چھڑنے کے بعد
جو ہمیشہ یاد رکھنے کی قسم کھاتا تھا
☆ ----- الہی بخش محمد - کیچ کمران
لوگ اب ہمیں بدنام کریں گے
ہم زخمی ہیں چار کریں گے
☆ ----- سیف الرحمن - دخی - یالکوٹ

محبت اب نہیں ہوگی یہ کچھ دن بعد ہوگی
گزار جائیں گے جب یہ دن تو ان کی یاد میں ہوگی
☆ ----- بشیر سائول اداس - واہ کینٹ
اس نے کہا تو کون ہے میں نے کہا حسرت تیری
اس نے کہا دیکھتا ہے کیا
میں نے کہا صورت تیری
اس نے کہا چاہتا ہے کیا
میں نے کہا خدمت تیری
اس نے کہا بچھڑائے گا بہت
میں نے کہا قسمت تیری
☆ ----- حسن رضا - رکن پٹی
میری حاجت کو میرے حالات کے ترازو میں مت تولنا
میں نے وہ دنگ بھی کھائے ہیں جو میری قسمت میں نہیں
☆ ----- ملک عرفان - چک 9 - میرا کیم
میرے چپ رہنے سے ناراض نہ ہو کر فراز
گہرا سندھ ہمیشہ خاموش ہوا کرتا ہے
☆ ----- کامران علی - جسم - سرگودھا
دل میرا سوچی اہبہ، اللہ جانوے
کدوں آ سی، میرا مایہ فونی اہبہ
☆ ----- ظفر انجم - زہ - ہری پور
اک سندھ ہے کہ میرے مقابل ہے
اک قفر ہے کہ مجھ سے منہ بال نہیں جاتا
اک عمر ہے کہ جیتانی ہے تیرے بغیر
اک لمحہ ہے کہ مجھ سے گزرا نہیں جاتا
☆ ----- ندیم اقبال - قریبی - بھریارو
نگاہ پڑتی ہے جب دل کے دانوں پر
تو اک دوست کے احسان یاد آ جاتے ہیں
☆ ----- شاہد شیراز - بڑائی - خیر پور سادات
بعد مرنے کے بھی اس نے چھوڑا نہ دل جلاتا
روز پھینک جاتی ہے بھول ساتھ والی قبر پر
☆ ----- شاہد شیراز - بڑائی - خیر پور سادات
یہ سنگدلوں کی دنیا ہے یہاں تسکین کے چلنا فراز
یہاں گلشن بنائے ہیں نظروں سے گرانے کے لئے
☆ ----- عقیل عباس - گسی - ڈھینگانہ
آئی تھی میرے مزار پر دیا بچا کے چلی گئی
پچھتاہو جی تیل دیے میں وہ سر کو لگا کر چلی گئی

ہم نے اس کی یاد میں رو دو کرپ بھر دیا
وہ کافر کی پچی آئی اور نہا کر چلی گئی
☆ ----- محبوب عالم - کوٹہر - کھنڈ انوالہ
کچھوہ حیدے روح خوش دی کیا
تے کوئی کوچہ نظارے آئی ہے
پٹلا پٹھو چل پٹلا
سوہنری پکر ڈے گھنائی اے
کمر سوہنری کمان دا گوشہ
تے پٹلیاں دم جم لائی ہے
موسن میاں دل وطن جولوں
اے تیاں آخر کوچہ پرائی ہے
☆ ----- موسن کوٹہر - اینڈل اقبال - کھنڈ انوالہ
آرزو کسی کی کر دل میں تنہا ہی نہیں
ہم نے جس کو چاہا وہ ہمیں ملا ہی نہیں
☆ ----- شمشیر ساگر - شہیدر
بھال بننے کی خوشی میں مسکراتی تھی کلی
یہ نہ تھا کہ تبسم موت کا پیغام ہو گا
☆ ----- شمشیر ساگر - شہیدر
تہائیوں کا درد ہے اب میرے دل کے ساتھ
شب بھر تیرے خیال میں جلتی ہے زندگی
☆ ----- شمشیر ساگر - شہیدر
نہ قسمت سے شکوہ نہ دوش نصیبوں کا
چھین لے گے دولت والے ہمارے بھریوں کا
☆ ----- عطاء الرحمن - بلوچ - ساگھڑ
نفروں کے تیر کھاکے دوستوں کے شہر میں
ہم نے کس کس کو پکارا یہ کہانی بھرسکی
☆ ----- محمد افضل - اعوان - گجرہ
ہر شب تنہائی میں ٹوٹی ہے قیامت تیرے مجھ پر
اپنی یادوں سے کہہ دو کہ مجھے اک رستایا نہ کریں
☆ ----- عطاء الرحمن - بلوچ - ساگھڑ
اس کی سوچ نے اسے محدود رکھا ہے گل
ورنہ تم اسے اس کی سوچ سے بھی زیادہ جانتے
☆ ----- زبیر گل - اعوان - ہملٹ ٹوپی
ہونٹوں کی ہنسی کو نہ مجھ حقیقت زندگی گل
میرے دل میں ارکے دیکھ میں کتنا داس ہوں
☆ ----- زبیر گل - اعوان - ہملٹ ٹوپی

دوستوں کو دولت کی نظر سے نہ دیکھ
وفا کے عادی اکثر غریب ہوتے ہیں
☆ علی نواز سزاری - گھونگی
لٹنے کی خوشی جدائی کا غم
کتنے اداس اور تنہا ہیں
ہم کیسے کہیں کہ کیسے ہیں ہم
بس اتنا سمجھ لینا کہ آپ کے بنا کیسے ہیں
☆ علی نواز سزاری - گھونگی
فرحت ملے تو پوچھ بھی ان کا حال بھی
جو زندہ ہیں بہتری پیار کے بغیر
☆ علی نواز سزاری - گھونگی
موسم بہار میں جب ٹھنڈی ہوا آتی ہوگی
تنہا بیٹھے ہوئے کسی کو رلاتی ہوگی
ایسے میں پرس گزری خوشی کی جب آتی ہوگی
کسی کے درد کو نیند آ جاتی ہوگی
☆ پرس ظفر شاہ - ٹاکمان پوک
گزری کا تیر بن کر کاغذ کی تقدیر بن کر
گزرے گا کوئی دیا نہ لگی تیری سے فقیر بن کر
☆ محمد عمران بٹ - ڈھوک ڈل
بہت سرد آتا ہے گلے گلے کے تیرے چاہاں
اُسی میں کیا جلدی ہے قرار ملے تو چلے جانا
☆ مجاہد ناز مابای - صادق آباد
دل کے کتنے غریب ہو تم پھر بھی کیف
حسرت ہی رہی تم سے ملنے کی
☆ عبدالمالک کیف - ڈھوک
رب نہ کرے کہ زندگی بھی کسی کو فنا دے
کسی کو لائے نہ دل کی گلی مولاسب کو داد دے
☆ حسن رضا - رکن
اکیلا ہوں اکیلے زندگی کی شام کروں گا
میں اپنی ہر خوشی تجا نہیں کے نام کروں گا
☆ محمد خورشید اجپٹی مائیں - کوہاٹ
آغاز ہے کیا معلوم نہیں
انجام ہے کیا معلوم نہیں
ہاں ان سے محبت ہے ہم کو
اس کے سوا معلوم نہیں
☆ محمد خورشید اجپٹی مائیں - کوہاٹ

خوشبو سے تاراض ہے میری زندگی
پیار کی محتاج ہے میری زندگی
ہنس لیتا ہوں لوگوں کو دکھانے کے لئے اظہر
ورنہ درد کی کتاب ہے میری زندگی
☆ سید اظہر حسین شاہ - ممبر
ہر نام کو سر عام پکارا نہیں جاتا
کاغذ پر ہر لفظ اتارا نہیں جاتا
ہوتی ہیں مشق میں کچھ راز کی باتیں اظہر
یونہی تو اس کھیل میں ہارا نہیں جاتا
☆ سید اظہر حسین شاہ کلمی - ممبر
تن سن اپنا خاک کیا تب جا کے الگ ہی بنائی تھی
جانے سے جوت کر دیکھا تو اک اک اینٹ پڑی تھی
☆ ساگر گزرا کنول - فورٹ عباس
زندگی جانتی ہے ابھی طرح
میں نے کیسے اسے گزرا ہے
☆ فیض اللہ مجاور - سٹی سرور شریف
دو آتی ہے روز میری قبر پر اپنے ہمسفر کے ساتھ
کون کہتا ہے کہ دفنانے کے بعد جا رہا نہیں جاتا
☆ فخر اخلاق - ٹلی ڈیال
میں پھول چتا ہا اور مجھے خبر بھی نہ ہوئی
وہ شخص آ کے میرے شہر سے چلا بھی گیا
☆ امجد حسن عمری - بولہ شریف
میرے وجود میں تم کاش یوں اور جاؤ
میں دیکھوں آئینہ تو مجھے تو نظر آئے
☆ محمد عرفان شیوہ - شیخوپورہ
تم تو نگاہیں پھر کر خوشیوں میں کھو گئے
ہم نے اداسیوں کو اپنا مقدر بنا لیا
☆ مختیار علی کیانی - گاؤں تلی
اے بیوں کی ہنسی آپ کے نام کر دیں گے
اپنی ہر خوشی آج تجھ پہ قرباں کر دیں گے
جس دن ہوگی میری موتی میں
تو زندگی موت کے نام کر دیں گے
☆ مختیار علی کیانی - گاؤں تلی
چاہا تھا اسے روح کی گہرائیوں کے ساتھ
زندہ ہوں اپنی تنہائیوں کے ساتھ
رد کا نہیں اسے چھڑتے وقت بھی

اپنی وفا پر ناز تھا سچائیوں کے ساتھ
☆ مختیار علی کیانی - گاؤں تلی
ہم جیسے برباد دلوں کا بیٹا اور مرزا کیا
آج تیری ٹھٹھ سے اٹھ کر دیا ہے اٹھ جائیں گے
☆ مختیار علی کیانی - گاؤں تلی
کبھی ٹوٹا نہیں میرے دل سے تیری یاد کا رشتہ
مفتقد جس سے بھی ہو خیال تیرا ہی رہتا ہے
☆ رئیس ارشد - خان پیلہ
مجھے اپنی قسمت سے بس اتنا ملے ہے
تجھ جیسا دوست بڑی دیر سے ملا ہے
یوں تو اکثر نوازا ہے مجھے اپنے رب نے سائل
پر تو تو میری خاص دعاؤں کا صلہ ہے
☆ خلیل احمد ملک - شیدائے شریف
جسے کوئی خیال دل سے نکراتا ہے
دل سے چاہ کر بھی خاموش رہتا ہے
کوئی سب کچھ کہہ کے پیار بناتا ہے
کوئی کچھ نہ کہہ کے بھی پیار بنجاتا ہے
☆ صابر - کوئٹہ
مٹانا چاہوں تو بھی نہ مٹا پاؤں گا
تیرا نام اپنے دل سے محو
مٹایا دے جاتا ہے جو غلطی سے لکھ دیا ہو
☆ محمد یاسین عمر - ڈیال
تم بار بار اپنی وفا کے قصے نہ سنایا کرو فراز
ہم وفا کے پجاری ہیں خریدار نہیں
☆ محمد عمران بٹ - ڈھوک ڈل
زندگی زندہ دلی کا نام ہے
مردہ دل کیا خاک جیا کرتے ہیں
☆ سردار زاہد محمود خان - بارش
کس صبا سے خوشبو ڈرائنگ کی ہو نہ جانے
چلتے چلتے کہاں پہنچے ہم نہ جانے
☆ عبدالوہید ابراہیم - نونہ
تم کیا جانو شراب کیسے پلائی جاتی ہے
کھولنے سے پہلے بوتل پلائی جاتی ہے
پھر آواز لگتی جاتی ہے
آواز درد دل والو یہاں
رودل کی دوا پلائی جاتی ہے یہاں

☆ بشیر سالوں - واہ کینٹ
وہ اپنے سکون دل کی خاطر ملے تھے ہم سے
ہم نادان سمجھے کہ انہیں ہم سے محبت ہے شاید
☆ بشیر سالوں - واہ کینٹ
ابھی سی ہو مگر غیر نہیں لگتی ہو
وہم سے بھی ہو نازک وہ یقین لگتی ہو
ہائے یہ بھول سا چہرہ یہ گھمیری زلفیں
میرے شعروں سے بھی تم مجھ کو سین لگتی ہو
☆ محروغ رشید ابھی - کوہاٹ ماسکین
کچھ زخمی صدیوں بعد بھی تازہ رہے ہیں تمہا
وقت کے پاس بھی ہر مرض کی دغا خیز ہوتی
☆ فیملی بزم صومر - پانی
اک عجیب سا منظر نظر آیا
ہر ایک قطرہ مسند نظر آیا
کہاں بناؤں میں گھر شیشہ کا
ہر ایک کے ہاتھ میں چتر نظر آیا
☆ فیملی بزم صومر - پانی
اتنا کیا یاد تھے اے بے وفا
مگر کرتے یاد خدا کو تو لی ہو جاتے
☆ کامران عرف کای - چوٹالہ
ہم بچن میں گئے تم سے یہ نشان بے نیازی
تم مانگتے میرے گئے اپنا فرور ہم سے
☆ کامران عرف کای - چوٹالہ
بھلا تمہوں کی لکیر میں بھی ختی ہیں فرور
کتنا پاگل ہے میرا نام مانے والا
☆ شفا مائدہ فرور - کالا باغ
بے وفاؤں کے شہر میں کوئی وفا کرنے والا نہ ملا
ختم ہزاروں نے مگر زخموں پر ہم گئے دھاکوئی نہ ملا
☆ شفا مائدہ فرور - کالا باغ
یادیں ہوتی ہیں ستانے کے لئے
کوئی روضتا ہے پھر ستانے کے لئے
رشتہ بنانا محبت کا کوئی مشکل تو نہیں
پر جان چلی جاتی ہے اسے نبھانے کے لئے
☆ حماد ظفر ہادی - گوجرہ
کچھ لوگ زری دنیا میں ایسے بھی ہیں ہادی
اوپر سے تیرے لئے محبت اور اللہ سے نفرت دیکھتے ہیں

☆ حماد یزید عامر - گوجرہ
میں تیرے شہر میں آیا ہوں ابھی کی طرح
خدا کرے کوئی صورت آشنا نہ ملے
☆ قمر عباس ساغر - نور جہاں شمال
عام سے تیرے خدو خال کہیں مل نہ سکے
یوں تو دیکھے ہیں کئی صورتیں پیاری پیاری
☆ قمر عباس ساغر - ڈنگہ
تو ہی سبب نہیں اس کی اداسی کا
طرح طرح کے دلوں میں ملال ہوتے ہیں
سایہ رات میں اپنے ہیں جھنکوں کی طرح
دلوں کے دھم بھی مدام بڑے کمال کے ہوئے ہیں
☆ رئیس صدام حسین - سخی خان بیلہ
ہم نے اسے محبت میں چاہنے کی انتہا کر دی
اپنی ہر خوشی اس پر فدا کر دی
کچھ اس انداز سے لوٹا اس سرا کر دی
☆ رئیس ارشد - شہر خان بیلہ
کوئی کسی کے درد میں شامل نہیں ہے
ہر اور حسن کسی کے قابل نہیں ہے
سب کچھ لڑا کر سمجھ میں آیا ہے فرور
جان یہ دنیا اعتبار کے قابل نہیں
☆ رئیس ارشد - شہر خان بیلہ
گزرے دنوں کی بھولی ہوئی بات کی طرح
آنکھوں میں جاگتا ہے کوئی رات کی طرح
تم سے امید تھی کہ نبھائے گئے ساتھ میرا
تم بھی بدل گئے میرے حالات کی طرح
☆ رئیس ساجد کاوش - سخی خان بیلہ
انہیں میری دغاؤں کا خیال آیا تو بہت دیر کے بعد
منا کر مجھے وہ میری کئی محسوس کریں گے
☆ رئیس ساجد کاوش - سخی خان بیلہ
اگر دل ہی درد ہو تو محبت کیسے ہوتی ہے
یوں تو سمجھا بھی نہ ہوں سے ملا کرتے ہیں
☆ شہباز اشرف دلشاہ - فورٹ عباس
یہ تیرا غم تھا کہ تازہ میرے لہجے کی
جسے حال دل ستانے اسے ہی رلا دیتے
☆ شہباز اشرف دلشاہ - فورٹ عباس
چاند نکلا تھا مگر رات نہ تھی پہلی

یہ ملاقات ملاقات نہ تھی پہلی سی
رنج کچھ کم تو ہوا آج تیرے لئے سے
یہ الگ بات کہ وہ بات نہ تھی پہلی سی
☆ حماد اہلی عرف ندیم عباس تہا - سیر پور خاص
میں دیکھتا ہوں تو بس دیکھتا ہی رہتا ہوں
وہ آئینے میں بھی اپنے ہی رنگ چھوڑ گیا
☆ حماد اہلی عرف ندیم عباس تہا - سیر پور خاص
بے وفا ملے نہ تھے یوں ہی بدنام ہو گئے
چاہتے والے بہت تھے کسی سے وفا کرتے
☆ حسین کاظمی - رکن
پلوں کے کنارے جو ہم نے بھی بھگتے نہیں
انہیں لگتا ہے کہ ہم کبھی روئے نہیں
پوچھتے ہیں کسے دیکھتے ہو ہونوں میں
انہیں کیا معلوم کہ ہم برسوں سے روئے نہیں
☆ حیات یزید ہانی - ملتان
وہ ہم سے خواب میں آکر کام کرتے ہیں
ہم اپنے جد بچے نظر ان کے نام کرتے ہیں
زبان سے کہیں کہیں پائے ہم دل کی باتوں کو
یہ دل کی آرزو دل میں قائم کرتے ہیں
☆ حیات یزید ہانی - ملتان
آخری رسم الفت بھی نبھا دی ہم نے
کل شام تیری تصویر بھی جلادی ہم نے
جو بھی ملا تھا پوچھتا تھا تیرا
اس لئے لوگوں سے ملاقات بھی ٹھکانی ہم نے
☆ رئیس ساجد کاوش - شہر خان بیلہ
جن کے حسن و حسن کے دلوں سے ہیں ان کے واسطے
دل ہمارا چاہئے اور دل تمہارا چاہئے
☆ قمر عباس ساغر - ڈنگہ
کسی نہ کسی پر اعتبار ہو جاتا ہے
ابھی شخص بھی کوئی یاد ہو جاتا ہے
خوبیوں سے ہی نہیں ہوتی محبت سدا
کبھی کبھی خاسیوں سے بھی پیار ہو جاتا ہے
☆ حماد ظفر ہادی - گوجرہ
پاک بکے وہ جس کا پوچھتے ہیں لوگ نامہ ہم
اس کو کسی کی یاد سے زندہ ہی جا دیا ہے
(راہبجو - رحیم پارخان)

میری آوارگی میں کچھ قصور تیرا بھی ہے آ رہا
تہماری یاد آتی ہے تو کمر اچھا نہیں لگتا
حسین آنکھوں کو چڑھنے کا
ابھی تک شوق ہے ہم کو آ رہا
عجبت میں اجڑ رہی میری عادت نہیں بدلی
☆.....ایک خالد کو سالوں - مروٹ
میرے جبدوں کے تسلسل کو تو کیا جانے اے
سر جھکایا تیری خوشی مانگی
ہاتھ اٹھایا تو تیری زندگی مانگی
☆.....محمد غیر مظہر سی - گوجر خان
مت دور جانا ہم سے بھی اتنا کہ
وقت کے فیصلے پہ افسوس ہو
کیا پتا پھر کبھی تم لوٹ کے آؤ
اور یہ جسم مٹی میں خاموش ہو
☆.....عبدالغفار نسیم - لاہور
اس شخص کو ہم نے دل میں بٹھا رکھا ہے
جس نے ہماری نیندوں کو چرا رکھا ہے
☆.....ظہیر عباس کچہر کسکھواری - آزاد کشمیر
کہنے کو تو سب میرے اپنے ہیں محسن
کاش کوئی ایسا نہ ہو جسے میرے درے تکلیف ہوتی
☆.....امیر گل خان ستوئی - ذریہ غازی خان
کب تک روتے رہو گے اپنی قسمت پر ستار
یہاں تو پھول رہا ہے ہیں اکثر شام کے بعد
☆.....تاری بھائی آروسی - سبزی منڈی لہ
تمام عمر بھانے کا عہد تھا جس کا تاز
لباس بدلا ہے اس نے موسموں کی طرح
☆.....تاری بھائی آروسی - سبزی منڈی لہ
کچھ کر کے یاد آنکھوں سے آنسو نکل پڑے
دت کے بعد گزرتے جوان کی گلی سے ہم
☆.....راہی فضل مجید - کراچی
ضروری تو نہیں ہوا چھانگے دول ہی جائے تاز
کچھ لوگ اچھے کہتے ہیں سندل میں رہنے کیلئے
☆.....تاری بھائی آروسی - سبزی منڈی لہ
ہنگامی میں خوش تھے عشق میں کیوں جھٹکا کر دیا
ایک بے قصور شخص کو کم کے قبرستان میں ڈال دیا
ہم تو بے خبر تھے عشق سے ابرار

کیوں لا کر عشق کے سمندر میں ڈال دیا
☆.....عبدالوحید ابرار بلوچ - آواران
حقیقت چھپ نہیں سکتی بناؤں کے اصولوں سے
کبھی خوشبو نہیں آتی کانڈ کے پھولوں سے
☆.....نعل جان ارمان بلوچ - تربت
سدا رہا جو میرے دل میں بھڑکنوں کی طرح تاز
بدلی اس نے بھی ماہیں سافروں کی طرح
☆.....تاری بھائی آروسی - سبزی منڈی لہ
جو میرے نام پہ ٹار کرتا تھا سب کچھ تاز
نگاہیں پھیریں اس نے کئی دوستوں کی طرح
☆.....تاری بھائی آروسی - سبزی منڈی لہ
وہ کتنا مہربان تھا کہ ہزاروں غم دے لیکن ستار
ہم کتنے خود غرض لگے کچھ نہ دے سکے ہمارے کمر
☆.....تاری بھائی آروسی - سبزی منڈی لہ
خاموش بیٹھے رہیں تو لوگ کہتے ہیں
اداسی اچھی نہیں
ذرا سا ہنس لیں تو لوگ مسکرائے کی
☆.....چوچہ بیٹے
☆.....تاری بھائی آروسی - سبزی منڈی لہ
عدم میں رہتے تو شاد رہتے
اسے بھی فکر ختم نہ ہوتا
عدم جو ہم نہ ہوتے تو وہ نہ ہوتے
جو وہ نہ ہوتے تو ہم نہ ہوتا
☆.....محمد ساجد حسن - پشیمان
رات کو رات کا تحفہ نہیں دیتے
خوشبو کو خوشبو کا تحفہ نہیں دیتے
☆.....دینے کو تو ہم جان بھی دے دیتے شافی
مگر چاند کو چاند کا تحفہ نہیں دیتے
☆.....فاروق احمد شانی - چکوال
او بے وفا تیری وفا پہ برا تاز تھا
تو نے ایسا میرا مارا جو بے آواز تھا
☆.....ایم شہزاد سکول - جھنگ
چلو آج پار کے کوسے میں ملتے ہیں ڈنڈی
وہاں دل کو کچھ تو سکون ملے گا
☆.....سلی الرحمن زیدی - سیالکوٹ
اگر مجھ سے بچھڑنے کا اسے کوئی غم نہیں فراز

تو اکثر خاموش راتوں میں دور دتا کیوں ہے
ابھی وفا کا اتنا دھوئی نہ کر فراز
☆.....میں نے روح کو بھی ختم ہے وفا کی کتے دیکھا ہے
☆.....امداد علی عرف ندیم عباس تھا
رفتہ رفتہ زندگی کے حادثے بڑھتے گئے
قربوں کی اوت میں جب فاصلے بڑھتے گئے
☆.....پبلک تھا شہر میں پینے پلانے کا رواج
غم زیادہ ہو گئے تو میکے بڑھتے گئے
☆.....امداد علی عرف ندیم عباس تھا
ہم جیسے پر بادلوں کا جینا کیا اور مرنا کیا نواز
☆.....آج تیرے دل سے نکلے ہیں
کل تیری دنیا سے نکل جائیں گے
☆.....غریب نواز جمالی - بدین
اسے سورج تم کو برا مانا ہے تاں اپنی خوش پر
☆.....الرحیب زلفیں کھولے تو شام ہو جائے
☆.....کامران علی ملک نوشہرہ فیروز
مانا کہ تم کھلا ہو مگر اتنا بھی نہ برسو
☆.....میں بھی آخر دیو ہوں کامران سے اچھل پڑوں گا
☆.....کامران علی - نوشہرہ فیروز
جب سزا دے ہی چکے ہو تو حال نہ پوچھنا تاز
ہم اگر بے گناہ لگتے تو تمہیں افسوس رہے گا
☆.....ایس علی تاز - منڈی بہاؤ الدین
گزر تو جائے گی بستر پر ہی سہی
☆.....غیروں میں خوشیاں منانے والے مجھے عید مبارک
☆.....شاہد عمران پریم - پھالپہ
اپنے حصے کی زندگی جی چکے
اب تو بس بھڑکنوں کا لحاظ کرتے ہیں
☆.....کیا کہیں ان دنیا والوں کو
☆.....جو آخری سانس پر بھی اعتراض کرتے ہیں
☆.....سفیر اداس موہری - سکوت
☆.....آدیکے میرے دوست میں بار تو نہیں
☆.....سیرا سر بھی پڑا ہے میری دستار کے ساتھ
☆.....سفیر اداس موہری - سکوت
☆.....بہت ہوں سے میں اپنے دوستوں کو بھولا ہوا تھا وہی
☆.....آج فقط ہے وفا ناقہ کچھ دست بہت یاد آئے
☆.....رفاعت علی اینڈ او ایب اقبال

رہا باب حافظ آباد کی شاعری

جب تک میں زندہ ہوں میرے
ہو کے جی لو ناں تم
کچھ ہی دنوں کی بات ہے پھر اپنی
مرضی کر لینا

کبھی ملنے ضرور آنا آسان سا پتہ
ہے میرے نام کی سختی لگی ہوگی اک
دوست کے ڈھیر پر

برستی بارش اور اس میں ان کی
یا دوں کی رجم رجم
کیا حال بیان کروں میں اس
برباد موسم کا
دل ویران پہ اگر زخم تھوڑے کم
ہوتے

رات کو پھر تیری یاد نے چھین لیے
ہوش و حواس
فنا ہو جائیں گے اگر یہی سلسلہ رہا

محبت کی آزمائش دیکھ دیکھ کر تھک

بہت پسند آنا تھا ہم کو بھی آج کا موسم

پھر بڑے غور سے
کہا تھا اس نے
تجھ جیسے ااکھوں ملیں گے
ہم یہ سن کر مسکرائے
اور کہا مجھ جیسے ہی کیوں

گئے ہیں اے خدا
قسمت میں کوئی ایسا بھی دوست
لکھ دے جو موت تک وفا کرے
باب - حافظ آباد

رہا باب - حافظ آباد

بہت ڈر لگتا ہے مجھے ان لوگوں سے

ظلم اتان کر کے لوگ تجھ کو دشمن کہیں میرا
ہم نے زمانے کو تجھے اپنی زندگی بتا رکھا ہے
رہا باب۔ حافظ آباد

تسلی رکھ اے دل نادان مت رو

سوکھے بوٹوں سے ہی ہوتی ہیں
میٹھی باتیں
پیارے جب مجھ جائے تو لہجہ بدل

بس ایک لاکھ حاصل ہو گئی ہے زندگی
سفر بھی روزگار ہے اور جانا بھی کہیں نہیں
رہا باب - حافظ احمد

پنی تنہائی پے
تیرا تھا ہی کون جو تیرا حال پوچھ کے سوتا
باب - حافظ آباد

جائے
ہیں

انہیں بے وفا جو بولو تو ہیں بے وفا
کی

محبت کے لیے کیا اتنا کافی نہیں ہے
کہ تیرے بغیر بھی ہم تیرے ہی
رہتے ہیں

سے میرے جنازے کی دعوت نہ
دینا یہ میری محبت کی توجہ نہ ہوگی
کہ وہ پیدل سفر کرے اور میں
لوگوں کے کندھوں پر
باب۔ حافظ آباد

اور تو نبھا رہے ہیں وفا بھی ادھر بھی
ادھر

اتنا تو کسی نے چاہا بھی نہ ہوگا
جتنا صرف میں نے سوچا ہے تمہیں

ریاب۔ حافظ آباد

رہا باب۔ حافظ آباد

مسرت شاہین سرگودھا کی شاعری

زندگی کا سوچتا ہوں نہ زمانے کا سوچتا ہوں
میں تو بس اسے اپنا بنانے کا سوچتا ہوں
اس کے روٹھ جانے سے انداز کی قسم
وہ روٹھ جائے تو مٹانے کا سوچتا ہوں
اس نے نہ کی وفا تو کوئی گلہ نہیں
میں اس سے وفا نہیں بنانے کا سوچتا ہوں
وہ مجھے رولائے تو کوئی بات نہیں
میں رو کر بھی اسے بنانے کا سوچتا ہوں
مسرت شاہین سرگودھا۔

جب مجھ سے محبت ہی نہیں ہو
رہے کیوں ہو
میرے بارے میں تنہائی میں
سوچتے کیوں ہو
جب منزلیں ہی جدا ہیں تو جانے
دو مجھ کو
لوٹ کے کب آؤ گے یہ سوال
پوچھتے کیوں ہو
لگا کر زخم میرے دل پر بڑی سادگی
سے
میرے زخمی دل کا حال پوچھتے
کیوں ہو
مسرت شاہین سرگودھا۔

کچھ رات کی آنکھیں بیٹگی تھیں
اور چاند بھی روٹھا روٹھا تھا
کچھ یادیں اس کی باقی تھیں
اور دل بھی ٹوٹا ٹوٹا تھا
کس موڑ پہ پھنسنے یاد نہیں
ہونوں پہ کوئی فریاد نہیں
زندگی کے ہر موڑ پر کچھ اس طرح
آزمایہ گیا مجھے
زندگی دے کر پھر موت کے لیے
ترسایا گیا مجھے
پہلے عنایت کی غموں کا سایہ مجھے

آئینہ روبرو

کشور کرن چوکی سے لکھتی ہیں۔ اسلام علیکم۔ پیارے قارئین کیسے ہیں آپ سب اور شاف جواب عرض کیسے ہیں امید ہے کہ سب خیریت سے ہوں گے۔ میں بہت مشکور ہوں کہ میری کہانی لاوارث کو جگہ ملی اور کہانی سب کی اپنی مثال آپ تھیں اور ہر سنوری قابل تعریف تھی کسی ایک پر بھی تنقید کی کوئی گنجائش نہیں رہی باقی سب قارئین بہت محنت کر رہے ہیں اور میں ادارہ جواب عرض سے ایک ریلیوٹ کرنا چاہتی ہوں کہ وہ خوانین کی پسند کی کچھ تحریروں کے کالم شروع کریں ہمارے جواب عرض میں آگ یہی کی ہے جن کو لیڈر پسند کرتی ہیں باقی سب کالم فضول ہیں ان سب کو ختم کریں اور کچھ کام کی چیزیں لگائیں سب ناؤز میں یہ چیزیں ہونی ہیں مثلاً بیوی نہیں۔ اور جواب عرض کا دسترخوان۔ کے بارے میں ضرور شائع کیا کریں اور گلہ دستہ کالم کو بڑھا میں یہ چیزیں بہت شوق سے پڑھی جاتی ہیں۔ میں ان قارئین کی بے حد مشکور ہیں جو میری تحریروں کو پسند کرتے ہیں اور میری حوصلہ افزائی کرتے ہیں یہ سب میرے اللہ تعالیٰ کا کرم ہے اور آپ سب بہن بھائیوں کی حوصلہ افزائی اور ادارہ جواب عرض کی کرم نوازی ہے کہ وہ ہم سب کو ساتھ لے کر چل رہے ہیں محنت بھی ضائع نہیں جاتی بس یہ ہی سوچ کر محنت کرتے جاؤ ایک دن ضرور پھل مل جائے گا۔ باقی کل میڈم کیسی ہو آپ۔ بہت مصروفیات ہونے کی وجہ سے آپ سے کنٹیکٹ نہیں ہو پا رہا بلکہ کسی سے بھی نہیں موبائل یوز نہیں کرتی سووری ویسے آپ کو بہت مس کرتی ہوں میری مجبوری ہے ٹائم نہ ملنے کی وجہ سے ہر کوئی ناراض ہے کوئی بات نہیں ملنے پر سب مان جاتے ہیں کوئی ناراض ہے تو کیا میں نے تھوڑی کہا تھا کہ ناراض جاؤ سب بہن بھائی یہی کہتے ہیں کہ کرن بھول گئی ہے اور کرن بات نہیں کرتی تو کیا کروں میں تو کہتی ہوں ایسے بہت اچھا لگتا ہے کسی کو تنگ کرنا۔ مجھے مس کرنے والوں کو مثلاً میری بھانجی بھائی رشتے دار کزن اور میری فریڈز کیسے ہو آپ سب اور کتنا مس کرتے ہو میں بھی کرتی ہوں مگر ایم وی ری سووری کہ میرے پاس وقت کی کمی کی وجہ سے میں کسی کو ٹائم نہیں دے پا رہی معذرت خواں ہوں اور تمام قارئین کو میرا سلام اور جواب عرض کے لیے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اسے ترقی کی منزل کی طرف گامزن رکھے آمین

شاز یہ کل ماسکمرہ سے لکھتی ہیں۔ ادب عقیدت۔ مارچ کا شمارہ ملا سو رقی۔ براہمان بے پناہ رنگ بکھیرتی ہوئی ماڈل نے شوخ نگوں میں ہمارے آنے کی نوید دی اسلامی صفحہ سے اپنے ہم مس اضافہ کیا اور سب سے پہلے خطوط پڑھے جن میں سب سے کہا یا اور خوبصورت خط۔۔۔ آئی کشور کرن تھا جنہوں نے الفاظ کی مالا میں پروئے موتی صفحہ قرطاس پر اس خوبصورتی سے بکھیرے کہ سب کے دلوں کی ترجمانی کرنے لگے آئی جی آپ مجھ سے ناراض ہیں ناراض نہ سبج آخر ایسی کیا خطا ہو گئی ہے ہم سے پلیز بتائیے گا ضرور اب آتے ہیں کہانیوں کی طرف تو سب سے پہلے۔۔۔ آئی کشور کرن کی کہانی لاوارث ویڈیو بہت اچھی کہانی تھی۔ انمول محبت ارشاد گل کاوش بہت اچھی تھی خدا شہر دز اور ثانیہ کی محبت کو تاقیامت قائم رکھے۔۔۔ انمول جبینیں

بھی اچھی کاوش تھی۔۔۔ پیار کا سراپ فلک زائد۔۔۔ محبت زندہ آج بھی ہے مجید احمد جانی۔۔۔ عذاب محبت معاویہ انجروں۔۔۔ اور دوستی اور محبت حسنین کاظمی لفظوں کے برجستہ استعمال نے آپ کی کہانی میں رنگ بھر دیئے کبھی پکسی اور کبھی دکھ و یئذوں بھیا بہت اچھا لکھا ہر ایسی محبت کچھ خاص نہ تھی آئی ایم سواری بانی کہانیوں پر تبصرے سب معذرت کیونکہ ابھی ڈائجسٹ مکمل نہیں پڑھا میں مابینامہ جواب عرض کی گزشتہ سولہ برس سے مستقل قاری ہوں مگر خط کے ذریعے پہلی بار اس بزم میں قدم رکھ رہی ہوں امید ہے کہ سب ویکم کہیں گے اگر اس بزم میں جگہ ملی تو آئندہ بھی شریعت برقرار رہے گی خط طویل ہوتا جا رہا ہے اس لیے اب اجازت دیں اس دعا کے ساتھ کہ جہاں رہی خوش رہیں اور خوشیاں بائیں آئیں۔

محمد ملال عباسی ہستی خمیسہ سے لکھتے ہیں ہمیشہ کی طرح سب دوستوں کو سلام جواب عرض انتظار تو کرواتا ہے لیکن جب مجھے ملتا ہے تو بہت خوشی ہوتی ہے کہ اس میں کچھ نہ کچھ ضرور ہوتا ہے اس لیے تو مجھے انتظار کرنا اچھا لگتا ہے میں دل کی چاہت کے ساتھ جواب عرض کے سب افسران کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ مجھے اپنی محفل میں شریک کر لیا کرتے ہیں اب مجھے خوشی ہوئی ہے تو دل سے ایک صدائکتی ہے کہ اسی طرح ہی جواب عرض کی محفل کئی رہے مسلسل یہی دعا نکلتی ہے سید طیب حسین شاہ سراپا و پجانی شاعری کرتے ہیں ان کا کہنا ہے کہ جواب عرض بہت اچھا گیزر ہے میں بہت شوق سے دل لگی سے پڑھتا ہوں ملک عاشق حسین صاحب مظفر گڑھ کی تحریر جلتے خوابوں کی راکھ کی آخری قسط بہت پسند آئی عائشہ نور عاتقا گجرات کی تحریر غلطی ہوگی چھوٹی سی تھی لیکن آنکھوں میں آنسو لانے کے قابل تھی محمد سلیم کلنگ پوری کی تحریر بے وفا ہے زندگی میں کچھ ایسی بہت ہی انمول ہوتی ہیں عامر جاوید باغی کی تحریر زندگی امتحان لیتی ہے اس میں تو پھول کھٹکنے کے بعد مر جھانسنے کے قابل جیسی تحریر لگی آخر میں عبد الجبار رومی چوبنگ لاہور میں آپ کا بھی شکر گزار ہوں کہ آپ نے بھی مجھے یاد دلایا دوستو مجھے اپنی دعاؤں میں یاد رکھنا والسلام۔

یاسر کی اڈہ صالحا ل سے لکھتے ہیں۔۔۔ سب سے پہلے جواب عرض کے سب قارئین کو سلام قبول ہو مابینامہ جواب عرض ملا مارچ میں سب نے ہی ایک سے بڑھ کر ایک کہانی لکھی حسنین کاظمی صاحب آپ نے بہت اچھا لکھا مارچ میں ندیم عباس ڈھکو صاحب سے میرا نمبر لے سکتے ہیں اسحاق انجم صاحب آپ کو سلام ایم۔۔۔ تب سنا صاحب پریشان نہیں رہا کروغیر حیات بھی صالحا ل سے جناب لکھو نا آپ بھی ندیم منو صاحب آپ بھی ایچھے ہیں ملک نعمان نوآز آپ نے لکھا بند کیوں کر دیا ہے ریاض صاحب میری سنواریوں کو بھی جگہ دیں پلیز باقی اگلے شمارے میں۔

ایم یعقوب ڈبرہ غازی خان سے لکھتے ہیں اسلام علیکم جناب ریاض بھائی کہے ہیں آپ امید ہے کہ ٹھیک ہوں گے مجھے فردری کا شمارہ ملا بہت خوشی ہوئی سب سے پہلے میرے اچھے۔۔۔ بھائی راشد لطیف صاحب ویری گڈ اور میں۔۔۔ شاید رفیق سہو۔۔۔ انتظار حسین ساقی۔۔۔ عافیہ گوندل غلطی ہوگئی۔۔۔ میرے سینوں کا رلبہ۔۔۔ عورت کی شان۔۔۔ عذاب محبت۔۔۔ عامر جاوید باغی۔۔۔ بے وفائی۔۔۔ ریشم۔۔۔ محمد ایوب بوہڑ۔۔۔ محمد سلیم۔۔۔ ابو ہریرہ۔۔۔ پیار کا سراپ۔۔۔ ملک عاشق حسین۔۔۔ کیا یہی پیار ہے۔۔۔ محبت کا لاف۔۔۔ ویری گڈ آپ نے بہت اچھا لکھا اور جناب اب مجھے تنقید بری نہیں لگتی آپ کی آراء مزید سے لیے قابل قابل فخر ہے اور میرے دوست جنہوں نے بھنور سنواری پر مبارکباد دی عبد الجبار رومی۔۔۔ شاید رفیق۔۔۔ راشد لطیف۔۔۔ استاد لیاقت۔۔۔ تنویر احمد۔۔۔ ملازم حسین۔۔۔ ارباب سلیم۔۔۔ تیمور ماموں۔۔۔ احسان تونسہ۔

- از ماں لاہور - عثمان کشمیر - اور بھی بہت سے دوست ہیں جن کے میں نام نہیں لکھا سو رہی ان کو میری طرف سے سلام اینڈ ٹیکس - اور آخر پر دوست الف تمہاری دوستی پیار خلوص کو عقیدت بھر اسلام جانی تم میرے دل میں ہو مگر احتیاط کرنا کہیں کوئی مسئلہ نہ بن جائے جانا جی لگتا ہے تم بھولنے کی بیماری میں مبتلا ہو رہی ہو او کے سب پسند کرنے والوں کو سلام اینڈ جواب عرض کی دھجی نگری کے پیارے صاف کو اخراج تحسین پیش کرتا ہوں -

عثمان بلوچ بہاولپور سے لکھتے ہیں - اسلام ٹیکم - انسان کو یکساں ہونے والی خوشی کا انوکھا ہی انداز ہوتا ہے قدرت نے اس خوشی کو اتنا پرکشش اور مسحور کن بنایا ہے کہ ہر خوشی اس کے سامنے بیچ نظر آتی ہے اس تمہید سے مشغول یہ ہے کہ جیسے ہی مارچ کا تازہ شمارہ میرے ہاتھوں کی زینت بنا تو خطوط کی فہرست میں اپنے نام کا خط دیکھ کر دل کی دنیا میں بہار کا سماں ہو گیا نا امید کی امید میں بدل گئی اور الفاظ قلم سے نکل کر ورق کی زینت بننے کے لیے مستعد ہو گئے انکل جی میں آپ کا انتہائی مشغور ہوں کہ آپ نے میرے حوصلے کو جلد بخشی لیکن معذرت کے ساتھ یہ بھی بھولیں کہ آپ نے ابھی تک ہمارے خطوط کا جواب دینے کے لیے ابھی تک قلم کو اجازت نہیں دی اور نہ ہی میری سٹوری کے بارے میں بتایا ہاں بس اتنا ہے کہ وابستہ راہ سفر سے امید بہار رکھ کے اصولوں پر عمل پیرا ہوں اور اپنی کہانی کا منتظر ہوں اور آپ جیسے فہم و فراست کے حامل شخص کو تو معلوم ہی ہوگا کہ انتظار موت سے زیادہ سخت ہوتا ہے اس لیے اہل ذوق آپ جیسے اہل قلم صاحب کی ضرورت ہے انتہائی مصروفیت کی وجہ سے میں مکمل شمارہ تو نہیں پڑھ سکا لیکن اتنا ہے کہ جو پڑھا ہے بہت اچھا لگا اور سب صاحب قلم کی کہانیاں اچھی تھیں اور وقت فوقتاً قابل تعریف تھیں بس ہمیشہ ہی لکھنے سے پہلے صرف ایک بات ذہن میں رکھ لیا کروں تو بہت نفع ہوگا کہ لفظ لکھنے سے پہلے آپ کے غلام ہیں لیکن جب آپ ان کو ورق کی زینت بنادیتے ہیں تو یاد رہیں آپ لفظوں کے غلام بن گئے اب بس یہی میں آئے وہی روشنی پائے - اللہ تعالیٰ تدم بقدم آپ سب کا حامی و ناصر ہو آمین - والسلام -

محمد اسلام آزاد لہڑی کسی سے لکھتے ہیں - اسلام ٹیکم بعد از سلام ماہ فروری کا شمارہ بے وفائی نمبر ملا میرے سامنے ہے جناب ملک عاشق حسین کی تحریر پڑھنے خوابوں کی راہ محترمہ عافیہ گوئل کی تحریر کا شوق تو بیانی نہ ہوئی اور فکر زاہد کی تحریر بیاد کراہ کے ساتھ ساتھ تحریریں اچھی سی آئینہ روبرو میں ملاقات ہوئی تو آئینہ روبرو میں رائٹر کو مختصر جواب دیا جائے تو بہتر رہے گا کیونکہ میں نے نصیبوں والی ارباب خدمت کی تھی جس کے بارے میں جواب عرض کے آفس میں کاؤنٹر کے پوچھا کہ تحریر ملی تو کوئی خاص جواب نہیں ملا شاید آپ حضرات مجبور ہو اب تحریر بیاد کا تھڑا رسالہ کر رہا ہوں جواب پلیز ضرور شائع کیجئے گا مہربانی ہوگی -

ملک معیمان نواز اوڈہ پیرولی سے لکھتے ہیں - اسلام ٹیکم - میں امید کرتا ہوں کہ آپ سب اور جواب عرض کی باتی قیم خیریت سے ہوگی اور اللہ قادر مطلق سے دعاگوں ہوں کہ آپ کا ادارہ دن دن کی رات چوکی ترقی کر کے شہزاد بھائی مجھے پے کوئی خاص شکایت تو نہیں ہے لیکن میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ مہربانی میری چیزوں کو اپنے رسالے میں تھوڑی سی جگہ دے کر مجھے شکر یہ کاموقع فراہم کریں یا سروس کی کو میں ٹیکس کہا جاہوں گا جو کام میں میری مدد کرے - میں یہ سروس کی کی کہانیوں میں ایک دلچسپ سبق ملتا ہے وہ کہانیوں بہت اچھی لکھتے ہیں آخر میں یہ کہنا چاہوں گا کہ پلیز میری چیزوں کو شائع کر دیں - والسلام -

ماہ نور کنول - پلندری سے لکھتی ہیں - اسلام ٹیکم - بھائی امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے مارچ کا شمارہ ملا کافی دیر بعد پڑھ کر بہت خوشی ہوئی بہت اچھا لگا سب کی سنوریان بھی اچھی تھی - آپ کی سٹوری کرن

۔۔۔ باجی اقرا۔۔۔ بھائی سلیم اختر۔۔۔ بھائی انتظار حسین ساقی کی سنوریاں بہت پڑھتی ہوں۔۔۔ محبت کا دوزخ۔ بھائی سراج اللہ خٹک بہت اچھی تھی۔۔۔ وفا کی خاطر باجی شاکر رئیس آباد۔۔۔ پہلا قدم باجی آنیہ لاہور۔۔۔ اگر تم نہ ہوتے مناہل آزاد کشمیر۔۔۔ بھائی حسین شاکر۔۔۔ آپ کی سنوریاں ابھی بڑے مزے کی ہوتی ہیں ماہ فروری میں میری سنوری برباد محبت شائع ہوئی۔۔۔ ریاض بھائی آپ کی بہت شکر گزار ہوں جو آپ نے میری سنوری کو جواب عرض میں جگہ دی اور ایک سنوری کے ساتھ حاضر ہوں ہم تمہارے گئے امید ہے کہ اس کو بھی بہت جلد قریبی شمارے میں جگہ دے کر شکر یہ کا موقع دیں گے اور ان لوگوں کا بھی بہت شکر یہ جنہوں نے میری سنوری کو پسند کیا۔۔۔ باجی رابعہ کنول مانسہرہ آپ کا بہت شکر یہ جو آپ نے میری سنوری کو پسند کیا۔۔۔ مناہل حرا بتول۔ بھائی ارسلان آپ سب کا بھی بہت شکر یہ اور خرم شہزاد محفل نہایت ادب سے سلام قبول ہو آپ آج کل کدھر غائب ہیں کہیں نظر ہی نہیں آتے نہ آنکھروں میں اور نہ ہی سنوریوں میں نہ کہیں اور پلیر اپنی مصروفیات کم کیجئے اور جلدی شریف لائیں جواب عرض کی دیکھی نگری آپ کی منتظر ہے اور یہ حسین محفل آپ کے بنادھوری ہے اور ہمیں آپ کی سنوری آپ کے لفظوں کا شدت سے انتظار ہے اور باقی جو غلطیاں ہو گئی ہیں ہم سے ان کے لیے معذرت اور کچھ براگاہ ہو تو ریلی سوری۔۔۔ بھائی ڈاکٹر حسین علی کو بیاد بھرا سلام اگر سانسوں نے وفا کی تو انشاء اللہ آئندہ بھی نئے تہرے کے ساتھ حاضر ہوں گے اب تک کے لیے اجازت دیں اللہ تنہاں۔۔۔

عابد علی انجم۔۔۔ سبحان شاہ سے لکھتے ہیں۔۔۔ قارئین سب سے پہلے جواب عرض کے پورے شاف کو سارے قارئین کو بخیر و بھلا سلام قبول ہو یہ میرا جواب عرض میں پہلا قدم ہے مارچ کا جواب عرض ملا پڑھ کر بہت خوشی ہوئی سب کہانیاں ہی عروں چٹھی تھیں جواب عرض پڑھتے ہوئے پورے دو سال کا عرصہ گزر چکا ہے میں سب سے زیادہ ندیم عباس ڈھکو۔۔۔ ایک یعقوب ذریہ غازیخان کی کہانیاں بڑے شوق سے پڑھتا ہوں ریاض احمد صاحب میں کچھ غزلیں اور لیر بھیجتا ہوں پائیز یہ اس ماہ میں ہی لگا دیجئے گا آخر میں ندیم عباس ڈھکو۔۔۔ ایم یعقوب۔۔۔ عمران شاہ۔۔۔ آصف یحیٰ۔۔۔ یاسر وی۔۔۔ محمد حسین وٹو۔۔۔ ملک معمان نواز۔۔۔ کامران اینڈ رضوان ظفر۔۔۔ راشد علی۔۔۔ رستم کریمانہ سنور۔۔۔ کو میری طرف سے سلام قبول ہوا حجاب زاہر جی آپ کو میرا سلام قبول ہو۔

عبدالجبار رومی۔۔۔ چونگ لاہور سے لکھتے ہیں۔ اسلام علیکم۔ خوبصورت مسائل کے ساتھ خورود و شیزہ اپنے حسین سراپے کے ساتھ سروق کو چار چاند لگا رہی تھی مارچ کا شمارہ اپنی تمام تر عنایتوں کے ساتھ ہاتھوں میں ہے۔۔۔ اسلامی نسخہ پڑھ کر۔۔۔ خطوط نظر ڈالی تو۔۔۔ آپ کی کثرت کرن کی خوبصورت باتیں سنیں بہت اچھی لگیں آپ کی کہانی لاوارث بہت اچھی تھی نئی جیسے بچوں کو لاوارث چھوڑ دینا خود غرض ماں باپ لے لیے لہو فکر یہ ہے۔۔۔ گزرا چو بدری ہماری خود شای کو اجاگر کرنے کے لیے جواب عرض بہترین میگزین ہے پرس مظفر شاہ کا تبصرہ بھی اچھا لگا آپ کی کہانی پر دیسی محبت میں صفحات آگے پیچھے تھے بھر بھی اچھی تھی کہانی۔۔۔ افسانہ کنول۔۔۔ سیف الرحمن۔۔۔ بلال عباسی کے خط بھی پیارے تھے۔۔۔ سیدہ امامہ آپ کا مسئلہ بھی حل ہو گیا چلو اب محفل میں حاضری تو لینی ہوئی۔۔۔ محمد حسین شیخ آپ کی تشریف آوری بہت اچھی تھی۔۔۔ ابوابیرہ آپ کا تبصرہ بھی زبردست تھا ہوا نکلے تو آپ کافی رائیٹر آنے لگے ہیں بہت اچھی بات ہے۔۔۔ مس سیرا۔۔۔ محمد ندیم آپ کے بھر پور تبصرے پر خط جاندار تھے۔۔۔ رابعہ کنول۔۔۔ اور محمد افضل نے بھی اچھا لکھا ہے۔۔۔ شاعری میں یوسف وردی۔۔۔ حرار رمضان۔۔۔ نوید خان کے اشعار اور غزلیں اچھی تھیں کہانیوں میں۔۔۔ افراناز کی انمول

محبتیں پڑھ کر بہت دکھ ہوا کہ ماہ نور کے ساتھ کسی نے اچھا سلوک نہیں کیا مگر مہوش کو نہ چاہتے ہوئے بھی گلے لگا لیا بہت اچھا لگا۔۔۔ آنیہ کی مختصر تحریر پہلا قدم ٹھیک رہی۔۔۔ فلک زائد کی قسط وار پیار کا سراپ بھی بہت اچھی لگی ہے محبتوں سے گندی ہوئی پیاری تحریر ہے۔۔۔ حسین کاظمی کی دوستی اور محبت نے بھی بہت اچھا اثر دیا ہے انعام اور تشکلیں کی موت کا بہت دکھ ہوا۔۔۔ منائلی کی کہانی اگر تم نہ ہوتے بھی اچھی رہی۔۔۔ شائلہ راسخ کی وفا کی خاطر میں مکان نے جان دے دی مگر وفا یہ حرف نہ آنے دیا۔۔۔ کیسا بڑا کیسا پھول میں زری کے لیے عاشق بھی لاپچی انسان ثابت ہوا۔۔۔ سلیم اختر کی کہانی بس ٹھیک رہی تھی باقی شمارہ زبردست تھا ہر کہانی اچھا اثر پیدا کر دیا ہے بھائی ریاض احمد ہوسکتے تو میری شاعری کو شائع کر دیں شکر ہے۔ انتظار ہے گا اپنی باری کا والسلام۔

سلمان بشیر۔ بہاولنگر سے لکھتے ہیں۔ جواب عرض کی دیکھی محفل میں میرا سلام قبول ہو و قاص انجم۔۔۔ عبد الجبار روی۔ اور پرنس مظفر شاہ آپ کا شکر یہ جو آپ نے میری کہانی یہ زندگی کو پسند کیا اور اپنی قیمتی رائے کا اظہار کیا فروری کا سال اس وقت میرے ہاتھ میں ہے اسلامی صفحہ نہ پا کر دکھ ہوا اس بار سب سے اچھی بات یہ تھی کہ میرے شہر بہاولنگر کے جواب کی کی محفل میں دو نئے لوگوں کی انٹری ہوئی ہے پیکل نمبر پر۔۔۔ محمد ابو ہریرہ اور دوسرے نمبر پر نہیں راؤ آپ کو دیکھ کر خوشی ہوئی اس بار کچھ چیزیں بہت پسند آئی اور کچھ چیزوں نے تھوڑا سا دھجی کر دیا آئینہ رو برو اس بار کافی لمبا تھا وہ اچھا سا سن ہے لوگوں کو زیادہ سے زیادہ اپنی باتیں شیر کرنے کا موقع ملتا ہے کوئی بھی کو پین نظر نہیں آیا کہا میں ہیں۔۔۔ شاید رفیق سہو کی ماں کہاں ہے تو بہت اچھا جواب بھی میری نظر میں نمبروں کی حقدار تھی بہت خوب شاید بھائی جناب رفیق صاحب خدا آپ کی ہر مراد پوری کرے اور آپ کی والدہ کو جلد از جلد صحت یاب کرے۔۔۔ ثنا جلالی تم عاشقی تیرا شکر یہ بھی ٹھیک ٹھاک ہی تھی۔۔۔ زین نے بھی بے وفا فی نے خوب رنگ بنایا۔۔۔ ذریم گزل کی کسی ہے زندگی کی کچھ سمجھ نہیں آتی۔۔۔ اے آرزوئی کی ریشم چھوٹی تھی مگر مواد سے بھر پور تھی بہت خوش اسی طرح ہی تھی رہیں گریزی باتوں سے کسی کی دل آزاری ہوئی ہو تو اس کے لیے ہاتھ جوڑ کر معافی مانگتا ہوں میں امید کرتا ہوں کہ میری کہانی جو کہ جواب عرض کے دفتر میں موجود ہے خاموش محبت لا حاصل جلد از جلد منظر عام پر آئے گی میری دعا ہے کہ جواب عرض کے تمام لکھنے والے ہونے والے زندگی کے ہر امتحان میں کامیاب و کامیاب ہوں خوشیاں آپ کے قدم چومیں امتحانات کے دن نزدیک آتے جا رہے ہیں اس لیے شاید دوبارہ جلدی وقت نہ نکال پاؤں اسی لیے یہ خط ارسال کر رہا ہوں امید ہے کہ اسے جواب عرض میں کہیں جگہ ضرور ملے گی۔۔۔ آپ کی کشور کرن کی باتوں سے بہت کچھ سیکھنے کو ملتا ہے آپ آپ لا جواب ہو خدا آپ کی زندگی کا ہر مقصد پورا کرے اور آپ کو زندگی کا ہر سکھ عطا فرمائے آمین۔۔۔ اب تک کے لیے اتنا ہی کافی ہے انشاء اللہ جلد ہی دوبارہ جلدی دونگا تب تک کے لیے اجازت دیں والسلام۔

محمد احمد ڈولا۔ سبحان شاہ سے لکھتے ہیں۔ سلام علیکم۔ جواب عرض کے تمام قارئین کو میرا سلام قبول ہو جو اب عرض میں میرا پہلا قدم ہے مجھے جواب عرض بڑھتے ہوئے پانچ سال ہو گئے ہیں لیکن اب تو ہمیں جواب عرض فری میں ملتا ہے کیونکہ ہمیں خریدنا پڑتا تھا لیکن اب پاسر کی صاحب نے جیسی والے سے کہہ دیا ہے کہ جو بھی جواب عرض لینے آئے اسے فری میں دیا کریں اب فری میں دیا جاتا ہے پاسر کی آپ اپنا نمبر انجسی والے کو دے دو ہم نے یس کے پلیز رابطہ ضرور کریں ہم بھی تو دیکھیں گے آپ کیسے ہیں باقی سب کہانیاں اچھی تھیں اور شعر و شاعری کمال کی تھی فروری کے جواب عرض کی ریاض احمد صاحب میری کہانیوں کو بھی جگہ دیں آپ کی عین نوازش ہوگی اور غلام فرید جاوید صاحب آپ سے بھی ملنا چاہتا ہوں باقی اگلے شمارے میں ملاقات ہوگی

ایم فاروق جٹ۔ سبحان شاہ سے لکھتے ہیں اسلام علیکم۔ جواب عرض کے تمام صاف اور قارئین کو سلام قبول ہو یاہ فروری کا شمار ملا بہت خوش ہوئی زیادہ تب ہوئی جب سنوری پسند آئی وہ بھی ندیم عباس اوسوری سلیم منو آف کلن پور۔۔۔ باقی سنوریاں بھی اپنے معیار کے مطابق ٹھیک تھی اور سب سے اچھا جو لیٹر تھا وہ۔۔۔ آپ کی شہر کران آف چوک اسکے بعد شہری پیغام میرے دل پر زخم کر دیے ہیں پلیز بتاؤ کیا مسئلہ ہے آپ کو کون سا زخم ہے آپ کے دل میں اس کے بعد۔۔۔ ایم یلقوب ذریہ غازی خان آپ بہت اچھا لیٹر لکھ لیتے ہیں۔۔۔ یاسر وکی صاحب آپ کہاں رہتے ہیں آپ کا نمبر بند ہے پلیز رابطہ کریں جنوری میں آپ کی کہانی پڑھی تھی بہت کمال کی تھی لیکن آپ کا نمبر بند تھا آپ تو اچانک ہی دیپالپور سے نمودار ہوئے ہو آپ پلیز رابطہ کرو۔

ارسلان آرزو۔ جڑانوالہ سے لکھتے ہیں۔ اسلام علیکم۔ کے بعد عرض ہے کہ میں خیریت سے ہوں امید کرتا ہوں کہ ریاض بھائی آپ بھی جواب عرض کی پوری ٹیم کے ساتھ خیریت سے ہوں گے ریاض بھائی مجھے خط لکھنے کا طریقہ نہیں ہے پہلی بار آپ کی دیکھی محفل میں حاضری دے رہا ہوں ریاض بھائی وہ بھی میں آپ کو بتا دوں کہ کس کی وجہ سے ایک دن۔۔۔ بھائی وقاص انجم جواب عرض کی سنڈی کر رہا تھا تو میں نے اس کو اپنی بار آواز دی مگر وقاص بھائی میری بات سنو لیکن ہو جواب عرض میں اتمام حق کے میری آواز تک نہیں سنی انہوں نے میں نے اس سے جواب عرض لے کر پڑھا تو بہت اچھا لگا میں آپ کو اس سے خط لکھ رہا ہوں کہ اب آپ مجھے بھی اپنی دیکھی محفل میں جگہ دیں گے آخر میں جواب عرض کی ترقی کے لیے دعا گو ہوں کہ دن دوپہی رات چوگی ترقی کرے آمین۔

محمد رضوان۔ جڑانوالہ سے لکھتے ہیں۔ اسلام علیکم میری طرف سے آپ اور جواب عرض کی پوری ٹیم کو اور اس کے ساتھ جڑے تمام راسخ اور مہربان کو محبتوں بھر اسلام ریاض بھائی میں نے آج پانچ ماہ پہلے بھی آپ کو خط لکھا تھا جس کو آپ نے شائع کر کے میری حوصلہ افزائی کی تھی ریاض بھائی میں آپ کا کن لفظوں سے شکریہ ادا کروں کہ آپ نے اس بندہ کا چیر کو جواب عرض میں سنواری سی جگہ دی بھائی ریاض میں آپ کو اس وقت بھی خط لکھنا تھا جب آپ نے میرا خط شائع کیا تھا میری نوکری ہی پتھائی تھی کہ وقت ہی نہ ملا میرے بھائی وقاص انجم نے مجھے بتایا کہ میرا خط شائع ہوا ہے تو میری خوشی کی انتہائی نہ رہی مجھے یقین نہیں ہو رہا تھا میں جلدی سے اس کے پاس گیا تو اپنی انگوٹھوں سے دیکھا تو مجھے یقین ہو گیا ریاض بھائی میں نے اپنی دو تین غزلیں بھی بھیجی تھیں مہربانی کر کے وہ بھی شائع کروں آپ کی نوازش ہوگی میرے پاس وقت بہت کم ہے اپنی حاضری دینے کے لیے بس اتنا ہی لکھ رہا ہوں اور آخر میں جواب عرض کے لیے دعا گو ہوں کہ اللہ اس کو دن دوپہی رات چوگی ترقی عطا فرمائے عامر رضا۔ میرا شریف اٹک سے لکھتے ہیں۔ اسلام علیکم۔ ریاض بھائی اور تمام جواب عرض پڑھنے لکھنے والوں کو میرا سلام قبول ہو ریاض بھائی میں تقریباً دو سال سے جواب عرض کا قاری ہوں اور بڑے جو اور جذبے سے جواب عرض پڑھتا ہوں مجھے جواب عرض تھوڑا لیت ملتا ہے اور لیکن پھر بھی دس بارہ تاریخ کو مل جاتا ہے میں نے جنوری کا جواب عرض پڑھا ہے سب کی سنوریاں بہت اچھی ہیں فروری کا بھی مل گیا ہے لیکن ابھی آدھا پڑھا ہے اس کی بھی جتنی تعریف کروں کم ہے میں اس مرتبہ ایک خط اور کچھ شاعری ارسال کر رہا ہوں امید ہے کہ آپ ضرور جگہ دیں گے اور میری حوصلہ افزائی کریں گے میں بہت جلد ہی سنوری بھی ارسال کر دوں گا اور وہ بھی ضرور شائع کیجئے گا جواب عرض کا یہ سلسلہ میں تو کہتا ہوں کہ عروج پر جا رہا ہے میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور بھی جواب عرض کو ترقی دے آخر میں میں جواب عرض پڑھنے والوں کو خلوص بھر اسلام اور میری دعا ہے کہ سب

ہمیشہ ہنستے مسکراتے رہیں آئیں۔

پرنس عبدالرحمن۔ میں رانجھٹے لکھتے ہیں۔ ماہ جنوری کا شمار اس وقت میرے ہاتھوں میں ہے جو میں مکمل پڑھ چکا ہوں اس ماہ میرا صرف زندگی کی ڈائری میں نام تھا جو حالِ مکمل کیا کہہ سکتے ہیں اس کے بعد اسلامی صفحہ پڑھا اس کے پڑھنے کے اس پر عمل کرنے کی اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے آئیں۔ اس کے بعد کہانیوں کی طرف آیا تو کچھ پڑھنے پر نام نظر آئے جب میں میرے بہت ہی اچھے دوست مجید احمد جانی۔ ایم یقوب۔ آصف دہی۔ میرے خیال میں اس ماہ پہلے نمبر پر مجید احمد جانی نے انسان دوسرے نمبر میں مس فوزیہ کی اب نشانہ کون تیسرے نمبر پر اتر آئی دوئی امتحان دیتی ہے بانی میری دو کہانیاں آپ کے پاس ہیں ہو سکتے تو نظر کرم کر دینا آپ کی مہربانی ہوگی آخر میں ان کا شکریہ جو میری تحریریں پسند کرتے ہیں آخر میں خدیجہ گجرات کو

سلام۔ پرنس مظفر شاہ پشاور۔ سے لکھتے ہیں اسلام علیکم فرمادی کا شمار تمام تر خوبیوں کے ساتھ مایکٹ سے بروقت ملا پورا پڑھ لیا ہے اور پڑھنے کے بعد پورے انصاف کے ساتھ تبصرے کے لیے حاضر ہوں سب سے پہلے عالمگیر ہسپتال کے بارے میں پڑھا بہت اچھا لگا انشاء اللہ ہم بھی ہسپتال کے لیے عطیہ دیں گے اور کچھ نہیں تو تم از کم دو چار بوری سینٹ کے پیسے تو دیں گے تاکہ ہمارا بھی اس کا خریر میں کچھ حصہ ہو۔ اب کہانیوں کی طرف آتے ہیں سب سے پہلے۔۔۔ ملک عاشق حسین کی کہانی جلتے خوابوں کی آکھ بھی اچھی لگی۔۔۔ فلک زاہد کی کہانی پیارا کاسراب۔۔۔ نعم الامانت کی صنم تیری بے وفائی۔۔۔ معاویہ غبر کی عذاب محبت۔۔۔ زین نصیر کی بے وفائی۔۔۔ اور سراج اللہ کی محبت کا دوزخ نے متاثر نہیں کیا البتہ بہتر تھی۔۔۔ جبین راؤ کی وہ شخص تو شہر ہی چھوڑ گیا ایک اچھی کہانی تھی۔۔۔ محمد حسین کی محبت کے لالچ۔۔۔ محمد سلیم کی بے وفائے زندگی۔۔۔ آصف ساجد کی میرے سپنوں کا دور رج۔۔۔ اے آر رانی کی ریٹینگ۔۔۔ شاہد رفیق کی ماں کہاں ہے تو۔۔۔ اور انتظار حسین سانی کی دل خون کے آنسو روتا ہے۔ اچھی کہانیاں ہیں اس ماہ کی ٹاپ سنوری۔۔۔ عامر جاوید ہاشمی کی زندگی امتحان لیتی ہے بھی میری طرف سے ٹاپ سنوری لکھنے پر مبارکباد قبول ہو۔۔۔ ناراض منظور اکبر۔۔۔ ناراض اقصیٰ فراز کو میرا سلام پہنچے۔۔۔ عرفان ملک۔۔۔ ثناء احمد حسرت۔۔۔ یونس ناز۔۔۔ راشد لطیف۔۔۔ فیکار شیر زمان۔۔۔ میر احمد بیرکنی۔۔۔ پرنس عبدالرحمن۔ اور تمام راسخ زبہانیوں کو پرنس کا بہت بہت سلام قبول ہو۔

عثمان غنی۔ پشاور سے لکھتے ہیں اسلام علیکم۔ ذیقرار میں امید ہے کہ آپ سب خیریت سے ہوں گے اور زندگی کو احسن اور بڑھاپہ ہوا ہے ہوں گے ماہنامہ جواب عرض کے لیے جہاں سے سے کچھ نہیں لکھنا چاہتا تھا مگر بھی مجھے اتنا وقت میسر آیا کہ میں اپنے جذبات کو کٹھن روپ ڈال سکوں۔ ماہنامہ جواب عرض ایک خوبصورت جزیہ ہے اور میں نے دل سے اس کے لیے ایک پیاری سی تحریر میرے اپنے میرے سینے لکھی ہیں امید ہے کہ آپ سب میری حوصلہ افزائی کریں گے یہ کہانی دراصل ان سب دوستوں کے لیے ہیں جو کہ اپنی سے ناراض ہیں دل میں ارجحش پال رہی ہے زندگی میں سب اوقات تو ہوتے ہیں مگر ضروری نہیں کہ اس چھوٹی سی زندگی میں ہم اپنے پیاروں کو تنہا چھوڑ دیں ماہ فروری کا جواب عرض ملا ٹائٹل پر پاکستانی ماڈل شانہ اندھ دیکر دل جیت گئی نئی قیطہ و کار تحریر۔۔۔ پیار کا سرب فلک زاہد نے بہت اچھی لکھی ہے غالباً قیطہ اگر چہ چھوٹی تھی مگر کہانی بہت شاندار تھی ویلڈن ملک زاہد۔ چھوٹی موٹی سب تحریریں زبردست تھیں۔۔۔ غم عاشقی تیرا شکریہ۔۔۔ وہ شخص تو شہر ہی چھوڑ گیا۔۔۔ جلتے خوابوں کی راکھ سب کہانیاں بہت ٹائٹل تھیں اسی طرح لکھنے رہے گا اس کہانی

کے بعد ریگور ہو جاؤں گا خطوط سب دوستوں کے پسند آئے اور شعر شاعری بھی سب کالم بہت پسند آئے آپ سب پسندیدگی کی سند حاصل کر گئے ہیں جس سے لکھتے ہیں اسلام علیکم آداب عرض یہ ہے امید ہے کہ آپ سب خیرت ملک علی رضا فیصل آباد سے لکھتے ہیں۔

ہوں گے جواب عرض ماہ فروری میں میری غزل رسالہ کے پہلے صفحات پر بہار بن کر بھری ہوئی تھی بہت شکر یہ ریاض احمد صاحب سدا سلامت رہو محترم ملک عاشق حسین کی کہانی بہت پسند آئی اور حسب حال بھی آئینہ رو بردیں خطوط کا سلسلہ ہمیشہ کی طرح دلچسپ تھا۔۔۔ محترم امین مراد انصاری۔۔۔ ریاض تبسم۔۔۔ عالیہ۔۔۔ فاطمہ۔۔۔ حافظ شفیق عاجز۔۔۔ اور پیارے دوست افضل آزاد کے خطوط نمایاں اور اچھے لگے ہیں جن دوستوں نے اپنے خطوط میں میری تحریروں کو سراہا ان کا تہ دل سے شکر گزر رہوں اس بار کہانیوں میں۔۔۔ نعیم امانت۔۔۔ شاہد رضا۔۔۔ ڈاکٹر یعقوب۔۔۔ عاشق بی۔۔۔ ذیشان ریاض۔۔۔ شاہد رفیق۔۔۔ اے آر رانی آصف جاوی بہت خوب لکھا ہے سب کی کہانیاں اچھی تھیں ایک بہت بڑی خوشی اور بہت بڑا غم ملا خوشی یہ کہ فروری کو بادشاہ عمر دراز کی سالگرہ تھی اس میں سب نے یک کھایا اور غم ہمارے بہت پیارے محسن رانسٹر فقیر بخش لگا صابر ہم سب سے جدا ہو گئے ہیں چار فروری کو ان کا جنازہ لاہور موڑے دن کے چار بجے اٹھایا گیا تھا وہ دن میری زندگی کا سب سے دکھی ترین دن تھا جب انسان کے جسم سے اس کا ٹکڑا جدا ہو جاتا ہے اسی طرح یہ سب واقع پیش آیا آخر میں دوست ونو اور خالد فاروقی کو سلام۔

عثمان عینی۔ عارف الہ پاک پٹن سے لکھتے ہیں اسلام علیکم۔ اس وقت میرے پاس ماہ فروری کا شاہ بہت ہی خوبصورت ڈیزائن اور بہت پر خلوص الفاظوں سے بھرا ہوا جواب عرض موجود ہے اس مضمون اسلامی صفحہ اور ماں کی یاد میں موجود ہیں تھا جو شاید اس بار دیا ہی نہیں تھا باقی سنوری سب کی بہت اچھی تھیں خاص کر جناب انتظار حسین سانی صاحب کی سنوری بہت ہی اچھی لگی اور یہ سنوری ایک سبق آموز بھی تھی جس میں ان لوگوں کے لیے ایک سبق ہے جو اپنی ان کی خاطر اپنی اولاد کی خوشیوں کو نظر انداز کر کے اپنی ناک اونچی رکھنے میں فخر محسوس کرتے ہیں لیکن اس سنوری میں اس بزرگ کو کیا ملایہ تو کوئی اس سے جا کر پوچھے کہ اس نے اپنی ناک کتنے سے تو بچائی لیکن اپنی ہی بیٹی کو قربان کر دیا خیر ہم سب تو پھر بھی اس بزرگ کے لیے دعا ہی کریں گے کہ اللہ تعالیٰ ان کی زندگی کو آرام اور سکون دے۔ آئین۔ خیر باقی سب رانسٹروں نے اچھا لکھا تھا کچھ دوستوں کو شکوہ شکایت بھی تھی اور یہ تو زندگی کے ساتھ ساتھ ہی کسی نہ کسی سے تو ہوتی ہی رہتی ہے اور آخر میں میں کچھ دوستوں کو میری شاعری اور ماں کی یاد میں کالم بہت پسند آئے ان میں سے سرفراز انجم۔ اور وقاص انجم۔ ان کا بہت بہت شکر یہ اور آخر میں سب کو محبتوں بھر اسلام اور اپنا بہت خیال رکھیے گا۔

عامر رضا میرا شریف سے لکھتے ہیں اسلام علیکم۔ ریاض بھائی اور جواب عرض کے تمام قارئین کو میرا سلام ریاض بھائی میں نے فروری کو جواب عرض اس کی سب تحریروں اچھی تھیں خاص کر انتظار حسین سانی فلک زاہد۔۔۔ محمد ابو ہریرہ۔۔۔ آصف جاوید زاہد۔۔۔ بی بی خیر بہت اچھی لگی اس کے علاوہ شاعری میں۔۔۔ فرض ناز تانیلی۔۔۔ فضیلہ ایوب۔ کی شاعری بہت اچھی لگی تھی ریاض بھائی میں اس دفعہ کچھ پھر غزلیں اور کچھ شاعری بھیج رہا ہوں امید ہے کہ آپ ضرور پیش کریں گے اور مجھے شکر یہ کاموں میں دیں گے۔

محمد ندیم عباس میوالی چٹوکی سے لکھتے ہیں۔ اسلام علیکم۔ موسم بہار کی آمد آمد ہے درخت اپنی بہار دیکھا رہے ہیں ویسے بھی ہمارا شہر چٹوکی تو موسم بہار کے علاوہ بھی خوبصورت پھولوں اور مختلف انواع کے پودوں

کی بدولت ہر وقت ہی بہار کا نظارہ پیش کرتا رہتا ہے اور موسم بہار تو سونے پر سہاگہ والی بات ہے انہیں پھولوں میں ایک مہکتا ہوا پھول۔۔۔ ہماری آبی کشور کرن ہیں اب یہ معلوم نہیں کہ وہ کس جگہ کو اپنی خوشبو سے معطر کر رہی ہیں بحر حال تھوڑی بہت تو خوشبو ہوائے جھونکے سے اور جواب عرض کی میری بانی سے ہم تک پہنچ ہی جاتی ہے آپ کی جان بتا دیں کہ کس جگہ پھول کھلا ہوا ہے میں وعدہ کرتا ہوں کہ بن بلائے بھی آپ کے ہاتھوں کا بنا ہوا کھانا کھانے نہیں آؤں گا۔۔۔ لاوارث سنوری بہت خوبصورت انداز میں اپنی منزل کی طرف سفر کر رہی ہے۔۔۔ پتوکی والو ایک راسٹر یا سرو کی دیہ پالپور سے ہے اس نے مجھے میری سنوری خونی تحرا پر مبارکباد دی دیتے ہوئے میری حوصلہ افزائی کی ہے اور ساتھ میں شکوہ بھی کیا کہ پتوکی کے کے قارمین۔۔۔ آبی جان۔ کے علاوہ بہت بے ذوق لوگ ہیں بالخصوص قربان نام لیا تھا وہ کہتے ہیں کہ میں نے دوستی کی خواہش ظاہر کی مگر سب نے ہوں ہاں کر کے رابطہ ختم کر دیا کوئی قدر نہیں کی کیا یہ بات سچ ہے قربان۔۔۔ شاید اقبال۔۔۔ حافظ طالب حسین میں آپ لوگوں سے مخاطب ہوں یا سرو کی دیر سے کوئی بات نہیں میں آپ کی دوستی قبول کرتا ہوں ابھی میری وجہ سے آپ کو شکایت نہیں ہوگی اور اللہ تعالیٰ آپ کو اعلیٰ نمبروں سے کامیاب کرے آپ دعوت کا انتظام کرنے کا سوچیں۔۔۔ باقی شمارے پڑھائیں کیوں کہ ایگزٹرم سر پر کھڑے ہیں۔۔۔ ندامت کے آنسو عنوان سے ایک کہانی آپ لوگوں کے مذکر رر رہا ہوں بہت جلد۔۔۔ بھائی سلیم منیو مجھے یا سرو کی کی زبانی آپ کے ساتھ آنے والا معاملہ معلوم ہوا پلیز اگر ہو سکے تو مجھ سے ایک بار رابطہ ضرور کرنا اللہ تعالیٰ آپ کی مشکل کو جلد از جلد دور فرمائے آمین مصباح کریم اینڈ انٹرنیشنل جلد از جلد جواب عرض کی محفل میں حاضری دیں۔ والسلام۔

یا سر ملک مسکان چند انک سے لکھتے ہیں۔ اسلام علیکم تمام شاف جواب عرض اور قارئین کو سلام انکلی ریاض جی کو یا سر ملک مسکان کا دعاؤں بھر اسلام مارچ کا انمول تحفہ ملا پڑھ کر دل خوش ہو گیا تمام تحریریں عمدہ ہیں مذاہب محبت معاویہ غبر و نو اگر نہ ہوتے مناہل باہی چار کا سراپ فلک زاہد۔۔۔ وہ کیا بات ہے ایک عمدہ سنوری لکھنے پر بہت بہت مبارک ہو۔۔۔ آبی کشور کرن جی کوئی ہیں آپ نے تو جواب عرض کو چار چاند لگا دیئے ہیں لاوارث کہانی ایک عمدہ تحریر بھی مبارک ہو اللہ آپ کو بے غم دے اور ہمیشہ خوش رکھے اور آپ ہمیشہ جواب عرض میں سہتی رہو۔۔۔ مجید احمد جانی۔۔۔ حسین کاظمی۔۔۔ رضوان آکاش۔۔۔ انتظار حسین ساقی۔۔۔ ارشاد گل۔۔۔ شامہ رئیس۔۔۔ زاکرت علی ایک عمدہ تحریر لکھنے پر مبارک باد ہو اب آتے ہیں غزلوں کی طرف تو۔۔۔ آبی کشور کرن جی۔۔۔ حر رمضان۔۔۔ مارہ عباس۔۔۔ حسین رضا۔۔۔ کی بہت اچھی غزلیں لکھیں پر یا انک جی آپ تو بالکل ہی غائب ہو گئی ہیں آپ جی کوئی تحریر لکھو آپ کی کمی محسوس ہوتی ہے اللہ آپ کو خوش رکھے اور۔۔۔ حماد ظفر بادی جی آپ بھی بالکل غائب ہیں کوئی تحریر بھیجنا آپ دونوں کو میرا دعاؤں بھر اسلام آخر پہ انکل جی مجھے نہیں پتہ تھا کہانی کے ساتھ آئی ڈی کی کافی بھیجی ہوئی ہے میری اپنی پتہ نہیں ہے ابو کی پاکسی بڑے کی بھیج دوں گا اپریل میں میری سنوری کو ضرور جگہ دینا دینا سنوریاں آپ کے پاس ہیں تیسری بھیج رہا ہوں اور غزلیں بھیج رہا ہوں غزلیں ڈائری شائع کر کے حوصلہ افزا کریں اور جواب عرض عروج پر ہے میری دعا ہے کہ اللہ پاک اسے دن گئی رات چوٹی ترقی عطا فرمائے جواب عرض کے تمام قارئین راسٹر ز شاف ہنستے مسکراتے رہیں دعاؤں میں یاد رکھنا اللہ حافظ۔

کرن سلیم۔ منڈی عثمان والا سے لکھتی ہیں اسلام علیکم۔ میں پانچ سال سے جواب عرض پڑھ رہی ہوں ہر ماہ جواب عرض خریدتی ہوں پر آج تک جواب عرض میں کچھ لکھا نہیں تھا میں جواب عرض سے بہت پیار

لری ہوں ہمارے گاؤں کی تیس لڑکیاں مجھ سے جواب عرض لے کر پڑھتی ہیں میں منگوائی اکیلی ہوں سب سے پہلے خود پڑھتی ہوں بعد میں اپنی دوستوں کو پڑھتی ہوں پھر آہستہ آہستہ سب لڑکیاں مجھ سے جواب عرض لے کر پڑھتی ہیں میں جواب عرض سے بہت پیار کرتی ہوں میری دوستوں نے میرا نام ہی جواب عرض رکھا ہوا ہے میرا آپنی شہر کر ن پتو کی کو سلام آپنی میں آپ کی بہت بڑی فین ہوں آپنی آپ بہت اچھی ہیں حد سے بھی زیادہ زندگی میں یہ سب سے بڑی خواہش ہے کہ میں ایک دفعہ آپنی آپ کو دیکھوں بس ایک دفعہ آپ کو دیکھنا چاہتی ہوں بالئہ میری اس خواہش کو پورا کر دے آمین آخر میں میرا محمد سلیم منیو کو سلام میرا بد نصیب کا جواب عرض میں یہ خط شائع ہو جائے میرے لیے اتنا بھی کافی ہے۔

سویرا ملک خان بھتی ہیں اسلام علیکم محترم ریاض احمد صاحب کیسے ہیں آپ امید ہے کہ خیریت سے ہوں گے میری طرف سے جواب عرض کی پوری تیم اور اس کے ساتھیوں کو دل کی گہرائیوں سے سلام قبول ہو بھائی میں پہلی بار جواب عرض میں لکھ رہی ہیں امید ہے کہ آپ جلد دے کر شکر یہ کا موقع دیں گے بھائی صاحب مجھے لکھنے کا بہت شوق ہے اور میں نے تین سٹوریاں بھی لکھی ہیں جس کو پڑھائیں رجسٹر کر دی ہیں اب چوٹی سنوری پڑھے بغیر ہی بھیج رہی ہوں امید ہے کہ آپ میری حوصلہ افزائی کریں گے کیونکہ حوصلہ افزائی سے ہی رائٹر لکھ سکتا ہے مگر میں چند جملے یہاں ضرور لکھوں گی جنہوں نے مجھے لکھنے پر مجبور کر دیا ہے جو لوگ ابھی سوچ رہے ہیں کہ پلیز قلم اٹھا میں اور جلدی سے جلدی دھجی مگری میں شامل ہو جائیں ایک بار کوشش کریں کوشش کرنے سے خدا مل جاتا ہے امید ہے کہ سننے لکھنے والوں کو نظر انداز نہیں کیا جائے گا ان بھائیوں نے میرا حوصلہ بڑھایا کیونکہ میں سوچنے والوں میں شامل تھی جس نے نہ جملے لکھے ہیں اللہ تعالیٰ اسے مزید لکھنے کی توفیق دے اور میری طرف سے اس کا بہت بہت شکر یہ اور جواب عرض کی جتنی بھی تعریف کروں کم ہے۔۔۔۔۔ آپنی شہر کر ن کی میں بہت بڑی فین ہوں۔ باقی نا اچالا کی سنوری بڑا دوست کی داستان کی جتنی بھی تعریف کروں کم ہے باقی تمام سٹوریاں۔۔۔۔۔ پیار کا سراب۔۔۔۔۔ ریشم۔۔۔۔۔ غلطی ہو گئی۔۔۔۔۔ میرے سپنوں کا راجہ۔۔۔۔۔ دعا کی۔۔۔۔۔ تقدیر کے کھیل۔۔۔۔۔ عورت کی شان۔۔۔۔۔ زندگی کی آجھان لیتی ہے۔۔۔۔۔ عذاب محبت۔۔۔۔۔ کاش تو میں نہ ہوتی۔۔۔۔۔ کھڑے عشق۔۔۔۔۔ بہت بہتریں سٹوریاں تھی اور آخر میں جواب عرض کے لیے دعا ہے مزید ترقی کرے آمین اللہ حافظ۔

محمد سلیم منیو کو کھانا کلاں سے لکھتے ہیں اسلام علیکم۔ فردری کا شمار ملا آپ نے اس ناچیز کو یاد کیا آپ کا بہت شکر یہ جناب ریاض احمد صاحب سے میں نے جواب عرض کی دنیا میں قدم رکھا ہے میں بہت خوش رہتا ہوں مجھے جواب عرض سے بہت پیار ہے جب تک میں صبح صبح جواب عرض کو دیکھ نہ لوں تو چین ہی نہیں آتا میری اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تاقیہ تک جواب عرض کو میرے ساتھ رکھے آمین۔ اور میں ان تمام قارئین جواب عرض کا بے حد مشکور ہوں جو مجھے اپنی دعاؤں میں یاد رکھتے ہیں اگر میں ان دوستوں کا نام لوں تو پھر کافی وقت ضائع ہو جائے گا میں نہیں چاہتا کہ جواب عرض کا قیمتی بہت ہی قیمتی ورق ضائع ہو اور پوری تیم کو میری طرف سے سلام قبول ہو اللہ پاک جواب عرض کو دن رات چوگی ترقی دے آمین۔

وقاص انجم۔ جڑاوالہ فیصل آباد سے لکھتے ہیں۔ محترم پیارے ریاض احمد صاحب اسلام علیکم کیسے ہیں آپ میں امید کرتا ہوں کہ خیریت سے ہوں گے میری طرف سے جواب عرض کی پوری تیم کو سلام اس کے ساتھ جڑے تمام ممبران کو محبتوں بھرا سلام قبول ہو مارچ کا شمار ملا اس بار میں نے ساہیوال سے خریداجس

میں اپنی سنوری دیکھ کر بہت خوش ہوا ریاض بھائی میں آپ کا تہ دل سے مشکور ہوں کہ آپ نے اس بندہ ناچیز کو بھی جواب عرض میں لکھنے کا موقع دیا ریاض بھائی آپ کا بہت شکریہ اور مہربانی نوازش آپ جو آپ نے میری بھی سنوری کو چار چاند لگا کر شائع کر دیا آپ کے پاس میری ایک اور سنوری اور پڑی ہوئی ہے آپ پلیز اس کو بھی شمار میں جگہ دے کر مجھے ایک بار پھر شکریہ کا موقع دیں جن دوستوں نے میری کہانی کو پسند کیا ان کا نام ضرور لکھوں گا ان سب سے پہلے شاہد رفیق --- ساجد علی --- ماہ نور --- توقیر --- نوید --- نور جگنو --- عرفان ملک --- عارف شہزاد --- اور میرے پیارے بھائی --- عمران سرور اور ساہوال سے وقار یونس --- عائشہ --- کائنات ادلیس --- بلال رحیمی --- اور شاہ زیب --- رونی جزا نوالہ --- آمنہ لاہور --- صوبہ --- اور بہت ہی پیارے دوست بھائی --- یاسر وکی میں ان سب کا شکر گزار ہوں کہ ان سب نے میری حوصلہ افزائی کی اور ان کا بھی جن کام میں نام نہیں لکھ سکا اور مجھے اپنے دعاؤں میں یاد رکھا اب آتا ہوں مارچ کے شمارے کی طرف تو پہلے اسلامی صفحہ پر مباحثہ اچھا لگا اور اس کے بعد شہزادہ عالمگیر کا خواب پورا ہو رہا ہے اور ہم سب سے جتنا بھی ہوسکا گا ہم اس میں شامل ہوں گے سب سے پہلے کہانی --- لاوارث آنی کشور کرن بہت اچھی تحریر تھی جیسے پڑھ کر آنکھیں نم ہو گئی اس کے بعد --- پیار کا سراپ فلک زامہ --- محبت زندہ آج بھی ہے مجید احمد جانی --- دوستی اور محبت حسین عظمی --- انمول محبت ارشاد گل کی --- اور محبت اک پھول ہے بشارت علی --- اور پردیسی محبت پریس مظفر شاہ --- اور کہاں ہیں اپنے حسنین شاہ کر --- انوکھے رنگ محبت کے انتظار حسین ساقی --- ماں مجھے سلام حسن رضا --- اور غریب تو بہت پیاری اور آئینہ رو برو میں --- آپ کی کشور کرن کا لیٹر بہت اچھا لگا اس کا تو پورے کا پورا شمارہ تحریف کے قابل تھا ریاض بھائی ایک بار پھر میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے میری سنوری شائع کر کے میری حوصلہ افزائی کی اس کے ساتھ ہی میں آپ سے اجازت چاہتا ہوں اور جواب عرض کے لیے دعا گو ہوں کہ یہ دن دگنی رات چوٹی تری کرے آمین ---

مقصود احمد بلوچ۔ میاں چنوں سے لکھتے ہیں اسلام علیکم۔ فروری کا شمارہ ملا پڑھ کر بہت خوشی ہوئی کیا بات تھی ناٹک کی کہانیاں بہت ہی اچھی تھیں سب کہانیاں اپنی مثال آپ تھی میں مشکور ہوں جنہوں نے پیار میں دھوکہ سنوری کو پسند کیا وقاص انجم۔ ملک علی رضا۔ راشد لطیف۔ شاہد رفیق ان سب کو میرا سلام دعاؤں کا ظلا گار۔

راشد لطیف صبرے والا سے لکھتے ہیں اسلام علیکم مارچ کا شمارہ ملا بہت ہی اچھا تھا سب کی کہانیاں اچھی تھیں ایک سے بڑھ کر ایک تھی ماہ فروری میں کاش تو یہی نہ ہوتی بہت اچھی کہانی تھی بہت دکھ ہوا شاہد رفیق سہو کے ماموں اس دنیا میں نہیں رہے اللہ ان کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے آمین اور جو میری سنوریوں کو پسند کرتے ہیں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

شاہد رفیق سہو کبیر والا سے لکھتے ہیں اسلام علیکم ریاض بھائی امید کرتا ہوں کہ آپ سب خیریت سے ہوں گے اور اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ آپ سلامت رہیں ماہ مارچ کا شمارہ ملا بہت ہی اچھا تھا میرے پیارے ماموں کا انتقال ہو گیا تھا جن دوستوں نے اظہار افسوس کیا میرے دھوں میں شریک ہو کر مجھے حوصلہ دیا میرے دکھوں میں ساتھ رہے آپ کی محبت کا شکریہ ادا کرتا ہوں جناب محترم اللہ دیکھیں۔ جناب راشد لطیف۔ عائشہ سحر۔ ثنا جالا۔ گزنیہ چوہدری۔ ثارومی۔ سہنا کراچی۔ جن دوستوں نے فل خوانی میں شرکت کی متیق احمد

-- حافظ عرفان -- اور بھائی راشد لطیف -- ان کا میں دل سے شکر گزار ہوں انہوں نے شرکت کی جن دوستوں کے میں نام نہیں لکھ سکا ان کا بھی بہت شکر گزار ہوں میرے دکھوں میں شرکت کر کے حوصلہ دیا تمام دوستوں سے اپیل ہے کہ میرے ماموں کی مغفرت کے لیے دعا کریں سدا خوش رہیں۔۔۔۔۔

شاہد اقبال چٹولی سے لکھتے ہیں اسلام علیکم، امید ہے کہ سب قارئین خیریت سے ہوں گے اور جواب عرض کے ساتھ جڑ سے ممبران حضرات بھی اسی خوشی زندگی گزار رہے ہوں گے ماہ مارچ کا شمار ملا پڑھ کر بہت خوشی ہوئی اور موسم بہار آنے کا انتظام ہو بہا بہت اچھا موسم ہے ہم چٹولی والے بہت خوش ہیں اور پھر ان دوستوں کا تہہ دل سے مشکور ہوں جنہوں نے میرا کالم کی یاد میں کو پسند کیا اور میری چھوٹی موٹی غزلیں اور کچھ جوک وغیرہ لکھتے رہتے ہیں میں مشکور ہوں اور ادا جواب عرض کا کہ وہ میری تحریروں کو ردی کی نوکری کی نظر نہیں کرتے اور مجھے پھر سے لکھنے کا موقع دیتے ہیں اور شکریہ کا موقع فراہم کرتے ہیں مارچ میں جس سنوری نے زیادہ متاثر کیا وہ لاوارث کہانی تھی میں جب بھی لکھنا لکھتا ہوں تو مجھے اس بچے کے وہ سوکھے روئی کے ٹکڑے پانی میں بھگو لکھنا سنا سنے آجاتے ہیں اور میرا روئی کا ناول ملحق سے نیچے نہیں جاتا کیا ہم اتنے خوش نصیب ہیں کہ اتنے اتنے کھانے آگے رکھ کر بیٹھے ہوں اور پھر بھی خرتے کرنا ہم نہیں کھائیں گے ہم وہ نہیں کھائیں گے اب کھانا ٹھنڈا ہو گیا اسے گرم کیا تو ذائقہ پہنچ ہو جائے گا اگر کسی نے بتی کھینا ہے تو اس بچے نوئی سے کھو جیسے کا طریقہ خود بخود ہی آجائے گا ایک حقیقت داستان کو پڑھو گے تو اس کے کہانی میں اترا کتب نظر آجائے گا مجھے تو اس دن سے ہی لکھنا ڈر بھی مزہ نہیں دیتا کوئی میری اس بات پر یقین کرے یا نہ کرے۔ سب کو میرا سلام ادا اور جواب عرض کی ترقی کے لیے دعا گو ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ اس کو زیادہ سے زیادہ ترقی نصیب فرمائے آمین۔

سر فرزانہ دھیر کوٹ ازاں میر سے لکھتے ہیں اسلام علیکم ماہنامہ جواب عرض ماہ فروری گلگت سے خریدا علیگیر ہسپتال بہ حال میں بننا چاہئے یونکہ عالمگیر بھیا ہمارے قائد تھے اور اپنے قائد کے خوابوں کو پورا کرنا ہمارا فرض ہے مجھے امید ہے کہ میں جواب عرض کے تمام راسخز اس میں بڑھ کر حصہ لیں گے۔ ماہ فروری میں سب سے پہلے اپنے تحریر ڈھونڈنا شروع کی تو آئینہ روبرو میں اپنی تحریر پڑھ کر دی خوشی ہوئی اس کے بعد کہانیوں میں قدم رکھا جتنے خوابوں کی راکھ عاشق حسین ساجد بھائی۔ کاش تو یہی نہ ہوتی عافیہ گوئدل۔۔۔ دل خون کے آنسو روتا ہے انتظار بھیا۔۔۔ ماں کہاں ہے تو شاہد رفیق سہو۔۔۔ ملٹی ہوئی عانثہ نور جہرات۔۔۔ عذاب محبت معاویہ غبر۔۔۔ بچھتاوا عانثہ علی چکوال۔۔۔ بے وفائی زین نصیر لاہور۔۔۔ عم عاشقی تیرا شکر یہ ثنا اجالا۔۔۔ اور عورت کی شان چوہدری پرویز کی سنوری بہت پسند آئی تمام راسخز کو مبارکباد۔ یوس ناز بھیا آپ پھر غائب ہو گئے ہیں پلیز اپنی سنوری ضرور بھیجا کریں فرخ ناز انک۔ محمد آفتاب۔۔۔ آپی سنور کن چٹولی۔۔۔ سلمان بشیر بہاولنگر عافیہ گوئدل۔۔۔ احسن علی لالہ موہی۔۔۔ طاہر خان ناروال کی تحریریں بہت پسند آئیں میری ڈس کی کی ڈائری میں عرفان کی تحریر بہت پسند آئی اسے آر آر ایلہ۔ مس صبا۔ اور سیدہ امامہ علی آپ کہاں گم ہو پلیز ہر ماہ جواب عرض میں حاضری کو یقینی بناؤ آپ کی تحریروں کا شدت سے انتظار رہے گا شاعری میں سب کی شاعری اچھی تھی براہ محبت کی داستان ماہ نور کنول۔ کی سنوری پسند آئی اچھا لکھنے پر مبارکباد جواب عرض کی بزم میں ریاض احمد بھائی آپ سے ریکویسٹ ہے کہ کالم زیادہ سے زیادہ شائع کیا کریں پلیز کالم بہت کم آتے ہیں قارئین بہت جلد سنوری لے کر حاضر ہوں گا پیاز و میں جب بیٹھ کر جواب عرض پڑھتا ہوں تو بہت مزہ آتا ہے دل کو سکون ملتا ہے۔ کیونکہ جواب عرض میرا دوست ہے اور بیا رہی جواب عرض کے تمام قارئین کو میرا سلام۔

لبنی سرور فیصل آباد کی شاعری

مگر جب سے
اس شخص کو بڑھا ہے
خود کو بھول گئی ہوں
صرف اس کی شاعری
اس کی محبت یاد رہتی ہے
وہ دن بھول نہیں سکتی
جس دن وہ ملا تھا
لبنی سرور۔ فیصل آباد۔

دل کا آنگن
دل کا آنگن سونا تھا
مگر تیری دستک نے
میرے دل کے سارے
دروازے کھول دیے
اب میرے دل کا
آنگن تیرا ہے
جب جاؤ گے
لبنی سرور۔ فیصل آباد۔

آواز کا بندھن
مجھے کچھ معلوم نہیں ہے
میری محبت کا ہر دم
وہ مجھے ہر وقت
یہی کہتا ہے
جاناں تمہاری آواز ہے
کہ جادو
تیری آواز میں وہ کشش ہے
کہ میرے کانوں میں
ہر وقت تیری آواز کا جادو
بولتا رہتا ہے
مجھے یہ معلوم نہیں ہو رہا کہ
وہ مجھ سے محبت کرتا ہے
کہ میری آواز سے
لبنی سرور۔ فیصل آباد۔

بارش
بارش کے ایک ایک قطرے میں
تیری یادیں ہیں
جیسے بارش آتی ہے
تیری یادوں کی بارش
بھی ساتھ ساتھ
میرے دامن کو بھگونے لگتی ہیں
سادن کے بادل
میرے دکھ کے ساتھی ہیں
میری آنکھوں کے ساتھ
یہ بھی برستے ہیں
میری آنکھیں جب برتی ہیں
لبنی سرور۔ فیصل آباد۔

روگ
یہ روگ مجھے مار دیتا ہے
تیری یاد کے اجڑے آنگن میں
جب میں تنہا ہوتی ہوں
میں اپنے آپ سے
چھپ چھپ کر روتی ہوں
تیری یاد
روگ ہے کہ زندگی ہے
لبنی سرور۔ فیصل آباد۔

وہ دن بھول نہیں سکتی
مجھے شاعری سے لگاؤ بہت ہے
میں خود بھی شاعرہ ہوں

کونین
جواب عرضی

شعری پیغام اپنے پیاروں کے نام

جس کے لئے پیغام ہے، اس کا نام و مقام

نام

شہر

پیغام (شعری غزل میں)

نام

شہر

بھیجنے والے کا نام و مقام

یہ کوہین کاٹ کر اس پر شعر لکھ کر میں ارسال کر دیں

جواب عرضی

نام

شہر

فون نمبر

میرا بہترین شعر

تمہلے پتہ